بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

حسین مناظر

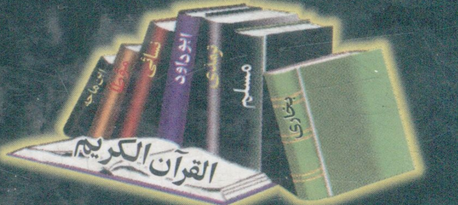

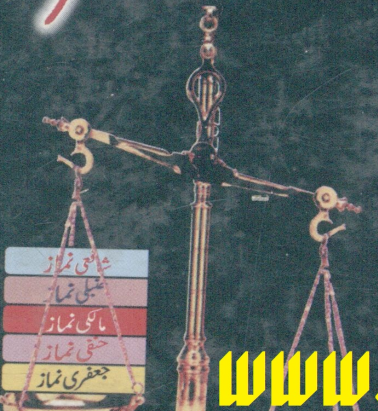

www.KitaboSunnat.com

ابو الثناء قاری خلیل الرحمن جاوید
ڈی۔ ایم۔ اے کراچی یونیورسٹی

جامعۃ الاحسان الاسلامیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

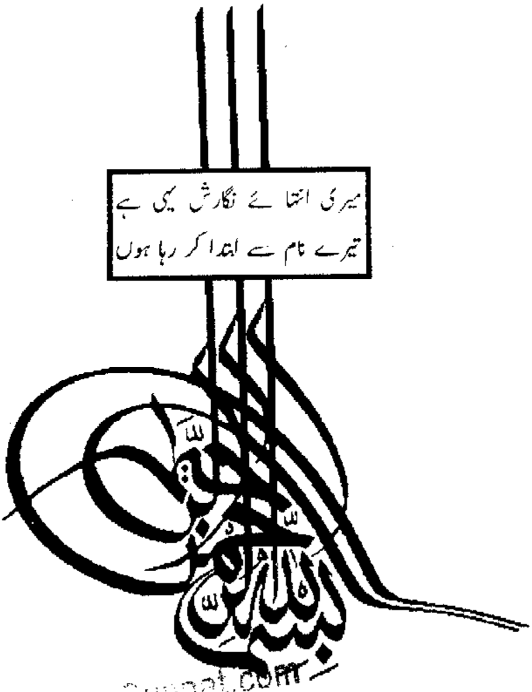

ملنے کے پتے

۱-جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ منظور کالونی کراچی۔
۲-مکتبہ نورِ حرم گلشنِ اقبال کراچی۔
۳-مکتبۃ السنۃ سفید مسجد سولجر بازار کراچی۔
۴-ادارۃ القرآن والحدیث کورٹ روڈ کراچی۔
۵-دینی کتب خانہ محمد بن قاسم روڈ کراچی۔
۶-بلال بک سینٹر اردو بازار کراچی۔
۷-فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
۸-فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

صلوٰۃ النبی ﷺ کے
حسین مناظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اپنے والدِ محترم جناب حکیم عبد الحمید (مرحوم) کے نام جن کی بے پناہ محبت، بے پایاں شفقت، حُسنِ تربیت اور دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پر خلوص دعاؤں کے ثمرے نے اس ناچیز کو اس قابل کیا۔

اے اللہ تو ان کی تقصیرات سے درگزر فرما۔
ان کی قبر کو اپنی رحمت سے منور فرما۔
انہیں دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور دنیا کے
اہل سے بہتر اہل عطا فرما۔
ان کی خطاؤں سے درگزر فرما۔
اُنھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔
اے اللہ جس طرح انہوں نے ہماری
کمسنی میں ہم پر شفقت اور مہربانی فرمائی
آج تو بھی اُن پر اس سے بڑھ کر شفقت و مہربانی فرما۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(آمین الٰہ الحق آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلوٰۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

حسین مناظر

کتاب و سنت کی روشنی میں نماز سے متعلق جملہ مسائل کا حل جس میں تمام اختلافی مسائل پر مفصل بحث آسان اور عام فہم علمی انداز میں عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ پیش کی گئی ہے مسائل کے ساتھ ساتھ اصلاحِ عقیدہ پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب اصل حقائق سے روشناس کرانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی۔

ابوانشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید
ڈی۔ ایم۔ اے کراچی یونیورسٹی

جامعۃ الاحسان الاسلامیہ
گجر چوک منظور کالونی کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب ______ صلوۃ النبی ﷺ کے حسین مناظر

مؤلف ______ ابو انشاء قاری خلیل الرحمن جاوید

ضخامت ______ ۴۹۶ صفحات

کمپوزنگ ______ ضیاء کمپوزنگ سینٹر بوہرہ پیر کراچی

کمپوزر ______ ضیاء الرحمن ضیاء

اشاعت ______ ستمبر ۲۰۰۰ء

بار ______ اوّل

تعداد ______ ۱۱۰۰، گیارہ سو

دیباچہ ______ پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب (ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب)

مطبوعہ ______ فیر فین پرنٹرز اردو بازار کراچی

ناشر ______ جامعۃ الاحسان الاسلامیہ گجر چوک منظور کالونی کراچی

قیمت ______ =/299

رابطہ

5888152,7772781

11927

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم جناب فضیلۃ الشیخ الاستاذ الحافظ **عبدالرزاق** حفظہ اللہ (شیخ الحدیث) جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ کے ہم بے حد شکر گزار ہیں جنھوں اپنی مصروفیت کے باوجود کتاب ہٰذا پر نظر ثانی فرما کر نہ صرف تصحیح فرمائی بلکہ اپنے مفید اور قیمتی مشوروں سے بھی نوازا، اللہ کرے آپ کا سایۂ شفقت اور فیضانِ علم ودانش اوارے پر تادیر سلامت رہے، آمین۔ (ازمؤلف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیق و توثیق

حمدًا ومنًّا للحميد المنان الذى جعل الصلوة قرة العينين والأعيان وسبيل معرفة الحنان لكل انس وجان وراحة للبنان والجنان وحصولا للجنان ذوات الأفنان والياقوت والمرجان وزيادة لليقين والإيمان وثقلا للوزن والميزان وزيارة للرحيم الرحمن وكل ذلك بأخلاص الخر للأذقان فهل جزاء الإحسان إلا الإحسان ثم الصلوة والسلام على اشرف خلقه محمد واله وصحبه وتابعيهم بإحسان **امابعد**:-

یہ کتاب توحید وسنت کے مظاہر ومناظر اور ملت کے اسرار وظواہر پر مشتمل عظیم عمل **نماز** کی ایسے دلکش پیرائے اور احسن انداز سے عکاسی کرتی ہے جو دل کو سکون وسرور، ذہن کو صفا، آنکھوں کو جلا و نور بخشتا ہے اور ہر صاحبِ فکر و نظر کیلئے مینارہ نور اور امرِ حکیم وجادۂ مستقیم کا کام دیتا ہے،

اگرچہ اہلِ علم کے نزدیک کسی بندے کی تصنیف و تالیف سے کلی اتفاق ضروری نہیں ہوتا لیکن اسکی اصابت وصلابت اور سداد ومراد کا انکار ضرور معیوب ہوتا ہے۔

الغرض کتاب مجموعی طور پر لازوال مقاصد اور فرائد وفوائد پر مشتمل ہے اور پھر مؤلف حفظہ اللہ تعالیٰ کے امتیازی انداز نے تو اس کو اس موضوع کی ہزاروں کتب میں سے کئی ایک پر کئی اعتبار سے ممتاز کر دیا ہے، جس کا صحیح اندازہ اپنے انداز و اندازے سے ایک صاحبِ قلبِ سلیم وفکرِ عمیم، پڑھنے کے بعد ہی کر سکتا ہے رب رحیم و کریم سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو حقیقی امتیاز بخشتے ہوئے مؤلف اور جمیع معاونین کیلئے توشۂ آخرت اور ہر قاری کیلئے نوشتۂ سعادت بنائے۔ (آمین) والحمدلله الذى بنعمته تتم الصالحات وله الحمد اولا و آخرا ☆

عبدالرزاق عفی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ الحدیث

جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ

گجر چوک منظور کالونی کراچی

۱۲- جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

مطابق ۱۳- اگست ۲۰۰۰ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

دین و شریعت میں عقائد کے بعد سب سے زیادہ توجہ عبادات کو دی گئی ہے۔ عبادات اسلامی معاشرے کی تشکیل میں ایک بنیادی اور اساسی کردار رکھتی ہیں۔ یہی باعث ہے کہ اسلامی ریاست کے حکمرانوں کو جن فرائضِ اربعہ کا پابند کیا گیا ہے ان میں اوّلیں فریضہ نماز کا ہے اُدلہ شرعیہ میں حکمرانوں کی اطاعت بھی اسی وقت تک لازم قرار دی گئی ہے جب تک کہ وہ اقامتِ صلوٰۃ کی ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہیں۔ نماز صرف سُنّتِ محمّدیہ ہی میں لازم قرار نہیں دی گئی بلکہ تمام صحفِ سماوی میں اور تمام سابقہ انبیاؑ و رُسل کی سنتِ ثابتہ رہی ہے لیکن نبی آخر الزمان ﷺ نے اس نماز کو دین و شریعت کی روح قرار دیا ہے حتیٰ کہ بعض احادیث میں وضاحت کے ساتھ اسے کفر اور اسلام کے درمیان فرق پیدا کرنے والی عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآنِ مجید میں جس تواتر، تسلسل اور توجہ کے ساتھ نماز کی اِقامت اور اس کی اہمیت وافادیت پر زور دیا گیا ہے، تمام عبادات میں وہ ایک قابلِ توجہ پہلو ہے۔

عبادات میں شعائرِ اسلامی کا جو اہتمام نماز میں دکھائی دیتا ہے اُسے ہر مسلمان بچشم خود دیکھ سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے۔ نماز کو عبادات کے دائرے میں لانے کے باوجود امورِ مملکت وریاست کے ساتھ جو اس کا لزوم قائم کیا گیا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام جس اجتماعیت کا تقاضا کرتا ہے اس کا حصول نماز کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

نماز کے احکامات و مسائل کے سلسلے میں گزشتہ صدیوں میں اور دنیا کی تقریباً ہر زندہ زبان میں سینکڑوں کتب اور ہزاروں مضامین لکھے گئے۔ عربی، فارسی اور اردو زبان میں اس پر مستقل، جامع اور صحیح کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں اس کی حکمت اور جامعیت کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ بیشتر مسنون پہلوؤں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا گیا ہے ان کتابوں میں سے بیشتر کا آغاز وضو اور طہارت سے شروع ہوتا ہے پھر اذان، اوقاتِ نماز، صف بندی اور نماز کی مختلف اقسام اور ان میں پڑھی جانے والی آیات اور دعاؤں کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے اس ضمن میں نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ، عیدین، اشراق، چاشت، وتر، جنازہ، استسقاء، کسوف، خسوف، تہجد اور نوافل وغیرہ کا تفصیلی بیان ہوتا ہے۔

اردو زبان میں نماز کے موضوع پر مختلف مسالک کے علماء نے بیسیوں کتابیں تحریر کی ہیں مگر ان میں سے اکثر کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک عام مسلمان اور نمازی الجھن کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ نماز کی مختلف سنتوں کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو کر نماز کی ایمانی لذت اور اخلاص سے محروم رہتا ہے یا پھر اختلافی اور فقہی مسائل پر اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ نماز کی اصل روح مجروح ہو کر رہ جاتی ہے جدید پڑھے لکھے مسلمان نوجوانوں کے ذہن میں یہ ایک بجا سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز جیسی سنتِ متواترہ کے بارے میں اس قدر اختلافی مسائل کیوں موجود ہیں جبکہ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي کا یہ تقاضا ہے کہ نماز اور متعلقاتِ نماز کے سلسلے میں بڑی صراحت کے ساتھ اس کا مسنون طریقہ بیان کیا جائے۔

ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید نے آج کے مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی اسی ذہنی کیفیت کے پیشِ نظر "صلوۃ النبی ﷺ کے حسین مناظر" تحریر کر کے عامۃ المسلمین کی اس دینی اور شرعی ضرورت کو پورا کر دیا ہے کہ سنتِ مطہرہ کی روشنی میں اجماعِ صحابہ کے تعامل کے حوالہ سے نماز کا مسنون طریقہ آسان اور واضح طریق سے بیان کیا گیا ہے۔ قاری صاحب موصوف نے اس کتاب کی پیشکش میں عامۃ المسلمین کو اس ذہنی تذبذب سے نجات دلانے کی کوشش کی ہے جو اقامتِ صلوٰۃ کے سلسلہ میں اختلافات کی موجودگی میں پائے جاتے تھے۔

قاری صاحب نے تمام کتاب میں کتاب و سنت کے مستند حوالوں کو اپنے پیشِ نظر رکھا ہے اور نماز کے ضمن میں کوئی پہلو یا گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں قارئین کیلئے تشنگی کا کوئی پہلو موجود ہو۔ طہارت سے لے کر اذان، تکبیر، صف بندی اور پھر نماز کے دوران قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ کے سلسلے میں پیش آنے والے سارے مسائل کو حدیث کے مستند اور متفق علیہ حوالوں کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی جگہ مختلف مسالک کے دلائل پائے جاتے ہیں تو اس میں ترجیح اور وجہ ترجیح کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔
اس کتاب کا اسلوبِ بیان سادہ، سلیس، رواں، واضح اور جاذبِ نظر ہے، مختلف مسائل کا جس عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے اس نے اس کتاب کی نوعیت اور حیثیت کو ایک قاموسی شکل عطا کر دی ہے۔
اس کوشش کو ہم بڑے اعتماد کے ساتھ نماز کا مسنون انسائیکلوپیڈیا قرار دے سکتے ہیں مسائلِ نماز کے ضمن میں فاضل مصنّف نے مختلف مواقع پر اس انتشار اور اضطراب کو بھی رفع کرنے کی کوشش کی ہے جو نماز کے کسی ایک موضوع پر پائے جانے والے دلائل کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے اس موقع پر اس کتاب کے فاضل مصنف نے تمام روایات اور اسناد کا علوم الحدیث کے حوالے سے جرح و تعدیل کا ایک مصدقہ معیار پیشِ نظر رکھتے ہوئے ترجیحی معیارِ عمل کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔
مصنف کی اس کوشش کے دوران اصلاحِ عقائد کے بھی بہت سے مسائل حل ہوتے چلے جاتے ہیں اس کتاب کا سب سے نمایاں پہلو جو پڑھنے والے کو حد درجہ متأثر کرتا ہے وہ یہ کہ اس سے مسلکی تعصبات کو کم کرنے اور اُمت کو ایک متفقہ دستورِ صلوٰۃ پر لانے کے نبوی منہج کو پیش کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے۔
"صلوٰۃ النبی ﷺ کے حسین مناظر" بارہ مستقل ابواب پر مشتمل ہے۔
بابِ اوّل میں اسلام میں عبادت کی حقیقت اور اسلامی عبادات میں نماز کی اہمیت و فوائد کو بیان کیا گیا ہے۔
دوسرے باب میں طہارت جیسے دینی اور فقہی موضوع پر دادِ تحقیق دی گئی ہے تیسرے باب میں اسی طہارت کے ایک مخصوص پہلو یعنی وضو کا بیان ہے جس میں چند مخصوص مسائل مثلاً مسح اور تیمم کے سلسلے میں تفصیلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔
چوتھے باب میں لباس اور ستر کی حدود کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا پانچواں باب تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں مساجد کی تاریخ، انکی شرعی حیثیت اور اس کے آداب کو واضح کیا گیا ہے چھٹے باب میں اوقاتِ نماز اور ساتویں باب میں اذان کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں ان بدعات کو بھی واضح کیا گیا ہے جو ضعیف اور موضوع روایات کے حوالے سے مسلمانوں میں راہ پا گئی ہیں۔
آٹھویں باب میں صف بندی اور نویں باب میں امامت اور باجماعت نماز کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔
اس باب میں عورت کی امامت جیسے نازک اور فقہی مسئلے پر ایک جامع اور مستند شرعی نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ دسواں باب سُترہ کے سلسلے میں ہے جبکہ گیارھویں باب میں مختلف نمازوں میں رکعت کی تعداد پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث کی گئی ہے۔اس ضمن میں تراویح، وتر اور عیدین کی نمازوں کے شرعی اور نبوی منہج کو پیش کیا گیا ہے۔
کتاب کا آخری باب "مسنون طریقۂ نماز" سے متعلق ہے اور یہ حقیقت میں اس پوری کتاب کی جان ہے۔
اس میں بیسیوں مسائل پر فاضل مصنف نے قلم اٹھایا ہے جو ان کے مطالعے کی وسعت پر محکم دلیل ہے۔
اس باب میں خواتین کے طریقۂ نماز پر ایک مستقل بحث پائی جاتی ہے نماز اور متعلقاتِ نماز کے سلسلے میں
کوئی بحث ایسی نہیں جس کا اس باب میں احاطہ نہ کیا گیا ہو۔انھیں تفصیلات کے باعث ہم اس کتاب کو نماز
کا مسنون انسائیکلوپیڈیا قرار دیتے ہیں۔

نماز ایک مسلم معاشرے کی شناخت ہے یہ اسلامی معاشرت کی تعمیر و تشکیل کا مؤثر ذریعہ ہے یہ مسلمانوں
میں باہمی اخوت کی سبیل ہے۔ قاری خلیل الرحمٰن جاوید نے جس وقتِ نظر اور اعماقِ فکر کے ساتھ اپنا
استدلال وضع کیا ہے وہ علمِ حدیث کے ساتھ انکی گہری دلچسپی اور فنِ حدیث کے ساتھ ان کے ذہنی
رسوخ پر شاہد ہے۔مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ان شاء اللہ دنیا کے اُردو خوان طبقے میں قبولیت حاصل
کرے گی اور اُمت کو صلّوا کما رأیتمونی اُصلّی کے شرعی تقاضوں کی تفصیل فراہم کرے گی۔

حق کی تلاش و جستجو کرنے والے مسلمان اس کتاب کے ذریعہ (ان شاء اللہ) شرعی اطمینان حاصل کریں
گے۔اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کی اس کوشش کو مقبول و مشکور فرمائے اور عامۃ المسلمین کی ہدایت کا ذریعہ
بنائے۔(آمین)

پروفیسر عبدالجبار شاکر
ڈائریکٹر بیت الحکمت
۱۰۹، حبیب پارک، لاہور

۲۸، مئی ۲۰۰۰ء

☆☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست

شمار	مضامین		صفحہ
1	☆	تصدیق وتوثیق	5
2	☆	دیباچہ	6
3	☆	عرضِ مؤلف	21
4	باب نمبر 1	عبادت کا بیان	27
5	باب نمبر 2	طہارت کا بیان	59
6	باب نمبر 3	وضوء کا بیان	85
7	باب نمبر 4	لباس کا بیان	117
8	باب نمبر 5	مساجد کا بیان	141
9	باب نمبر 6	اوقاتِ نماز	173
10	باب نمبر 7	اذان کا بیان	209
11	باب نمبر 8	صف بندی کا بیان	235
12	باب نمبر 9	امامت اور جماعت کا بیان	247
13	باب نمبر 10	سترہ کا بیان	277
14	باب نمبر 11	تعدادِ رکعات	287
15	باب نمبر 12	مسنون طریقہ نماز	320

تمّت بالخیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ملنے کے پتے	الف	نماز کے فوائد	35
انتساب	ب	فرض شناسی	35
جملہ حقوق	ج	احساسِ گناہ	36
تصدیق و توثیق	5	خوفِ الٰہی	36
دیباچہ	6	وفاشعاری و فرمانبرداری کی مشق	36
اجمالی فہرست	10	نماز ذکرِ الٰہی کا حسین ذریعہ	37
عرضِ مؤلف	21	فلسفۂ نماز	38
سببِ تالیف	24	نماز کی فضیلت و فرضیت	39
کتاب کی چند خصوصیات	24	مقبول نماز	45
اعترافِ حقیقت	25	سنت کا نافرمان	46
باب ۱ عبادت کا بیان	27	ترکِ نماز پر وعید	47
عبادت	29	تارکِ نماز کا حکم	48
مقصدِ عبادت	29	باجماعت نماز کی فضیلت	51
عبادت کا مطلب	30	جماعت سے نماز پڑھنے کے فوائد	53
سچے عابد کی ذمہ داری	30	مغربی اجتماعات	54
عبادت کی ضرورت	31	امام کے بغیر جماعت نہیں	54
عبادت کا عمومی فلسفہ	33	نماز اور شخصیت سازی	55
نماز کی اہمیت	34	**باب** ۲ طہارت	59

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
طہارت	61	مسواک	88
بول وبراز کے آداب	62	فطرت کی دس باتیں	89
غسل کن حالات میں کرنا چاہیے	63	مسواک سے پڑھی جانے والی نماز	89
مذی، ودی اور منی میں فرق	64	مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضا	89
حیض اور نفاس کے بعد غسل	66	مسواک انبیاء کی سنت ہے	90
احتلام کے بعد غسل	67	دوسرے کی مسواک استعمال کرنا	90
اسلام قبول کرنے پر غسل	67	برگر فیملی کے فینسی تکلفات	91
موت بھی غسل کو واجب کر دیتی ہے	68	مسواک کرنے کا طریقہ	91
جمعہ کے دن غسل	68	ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ کا مسئلہ	91
احرام کیلئے غسل	69	مسواک کے بارہ میں وضعی تصورات	92
کیا غاسلِ میّت بھی غسل کرے؟	69	وضوء سے پہلے بسم اللہ	92
غسل کرنے میں چند احتیاطیں	69	بسم اللہ پوری اور آدھی کا مسئلہ	93
حائضہ عورت کیلئے تلاوت کا حکم	70	وضو کی نیت	94
طہارت کے متفرق مسائل	72	وضو کا مسنون طریقہ	94
پانی اور اُس کے مسائل	78	گردن کا مسح	96
پانی کا حکم	79	پاؤں دھونے کا مسئلہ	97
استعمال شدہ پانی	81	وضو کے اعضاء کتنی مرتبہ دھوئیں؟	98
جھوٹا پانی	82	وضو کا بچا ہوا پانی	99
کتے کا جھوٹا پانی	83	فضائلِ وضو	99
باب ﴿۳﴾ ﴿وضو کا بیان﴾	85	وضو کی حکمتیں	100
وضو	87	وضو کا باقی ماندہ پانی پینے کا راز	101
وضو کی فرضیت	88	وضو کے بعد دعا کی حکمت	101

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
وضو کے طبی فوائد	101	نماز میں مرد کا لباس	124
عمامہ پر مسح	102	ننگے سر نماز کا مسئلہ	125
موزوں، جرابوں اور نعلین پر مسح	103	سر ڈھانپنے والوں کے دلائل	126
آثارِ صحابہ	104	ننگے سر نماز کے جواز کے دلائل	129
مسح پاؤں کے کس حصہ پر کیا جانا چاہیے؟	105	جوتے سمیت نماز کا مسئلہ	136
موزوں اور جرابوں پر مسح کب جائز ہے؟	106	جوتے بغیر نماز کا مسئلہ	139
مدتِ مسح	106	باب ﴿۵﴾ ﴿مساجد کا بیان﴾	141
مسح کا جواز ختم کرنے والے اُمور	106	مسجد کا مفہوم	143
زخم کی پٹی پر مسح	107	مسجد کی اہمیت وفضیلت	143
وہ اُمور جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	107	بہترین خطہ	144
وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا	110	سب سے بڑا ظالم	145
وضو کے متفرق مسائل	111	آخرت کا نور	145
تیمّم	113	جنت کے باغات	146
تیمّم کی مشروعیت کا پسِ منظر	114	مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم	146
تیمّم کا طریقہ	114	مسجد کے بدلے جنت میں گھر	147
تیمّم توڑنے والی چیزیں	115	مسجدوں کی درجہ بندی	147
تیمّم کے متفرق مسائل	116	مسجدِ حرام	147
باب ﴿۴﴾ ﴿لباس﴾	117	مسجدِ نبوی	148
لباس کا بیان	118	مسجدِ اقصیٰ	148
نماز میں کامل زینت اپنائیں	120	مسجد ایک دینی شعار ہے	148
لباس کے اسلامی آداب	120	آدابِ مسجد	150
نماز میں عورت کا لباس	123	تعمیر مسجد میں بقدرِ وسعت حصہ لینا	152

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مسجد سے متعلقہ امور	153	اشراق کا وقت	186
ائمہ مساجد کا تقرر	154	صلوٰۃ کسوف اور خسوف کا وقت	186
مساجد کی بدحالی کا ذمہ دار کون ؟	156	قضاء نمازوں کا بیان	187
سبق آموز لطیفہ	157	رسول اللہ ﷺ بھی سو گئے	188
جن جگہوں میں نماز پڑھنا ممنوع ہے	160	متفرق مسائل	189
جو کام مسجد میں کرنے جائز ہیں	161	اوقاتِ ممنوعہ	189
مسجد کے مقاصد و فوائد	165	اوقاتِ ممنوعہ پانچ ہیں	190
تعیینِ قبلہ	167	فجر کی سنتوں کی ادائیگی کا مسئلہ	191
بیت اللہ میں زوال کی قید نہیں	169	عیدین کی قضاء کا مسئلہ	192
جمعہ کے دن زوال کی قید نہیں	169	قضاء عمری کا مسئلہ	192
تعیینِ قبلہ کی حکمت	170	نمازِ وتر کی قضاء کا مسئلہ	193
لفظِ قبلہ و کعبہ کا غلط استعمال	170	نوافل کی قضاء کا مسئلہ	194
مسجد سے متعلق متفرق مسائل	171	تہجد کا وقت	195
باب ۶ اوقاتِ نماز	174	نمازِ استخارہ کا وقت	196
وقت کی پابندی	176	استخارہ کی دعا	196
اوقاتِ نماز کی حکمت	177	استخارہ کورئر سروس	197
پانچ نمازوں کا تذکرہ قرآن مجید میں	179	استخارہ کون کرے ؟	198
پانچ نمازوں کا تذکرہ حدیث میں	180	صلوٰۃ التوبہ کا وقت	199
تعیینِ اوقات	182	صلوٰۃ الوضو کا وقت	199
نمازِ پنجگانہ کے اوقات	184	صلوٰۃ التسبیح	200
جمعہ اور عیدین کا وقت	185	تحیۃ المسجد	201
تہجد، تراویح اور وتر کا وقت	185	نمازِ استسقاء کا طریقہ اور وقت	202

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
جمعہ کی قضاء	203	وسیلہ کی تشریح	226
احتیاطی ظہر	204	مقامِ محمود	227
جمع بین الصلوٰتین	205	اذانِ مغرب کی دعا	228
جمع بین الصلوٰتین کی اقسام	205	اذان سے متعلقہ بدعتیں	229
جمع بین الصلوٰتین اور سنتیں	209	انگوٹھے چومنا	229
باب ﴿ ۷ ﴾ ﴿اذان کا بیان﴾	210	اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنا	230
اذان	212	بیماریوں اور مصیبتوں میں اذانیں دینا	230
اذان کی ابتداء	213	قبر پر اذان	230
فضائلِ اذان	214	اذان اور اقامت کے متفرق مسائل	231
مؤذن کی شان	215	**باب** ﴿ ۸ ﴾ ﴿صف بندی کا بیان﴾	235
اذان کا جواب دینا	215	صف بندی	237
اذان کی حکمت	216	صف بندی کی اہمیت وفضیلت	238
اذان دینے کا طریقہ	217	صفِ اول کی فضیلت	240
حضرت بلالؓ کی اذان کے کلمات	218	امام صف کے عین وسط میں کھڑا ہو	240
حضرت بلالؓ کی اقامت کے کلمات	219	صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا	241
حضرت ابو محذورہؓ کی اذان کے کلمات	219	عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے	241
حضرت ابو محذورہؓ کی اقامت کے کلمات	220	صف میں بھاگ کر شامل ہونا	242
اذانِ بلالؓ کے ساتھ اکہری اقامت	222	نابالغ بچے کہاں کھڑے ہوں؟	243
اذان پر اجرت لینے کا مسئلہ	223	دو ستونوں کے مابین صف کی ممانعت	243
جمعہ کی دو اذانیں	224	جب مقتدی ایک ہو	243
تہجد اور سحری کی اذان	225	امام کو صفیں درست کرنی چاہئیں	244
ادعیہ مسنونہ بعد الاذان	226	قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملانا	244

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
صفوں کے درمیان فاصلہ	244	خواتین کی جماعت میں شرکت	264
صف سے متعلق مروجہ بدعات	244	جماعت کیلئے دور سے آنے کا اجر	265
صف بندی کے متفرق مسائل	245	جماعت میں دوڑ کر شامل نہ ہوں	265
باب ﴿۹﴾ ﴿امامت اور جماعت کا مسئلہ﴾	247	کم از کم دو افراد ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے	266
منصبِ امامت	249	عشاء اور فجر کا ترک، نفاق کی علامت ہے	266
امام کیسا ہونا چاہئے؟	250	کھانا اور جماعت اکٹھے ہوں تو پہلے کھانا کھائیں	267
چند باتیں امام کیلئے	250	بول و براز روک کر جماعت میں شریک نہ ہوں	268
نابینا اور غلام بھی امام بن سکتے ہیں	251	سلام کے بعد مقتدی کا رفع الیدین کرنا	269
مسافر اور مریض امام بن سکتے ہیں	251	وضو ٹوٹ جائے تو جماعت سے کیسے نکلا جائے؟	270
امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو		وضو ٹوٹ جائے تو نماز دہرائی جائے	270
سکتے ہیں؟	252	رکوع کی رکعت کا مسئلہ	271
نابالغ بچے کی امامت	252	یکے بعد دیگرے کئی جماعتوں کا مسئلہ	274
عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے؟	253	**باب** ﴿۱۰﴾ ﴿سترہ کا بیان﴾	277
نفل والے کے پیچھے فرض پڑھے جا سکتے ہیں	254	سترہ	278
مفضول کی امامت	255	سترہ کی شرعی حیثیت	278
جن کی امامت درست نہیں	256	سترہ کی فضیلت	279
مقتدی کا دورانِ جماعت شامل ہونا	256	سترہ اور نماز کے درمیان فاصلہ	280
امامت کے متفرق مسائل	258	سترہ کن چیزوں کا بنایا جا سکتا ہے؟	280
بد عقیدہ مقتدی	260	امام کا سترہ پوری جماعت کو کفایت کرتا ہے	282
بد عقیدہ امام	261	سترہ توڑنے والے کو روکنا	283
باجماعت نماز کی فرضیت	262	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ	283
جماعت کی فضیلت و اہمیت	263	سترہ کی تاکید کا راز	284

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
کیا نمازی کے آگے بیٹھا شخص نکل سکتا ہے؟	284	دیہات میں جمعہ	300
سترہ نہ ہو تو گزرنے والا کتنے فاصلے پر گزرے؟	285	نمازِ اشراق / چاشت	301
باب ۱۱ تعدادِ رکعات	287	اشراق و چاشت کی رکعات	302
نقشہ تعدادِ رکعات	288	تہجد، تراویح اور وتر	302
تعدادِ رکعات کا تفصیلی بیان	289	قیامِ رمضان گیارہ رکعات ہیں	303
صلوٰۃ الفجر	289	ایک شبہ کا ازالہ	306
فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	291	بیس رکعتوں کا فسانہ	307
فجر کی اذان کے بعد کتنی رکعات پڑھیں؟	291	سعودی عرب میں بیس کیوں؟	311
فجر کے فرائض کی تعداد	292	وتروں کا بیان	313
صلوٰۃ الظہر	292	وتروں کی مختلف تعداد پر اختیار	313
ظہر کے فرائض کی تعداد	294	ادائیگیِ وتر کا طریقہ	314
صلوٰۃ العصر	294	رکعاتِ عیدین	316
عصر کے فرائض کی تعداد	295	نمازِ قصر	316
صلوٰۃ المغرب	295	مسافتِ قصر کا تعین	317
مغرب کے فرائض کی تعداد	296	مدتِ قصر کا تعین	318
مغرب کے بعد	297	نمازِ قصر اور سنتیں	319
صلوٰۃ العشاء	297	باب ۱۲ مسنون طریقۂ نماز	320
عشاء کے فرائض کی تعداد	297	مسنون طریقۂ نماز کا مختصر خاکہ	321
عشاء کے بعد سنن	298	تفصیلی طریقۂ نماز	323
صلوٰۃ الجمعہ	298	نیت	323
جمعہ کے فرائض کی تعداد	299	تکبیرِ تحریمہ	324
جمعہ کے بعد	300	تکبیرِ اولیٰ میں ایک مرتبہ رفع الیدین	324

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ
رفع الیدین کی مسنون ہیئت	326
قیام اور اس کی کیفیت	327
قیام کی دوسری دعا	330
بسم اللہ سری اور جہری کا مسئلہ	331
اعتراض نمبر ۱ اور اس کا جواب	332
اعتراض نمبر ۲ اور اس کا جواب	332
اعتراض نمبر ۳ اور اس کا جواب	333
بسم اللہ سری پڑھنے کے دلائل	334
قرأت خلف الامام اور فاتحہ خلف الامام	335
قرأت خلف الامام اور فاتحہ خلف الامام میں فرق	336
ہر نماز میں سورۃ فاتحہ فرض ہے	338
محمد بن اسحاق کی ثقاہت	340
دل میں پڑھنے کا مفہوم	342
ترکِ قرأت کے دلائل اور اس کا جائزہ	343
دوسری دلیل اور اس کا جواب	346
تیسری دلیل اور اس کا جواب	347
سورۃ فاتحہ اور سکتات	348
آخری گذارش	352
مسنون قرأت	354
نمازِ فجر کی قرأت	354
نمازِ ظہر کی قرأت	356
نمازِ عصر کی قرأت	356

مضامین	صفحہ
نمازِ مغرب کی قرأت	356
نمازِ عشاء کی قرأت	357
وتروں کی قرأت	357
نمازِ جمعہ کی قرأت	357
نمازِ عیدین کی قرأت	357
قیام اور قرأت کے متفرق مسائل	358
آمین بالجہر کا مسئلہ	359
آمین کی فضیلت	360
آمین بالجہر کے دلائل	361
آمین کہنے کا محل	364
آمین بالاخفاء کے دلائل کا جائزہ	364
قرآنی آیات کا جواب دینا	365
رفع الیدین	371
غور طلب بات	377
ترکِ رفع کے دلائل کا جائزہ	377
دلیل نمبر ۱ اور اس کا جائزہ	378
دلیل نمبر ۲ اور اس کا جائزہ	380
دلیل نمبر ۳ اور اس کا جائزہ	382
دلیل نمبر ۴ اور اس کا جائزہ	384
مختصر اور مفصل روایات کی چند مثالیں	385
تفصیلی روایت	385
منافقین کی بغلوں کے بت کا فسانہ	389

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
رفع الیدین کی حکمت	390	سجدہ کا بیان	418
تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین	391	سجدہ کی ہیئت	420
رکوع اور اس کی کیفیت	394	تسبیحاتِ سجود	422
تسبیحاتِ رکوع	395	نماز میں دو سجدے مقرر ہونے کی حکمت	423
قومہ	396	جلسۂ بین السجدتین	423
ربنا ولك الحمد سری یا جہری	396	متعدد احادیث سے مأخوذ جلسہ کی کیفیت	424
بحث کا ماحاصل	402	جلسہ کی تسبیح	425
قومہ میں ہاتھوں کی کیفیت	402	جلسہ مقرر ہونے کی حکمت	425
ہاتھ باندھنے کے دلائل کا جائزہ	403	جلسۂ استراحت	426
باندھنے کا ثبوت نہیں تو چھوڑنے کا بھی نہیں	406	دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے کا طریقہ	426
وضع نہ ارسال صرف رفع	407	بند مٹھی کا سہارا	427
صحیح مسلم میں موجود باب سے استدلال	407	قعدہ اولیٰ	429
اذا كان قائماً میں اذا کا عموم	407	قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے کا مسئلہ	430
صحابہ کرامؓ اور اصطلاحِ قیام	409	قعدہ اولیٰ کے مشروع ہونے کی حکمت	431
اذا کا عموم اور دھوکا ءِ لزوم	409	قعدہ اخیرہ میں بیٹھنے کا طریقہ اور دعائیں	431
نماز کی چار حالتوں کا مفروضہ	411	درود کے بعد کی دعائیں	432
حضرت علیؓ کا اثر	412	التحیات میں بیٹھنے کا راز	433
نماز میں سدل کرنے کی ممانعت	413	التحیات میں رسول اللہ ﷺ کی ذات پر	
قومہ سے سجدہ میں جانے کا طریقہ	414	درود و سلام بھیجنے کی حکمت..............	434
اونٹ کے اگلے بازو ہیں یا ٹانگیں؟	416	دائیں اور بائیں سلام پھیرنا	434
جسمانی ساخت سے استدلال	417	نماز کو سلام پر ختم کرنے کا راز	435
اونٹ کس طرح بیٹھتا ہے؟	418	امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کرنا	435

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
نماز کے بعد پڑھنے کی دعائیں	437	جن امور میں عورت مردوں سے مختلف ہے	472
آیت الکرسی	438	نماز میں جائز امور کا بیان	474
نماز کے بعد دعائیں پڑھنے کی حکمت	439	نماز میں ناجائز امور کا بیان	476
تسبیحات کا ہاتھوں میں شمار کرنا	439	نماز کو باطل کرنے والے امور	477
منکے والی تسبیح کا استعمال	441	نمازِ جنازہ اور اس کے مسائل	478
ایک دلچسپ اور سبق آموز حقیقت	443	احکامِ میت	479
فرضوں کے بعد دعا کرنا	445	تدفین	480
اس بحث کا ماحاصل	449	نمازِ جنازہ کا طریقہ	480
ہم دعا کیوں کرتے ہیں؟	450	جنازہ کی چند مسنون دعائیں	481
فلسفۂ دعا	454	نابالغ بچے کی میت کی دعا	482
توسل فی الدعا	456	اہلِ میت	483
سجدۂ تلاوت	458	خلافِ شرع رسومات	483
سجدۂ تلاوت کی دعا	459	فضائلِ اسماء الحسنٰی (اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام)	485
سجدۂ تلاوت کے محل	460	اسماء الحسنٰی	486
سجدۂ سہو	461	دعاءِ قنوت	489
نماز میں سہو کیوں واقع ہوتا ہے؟	462	قنوتِ نازلہ	490
سجدۂ سہو سلام سے پہلے یا بعد	462	بارگاہِ ایزدی میں التجا	491
سجدۂ سہو کن حالتوں میں کیا جاتا ہے؟	465	نظم (سر جھکا اے بے نماز)	492
جب کوئی رکن چھوٹ جائے	465	المصادر والمراجع	493
سجدۂ شکر	467	آپکی اہم یاداشت	495
چند ضمنی اعتراضات کے ضمنی جوابات	468		
خواتین کا طریقۂ نماز	470	تمت بالخیر	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ:

امّا بعد :-

اسلام میں نماز کی جو حسین شکل و صورت متعین کی گئی ہے اس سے بڑھ کر مقبول و محبوب صورت نہ تو کسی اور مذہب میں رائج ہے اور نہ ہی اس سے بہتر عقل میں آسکتی ہے یہ جامع اور مانع طریق بندگی ہے جو ان تمام عمدہ اصولوں اور مسلمہ خوبیوں اور فطری استعدادوں پر حاوی ہے جو دنیا کے دیگر مذاہب میں فرداً فرداً موجود ہیں۔

نیاز مندی اور اظہار بندگی کے اُن تمام آداب کو شامل ہے جو اللہ ذوالجلالِ والاکرام کے سامنے قوائے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں اس طرح وہ مخصوص کلمات جو نماز میں نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے بھی نکالے جاتے ہیں جس سے روح انسانی متاثر ہو کر ایک پاکیزہ اثر قبول کرتی ہے۔

چونکہ انسان کو اللہ نے متضاد صفات کا حامل بنایا ہے اس میں ان صفات کا مادہ بھی ہے جن سے یہ ترقی وکمال کی منزلیں طے کرتا ہے اور اس میں وہ صفات بھی موجود ہیں جن کے سبب ذلت ورسوائی کی پستیوں میں جاگرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف جذبہ ایثار و قربانی ہے تو دوسری طرف حرص و حسد کا مادہ بھی۔
ایک طرف رحم و ہمدردی کا جذبہ ہے تو دوسری طرف انتقامی آگ کا جذبہ بھی۔
ایک طرف محبت والفت کا گلشن ہے تو دوسری طرف بغض وعدوات کا شعلہ بھی۔
ایک طرف پیار بھری چاہتوں کا دریا ہے تو دوسری طرف نفرتوں کا پہاڑ بھی۔
ایک طرف تواضع و انکساری ہے تو دوسری طرف غرور و تکبر بھی۔
ایک طرف ادب واحترام کی فضا ہے تو دوسری طرف بد تہذیبی کا شرمناک بازار بھی۔
ایک طرف شرم وحیاء کے حسین گہنے ہیں تو دوسری طرف بس کیا ہی کہنے ہیں۔
ان متضاد اوصاف میں جس صفت کی تربیت ہو گی انسان میں وہی وصف پروان چڑھے گا۔
اوصافِ حمیدہ کو پروان چڑھانے اور ان کی تربیت کے لئے نماز ایک عظیم درسگاہ ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک یہ مختلف حرکات وسکنات وہ ﴿چند حسین اَدائیں﴾ ہیں جن کی بدولت ایک مسلمان اپنے قلبِ پریشاں کو ایک پر سکون اور اطمینان بخش وادی میں چھوڑ دیتا ہے اور زبان یادِ الٰہی کی حلاوت سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

کبھی قیام کی حالت میں اپنا دل تھامے خدا کو یاد کرتا ہے اور کبھی رکوع کی حالت میں اس کی عظمت کے اعتراف میں جھک جاتا ہے اور کبھی جبینِ نیاز کو خاک آلود کر کے سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کرتا ہے۔

جس سے بندہ کی ذلت و پستی کا اعتراف اور معبودِ حقیقی کی رفعت وبلندی کا اعلان ہوتا ہے یہی وہ سجدہ ہے جو انسان کو ہزار سجدوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

دنیا تو ایسا گھر ہے جہاں ہر انسان ایک پریشاں قلب لئے سکون واطمینان کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

حالانکہ قرآنِ مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

دلوں کے اضطرب کا علاج صرف اور صرف ذکرِ الٰہی ہے اور ذکرِ الٰہی کی بہترین شکل نماز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رحمت اللعالمین ﷺ کو جب کبھی حوادثِ زمانہ مضطرب کرتے تو آپ ﷺ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے! "ارحنا بالصلوٰۃ یا بلال" اے بلال رضی اللہ عنہ ہمیں نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ، یعنی اذان دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ ہم نماز کی ادائیگی کر کے اپنے قلبِ پریشاں کا مداوا کر سکیں اور امت کو بھی یہی حکم صادر فرمایا!

صلوا کما رأیتموا نی اصلی۔

نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔

گویا اپنے دکھوں کے مداوے کیلئے صرف نماز کافی نہیں ہے بلکہ نماز کے ساتھ ساتھ مسنون طریقہ ءادائیگی بھی لازم ہے ورنہ علاج مؤثر ثابت نہ ہو گا۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس مسلم معاشرہ کی شیرازہ بندی ہادیِ برحق ﷺ نے مسجد و مکتب کے ذریعہ فرمائی آج اس مسلم معاشرہ کے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کیلئے اسی مسجد و مکتب کو استعمال کیا جارہا ہے۔

کل تک جن مساجد کے ماتھے کلمہ توحید سے مزین تھے آج انہیں مساجد کی جبینوں پر مختلف فرقوں اور مسلکوں کے بورڈ آویزاں ہیں، منبر و محراب کی جو ندا کل تک بگڑے ہوئے معاشرے کی مصلح تھی آج وہی پکار جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے۔

ایک غیر مسلم جب اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا سابقہ مذہب اس کے سامنے سراپا سوال بن کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ تو کونسا مسلم کہلانا پسند کرے گا؟

حنفی مسلم یا شافعی مسلم، حنبلی مسلم یا مالکی مسلم،

دیوبندی مسلم یا بریلوی مسلم، جعفری مسلم یا وہابی مسلم،

بالآخر اس کے قدم جس رفتار سے بڑھ رہے تھے اسی رفتار سے واپس ہو جاتے ہیں واپسی کے نقشِ پا زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، قرآن بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک (اقبالؔ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سببِ تالیف

مذکورہ اختلافات تالیف کا اصل محرک ہیں، مسلم معاشرہ کیلئے دل میں ایک درد اور محبت رکھتے ہوئے اختلافات کی دلدل سے نکالنے کی ایک پُر خلوص کوشش ہے۔ عوام الناس کی زبانی اکثر اوقات یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ ہر فریق اپنے ثبوت میں قرآن وحدیث پیش کرتا ہے۔

ہم کیا کریں...... ؟ کدھر جائیں ؟

کسے سچا کہیں...... ؟ اور کسے جھٹلائیں...... ؟

ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب ان اشخاص کیلئے مفید ثابت ہوگی، جو صرف اور صرف قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر اپنے اختلافات کا حل چاہتے ہیں، عوام الناس میں زیادہ تر اختلافات نماز اور احکامِ نماز سے متعلق پائے جاتے ہیں، اس لئے انہیں مسائل کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

کتاب کی چند خصوصیات

(۱) تقریباً ۹۰ فیصد مواد اصل کتب کی طرف مراجعت کے بعد نقل کیا گیا ہے۔ باقی ماندہ دس % مواد اسلامی رسائل وجرائد اور زمانہ ء طالب علمی کے چند محفوظ شدہ نوٹس اور اقتباسات سے اخذ کیا گیا ہے۔

(۲) طہارت سے لے کر جنازے تک کے تمام مسائل کا حتی المقدور احاطہ کیا گیا ہے بالخصوص اختلافی مسائل اس کتاب کا اصل موضوع ہیں۔

(۳) اختلافی مسائل پر دونوں طرف کے دلائل نقل کرنے کے بعد ہر دو مسلکوں میں ترجیح اور وجہ ترجیح بھی بیان کر دی گئی۔

(۴) زبان نہایت سلیس اور عام فہم اختیار کی گئی ہے

(۵) فقہی اختلافات سے ہر ممکن پہلو تہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اختلافات کے حل کیلئے صرف اور صرف قرآن وسنت کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) صرف دینی مسائل پر مشتمل کتب میں عام طور پر لوگ دلچسپی نہیں لیتے اس کتاب میں اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے موقع و محل کی مناسبت سے سبق آموز حکایات، لطائف اور امثلہ کا استعمال بھی کیا گیا ہے تاکہ قارئین کی دلچسپی برقرار رہے۔

(۷) جارحانہ انداز سے کلی طور پر اجتناب کرتے ہوئے ناصحانہ اور اصلاحی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

(۸) فریقین کے اختلافی دلائل نقل کرتے وقت صرف دلائل پر اکتفاء کیا گیا ہے اور ان دلائل کو متعلقہ مسلک کی طرف منسوب کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔

(۹) نئی جنریشن (NEW GENERATION) منقولات سے زیادہ معقولات کو فوقیت دیتی ہے اس کتاب میں اس پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

(۱۰) طریقۂ نماز کی تعلیم کے لیے بعض مقامات پر تصویری خاکے بھی دیے گئے ہیں

(۱۱) احکام نماز کے ساتھ ساتھ عقائد کی اصلاح پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب علماء، خطباء، طلباء، مدرسین اور عوام الناس کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی۔

اعترافِ حقیقت

اللہ کی دی ہوئی توفیق سے اپنی بساط کی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ اللہ کے بندوں تک اللہ کے دین کی صحیح تعبیر پیش کر سکوں اس کے باوجود اگر کہیں کجی، کمی اور جھول باقی رہ گیا ہو یا کہیں غیر محتاط اور غیر مفید بات درج ہو گئی ہے تو وہ یقیناً بندہ کی کسی غلطی، نسیان اور کوتاہی کا نتیجہ ہوگی اور اگر یہ تحریر اپنے اہداف پورے کرتے ہوئے مفید ثابت ہو تو یہ محض اللہ کا فضل اور اسی کا کرم ہوگا جس پر ہمیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ .... ﴿اللھم وفقنا لما تحب وترضی﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب { ۱ }

عبادت

فرمانِ الٰہی :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ٥

(الذاریات ۵۶)

(میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عبادت

انسان کے اندر اللہ نے مختلف روحانی قوتیں پنہاں کر دی ہیں ان روحانی قوتوں کو اگر صحت مند غذا دی جاتی رہے تو انکی نشو و نما مثبت انداز میں ہوتی ہے اور اگر صحت مند غذا نہ دی جائے تو ان مخفی قوتوں کا رخ منفی ہو جاتا ہے جس سے شر پروان چڑھتا ہے غرض جو فطرت قدرت نے باطن میں رکھی تھی قرآن میں اسے یاد دلاتے ہوئے یوں فرمایا: فی کتابٍ مکنونٍ O (الواقعہ: ۷۹)
یعنی صحیفہ فطرت میں جو چھپی ہوئی کتاب تھی جسے ہر شخص نہ دیکھ سکتا تھا اس کو وحی کے ذریعہ سب کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کی پوری پوری وضاحت کر دی یہی اسلامی شریعت ہے اور قرآنِ کریم کی عملی تعلیم کا تصور رسول اکرم ﷺ کی ۲۳ سالہ دورِ نبوت کی زندگی کے ساتھ پیش کیا، جس کی تشریح و تفصیل زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں اسی تفصیل کا ایک اہم حصہ عبادت پر مبنی ہے جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے۔

مقصدِ عبادت

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذیارات: ۵۶) میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ مقصدِ عبادت ہی در حقیقت مقصدِ تخلیقِ کائنات ہے اگر انسان بحیثیت عبد اللہ ہونے کے اپنے اس مقصد کو کھو دے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندگی کے مقصد میں ناکام رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کا مطلب

عبادت کا لفظ "عبد" سے بنا ہے عبد کے معنی بندے اور غلام کے ہیں اس لیے عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہوئے جو شخص کسی کا بندہ ہو، اور وہ اس کی خدمت میں بندہ بن کر رہے اور اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح غلام اپنے آقا سے پیش آتا ہے تو یہ بندگی اور عبادت ہے یعنی اپنے معبود کے تابع رہ کر زندگی گزارنے، اس سے تعلق کے اظہار میں سرگرمی دکھانے، اس کا نمونہ بن جانے، اس کی اطاعت میں اپنے وجود کو کھپا دینے، اس کی مہربانیوں کے گن گانے اور اس کے احسانوں کا شکر بجالانے کا نام عبادت ہے۔

اس کے برعکس اگر ملازم ہر ماہ تنخواہ تو پوری وصول کرے لیکن مالک کا حکم بجانہ لائے تو اسے نہ صرف نافرمانی اور سرکشی کہتے ہیں بلکہ زیادہ واضح الفاظ میں اس عمل کو نمک حرامی کہا جاتا ہے۔

سچے عابد کی ذمہ داری

(۱) عابد کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے آقا ہی کو آقا سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جو میرا مالک ہے جو مجھے رزق دیتا ہے میری حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور میری ہر ضرورت کا ہمہ وقت خیال رکھتا ہے اس سے وفاداری مجھ پر فرض ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا میری وفاداریوں کا قطعاً حقدار نہیں ہے۔

(۲) ہر وقت آقا کی اطاعت کرے اسکے احکام بجالائے کبھی اس کی فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے اور اپنے آقا کی مرضی کے خلاف نہ خود کبھی کوئی کام کرے اور نہ کبھی دوسرے کی بات مانے غلام ہمہ وقت غلام ہے اسے یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے احکامات میں سے انتخاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے کہ یہ بات مانوں راور یہ بات نہیں مانوں گا یا اتنی دیر کے لیے اپنے آقا کا غلام ہوں اور باقی وقت میں اس کی غلامی سے آزاد ہوں۔

(۳) اپنے آقا کا ادب اور اس کی تعظیم کرے، اس ادب و تعظیم میں بھی غلام کی مرضی کا دخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ادب و تعظیم کا وہی طریقہ اختیار کرے جو آقا نے اسے تعلیم فرمایا ہو

اور جو وقت آقا نے اپنی دربار میں حاضری کا مقرر فرمادیا ہو اس وقت ضرور حاضر ہو اور اس بات کا ثبوت دے کہ میں اس کی وفاداری اور اطاعت میں ثابت قدم ہوں بس یہی تین چیزیں ہیں جن سے مل کر عبادت بنتی ہے یعنی ایک اپنے آقا سے وفاداری، ۲- آقا کی اطاعت، ۳- اس کا ادب واحترام۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ :وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ(الذاریات:۵۶) اسی بات کا متقاضی ہے کہ جن وانس صرف اور صرف اللہ کے وفادار ہوں اور اسکے خلاف کسی کے وفادار نہ ہوں صرف اللہ کے احکام کی اطاعت کریں،

اس کے خلاف کسی اور کا حکم نہ مانیں صرف اسی کے آگے ادب و تعظیم سے سر جھکائیں اور کسی دوسرے کے آگے سر نہ جھکائیں، انہی تین چیزوں کو اللہ نے عبادت کے جامع لفظ میں بیان کیا ہے اور یہی مطلب ان تمام آیات کا ہے جن میں اللہ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے پس عبادت کے ان معنوں سے ظاہر ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے کیونکہ وہی ہر لحاظ سے کامل واکمل ہے تمام خوبیوں کا جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے، رب العالمین ہے، رحمٰن اور رحیم ہے، مالک یوم الدین ہے، وہ محسنِ ازلی ہے، تمام تر حمد وثنا اسی کے لیے لائق وزیبا ہے، اسی کے رنگ میں رنگا جانا انسانیت کے لیے باعثِ فخر وزینت ہے اور اسی کے سامنے جھکنا انسانیت کی معراج ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عبادت کی ضرورت

جو لوگ دین کی حقیقت سے شناسائی نہیں رکھتے اور عابد و معبود کے تعلق سے بھی بے خبر ہیں ان کا خیال ہے کہ عبادت ایک لغو فعل ہے اور ہمیں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ایک مضر کام ہے اس سے خوشامد اور چاپلوسی کی عادت پڑھتی ہے دیکھا جائے تو یہ تمام اعتراضات بذاتِ خود لغو ہیں ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض کرنے والے دراصل فطرتِ انسانی سے بے خبر ہیں اور حقیقت سے بہت دور جا پڑے ہیں کیونکہ اگر ہم عبادت کے مذکورہ بالا معنوں پر غور کریں تو ان اعتراضات کی لغویت خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ محسن کی حمد و ثنا اور اس پر فدا ہو جانے کی خواہش انسان کی فطرت کا ایک حصہ اور اس کی ضمیر کی ایک آواز ہے وہ اسکے ارتقاء کی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے مقصدِ پیدائش تک پہنچتا ہے۔ عبادت سے وصلِ الٰہی اور اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان حقیقی معنوں میں اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔

عبادت سے اللہ ذوالجلال کا کوئی ذاتی مفاد واسطہ نہیں اور نہ ہی اسے اس کی ضرورت ہے، اگر کوئی عبادت نہ کرے تب بھی اس کی خدائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا یہ محض اس کا فضل و کرم اور اُس کی ربوبیت کا فیضان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اور پھر ان کی راہنمائی فرمائی اور عبادت کے ذریعہ تکمیلِ انسانیت کی کئی راہیں اُن پر کھول دیں، غرض عبادت میں بندہ کا اپنا فائدہ اور اُسکی اپنی بھلائی ہے اسی لیے ارشادِ باری ہے:

ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ............(سورہ فاطر آیت ۱۹)

جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنا ہی فائدہ کرتا ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ عبادت دراصل بندگی کو کہتے ہیں اور جب آپ خدا کے بندے ہی پیدا ہوئے ہیں تو آپ کسی وقت اور کسی حال میں بھی اس کی بندگی سے آزاد نہیں ہو سکتے جس طرح آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں اتنے گھنٹے یا اتنے منٹوں کے لیے خدا کا بندہ ہوں اور باقی وقت میں اس کا بندہ نہیں ہوں، اس طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ میں اتنا وقت خدا کی عبادت میں صرف کروں گا اور باقی اوقات میں مجھے آزادی ہے کہ جو چاہوں کروں آپ تو خدا کے پیدائشی غلام ہیں اس نے آپ کو بندگی ہی کے لیے پیدا کیا ہے لہٰذا آپ کی ساری زندگی اس کی عبادت میں صرف ہونی چاہیئے اور کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کو اس کی عبادت سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

یہ بات بھی آپ کے علم میں ہونی چاہیئے کہ عبادت کے معنی دنیا کے کام کاج سے الگ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ جانے اور اللہ اللہ کرنے کے نہیں ہیں بلکہ عبادت کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ جو کچھ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں خدا کے قانون کے مطابق کریں آپ کا سونا، جاگنا، کھانا پینا، اور چلنا پھرنا غرض سب کچھ خدا کے قانون کی پابندی میں ہو آپ جب اپنے گھر میں بیوی بچوں، بھائی بہنوں اور عزیز رشتہ داروں کے پاس ہوں یا اپنے دوستوں میں مَحوِ گفتگو ہوں یا روزی کمانے کے لیے لوگوں سے لین دین میں مصروف ہوں اس وقت بھی خدا کے احکام کا خیال رہے اور کبھی اس کے مقرر کردہ حدوں سے تجاوز نہ کریں حتّٰی کہ جب آپ رات کی تاریکی میں ہوں اور کوئی گناہ اس طرح کر سکتے ہوں کہ دنیا میں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو اس وقت بھی آپ کو یاد رہے کہ آپ کا رب آپ کو دیکھ رہا ہے پس دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں ہزار دانے کی تسبیح لے کر جا بیٹھنا اور منکوں پر اللہ کا نام جپتے رہنا اور حق ھو کے نعرے لگانا عبادت نہیں ہے بلکہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر خدا کے قانون کی پابندی کرنا اصل عبادت ہے۔ کمالِ بندگی تو یہ ہے کہ جو چیزیں خدا سے غافل کرنے والی ہیں ان میں مشغول ہو اور پھر خدا سے غافل نہ ہو اسی کی طرف قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے :

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُو اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ...... (سورۃالجمعہ: ۱۰)

یعنی جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ، خدا کا فضل (رزق حلال تلاش کرو) اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

عبادت کا عمومی فلسفہ

عبادت کے دو حصّے ہیں ایک اللہ کا خوف اور دوسرا اللہ سے محبت یہ دونوں باتیں انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتی ہیں اور اس کی روح خوف اور محبت سے سرشار ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبدیت کا حقیقی رنگ اس میں پیدا ہو جاتا ہے اور دنیا کی ساری محبتوں کو فانی سمجھ کر وہ صرف اللہ ہی کی محبت میں کھو جاتا ہے۔

خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر ان کا جمع ہونا محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کھائے اس سے محبت کیسے کر سکتا ہے......؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اللہ کا خوف اور اللہ کی محبت دونوں منفرد حیثیت اور ایک الگ رنگ رکھتی ہیں انسان خدا سے جتنی محبت کرے گا اتنا ہی اس سے ڈرے گا اور اِسی قدر اس کے دل میں برائیوں سے نفرت اور بھلائیوں کی حسرت وطلب پیدا ہو گی انسان جوں جوں محبتِ الٰہی میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے عبادت میں اسے توں توں ایک لذت اور سرور حاصل ہوتا چلا جاتا ہے جو دنیا کی تمام لذتوں سے منفرد اور بالاتر ہے۔

نماز کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی بار بار تاکید کرتا ہے اور باقاعدگی سے نماز پڑھنے والوں کی تعریف اور نہ پڑھنے والوں یا اس میں سستی برتنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون (سورۃ المؤمنون :۱۰)

رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

اور اس پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

حافظو اعلی الصلوات والصلوٰۃ الوسطٰی (سورۃ البقرۃ:۲۳۹)

نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی۔

جنابِ رسالت پناہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے بھی نماز کی بڑی تاکید اور فضیلت واہمیت آئی ہے۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے :

”نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز باقاعدگی سے پڑھی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ترک کیا اس نے دین کو گرادیا،

اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے، روزِ قیامت پہلا حساب نماز کا لیا جائے گا“

دن اور رات میں کل پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں اور ہر نماز کو اپنے اپنے وقت پر فرض کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

انّ الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً مّو قو تاً(سورۃ النسآء:۱۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک ایمان والوں پر نماز اوقات مقررہ میں فرض کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھنا لازمی ہے البتہ مسافر کے لیے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع کرنے کی رعائت کی گئی ہے جس کی تفصیل ایک مستقل باب میں آگے چل کر تحریر کریں گے (ان شاء اللہ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

العھد الذی بیننا و بینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر (ترمذی کتاب الایمان)

ہمارے اور کفار کے درمیان نماز ہی کا فرق ہے لہٰذا جس شخص نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا

یہی وجہ ہے کہ تارکِ نماز سے جہاد کرنے کا حکم ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم (توبہ: ۵)

اگر (کافر) توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر ان کا راستہ خالی کردو یعنی ان سے جنگ نہ کرو۔

دوسری آیت میں کہا گیا ہے:

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین (توبہ: ۱۱)

اگر (کافر) توبہ کرلیں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو پھر وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اسلامی بھائی بننے کے لیے نماز کی ادائیگی ضروری ہے اور جو شخص اسے ادا نہیں کرے گا وہ دینی بھائی کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔

نماز کے فوائد

نماز کے روحانی فوائد سے تو ہر مسلمان آگاہ ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے لیکن نماز روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار جسمانی اور معاشرتی فوائد سے بھی مزین ہے جس کا مختصر خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) فرض شناسی:

چونکہ ہم نے زندگی میں قدم قدم پر خدا کے احکام بجالانے ہیں اس لیے یہ بھی ضروری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم میں اپنا فرض پہچاننے کی صفت پیدا ہو۔ جو شخص یہ جانتا ہی نہ ہو کہ فرض کے معنی کیا ہیں تو وہ احکام کی اطاعت کبھی کر ہی نہیں سکتا اسی لیے دن اور رات میں پانچ مرتبہ اسے فرض شناسی کی عملی طور پر تربیت دی جاتی ہے۔

(۲) احساس بندگی :-

دن میں پانچ مرتبہ ہمیں یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ ہم رب کے بندے ہیں اور اس کی بندگی ہمیں ہر کام میں کرنی ہے صبح اٹھتے ہی سب کاموں سے پہلے مسجد کی حاضری یہی احساس دلاتی ہے پھر جب ہم دن میں اپنے کام کاج میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت بھی تین مرتبہ اسی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے اور جب ہم رات کو سونے لگتے ہیں تو ایک بار پھر اسی کا اعادہ کیا جاتا ہے اسی لیے قرآن میں نماز کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) خوفِ الٰہی :-

اذان سنتے ہے ایک مسلمان کا اپنے بستر کو چھوڑ دینا، دوکان سے اٹھ جانا، مجلس برخاست کر دینا اور ہر مصروفیت کو خیرباد کہہ کر سیدھا مسجد کو چلے آنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے اس کے دل میں اللہ کا ڈر موجود ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے لیے تمام دنیا سے چھپ جانا ممکن ہے لیکن اللہ سے چھپنا ممکن نہیں دنیا کی سزاؤں سے تو کچھ دے دلا کر بچا جا سکتا ہے لیکن رب کی سزا سے بچنا ناممکن ہے یہی وہ یقین ہے جو آدمی کو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرنے سے روکتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا گیا ہے :

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَر (العنکبوت : ۴۵)

" بیشک نماز (انسان) کو بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے "

(۴) وفا شعاری و فرمانبرداری کی مشق :-

نماز در حقیقت بندگی (COMPLIMENT) کے ساتھ ساتھ وفا شعاری و فرمانبرداری (LOYALLY) کی عادت ڈالنے کا ایک مقدس کورس ہے، جس کے لیے خالقِ ارض و سماء نے ۲۴ گھنٹوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پانچ پیریڈ مقرر فرمائے ہیں اذان کی شکل میں اللہ کے سپاہیوں کو آواز دے کر بلایا جاتا ہے، اللہ کے یہ سپاہی مختلف اطراف سے کھنچے چلے آتے ہیں اور اس اذان کی آواز کو سن کر بھی جو لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں وہ اس بات کا ثبوت (PROOF) پیش کرتے ہیں کہ وہ اس قدر نکمے اور نالائق ہیں کہ اللہ کے سپاہیوں کی صف میں شامل ہونے کے اہل نہیں۔ نماز کے بے شمار معاشرتی فوائد بھی ہیں جنھیں ہم آئندہ صفحات میں ان شاء اللہ العزیز "باجماعت نماز" کے عنوان کے تحت رقم کریں گے

نماز ذکرِ الٰہی کا حسین ذریعہ

اے ابن آدم تو نے دولت کے انبار لگا کر بھی اپنے آپ کو سکون قلب سے محروم رکھا۔

رقص و سرود کی محفلیں سجائیں، مگر سکون نہ ملا
جوئے اور سٹے کے بازار گرم کیے، مگر سکون نہ ملا
تھر تھراتے پاؤں سے پائل کی آواز سنی، مگر سکون نہ ملا
چاند، تاروں تک تیری رسائی ہوئی، مگر سکون نہ ملا
مینا اور ساغر کے کئی دور چلے، مگر سکون نہ ملا
منشیات کا بے دریغ استعمال کیا، مگر سکون نہ ملا
وحشت و درندگی کی انتہا کردی، مگر سکون نہ ملا
کھیل، کود میں زندگی کھپادی، مگر سکون نہ ملا
حرص وہوس میں اپنے اور پرائے کی تمیز گنوادی مگر سکون نہ ملا

اے ابن آدم! اے سکونِ قلب کے متلاشی انسان! خدا کی رحمت تجھے پکار پکار کر کہہ رہی ہے

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد: ۲۸)

کہ اطمینان اور سکونِ قلب اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اس کے لیے صبر و تحمل اور محنت درکار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر انسان گھبرا جائے اور ذکرِ الٰہی سے تھک جائے تو اُسے اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔
ذرا کاشت کار پر نگاہ ڈالیے کہ وہ کس قدر محنت کرتا ہے اور آنے والے تمام خطرات کا تنہا مقابلہ کرتا ہے پھر مصائب پر صبر بھی کرتا ہے اور زمین میں ڈھیروں غلہ بکھیر آتا ہے بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کر دیے، لیکن چند ماہ بعد وہ وقت بھی آتا ہے کہ جب وہ ان بکھرے دانوں سے ایک خرمن جمع کر لیتا ہے وہ اللہ کی ذات پر حسنِ ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے یہی مثال مؤمن کی ہے کہ جب وہ اللہ سے اپنا ایک تعلق قائم کر کے اس کی یاد میں استقامت اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر رب العالمین بھی اس پر اپنے بے پایاں فضل و کرم کی بارش کرتا ہے۔
تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک یہ مختلف حرکات و سکنات وہ **حسین مناظر** ہیں جن کی بدولت اپنے قلبِ پریشاں کو ایک پر سکون اور اطمینان بخش وادی میں چھوڑ دیتا ہے اور زبان یادِ الٰہی کی حلاوت سے لطف اندوز ہوتی ہے۔
کبھی قیام کی حالت میں اپنا دل تھامے خدا کو یاد کرتا ہے اور کبھی رکوع کی حالت میں اس کی عظمت کے اعتراف میں جھک جاتا ہے اور کبھی جبینِ نیاز کو خاک آلود کر کے سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کرتا ہے۔
جس سے بندہ کی ذلت و پستی کا اعتراف اور معبودِ حقیقی کی رفعت و بلندی کا اعلان ہوتا ہے یہی وہ سجدہ ہے جو انسان کو ہزار سجدوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

بیاں میں نکتۂ توحید آتو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

فلسفۂ نماز

اصل عبادت دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اپنے معبود برحق کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہمیشہ بے چین رہتی ہے اور اسی کیفیت کے تحت انسانی اعمال کا صدور بھی عبادت کہلاتا ہے چونکہ انسانی بناوٹ کچھ اس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے، اگر انسان کا دل کسی صدمے اور غم سے دوچار ہو تو جسم مرجھا جاتا ہے چہرے سے جوانی کی بہار جلد خزاں میں بدل جاتی ہے اور بالوں کی رنگت قبل از وقت چاندی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
حضرت علیؓ کا قول ہے "الهمّ نصف الهرم" کہ غم آدھا بڑھاپا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنابِ رسالت مآب ﷺ کی داڑھی مبارک میں آپ ﷺ کے جاں نثاروں نے چند بال سفید دیکھے تو عرض کی
"اللہ کے رسول ﷺ آپ کے بالوں میں سفیدی بہت جلد آگئی ہے"
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیبتنی ھود (مجھے سورۃ ھود نے بوڑھا کر دیا ہے)
اس کے بر خلاف اگر انسان خوش و خرم رہتا ہے اور اس کے دل میں کوئی صدمہ پنہاں نہیں ہوتا تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا چہرہ نکھر آتا ہے، جسم میں ایک تازگی اور چستی محسوس ہونے لگتی ہے سو انسان کی اس فطرتی کیفیت اور اس کے اس طبعی قانون کے مطابق اسلام نے نماز میں چند افعال و اقوال ایسے شامل کیے ہیں تاکہ وہ ظاہری ہیئتیں جن سے ادب کا اظہار ہوتا ہے اس کے باطن میں بھی یہ ہیئتیں وہی جذبات پیدا کر دیں اور اسکے بالمقابل روح کا تذلل اور انکسار ان حرکاتِ ادب کے پیدا کرنے کا موجب بنے پس نماز کے ظاہری افعال و اقوال، مخصوص اوقات کی تعین، قبلہ رو ہونا اور مقام قلب پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، رکوع و سجود کرنا اور دوزانوں ہو کر بیٹھ جانا صرف قلبی کیفیت کو بدلنے کے لیے مقرر ہیں یا یوں کہیے کہ یہ تمام افعال قلبی کیفیات ہی کے نتائج و ثمرات ہیں۔

نماز کی فضیلت و فرضیت

لوگوں کی فطری سطح اور مختلف ادوار میں مختلف تقاضوں کے مطابق شریعتیں بدلتی رہیں لیکن نماز ہر شریعت میں واجب مشروع رہی چنانچہ قرآنِ مجید کے مطالعہ سے یہ سربستہ راز بھی عیاں ہو جاتا ہے۔

(۱) حضرت ابراھیم علیہ السلام یوں دعا فرماتے ہیں:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (ابراھیم:۴۰)

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے۔

(۲) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے:

وكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ (مریم:۵۵)

وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۳) حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار کی طرف سے یوں طنز کیا گیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالوا یٰشعیبُ أصلوتُك تأمرك ان نترك ما یعبدُ اباؤنا(ھود:٨٧)

کہنے لگے، اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ان (بتوں) کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے حکم الٰہی:

واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوّا لقو مکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ (یونس:٨٧)

ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے گھر بناؤ اور اپنے اپنے گھروں کو قبلہ (مسجد) بنا کر نماز کی پابندی کرو۔

(۵) حضرت عیسیٰ نے نماز کی فرضیت کا اعتراف اس عمر میں کیا جس عمر میں بچے بولا نہیں کرتے:

انی عبداللّٰہ اتنی الکتٰب وجعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً این ماکنت واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمتُ حیاً (مریم:٣٠،٣١)

میں بے شک اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں بھی رہوں مجھے مبارک بنایا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے

(۶) اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں مشترک طور پر ارشاد فرمایا!

وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین (الانبیاء:٧٣)

اور ان سب کو ہم نے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے ان کی ہدایت کرتے تھے ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے، نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی تھی اور یہ سب ہماری ہی عبادت کیا کرتے تھے۔

(۷) حضرت زکریا علیہ السلام کی زندگی کے ایک حسین منظر کو قرآن نے یوں دکھایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنادته الملئكة وهو قائم "يصلّي في المحراب (آل عمران: ۳۹)

فرشتوں نے اسے اس وقت پکارا جب وہ محراب میں نماز کی حالت میں کھڑے تھے ان قرآنی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز مختلف شریعتوں میں اور مختلف ادوار میں موجود رہی ہے۔ انسانوں کے تقاضے ہر دور میں مختلف رہے ہیں اسی لیے شریعتیں بھی مختلف تھیں مگر نماز ہر دور کے انسانوں کے تقاضوں کے مطابق تھی البتہ جس طرح ایمان باللہ ہر دور کے انسانوں کے لیے ضروری تھا اسی طرح نماز بھی ہر دور کے ہر انسان کے لیے ضروری ہے اس آخری امت کے لیے بھی قرآنِ مجید کے سفر میں قدم قدم پر واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کے بورڈ آویزاں نظر آتے ہیں اس کی فرضیت کا یہ عالم ہے کہ بیماری کے عالم میں بھی جس میں آدمی بسترِ مرگ میں پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہو، اگر اس کے حواس قائم ہیں تو نماز اس پر بھی معاف نہیں ہے ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ عبادت نماز ہے:

(۱) عن ابن مسعودؓ قال سالت النبی ﷺ ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لو قتھا (بخاری، ج ۱، ص ٦٤)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے وقت پر نماز کو ادا کرنا۔

(۲) من صلی صلوتنا واستبقل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمّة اللّٰه وذمّة رسوله (بخاری، ج ۱، ص: ٥٦)

جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا پس وہ مسلمان ہے

(۳) امرت ان اقاتل الناس حتّٰی یشھدوا ان لا اله الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذالك عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی اللّٰه

(بخاری، ج ۱، ص: ۸، مسلم، ج ۱، ص: ۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے (اس وقت تک) لڑتا رہوں جب تک کہ وہ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ کی گواہی نہ دیں اور نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ نہ دیں جب وہ ایسا کرلیں تو ان کی جان اور مال مجھ سے محفوظ ہو جائیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔

(۴) الصلوٰۃ الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الىٰ رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنب الكبائر .... (مسلم، ج۱، ص:۱٦٦)

پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(۵) عن ابی ہریرۃؓ انهٗ سمع رسول اللّٰه ﷺ يقول ارأيتم لو ان نهراًبباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا ما تقول ذالك يبقى من درنه قالوا لا يبقى من درنه شيئًا قال فذالك مثل الصلوات الخمس يمحو اللّٰه بها الخطايا۔(بخاری ج۱ص۷٦)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا، "فرماتے تھے تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو، جس میں روزانہ وہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل باقی رہے گی؟" صحابہؓ نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا! پس یہی مثال ہے پانچ نمازوں کی کہ اس کے جسم پر سے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال النبی ﷺ ان احدكم اذا صلى يناجى (بخاری، ج۱، ص:۷٦)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔

(۷) مسند احمد کی روایت ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں کے موسم میں ایک مرتبہ باہر تشریف لے گئے اور درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا موسمِ خزاں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے پتے جھڑنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! جب کوئی مسلمان خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اس کے جسم سے اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔

(۸) اسلام کا ہر حکم بلوغت پر فرض ہوتا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں ان میں سے ایک نابالغ بچہ ہے جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ اس کے باوجود نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر قبل از بلوغت (کم سنی) میں اسے پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت عمرؓو بن شعیب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ ﷺ مرو اولاد کم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین

واضربو ھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوابینھم فی المضاجع

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص: ۵۸)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں (نماز نہ پڑھنے پر) سزا دو نیز دس سال کے بچوں کو الگ الگ بستروں پر سلاؤ۔

(۹) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الذی تفوتہ صلوٰۃ العصر فکأ نماوتر اھلہ ومالہ.................................(مشکوٰۃ ص: ۶۰، بحوالہ بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا کہ اس کا اہل وعیال اور مال واسباب (سب کچھ) لٹ گیا۔

(۱۰) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

امّا الذی یثلغ رأسہ بالحجر فانہ یأ خذ القرآن فیرفضہ

وینام عن الصلوٰۃ المکتوبۃ..............................(بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے قرآن یاد کر کے بھلا دیا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہو تو اس کا سر پتھر سے کچلا جائے گا۔

قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز تمام فرائض میں سب سے اہم فریضہ ہے جو کسی بھی حال میں معاف نہیں ہے البتہ حائضہ اور نفاس والی خاتون پر انہیں ایام میں نماز معاف ہے نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں کثرت سے اس کی تاکید کی گئی ہے۔

اسلام کے تمام احکام زمین پر بذریعہ جبریل علیہ السلام یا دیگر اقسامِ وحی سے اُتار دیے گئے لیکن نماز ایک واحد فریضہ ہے جسے زمین پر نازل نہیں کیا گیا بلکہ رسول اکرم ﷺ کو آسمانوں پر بلا کر تحفے کے طور پر پیش کیا گیا نماز کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ باقی تمام احکام صرف وحی کر دیئے گئے لیکن نماز کے لیے دو دن تک برابر جبریل علیہ السلام آتے رہے اور نماز کی عملی تربیت دی گئی۔ جبریل علیہ السلام نے دو دن مسلسل نماز پڑھائی جس سے اوقات اور طریقہ دونوں کی تعلیم فرمائی۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ! دن میں دو مرتبہ کراماً کاتبین کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں (فجر کے وقت اور عصر کے وقت) جو فرشتے عصر کو آتے ہیں وہ فجر میں چلے جاتے ہیں اور جو فجر میں آتے ہیں وہ عصر کو چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ بتاتے ہیں الٰہی جب ہم گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم آئے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

یہ کس قدر عظمت کی بات ہے کہ صبح شام اللہ کی عدالت میں فرشتے آپکی اس عبادت کی گواہی دیتے ہیں جو آپ اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیتے ہیں اور ہمارے ہی معاشرے میں کتنے لوگ ایسے بھی ہونگے جن کے بارے میں فرشتے صرف دو ہی شہادتیں دیتے ہونگے کہ جب ہم گئے تھے تو وہ سو رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تھے تو وہ کرکٹ کھیل رہے تھے۔

ع :- یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبول نماز

نماز کی مقبولیت کے لیے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کی جائے۔

چنانچہ رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے :

صلوا کما رأیتمونی اُصلی (بخاری)

کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اطیعوا الرّسول لعلکم ترحمون (نور : ۵۶)

رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (محمد : ۳۳)

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

(ان کا خلاف کر کے) اپنے اعمال ضائع نہ کرو ۔

واضح ہوا کہ پیغمبر کی مخالفت اعمال کی بربادی کے مترادف ہے اس لیے اپنے اعمال کا اجر کھرا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عمل ہادی برحق ﷺ کی پیروی میں کیا جائے۔

فی زمانہ بہت سے لوگوں کو یہ سوال کرتے ہوئے سنا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص رفع الیدین نہ کرے تو کیا اسکی نماز نہیں ہوگی...... ؟

جو آمین بالجہر نہیں کہتا کیا اسکی نماز برباد گئی...... ؟ حالانکہ ختم الرسلین ﷺ نے نہایت ہی آسان انداز میں اس طرح کے ہر سوال کا ایک ہی جواب دے دیا ہے کہ "نماز اُسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے" یہ بالکل اپنے مضمون میں واضح حکم ہے کہ امت پر میرا طریقہ لازم ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس سے نماز مزین ہو کر اپنے معبود کی نظر میں شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

چنانچہ رسول خدا ﷺ نے جہاں ہم کو تمام احکامِ قرآن، اپنے قول و فعل کی شکل میں دے دیئے ہیں وہاں نماز کا الٰہی حکم بھی آپ ﷺ نے عملی صورت میں ہم تک پہنچایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ارشادِ ربانی " ما اٰتلکم الرسول فخذوہ : جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو" کے تحت رسولِ اکرم ﷺ کا تفویض کردہ مکمل طریقہ نماز اسکی اپنی اصلی ہیئت کے ساتھ قبول کرنا ہر مسلمان کا لازمی فریضہ ہے درحقیقت اسلام وہی کچھ ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دورِ نبوت کی زندگی میں قول و فعل اور تقریر کی صورت میں پیش کیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الا سلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران: ۸۵) جو شخص (رسولِ اکرم ﷺ) کے لائے ہوئے اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا تو اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا تو پھر نبی کریم ﷺ کی سکھلائی ہوئی نماز کے خلاف اگر کوئی شخص نماز ادا کرے گا تو وہ کیونکر قبول ہوگی؟

سنت کا نافرمان

بخاری شریف میں رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابیٰ قیل ومن ابیٰ

قال من اطا عنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابیٰ......(بخاری)

میری اُمت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا، پوچھا گیا کون انکار کرے گا......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اِطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (گویا) جنت میں داخلے سے انکار کر دیا۔

حضور ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی سنت سے منہ موڑنے والے گویا سنت سے منہ موڑنے والے نہیں ہیں بلکہ جنت سے منہ موڑنے والے ہیں۔

واضح ہوا کہ جس شخص نے رسولِ اکرم ﷺ کی غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکا وہ اللہ کے نزدیک جنت میں جانے کے لائق ہی نہیں ہے اس لیے مسلمانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی سے خوف کرنا چاہیے اور اپنی ہر قسم کی عبادت اور زندگی کے دیگر طور طریقوں کو سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق گزارنا چاہیے تاکہ اللہ کے نزدیک نجات دہندہ قرار پا سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے محبت ہمیں جنت میں نبی کریم کی رفاقت عطا کرے گی۔

چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنۃ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

یہ فرمان ہمیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ پیارے رسول ﷺ کی پیاری سنتوں سے محبت کریں حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھیں، انھیں اپنائیں، دل میں بسائیں، گھر میں سجائیں اور ہر قیمت پر عمل میں لائیں

ترکِ نماز پر وعید

رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے" انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں (جب وہ ایسا کر لیں تو پھر) بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ ان کو سزا نہ دے۔ (بخاری و مسلم)

نماز دراصل وہ ذریعہ ہے جس سے انسان اپنا مقامِ عبدیت پہچانتا ہے اور مالک کے حضور سجدہ ریز ہو کر مالک کا حق ادا کرتا ہے اس کے ترک کرنے پر بندہ اپنے مالک کا حق ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ (مشکوٰۃ)

بندے اور کفر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے۔

یعنی جس نے نماز ترک کی وہ کفر سے منسلک ہوا دوسری حدیث جو حضرت بریدہؓ سے مروی ہے اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ یہ ہیں! العهد الذی بيننا وبينهم الصلوٰة فمن تركها فقد كفر۔ (مشکوٰۃ، احمد، ترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی:

لاتترك صلوة مكتوبة متعمداً فمن تركها متعمداً فقد برأت منه الذمة (مشکوٰۃ)

کہ جان بوجھ کر کبھی نماز ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے جان بوجھ کر اسے ترک کیا وہ اللہ کے ذمہ سے نکل گیا (ابنِ ماجہ)

ارشادِ باری ہے: فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوٰة

واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا (مریم ۵۹)

(ان نیک لوگوں کے بعد) ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے ایسے لوگ عنقریب دوزخ میں داخل ہونگے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة فاخوانكم فى الدين (توبہ ۱۱)

اگر کافر توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دینی بھائی بننے کیلیے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی شرط ہے۔

تارکِ نماز کا حکم

بے نماز کے کافر ہونے پر تمام صحابہ کرام نے اتفاق کیا چنانچہ عبداللہ بن شقیقؒ بیان کرتے ہیں۔

كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا يرون

شيأ من الاعمال تركه كفر غير الصلوٰة............... (مشکوٰۃ)

کہ تمام صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی چیز کے ترک کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔

لہٰذا نماز ایک ایسا عمل ہے جس کے ترک کا کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ حج اور زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہیں، روزے تندرست پر فرض ہیں، جب کہ نماز کے لیے کوئی عذر نہیں ہو سکتا مثلاً اگر بیمار ہے تو بیٹھ کر پڑھے بیٹھ نہیں سکتا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے لیکن ترک کی ہر گز اجازت نہیں ہے مسند احمد کی روایت ہے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

الجفاء کل الجفاء والکفر و النفاق من سمع منادی اللہ فلا یجیبہ

سب سے بڑا ظلم، سب سے بڑا کفر اور سب سے بڑا نفاق یہ ہے کہ اللہ تعالی کی منادی کرنے والا اذان دے اور سننے والا اسے سن کر قبول نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

من حافظ علیھا کا نت لہ نوراً وبرھاناً ونجاتاً یوم القیا مۃ

و من لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نوراً وبر ھاناً ولا نجاتاً

وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان

واُبی بن خلف......................(احمد۔دارمی مشکوۃ۵۷)

جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے لیے نماز باعثِ روشنی، برہان اور نجات کا سبب ہو گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اُس کے لیے نہ نور ہو گا، نہ برہان اور نہ نجات نیز قیامت کے دِن اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبی ابن خلف کے ساتھ ہو گا۔

مذکورہ روایات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ترک نماز بہت بڑے نقصان کا موجب ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس کی حفاظت اور مداومت کرنی چاہئے اور اگر تقاضائے بشری سے کبھی شیطان کا غلبہ ہو بھی جائے تو فوراً نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرے اور اُس فریضے کو ادا کرے۔

اللہ رب العالمین کی بے پایاں رحمت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان اور بے حد شفقت فرماتا ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک خاتون اپنے دو بچوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے گھر میں داخل ہوئی یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا خاتون نے عرض کیا میں بھوکی ہوں اور میرے بچے بھی بھوکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا عائشہ! کچھ ہو تو اسے دے دو،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین کھجوریں دے دیں اُس نے ایک ایک کھجور اپنے دو بچوں میں تقسیم کر دی اور باقی ماندہ ایک کھجور اپنے منہ کی طرف لے جانے لگی دونوں بچوں نے اپنے اپنے حصے کی کھجور اپنے منہ میں ڈال کر اپنی ماں کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مطالبہ کیا کہ یہ کھجور بھی ہمیں دیں اُس ماں نے اُس کھجور کے دو حصے کیے اور آدھی آدھی دونوں بچوں کو تقسیم کر دی اور خود بھوکی رہ گئی۔

جنابِ رسالت مآب ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا" عائشہ تو نے دیکھا، اس ماں کو اپنے بچوں سے کتنا پیار ہے عرض کی ہاں اللہ کے رسول اسے اپنی اولاد سے بہت محبت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! عائشہ " قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جتنی محبت یہ ماں اپنے بچوں سے کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے"

غالباً اسی پیار کا یہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ ہم گناہوں کی دلدل میں گھرے ہوئے ہیں لیکن اُس نے تاحال روزی کے دروازے ہم پر بند نہیں کیے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

خمس صلوٰتٍ افترض ھن اللّٰہ تعالی من احسن وضوء ھنّ
صلا ھن لو قتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللّٰہ
عھد ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللّٰہ عھد ان شاءَ
غفرلہ وان شاء عذّ بہ......(مشکوٰۃ ۵۸ بحوالہ مالک۔ابوداؤد۔نسائی)

پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے پس جس شخص نے ان نمازوں کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور اُنھیں وقت پر ادا کیا، رکوع کو خوبی کے ساتھ ادا کیا اور حضورِ قلب سے نماز کو ادا کیا اُس کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اُسے بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اُس کے لیے کوئی وعدہ نہیں اگر اللہ چاہے تو اُس کو بخش دے اور اگر چاہے تو اُس کو عذاب دے۔

تارک نماز کے حکم کے بارہ میں مؤخر الذکر حدیث کی بناء پر علماء کے مابین اختلاف ہے جن کے نزدیک تارک نماز کافر ہے ان کے دلائل وہ تمام روایات و قرآنی آیات ہیں جنھیں ہم "ترک نماز پر وعید" کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان اور "تارک نماز کے حکم" کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں۔اور جن علماء نے تارک نماز کے کافر ہونے کے خلاف فتویٰ دیا ہے اُن کے نزدیک حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث دلیل ہے کہ اگر ترکِ نماز سے آدمی کافر ہو جاتا تو پھر ان شاء غفرله اور ان شاء عذّبه کے الفاظ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں کیونکہ کافر و مشرک کے لیے بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی صراحت قرآن مجید میں مختلف مقامات پر فرمادی گئی ہے۔

بے نماز کے لیے ان شاءَ غفرله (اگر اللہ چاہے تو اُسے بخش دے) کے الفاظ اُسے کفر کے فتویٰ سے بے نیاز کرتے ہیں علاوہ ازیں رسولِ اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق چاہے تو معاف فرمادے لیکن حقوق العباد ہرگز معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ متعلقہ شخص خود اپنا حق معاف نہ کرے۔اور نماز بھی خالصتاً حقوق اللہ میں سے ہے۔

البتہ وہ روایات جن میں کفر کے الفاظ بالصراحت وارد ہوئے ہیں وہ تنبیہاً ہیں تاکہ لوگ اس اہم فریضے سے غافل نہ ہوں (واللہ اعلم بالصواب)

باجماعت نماز کی فضیلت

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس کو آدھی رات کے برابر قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی اُسے تمام رات قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم نے فرمایا:

صلوٰۃ الجماعة تفضل صلوٰۃ الفذّ بسبعٍ وعشرين درجة

(مشکوٰۃ ص ۹۵ بحوالہ بخاری مسلم)

جماعت کی نماز تنہا نماز سے ثواب میں ستائیس درجے زیادہ ہوتی ہے

(۳) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ اذا أقيمت الصلوٰة فلا صلوٰة الا المكتوبة.................................(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تکبیر کہی جائے تو اس وقت فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔

بعض لوگ فرض نماز کے کھڑے ہو جانے کے بعد الگ سے اپنی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں جو حدیث کی صریحاً خلاف ورزی ہے تکبیر کے بعد اپنی سنتیں وغیرہ چھوڑ کر فوراً فرض نماز میں شامل ہو جانا چاہیئے اور چھوڑی ہوئی سنتوں کو فرضوں کے بعد دوبارہ پڑھ لینا چاہیے۔

(۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا استأ ذنت امرأة احدکم الی المسجد فلایمنعنّها .... (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرو۔

(جانے کی اجازت دے دو)

(۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تمنعوا نساء کم المساجد وبیوتهنّ خیر" لهنّ .... (مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو، البتہ ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔

مندرجہ بالا ہر دو روایات سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر مسجد کی حاضری مردوں کی طرح فرض نہیں ہے البتہ اگر کوئی خاتون مسجد میں آنا چاہے تو اسے رخصت ہے (وہ مسجد میں آسکتی ہے) مگر خوشبو اور بے پردگی سے گریز کرے۔

(۶) عن ابی درداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مامن ثلٰثةٍ فی قریةٍ ولا بدوٍ ولاتقام فیهم الصلوٰة الاّ قد استحوذَ علیهمُ الشیطٰنُ فعلیك بالجماعة فانما یأکل الذّئبُ القاصیة (مشکوٰۃ بحوالہ احمد، ابو داؤد، نسائی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس بستی یا گاؤں میں تین آدمی رہتے ہوں اور وہ (آپس میں) جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر شیطان اس طرح حملہ آور ہوتا ہے جس طرح ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بھیڑ پر بھیڑیا حملہ کرتا ہے۔

(۷) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں نے یہ قصد کر لیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کیلیے اذان دی جائے، میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو ان سمیت آگ لگادوں جو مسجد میں نہیں آئے (بخاری، ج ا، ص: ۸۹)

جماعت سے نماز پڑھنے کے فوائد

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

باجماعت نماز سے اسلامی اتحاد، تنظیم اور اس کی اطاعت کی اہمیت واضح ہوتی ہے اسلام کے غلبہ کے لیے اجتماعی کوششوں کی فکر فروغ پاتی ہے باہمی الفت و تعاون اور ہمدردی کا سبق ملتا ہے اور ان اسباب کو مسلمان باجماعت نماز کی شکل میں دن میں پانچ مرتبہ دہراتے ہیں۔

بار بار اکھٹے ہونے سے ایک دوسرے سے تعارف حاصل ہوتا ہے ایک دوسرے کے دکھ درد کا پتہ چلتا ہے غریبوں اور حاجت مندوں کے کام آنے کے مواقع میسّر آتے ہیں۔

(۲) انسان فطرۃً اجتماعی ہے جسے اللہ نے اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے پیدا کیا ہے یعنی ہر انسان کے فطری تقاضے کچھ اس طرح ہیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے۔

بطورِ مثال

ہر انسان میں خالقِ انسان نے جنسی طاقت ودیعت فرمائی ہے تاکہ نوعِ انسانی کی بقاء کی ضمانت فراہم ہو سکے انسان اس فطری تقاضے کے مطابق ازدواجی زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور نتیجتاً وہ صاحبِ اولاد ہو جاتا ہے اولاد سے محبت بھی فطرت میں ودیعت فرمائی گئی ہے۔

اس طرح خاندان کی تشکیل وجود میں آجاتی ہے دینِ فطرت نے انسانی ضرورت کے پیشِ نظر تربیت کے احکام کو بھی اجتماعیت کے مقاصد کو سامنے رکھ کر تدوین فرمایا ہے مثلاً اسلامی شریعت نے صلہ رحمی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی چارہ، ہمسائے کے حقوق، مساوات اور رہبانیت کے حرام ہونے اور مسلمانوں کے باہمی امور کو اہمیت دینے کے لیے اس طرح کے اجتماعات کو اسلامی زندگی کا لازمی جزء بنادیا ہے۔
اسلامی اجتماعیت کے اس فلسفہ کو سمجھ لینے کے بعد مغربی تمدن کے اجتماعات کے مزاج اور روح میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

مغربی اجتماعات

یہ اجتماعات کلبوں، ہوٹلوں، سینما گھروں، اور رقص و سرود کی محفلوں کی شکل میں منعقد ہوتے ہیں، ان میں سے کوئی اجتماع ایسا نہیں ہے جو انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو اولمپک کھیل کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے یہ لوگ کہتے ہیں "اس سے انسانوں میں ربط پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے متعارف ہونے کا موقع میسّر آتا ہے" دنیا جانتی ہے کہ اولمپک کھیل ہوں یا دوسرے کھیل، کلب ہوں یا سینما گھر، ان میں کون سے انسانی مسائل حل کیے جاتے ہیں؟ اور ان کھیلوں پر مظلوم عوام کے اربوں ڈالر خرچ کر کے ان اجتماعات سے انسان کو کیا دیا جاتا ہے...... ؟
جبکہ اسلامی اجتماعات جن جن مقامات پر منعقد ہوتے ہیں ان میں ایک فلسفہ، ایک معنویت، ایک درس اور ایک تحریک موجود ہوا کرتی ہے نمازِ پنجگانہ کی جماعت، جمعہ کا اجتماع، عیدین کا اجتماع اور حج کا اجتماع ہمارے دعوے کا بیّن ثبوت ہیں۔

امام کے بغیر جماعت نہیں

جماعت کی نماز آپ کبھی بھی امام کے بغیر نہیں پڑھ سکتے ہیں حتّٰی کہ دو آدمی بھی مل کر نماز پڑھیں گے تو ایک امام ہوگا اور دوسرا مقتدی، جماعت کھڑی ہو جائے تو اس سے الگ ہو کر نماز پڑھنا سخت ممنوع ہے بلکہ ایسی نماز ہوتی ہی نہیں، حکم یہ ہے کہ جو بھی آتا جائے وہ اس امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہوتا جائے یہ سب چیزیں محض رسمی نہیں ہیں بلکہ ان میں آپ کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی ہے تو اس طرح جماعت بن کر رہو، تمہاری جماعت، جماعت ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمہارا کوئی امام نہ ہو اور جماعت بن جائے تو اس سے الگ ہونے کے معنی یہ ہیں تمہاری زندگی مسلمانوں کی سی زندگی نہیں رہی گویا باجماعت نماز تنظیم سازی کی عملی تربیت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اور شخصیت سازی

اسباب وعلل کی اس دنیا میں انسان کو روزانہ مختلف حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے تو کبھی ناکامی، کامیابی کی صورت میں خوش ہونا اور ناکامی کی صورت میں غمگین ہونا ایک قدرتی عمل ہے لیکن انسان اگر مضبوط شخصیت کا مالک ہو تو وہ نہ خوشی کے عالم میں آپے سے باہر ہوتا ہے اور نہ ہی ناکامی کی صورت میں بدحواس ہوتا ہے، نفع کی صورت میں خدا کا شکر بجا لاتا ہے اور نقصان کی صورت میں صبر کا دامن تھام لیتا ہے، قرآنِ مجید میں ایک مضبوط انسان کی یوں تعریف کی گئی ہے:

لکیلا تأسوا علٰی مافاتکم ولا تفرحوا بمآ اٰتٰکم (حدید ۲۳)

تاکہ جب کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو تم اسکا رنج نہ کرو

اور جب کوئی چیز تمہیں حاصل ہو تو اس پر اترایا نہ کرو۔

کامیابی کی صورت میں خوش ہونا، ناکامی کی صورت میں ناخوش ہونا تو ایک طبعی امر ہے، بے ثبات انسان وہ ہے جو بدلتے موسم کی طرح اپنے اصول بدلتا رہے آرام و آسائش کی صورت میں یہ زندگی اسے بہت بھلی لگے اور معمولی حادثہ پیش آنے پر یہی زندگی اس کے لیے عذاب بن جائے،

ہر شخص کی شخصیت کو فقر و فاقہ، تنگدستی و خوشحالی، صحت و بیماری، محبت اور عداوت کے متضاد آئینوں میں پہچانا جاتا ہے۔

ایک دن انسان کو اپنا بچھڑا ہوا محبوب نظر آتا ہے تو زندگی جنت نعیم بن جاتی ہے،

اور دوسرے دن اپنا عزیز بیٹا بیمار ہوتا ہے تو وہی زندگی عذابِ جحیم بن جاتی ہے،

ایک دن کاروبار میں نفع ہوتا ہے تو خوشی سے پھول جاتا ہے،

دوسرے دن خسارہ ہوتا ہے تو خوشی کے اس غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔

لہٰذا ہر انسان کو اپنی زندگی میں بے پناہ ناکامیوں اور کامیابیوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، ان حالات کا مقابلہ کرنے اور مشکلات کے مقابلے میں چٹان کی طرح مضبوط انسان بننے کی ضرورت ہے، تاکہ سکون و آرام کی زندگی گزار سکے۔

قرآنِ مجید اس کا جو طریقہ بتاتا ہے وہ طریقہ خیر و شر کے تصور اور اس کے معیار کے تعین میں مضمر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم مال ودولت کی فراوانی کو خیر اور اس کی قلت کو شر تصور کرتے ہیں جب کہ یہ چیزیں خام مال کی طرح ہیں جنھیں ہم خیر و شر میں تبدیل کر سکتے ہیں قرآنِ مجید کے نزدیک با اصول، ثابت قدم اور صابر انسان کے آٹھ اوصاف ہیں آپ کو تعجب ہو گا کہ ان اوصاف میں بنیادی (پہلی) اور آخری صفت نماز سے مربوط ہے۔

ارشادِ الٰہی = (ترجمہ) سورۃ المعارج آیت ۱۹ تا ۳۵

بے شک انسان بڑا لالچی اور بے صبرا پیدا ہوا ہے جب اسے کوئی تکلیف چھو جائے تو گھبرا جاتا ہے اور جب آسودگی ملے تو بخیل بن جاتا ہے سوائے ان نماز گزاروں کے جو (درج ذیل اوصاف کے حامل ہیں)

(۱) اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

(۲) اور جن کے اموال میں سائل اور محروم کے لیے ایک حصہ مقرر ہے۔

(۳) اور جو لوگ روزِ قیامت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴) اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے خائف رہتے ہیں
بے شک اُن کو رب کے عذاب سے بے خوف نہیں رہنا چاہیے۔

(۵) اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے البتہ اُن میں اُن کی ملامت نہیں کی جائے گی اُن کے سوا جو اوروں کی خواہش کرتے ہیں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں

(۶) اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں۔

(۷) اور وہ لوگ جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں

(۸) اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ جنت میں عزت والے ہیں

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نمازی بندہ تکلیف کی صورت میں نہیں گھبراتا اور آسودگی کی صورت میں اس میں تبدیلی نہیں آتی یعنی گردشِ روزگار نمازی کی مضبوط شخصیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی وہ ہر حالت میں پر سکون اور اپنے پروردگار کے فیصلوں پر راضی رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ الٰہی ہے : واستعینوا باالصبر والصلوٰۃ (بقرۃ:۴۵)

یعنی مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے۔

درحقیقت اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اُس ذاتِ عظیم پر تکیہ کرنے سے انسان میں قوت اور ثبات پیدا ہوتا ہے اور ہر مصیبت میں گرفتاری کے بعد نماز ہی وہ ذریعہ ہے جہاں انسان کے دل کو سکون ملتا ہے فرض نمازوں کی ادائیگی باجماعت فرض ہے اسے ہر صورت جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے البتہ سنت اور نوافل وغیرہ گھر میں پڑھنے مسنون ہیں۔

جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا فرمان ہے کہ گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اس سے مراد فرض کے علاوہ نمازیں ہیں کہ اُنہیں گھروں میں پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ گھر والوں کو اور چھوٹے بچوں کو بھی اُس کی عادت پڑے اور ہمارے گھر بھی برکتوں اور رحمتوں کے گہوارے بن جائیں اور دیکھنے والے کو بھی اندازہ ہو کہ یہ کسی مسلم کا گھر ہے نماز کے سبب جہاں اپنی جسمانی نظافت وطہارت کا انسان خیال رکھے گا وہاں لامحالہ اُس جگہ کی صفائی کا بھی لازمی خیال رکھے گا جہاں اُس نے نماز ادا کرنی ہے جس کے نتیجے میں جسم، لباس اور گھر سب صاف ستھرے اور پاک رکھے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۲}

طہارت

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ الٰہی :-

ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

(البقرہ ۲۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طہارت

مذاہبِ عالم میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو پاکیزگی اور طہارت کو نہ صرف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اسے جزوِ ایمان قرار دیتا ہے۔

جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا !

الطھور شطر الایمان۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔(مسلم)

خالقِ ارض و سماء کا ارشاد ہے :

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین (البقرہ۲۲۲)

بے شک اللہ تعالی توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سورۃ مائدۃ میں ارشاد ہوتا ہے :

وان کنتم جنبا فا طھروا :اگر تم جنابت (ناپاکی) کی حالت میں ہو تو غسل کر کے پاک صاف ہو جاؤ۔ **(آیت نمبر ۶)**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا!

لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب

(رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر، کتا یا جنبی آدمی ہو۔

(مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کہیں ہم نے اپنے گھروں کے دروازے رحمت کے فرشتوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند تو نہیں کر دیئے......؟

کتنے کلمہ پڑھنے والے ایسے ہیں جو غسلِ جنابت کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں اور کتنے مسلمان ایسے ہیں جو پاکی و پلیدی کے مسائل سے شناسا نہیں ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ان احکام سے آگاہی ضروری ہے۔ جو شارع علیہ السلام نے اس ضمن میں صادر فرمائے ہیں۔

بول و براز کے آداب و مسائل

(۱) بیت الخلاء میں داخل ہوں تو پہلے بایاں قدم داخل کریں

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا قصد کرتے تو فرماتے : اَللّٰهمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری۔ مسلم)

اے اللہ میں بے شک تیری پناہ پکڑتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جننیوں سے

(۳) پاخانہ بیٹھتے وقت قبلے کی طرف نہ تو منہ ہو اور نہ پیٹھ

(اگر سامنے دیوار قریب ہو تو جائز ہے) (بخاری)

(۴) گوبر، ہڈی اور کوئلے سے استنجانہ کیا جائے (دارقطنی)

(۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لعنت کے دو کاموں سے بچو، صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا ہیں ؟

آپ ﷺ نے فرمایا! لوگوں کے راستے میں یا سایہ دار درختوں کے نیچے پاخانہ کرنا۔ (مسلم)

(۶) دائیں ہاتھ سے ہرگز استنجانہ کیا جائے (بخاری)

(۷) استنجے میں تین پتھر اور ڈھیلے استعمال کیے جائیں (داری)

(۸) (اگر بیت الخلاء کا انتظام نہ ہو) تو آبادی سے دور نکل جانا چاہیے

تاکہ لوگوں کی نظر نہ پڑے (ابو داؤد)

(۹) کیڑے مکوڑوں کے سوراخوں (بلوں) میں پیشاب نہ کیا جائے (ابو داؤد)

(۱۰) بیت الخلاء میں بیٹھ کر کلام نہ کیا جائے (ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) بول وبراز کے دباؤ کے وقت نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ پہلے ان سے فارغ ہو یا جائے (ابوداؤد)

(۱۲) پیشاب کے چھینٹوں سے لازمی طور پر بچا جائے ورنہ باعثِ عذابِ قبر ہوگا (بخاری)

(۱۳) کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ نہ کیا جائے (مشکوٰۃ)

(۱۴) غسل خانہ میں پیشاب نہ کیا جائے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۵) مریض ہونے کی صورت میں کسی برتن میں پیشاب وغیرہ کیا جاسکتا ہے (مشکوٰۃ)

(۱۶) قضائے حاجت کے وقت قدموں پر بیٹھے (بخاری)

کرسی نما ڈبلیو سی اِس حکم کے منافی ہے اِلّا یہ کہ معذور ہو۔

(۱۷) پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دیں (مسلم)

(۱۸) استنجے سے فارغ ہو کر ہاتھ کو مٹی (یا صابن وغیرہ سے) رگڑ کر صاف کریں (ابوداؤد)

(۱۹) بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ایسی انگوٹھی وغیرہ اُتار دی جائے جس پر اللہ تعالی کا نام لکھا ہوا ہو (ترمذی) لیکن یہاں تو ظلم یہ ہے کہ مسلم قوم پورے قرآنِ مجید کو تعویذ بنا کر بیت الخلاء میں لے جاتی ہے۔

(۲۰) بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر رکھیں۔

(۲۱) فراغت کے بعد نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں (غُفْرَانَکَ)

(اے اللہ تیری بخشش کا طلب گار ہوں) (ترمذی)

(۲۲) قضائے حاجت بیٹھتے وقت بائیں قدم پر دباؤ ڈالیں۔

غسل کن حالات میں کرنا چاہیے

ارشادِ باری ہے: وان کنتم جنباً فاطّھروا (المائدہ)

اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (غسل کرکے) پاک ہو جاؤ

(۱) صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

اذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل جب مرد وزن کی شرم گاہیں باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی کا اخراج ہو یا نہ ہو (دخول پر غسل واجب ہو جاتا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ " الماءُ بالماء "پانی، پانی سے ہے یعنی انزال پر غسل ہے انزال چاہے جماع کی شکل میں ہو یا کسی اور صورت میں جب بھی منی خارج ہو غسل کرے البتہ مذی اور ودی کے خارج ہونے پر وضوء ہے غسل نہیں ہے۔

مذی، ودی اور منی میں فرق

ان تینوں کے شرعی احکام الگ الگ ہیں اس لیے ان کے فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔

(الف) مذی

عموماً منی سے قبل سفید دودھیا رنگ کا پانی خارج ہوتا ہے، یا جن لوگوں کو جریان کا مرض لاحق ہوتا ہے ان لوگوں کو پیشاب سے قبل یہ پانی خارج ہوتا ہے بالخصوص جب پیشاب کافی دیر بعد کریں تب اس کا اثر زیادہ معلوم ہوتا ہے زیادہ طاقتور اور گرم چیزوں کے استعمال سے یہ عارضہ بڑھ جاتا ہے اور خواتین کو بھی یہ مرض لاحق ہوتا ہے لیکن خواتین کی اس بیماری کا انگریزی نام لیکوریا (LEUCORRHOEA) اور طب یونانی میں سیلانُ الرحم کہا جاتا ہے۔

(ب) ودی

یہ سفید رنگ (TRANSPARENT COLOUR) کا پانی ہوتا ہے یہ پانی مذی کے پانی کی نسبت زیادہ لیسدار ہوتا ہے، عموماً جوانی کی عمر میں یہ عارضے لاحق ہو جاتے ہیں، اگر شادی تاخیر سے ہو اور خوراک مرغن ہو تو اس مرض میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں کا ہونا دماغی کام میں دل نہ لگنا، کمر میں درد محسوس ہونا عموماً آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا اور چکر آنا اس مرض کی خاص علامتیں ہیں۔

چونکہ یہ کتاب طب کے موضوع پر نہیں ہے اس لیے اس کی مزید توضیح درج کرنے سے قاصر ہیں۔

(ج) منی

اِحتلام کی حالت میں یا جماع کے وقت عین لذت کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔

انڈے کی سفیدی سے کافی مشابہ ہوتی ہے بے حد چکنی اور بدبودار ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ پانی ہے جس سے حضرتِ انسان کی تخلیق ہوئی اور جسے قرآن نے "نطفہ" کا نام دیا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الاِ نْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ.........(الدھر ۲)

بے شک ہم نے انسان کو نطفے (قطرہ پانی سے) پیدا کیا۔

☆☆☆☆☆☆

اس ضمن میں چند ایک احادیث درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارا پانی تیزی سے خارج ہو تو غسل کرو۔ (ابو داؤد)

(۲) جب انسان کو بد خوابی ہو لیکن کپڑوں پر منی نہ پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے،

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا

یارسول اللہ ﷺ ! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا! کیا جب عورت کو بد خوابی

(احتلام ہو) تو کیا وہ غسل کرے.....؟

فرمایا: ہاں.....! جب وہ پانی (منی کا اثر جسم یا کپڑوں پر پائے) تب ضرور غسل کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) اگر آدمی نیند سے بیدار ہو اور تری پائے تو اُس پر غسل کرنا لازم ہے اگرچہ اسے بد خوابی یاد ہو یا نہ ہو اور اگر تری (گیلا پن) منی سے نہیں ہے بلکہ پیشاب وغیرہ کی وجہ سے ہے تو غسل واجب نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمی تری پائے مگر بد خوابی اُسے یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے ؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ غسل کرے۔

پھر پوچھا گیا کہ آدمی کا خیال ہے کہ اسے بد خوابی ہوئی ہے مگر وہ تری نہیں پاتا آپ ﷺ نے فرمایا وہ غسل نہیں کرے گا۔ (احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴) حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا "میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے آپ سے شرم آتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؓ نے فرمایا! "پوچھو میں آپ کی ماں ہوں"

کہا" آدمی عورت کو ڈھانپ لیتا ہے مگر انزال نہیں ہوتا (تو کیا اس پر غسل ہے؟)"

حضرت عائشہؓ نے فرمایا! "جب دونوں ختان مل جائیں تو غسل واجب ہے۔ (مسند احمد، مؤطا مالک)

اگر دونوں ختان آپس میں نہ ملیں اور نہ انزال ہو تو مرد اور عورت میں سے کسی پر غسل ضروری نہیں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔

حیض اور نفاس کے بعد غسل واجب ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ولا تقربوا هن حتى يطهرن فاذا تطهرن فأتو هن ......الأية۔ (البقرۃ ۲۲۲)

حضرت فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! "جتنے روز تمہیں پہلے حیض آیا کرتا تھا۔ اتنے روز نماز چھوڑ دو پھر غسل کر کے نماز پڑھو۔ (بخاری، مسلم)

مذکورہ حدیث میں اگرچہ حیض کا حکم بیان ہوا ہے لیکن نفاس کا حکم بھی یہی ہے جس طرح حیض کی حالت میں عورتوں پر نماز معاف ہوتی ہے، نفاس کی حالت میں بھی نماز معاف ہے۔ (عون المعبود ج ا ص ۱۲۳)

مختلف شروحاتِ حدیث میں صحابۂ کرامؓ کے اجماع سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ نفاس اور حیض دونوں کا ایک ہی حکم ہے، البتہ رمضان کے روزے اگر ان دِنوں میں آئیں تو ان کی قضا لازم ہے۔

☆ فائدہ

مختلف خواتین کے لیے حیض (MENSES) کی مدت مختلف ہوتی ہے اور یہی حیض کا آنا عورت کی بلوغت کی علامت ہے پس ہر خاتون اپنے ایامِ ماہانہ کی تعداد یاد رکھے اور اتنے دن پورے کرنے کے بعد اگر خون پھر بھی جاری رہے تو وہ استحاضہ کی بیماری ہے۔

عموماً تین، پانچ یا سات روز تک حیض جاری ہو کر بند ہو جاتا ہے۔ استحاضہ کی حالت میں غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کر دینی چاہیے جوں جوں عمر بڑھتی چلی جاتی ہے ان ایام میں کمی آتی چلی جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خاتون کو کم از کم ایک دن اور ایک رات اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک (MENSES) آتے ہیں البتہ زیادہ لمبی عمر میں حیض بند ہو جاتا ہے اور اس عورت کو "بانجھ" کہا جاتا ہے اس بندش کے بعد خاتون بچے دینے کے قابل نہیں رہتی ایسا عموماً چالیس اور پچاس سال کے لگ بھگ ہوتا ہے۔

☆ نفاس

یہ خون وضع حمل (DELIVERY) کے بعد زچگی کی حالت میں جاری ہوتا ہے،
جو عموماً چالیس دن تک جاری رہتا ہے۔ وضع حمل نارمل طریقے سے ٹھیک نو ماہ بعد ہو یا وقت سے قبل اسقاطِ حمل (ABORTION) ہو دونوں صورتوں میں یہ خون جاری ہوتا ہے دراصل یہ پیٹ کی صفائی کا ایک قدرتی عمل ہے، دورِ حاضر میں چونکہ زیادہ تر ڈلیوری کیسز (DELIVERY CASES) میٹرنٹی ہومز وغیرہ میں ہوتے ہیں وہاں پر موجود تجربہ کار (LADY DOCTORS) کا عملہ پیٹ کے سسٹم کو کچھ اس طرح صاف (WASH) کر دیتا ہے کہ اچھے طریقہ سے صفائی ہو جانے کے بعد ۴۰ دن سے قبل نفاس کا یہ خون بند ہو جاتا ہے جب یہ خون بند ہو جائے تو پاک صاف نہا لینا چاہیے اور نماز وغیرہ شروع کر دینی چاہیے۔ چالیس دن پورے کرنے ضروری نہیں ہوتے۔

☆ احتلام کے بعد غسل واجب ہے

جس کی تفصیل صفحہ نمبر ۵۶ جز (ج) کے تحت گزر چکی ہے۔

☆ اسلام قبول کرنے پر غسل کیا جائے

جو شخص کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہو اس پر بھی غسل واجب ہے کیونکہ کفر میں طہارت و پاکیزگی نہیں ہے جس طرح کافر روحانی طور پر ناپاک و پلید رہتا ہے اس سے کہیں زیادہ جسمانی طہارت سے بھی محروم ہوتا ہے۔

اس لیے اسلام میں داخل ہوتے ہی اسے یہ احساس دلایا گیا کہ مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو پاکیزگی اور طہارت کو ایمان کا جز قرار دیتا ہے چنانچہ حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا (مسلم)
حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر بھی آپ نے غسل کا حکم دیا (ابوداؤد، ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ موت بھی غسل کو واجب کر دیتی ہے

جب کوئی مسلمان مرد یا عورت اِس دارِ فانی سے رخصت ہوتا ہے تو شریعت نے تدفین سے قبل تغسیل و تکفین کا حکم دیا ہے چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی زوجہ محترمہ جناب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی جب وفات ہوئی آپ ﷺ نے انھیں غسل دینے کا حکم جاری فرمایا۔ اسی طرح ایک موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ "اگر تو مجھ سے پہلے مری تو میں تمہیں غسل دوں گا۔

☆ جمعہ کے دن غسل

جمعہ کا دن مسلم برادری کے لیے ایک ہفتہ واری چھوٹی عید کا منظر پیش کرتا ہے۔

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

غسل الجمعة واجب على كل محتلم (بخاری،مسلم)

جمعہ کا غسل ہر بالغ پر ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا جاءَ احدكم الجمعة فليغتسل (احمد ، بخاری)

جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

ان دونوں روایتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے مگر حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت جسے احمد، ترمذی، ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ واجبی حکم حقیقتاً تاکید کے لیے تھا اصلاً جمعہ کا غسل مستحب ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا اس نے بہت ہی اچھا کیا" (احمد، ترمذی، ابوداود اور نسائی)

اس سے حکم کی اصل غایت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کا پہلا حکم استحبابی تھا (واللہ اعلم بالصواب)

☆ (عید کے روز غسل کرنا بھی مسنون ہے) (نیل الاوطار)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ احرام کے لیے غسل کرنا

احرام چاہے عمرہ کے لیے ہو یا حج کے لیے احرام سے قبل غسل کرنا مسنون ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ (احمد، ترمذی، بیہقی)

☆ کیا غاسلِ میت بھی غسل کرے؟

جو شخص میت کو نہلائے اسے چاہیے کہ نہلانے کے بعد وہ بھی غسل کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من غسل میتا فلیغسل و من حملہ فلیتوضأ (ترمذی، نسائی)

یہ حکم استحبابی ہے حضرت عمر سے روایت ہے کہ ہم لوگ میت کو نہلانے کے بعد وضو کر لیتے اور بعض نہیں کرتے تھے اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا غسل کے بعد باہر آئیں اور صحابہ سے کہا کہ سردی سخت ہے اور میرا روزہ ہے کیا میرے لیے غسل کرنا ضروری ہے؟ انھوں نے کہا نہیں (مؤطا امام مالک)

غسل کرنے میں چند احتیاطیں

(۱) ہر عمل کا دارومدار چونکہ نیت پر ہے اس لیے ہر کام سے پہلے اس کے ارادے (نیّت) کا ہونا بے حد ضروری ہے ارادے کے بغیر اگر غسل کیا جائے گا تو غسل نہیں ہوگا،

مثلاً کسی شخص کو نہانے کی حاجت ہو اور وہ ندی کے کنارہ جا رہا ہو اور اس کا پاؤں پھسلے اور اچانک ندی میں جا گرے اور اسے ایک دو غوطے بھی آجائیں حتی کہ سر سے پاؤں تک بھیگ جائے اور کوئی پکڑ کر باہر نکال لے پھر بھی اس کا غسل نہیں ہوگا چونکہ اس بھیگنے میں اس کی نیت نہانے کی نہیں تھی۔

(۲) جسم کے ہر حصے پر پانی پہنچایا جائے اور جسم کو ملا جائے اور پانی اس حد تک بہایا جائے کہ یہ یقین ہو جائے کہ کوئی جگہ خشک نہیں رہی۔ (بخاری عن عائشہ صدیقہؓ و عن جابرؓ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ناف کے اندرونی حصے میں پانی پہنچانے کی کوشش کریں۔

(۴) غسل کا آغاز بسم اللہ پڑھ کر کریں اگر غسل کسی ٹب وغیرہ سے کر رہے ہیں تو ٹب میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لیں (بخاری عن عائشہؓ)
ازاں بعد جسم کے جس جس حصے پر پلیدی لگی ہو اسے زائل کیا جائے (بخاری عن میمونہؓ)

(۵) جس طرح نماز کا وضو کیا جاتا ہے اُس طرح وضو کیا جائے البتہ پاؤں چھوڑ دیں اور غسل کے بعد آخر میں پاؤں دھو لیں (بخاری عن میمونہؓ)

(۶) پلید جگہ پر بیٹھ کر غسل نہ کریں اس لیے کہ ناپاک چھینٹیں جسم پر پڑ کر جسم کو ناپاک کر دیں گی۔

(۷) غسل پردے میں کرنا چاہیے اگر دیوار وغیرہ نہ ہو تو کھلے میدان میں برہنہ غسل ہرگز نہیں کرنا چاہیے حضرت میمونہؓ (ام المؤمنینؓ) فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے پانی رکھا اور آپ ﷺ کے لیے پردے کا انتظام کیا تب آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔
ابو داؤد میں حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ حیا والا ہے اور حیا کو پسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو چھپ کر نہائے۔

(۸) کھڑے ہوئے پانی میں جنبی آدمی غسل نہ کرے، یہ مسلم شریف کی روایت ہے:

لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب۔ (مسلم)

"جنبی آدمی کھڑے ہوئے پانی میں غسل نہ کریں" حیض اور نفاس والی عورت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

حائضہ عورت کے لیے قرأتِ قرآن کا حکم

دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی علماء کے مابین اختلاف موجود ہے۔
ایک فریق کا یہ مؤقف ہے کہ حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت نہ تو قرآن کو چھو سکتی ہے اور نہ تلاوت کر سکتی ہے، اس مؤقف کی دلیل کتب احادیث میں مروی وہ روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

لا تقرأ الحائض و لا الجنب شیئًا من القرآن۔ (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

یعنی حائض والی اور جنبی (چاہے مرد ہو یا عورت) قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھے اس روایت میں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراحت موجود ہے کہ حائضہ اور جنبی قرآن کی تلاوت تک نہیں کر سکتے، ہاتھ لگانا تو بہت دور کی بات ہے تا دمِ تحریر بندہ بھی اسی فتوے کا قائل رہا ہے۔

لیکن اس کتاب کی تالیف کے وقت حتی المقدور یہ کوشش کرتا رہا کہ تحقیق کے بعد جب صحت ثابت ہو جائے تب اُس مسئلے کا اندراج کیا جائے اور ضعف کا علم ہو جانے کے بعد اس سے قطعی اجتناب کیا جائے۔

اس کوشش کے باوجود بھی اگر کہیں ضعیف حدیث درج ہو گئی ہو تو اسے محض تقاضائے بشری اور بندہ کی کم علمی پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ دینِ حنیف ہر قسم کی کجی اور تمام عیوب سے پاک ہے۔

چنانچہ مذکورہ روایت کو اس کتاب میں تحریر کرنے سے قبل جب اس کی تحقیق کی تو اس کے ضعف کا پردہ فاش ہوا۔ خود امام ترمذیؒ نے بھی اسے معلول قرار دیا ہے۔

صاحبِ عون المعبود فرماتے ہیں کہ حائضہ اور جنبی کے لیے قرأتِ قرآن کی ممانعت میں متعدد احادیث مروی ہیں لیکن سب میں ضعف و مقال ہے۔

لہٰذا حیض اور نفاس والی کے لیے قرأتِ قرآن سے ممانعت والی کوئی بھی روایت صحت کے درجے کو نہیں پہنچتی اس لیے حائضہ اور نفاس والی کے لیے قرأتِ قرآن میں رخصت دی جا سکتی ہے۔

جنبی کے لیے (چاہے وہ مرد ہو یا عورت) الگ سے صراحت موجود ہے کہ نہ وہ قرآن کو چھوئے اور نہ تلاوت کرے جنابت پر حیض اور نفاس کی حالت کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جنابت کے بعد طہارت کا حصول مرد و عورت کے اختیار میں ہے، وہ جب بھی غسل جنابت کر لیں گے انھیں طہارت حاصل ہو جائے گی جب کہ حیض اور نفاس کا معاملہ عورت کے اختیار میں نہیں ہے حیض یا نفاس کی حالت میں اگر غسل کر بھی لے تب بھی پاک نہیں ہو گی۔

اس لیے کہ حیض اور نفاس کی ایک مخصوص مدت ہے اور اُس مدت تک وہ خون جاری رہتا ہے لہٰذا حیض اور نفاس کو جنابت پر قیاس کرنا قطعی غلط ہے۔

صحیح بخاری میں مذکور ہے

قال ابن عباس اخبرنی ابو سفیان ان هرقل دعا بکتاب النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقرأہ فاذا فیه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ویا اهل الکتب تعالوا الٰی کلمةٍ سواءٍ بیننا وبینکم(الآیة)ان لا نعبُدَالا اللّٰه ولا نشرك به شیأ الٰی قوله مسلمون ○ (بخاری) ج۱ص۴۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ابو سفیان نے بتایا کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک منگوایا اور اسے پڑھنا شروع کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان درج تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ویا اهل الکتب تعالوا الٰی کلمةٍ سواءٍ بیننا وبینکم ان لا نعبُدَالا اللّٰه ولا نشرك به شیأ ...... مسلمون○ تک

(بخاری ج۱ ص:۴۴)

یہ حدیث اس کے واضح دلیل بن سکتی ہے کہ ھرقل جیسا مشرک جسے قرآن نجس کہتا ہے، جب اس کے خط میں رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی آیت لکھی اور اس نے پڑھی، تو ایک مؤمنہ عورت جو محض قدرتی امر کی وجہ سے مجبور ہے وہ قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کر سکتی..... ؟

طہارت کے متفرق مسائل

(۱) دورانِ غسل ایک بال برابر بھی جگہ خشک نہیں رہنی چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جنابت سے غسل کرتے ہوئے ایک بال برابر جگہ بھی خشک رکھی اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسا اور ایسا سلوک کرے گا۔ (احمد، ابو داوٗد)

(۲) ابنِ ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "میں نے غسل جنابت کر کے فجر کی نماز پڑھی پھر میں نے ناخن کے برابر خشک جگہ دیکھی اس کا کیا حکم ہے ؟" جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا اگر تم خشک جگہ پر گیلے ہاتھ پھیر دیتے تو کافی تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم پر اگر ایسی چیز لگی ہو جس کے اندر پانی داخل نہ ہو سکتا ہو جیسے (NAIL POLISH) وغیرہ تو اس کو ہٹائے بغیر غسل نہیں ہوگا اور نہ ہی وضو ہوگا کیونکہ اس سے (LOTION) کی ایک تہہ چڑھ جاتی ہے جو پانی کو جسم تک پہنچنے نہیں دیتی البتہ مہندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا رنگ غسل اور وضو کو مانع نہیں ہے کیونکہ مہندی جلد پر اپنی تہہ نہیں چڑھاتی بلکہ جلد کو رنگ دیتی ہے۔

(۳) دورانِ غسل یا غسل کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

(۴) پانی کم سے کم مقدار میں استعمال کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ پانی کے استعمال میں اس قدر احتیاط فرماتے کہ بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وضو کے لیے ایک مد (۱۰ چھٹانک) اور غسل کیلئے ایک صاع (اڑھائی کلو) تک استعمال فرماتے تھے۔

(۵) دورانِ غسل اگر کوئی ایسا حدث پیش نہ آئے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو غسل سے پہلے کیا ہوا وضو کافی ہے اور اس سے نماز وغیرہ پڑھی جا سکتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ (لا یتوضا بعد الغسل) غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے (ابن ماجہ)

(۶) بعض علاقوں میں خواتین بالوں کی باریک باریک مینڈھیاں اس طرح گوندلیتی ہیں کہ پورا سر بالوں میں بند ہو کر رہ جاتا ہے ہمارے ملک پاکستان میں زیادہ تر صوبہ سرحد کی خواتین اس طرح چٹیا بناتی ہیں عرب میں بھی اِس کا کثرت سے رواج تھا ان کے بنانے پر کافی وقت اور محنت صرف ہوتی ہے اِس لیے شریعت نے بھی اس میں رعایت رکھی ہے۔

حضرت اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی، کہ میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے لیے کھولنا ضروری ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں سر پر تین لپ پانی ڈال لینا ضروری ہے اور اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہا کر پاک ہو سکتی ہو (مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ غسل حیض کرنے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے بال کھول لو اور غسل کرو (ابن ماجہ)

مندرجہ بالا ہر دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چٹیا کس کر بندھی ہو تو اسے کھولنا ضروری نہیں ہے اور اگر عام چٹیا ہے جو پل بھر میں کھولی اور باندھی جا سکتی ہے تو اسے کھولا جائے لیکن دونوں صورتوں میں پانی کا بالوں کی جڑوں تک پہنچنا ضروری ہے۔

(۸) شیر خوار بچہ جس کی غذا صرف دودھ ہو اور وہ کھانا نہ کھاتا ہو اور وہ کپڑوں پر پیشاب کر دے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کے چھینٹے مارنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

(۹) اگر شیر خوار لڑکی ہو تو کپڑے کو دھویا جائے۔ (ابو داؤد)

(۱۰) حائضہ عورت مسجد میں داخل نہ ہو۔ (بلوغ المرام)

(۱۱) جنبی عورت اور مرد بھی قرآنِ مجید نہ پڑھیں اور مسجد میں نہ جائیں۔ (بلوغ المرام)

(۱۲) حائضہ یا جنبی کو پانی میسّر نہ ہو تو تیمّم سے غسل اور وضو دونوں ہو سکتے ہیں۔

(فتیمموا صعیدا طیبا)۔ (سورہ مائدہ)

(۱۳) استحاضہ کی بیماری ہو تو ایامِ حیض کے دنوں کی گنتی پوری کر کے غسل کر لینا چاہئے اور نماز بھی شروع کر دینی چاہئے۔ (صحیح مسلم)

(۱۴) جنابت کی حالت میں قرآن پاک نہ پڑھا جائے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا، پھر قرآن پاک کی چند آیات پڑھیں اور فرمایا: جو شخص جنابت کی حالت میں نہ ہو اس کے لیے ایسا ہی ہے لیکن جو جنابت کی حالت میں ہو وہ ایک آیت بھی نہ پڑھے۔ (احمد، ابو یعلی)

(۱۵) جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا یا بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ (ابو داؤد)

(۱۶) حالت جنابت میں کسی سے مصافحہ کرنا، سلام دعا کرنا یا بات چیت کرنا جائز ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کی ایک گلی میں رسول اکرم ﷺ سے میرا آمنا سامنا ہوا میں چونکہ جنبی تھا اس لیے وہاں سے ملے بغیر کھسک گیا گھر جا کر غسل کیا اور پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا

رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابو ہریرہؓ تم کہاں چلے گئے تھے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حالت جنابت میں تھا اس لئے آپ سے ملنا اور آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: سُبحَانَ اللّٰہِ اِنَّ المؤمن لَا ینجس (بخاری)

سبحان اللہ مؤمن کسی بھی حالت میں ناپاک نہیں ہوتا۔

(۱۷) جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی رخصت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ نبی کریم ﷺ حالتِ جناب میں کوئی چیز کھانا چاہتے تو کھا، پی لیتے البتہ پہلے ہاتھ ضرور دھوتے تھے (ابن ماجہ)

(۱۸) جنبی مرد یا عورت مسجد سے گزر سکتے ہیں (اگر اس کے سوا چارا نہ ہو) لیکن ٹھہر نہیں سکتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی مروی ہے۔

(۱۹) حالت جنابت میں زبانی اللہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲۰) جنبی آدمی یا عورت سونے سے قبل اگر غسل نہ کر سکے تو کم از کم اسے وضو ضرور کر لینا چاہیے البتہ وضو سے قبل استنجا ضرور کرے (بخاری)

(۲۱) حیض اور جنابت میں مسلمان عورت کا جسم اور کپڑے پاک رہتے ہیں (سوائے مخصوص حصوں کے) اس لئے دونوں حالتوں میں خاوند اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا وغیرہ کھا، پی سکتا ہے حتّٰی کے اس کا جھوٹا بھی کھایا، پیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالتِ حیض میں پانی پیتی اور برتن نبی کریم ﷺ کو دے دیتی آپ ﷺ اس برتن میں سے اس جگہ منہ رکھ کر پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا تھا اس طرح ہڈی سے کچھ گوشت کھا کر نبی کریم ﷺ کو دیتی تو آپ اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا (مسلم)

(۲۲) حالتِ حیض میں خاوند اپنی بیوی سے بوس و کنار کر سکتا ہے

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے بوس و کنار فرمالیا کرتے تھے جب کہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں (مسلم)

(۲۳) حالتِ حیض میں عورت سے نفرت کرنا اس کا کھانا پینا اور برتن وغیرہ الگ کر دینا یہ یہودیوں کا طریقہ رہا ہے اسلام میں حائضہ سے صرف صحبت کرنے سے منع کیا ہے البتہ میل ملاپ کی ممانعت نہیں ہے (مسلم)

(۲۴) حائضہ عورت حج کے تمام مناسک ادا کر سکتی ہے سوائے بیت اللہ کے طواف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے سفر پر تھیں کہ ان کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا وہ رونے لگیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر اس سال میں حج کا ارادہ نہ کرتی تو اچھا تھا رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سمجھ گئے اور فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم زادیوں کے لیے لکھ دی ہے لہٰذا جب تک پاک صاف نہ ہو جاؤ بیت اللہ کے طواف کے سوا باقی سارے مناسک ادا کرتی رہو۔ (بخاری)

(۲۵) اگر جوتوں کو نجاست لگ جائے تو جوتے مٹی پر رگڑنے سے نجاست دور ہو جاتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کی طرح مٹی بھی نجاست کو دور کرنے والی ہے چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مسجد میں آئے اور اپنے جوتے کو پلٹ کر دیکھے اگر جوتوں میں غلاظت لگی ہو تو انہیں زمین پر رگڑ کر صاف کر لے پھر انہیں جوتوں میں نماز پڑھ لے (ابو داؤد) اس سے معلوم ہوا کہ پاک جوتے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے البتہ نماز میں جوتے پہننا فرض نہیں ہیں، شارع علیہ السلام سے اس کا خلاف بھی ثابت ہے جس پر تفصیلی بحث ہم آئندہ صفحات میں کریں گے (ان شاء اللہ)

(۲۶) اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات بار دھونا چاہیے البتہ ایک مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس برتن کو پاک کرنے کا یہی طریقہ بتایا ہے جس برتن میں کتا منہ ڈال دیتا ہے (مسلم)

(۲۷) مردہ حلال جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، اس کا مصلیٰ وغیرہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت میمونہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے دیکھا، کچھ لوگ مری ہوئی بکری کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے تو اچھا تھا لوگوں نے عرض کیا ! یہ مردار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یطھّرُھا الماءُ والقرظُ ....(ابو داؤد)

چمڑے کو پانی اور کیکر کی چھال پاک کر دیتی ہے۔

(۲۸) زمین میں اگر پیشاب کی نجاست لگی ہو تو اسے مٹی سمیت کھرچنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کا ڈول بہا کر اسے چھوڑ دیں اور خشک ہونے دیں خشک ہو کر وہ خود بخود پاک ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مسجدِ نبوی میں ایک دیہاتی نے پیشاب کر دیا لوگ اُسے مارنے کے لیے دوڑے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو اس لیے کہ تم مشکل پیدا کرنے کے لیے نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو۔ (بخاری)

(۲۹) غلاظت اور نجاست دور کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ وضو اور کھانے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال فرماتے استنجا اور دوسری نجاست دور کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرتے (ابو داؤد)

(۳۰) کپڑے پر اگر تر منی لگے تو اسے دھویا جائے اور اگر خشک ہو جائے تو اسے کھرچ کر بھی پاک کیا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر اگر منی لگ جاتی اور وہ تر ہوتی تو میں دھو دیا کرتی تھی اور اگر خشک ہوتی تو اسے رگڑ کر صاف کر دیا کرتی تھی (احمد، دارقطنی)

نوٹ:-

اگر منی جسم کے کسی حصے پر لگ کر خشک ہو جائے تو اس کے کھرچنے کا علیحدہ سے شارع علیہ السلام سے کوئی حکم ثابت نہیں ہے لہٰذا اسے دھونا ہی بہتر ہے۔ (واللہ اعلم)

(۳۱) بلی کا جھوٹا پانی طاہر و مطہر ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت کبشہ بنتِ کعبؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو وضو کے لیے برتن میں پانی دیا اتنے میں ایک بلی آئی اور برتن میں سے پانی پینے لگی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے برتن ٹیڑھا کر دیا یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حیرت زدہ دیکھ کر کہا کہ کیا تو تعجب کر رہی ہے......؟

میں نے کہا...... "ہاں"

کہنے لگے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے یہ ان میں سے ہے جو ہمہ وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں آتی جاتی رہتی ہیں۔ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

(۳۲) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاتشربوا فی آنیة الذهب والفضه ولاتأكلوا فی صحافها

سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان پلیٹوں میں کھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

پانی اور اُس کے مسائل

﴿ وجعلنا من الماءِ كلَّ شیء حیٍّ افلا یؤمنون ﴾

اور ہم نے تمام جاندار چیزیں پانی سے بنائیں کیا پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ؟

(الانبیاء: ۳۰)

اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت پانی ہے جس پر ہر جاندار کی زندگی کا دارومدار ہے عالمِ ہستی میں

سمندروں کا مدّو جزر،

دریاؤں کا تلاطم،

بل کھاتی ندیاں،

لہلہاتی کھیتیاں،

بلبلوں کی چہک،

پھولوں کی مہک،

آسماں کے دامن میں بادلوں کے رواں دواں قافلے

نسیمِ صبح کے تازہ و سرد جھونکے

رخسارِ گل پر شبنم کے چمکتے قطرات

رفعتِ کوہسار پر سجے برف کے انبار

کڑکتی گرجتی اور چمکتی بجلیاں

اٹکتی مٹکتی اور مچلتی تتلیاں

یہ سب زندگی کی امید کی روشن کرنیں ہیں جن کا اصل محرک یہی پانی ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھو الذی انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ نبات کل شیئ

وہ اللہ ہی کی ذات تو ہے جس نے آسمانوں سے پانی برسایا جس

کے ذریعہ اس نے ہر چیز کو روئیدگی عطا کر دی،

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر ہم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو یہ ہمارے بس میں نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ان تعدّو انعمۃ اللّٰہ لا تحصو ھا

کرۂ ارض پر موجود زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں پانی کی ضرورت نہ ہو، دنیا میں آتے وقت غسل پانی سے اور دنیا سے جاتے وقت بھی غسل پانی سے، گویا پانی کے اس فلسفے نے یہ واضح کر دیا کہ زندگی کی ابتدا سے زندگی کی انتہا تک تم کسی صورت مجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے "پھر اے جن وانس تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے.....؟"

پانی کا حکم

پانی کا اصل سب کے نزدیک طاہر و مطہر ہے خواہ اس کی مقدار کثیر ہو یا قلیل جب تک کہ کوئی پلیدی اس پر اثر انداز نہ ہو، ہاں اگر پانی کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ پلیدی کے اثر کو قبول نہ کرے تو وہ پاک ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا!

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ سمندروں کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس پینے کا پانی بہت تھوڑا ہوتا ہے اگر ہم اس سے وضو کریں تو پینے کا پانی ختم ہو جائے گا تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ھو الطھور ماءُہٗ والحلّ میتتہٗ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

تو اس کا پانی پاک ہے اور "اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔"

(۲) اگر پانی میں کوئی پاک چیز گر جائے جیسے آٹا وغیرہ تو وہ پانی پاک رہتا ہے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی گھر والی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتن سے غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔ (نسائی، مسند احمد)

(۴) اگر پانی میں کوئی نجاست گر جائے اور وہ پانی قلیل مقدار میں ہو تو وہ ناپاک ہے اور اگر کثیر مقدار (پانچ من سے زیادہ ہو) تو اس کی تین چیزیں دیکھی جائیں گی۔ رنگ، بو اور ذائقہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی بدل گئی تو وہ پانی ناپاک ہے اور اگر ان تینوں چیزوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو وہ پانی پاک ہے۔ (ابن خزیمہ، ترمذی)

چنانچہ حضرت ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

إن الماء لا ینجسه شئ إلا ما غلب

علی ریحه وطعمه ولونه۔ (ابن ماجہ)

امام بیہقیؒ نے بھی لفظی تغیر کے ساتھ اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے لیکن یہ روایت کثیر الطرق ہونے کے باوجود ضعیف ہے، کیونکہ کوئی ایک طریق بھی صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتا اس کے باوجود اصحاب الحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے آخر کیوں؟

اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ حدیث اپنے اصل کی توضیح ہے اور اس کا اصل یہ ہے،

"إن الماء طهور لا ینجسه شئ" (بلوغ المرام باب المیاہ)

اصل صحیح ہے جبکہ تشریح و توضیح والی روایت صحیح سے متعارض نہیں، صرف زائد ہے،

لہٰذا اس کے ضعف کو تسلیم کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے جبکہ اس ضعیف روایت کے سوا دوسری کوئی صحیح روایت بھی نہیں ہے، پھر اس ضعیف روایت کو اصل متن کے طور پر نہیں بلکہ تشریح اور توضیح کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، ظلم تو یہ ہے کہ لوگ صحیح کے مقابلے میں ضعیف کو حجت مان لیتے ہیں اور صحیح حدیث کو رد کر دیتے ہیں اس پر کچھ نقد نہیں اور اگر ہم نے صحیح کو اصل مان کر بطور توضیح کے ضعیف کو تسلیم کیا تو اس پر نقد و جرح کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

بقولِ شاعر:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ضعف کو تسلیم کرنا جو صحیح کے مخالف نہ ہو محدثین کے اصول کے منافی نہیں ہے لیکن صحیح کے مقابلے میں ضعیف کو حجت تسلیم کرنا تو سراسر اصولِ حدیث کے خلاف ہے۔

استعمال شدہ پانی

اس پانی سے مراد وہ پانی ہے جس سے ایک مرتبہ وضو یا غسل کیا جا چکا ہو یہ پانی طاہر ہے مطہر نہیں ہے یعنی خود تو پاک ہے لیکن دوسری کسی چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گھر میں بیمار پڑا ہوا تھا اور بات سمجھنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھا تھا، نبی کریم ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے،

آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں استعمال ہونے والا پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر وہ ناپاک ہوتا تو رسول اللہ ﷺ وہ پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر نہ ڈالتے۔

اس طرح بعض دوسری احادیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

کہ جس پانی سے غسل یا وضو کر لیا جائے اس سے دوبارہ وضو یا غسل نہ کیا جائے۔

البتہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف میں ایک اور روایت بھی ملتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں غسلِ جنابت نہ کرے اس حدیث کے بعد لوگوں نے پوچھا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (جس کے پاس اور پانی نہ ہو) وہ کیا کرے؟

انھوں نے جواب دیا، اس میں سے پانی بھر کر نہائے۔

جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر غسل سے پانی ناپاک نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے کیوں منع فرماتے؟

لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ (اپنی زوجہ) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرماتے۔

اور ابنِ خزیمہ میں وارد ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج میں سے کوئی غسل فرماتیں پھر آپ ﷺ غسل کیلئے تشریف لاتے تو وہ کہتیں کہ میں جنبی تھی۔

آپ ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے! "ان الماء لا یجنب" پانی جنبی نہیں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹا پانی

(ا) مسلمان کا جھوٹا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے، چاہے مسلمان جنبی ہو یا حائضہ عورت، ان تمام کا جھوٹا پاک ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ رب العالمین کا یہ فرمان ہے:

انما المشر کون نجس۔(توبہ) کہ مشرک ناپاک ہیں۔

اب یقیناً آپ کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھ رہا ہوگا کہ جب مشرک ناپاک ہیں تو ان کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟ سو یہ نجاست، عقیدہ اور عمل کی نجاست ہے یعنی اس سے مراد ان کے بدن کی نجاست نہیں ہے کہ اگر وہ کسی کپڑے کو ہاتھ لگائیں تو وہ ناپاک ہو جائے یا کسی اشیائے خورد ونوش کو ہاتھ لگائیں تو وہ ناپاک ہو جائے ایسا نہیں ہے، بلکہ آپ کفار ومشرکین کی دکانوں سے سودا سلف کے حصول کیلئے خرید و فرخت کر سکتے ہیں البتہ ان کا جھوٹا استعمال نہ کرنے اور ان کے برتن بغیر دھوئے استعمال نہ کرنے کی صراحت حدیثِ پاک میں موجود ہے۔

(ب) حلال جانوروں کا جھوٹا بھی بالاتفاق پاک اور پاک کرنے والا ہے۔

حلال جانوروں سے مراد وہ تمام جانور ہیں جن کا ہم گوشت کھاتے یا دودھ پیتے ہیں، البتہ حرام جانوروں میں (جن کا ہم گوشت نہیں کھاتے) جیسے خچر، گدھے، جنگلی جانور، شکاری پرندے وغیرہ ان کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

چنانچہ دار قطنی اور بیہقی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم گدھوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر لیں۔

آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا! تمام درندوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہو۔

(البتہ خنزیر اور کتا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)

اسی طرح دار قطنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر پر تھے راستے میں ایک شخص کو ایک بڑے حوض پر بیٹھے ہوئے پایا،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اس سفر میں آپ کے شریک تھے انھوں نے اس شخص سے پوچھا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کیا رات کے وقت جنگلی جانور تمہارے اس حوض میں منہ ڈالتے ہیں؟"

اتنے میں (اس شخص کے جواب کا انتظار کئے بغیر) نبی کریم ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

"اے حوض والے! عمر بلاوجہ تکلف کر رہے ہیں، تم ان کے سوال کی پروہ نہ کرو، جنگلی جانوروں نے اپنے پیٹوں میں جو پانی لیا ہے وہ ان کا تھا، اور جو بچ گیا ہے وہ ہمارا ہے، یہ پینے کا پانی ہے اور پاک ہے"

حضور اکرم ﷺ نے حوض والے کو حضرت عمر رضی اللہ کا جواب دینے سے اس لئے روکا، کیونکہ وہ پانی پاک تھا لہٰذا یہ بتانے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ جنگلی جانور یہاں آتے ہیں یا نہیں۔

کتے کا جھوٹا پانی

یہ پانی بالاتفاق ناپاک ہے حتی کہ وہ برتن بھی جس میں کتے نے منہ ڈالا ہو چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال لے تو اسے چاہئے کہ اس برتن کو (پاک کرنے کیلئے) سات مرتبہ پانی سے دھوئے، ایک مرتبہ مٹی سے مانج لے"۔ (بخاری، مسلم)

البتہ بلی کا جھوٹا پانی پاک ہے جس کی تفصیل "طہارت کے متفرق مسائل" کے عنوان کے تحت جز نمبر ۳۱ میں گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب { ۴ }

وضوٗ کا بیان

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ رسول ﷺ

لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور

(مسلم)

وضوٗ کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وضوء

وضوؑان اوصافِ حمیدہ میں سے ایک ایسا وصف ہے اور ان اعمال صالحہ میں سے ایک ایسا عمل ہے جن کے ثمرات اس دن نمایاں ہونگے جس دن نیکی کا بدلہ تو ملے گا لیکن انسان نیکی کر نہ سکے گا جس دن جرائم پیشہ افراد کے جرموں کی سزا ملے گی لیکن مجرم نیا جرم کر نہ سکے گا۔

وضوؑچاہے مؤحد کرے یابد عتی اس کا ایک اپنا رنگ ہے اور وہ ایسا پکا رنگ ہے کہ مر کر مٹی ہو جانے کے بعد بھی جب انسان دوسرا صور پھونکے جانے کے بعد قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے تب بھی یہ رنگ ان کے اعضاء پر چڑھا ہوا ہو گا چنانچہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا فرمان ہے کہ

قیامت کے دن میں حوضِ کوثر پر پانی پلا رہا ہونگا اور کچھ لوگ میری طرف آئیں گے
جن کے اعضاء چمکتے ہونگے ان کو دیکھ کر میں پہچان لوں گا کہ یہ میری امت کے لوگ ہیں۔
لیکن فرشتے انھیں مجھ سے دور کر رہے ہونگے میں کہوں گا یہ میری امت کے لوگ ہیں
انھیں آنے دو لیکن مجھے بتایا جائے گا

" انك لا تدری ما احد ثوا بعدك "

بے شک آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے
آپ کے دین میں آپ کے بعد کیا کیا تبدیلیاں کی ہیں
یہ سن کر میں کہوں گا " سحقاً سحقاً لمن غیَّر بعدی "
لعنت ہو ان لوگوں کے لیے جنھوں نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلیاں کیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء کی فرضیت

قرآن وحدیث سے وضوء کی فرضیت ومشروعیت ثابت ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے :

"یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین" (مائدہ:٦)

اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو اور سر کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنے سمیت دھولو۔

(٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

لاتقبل صلاۃ أحدکم اذا أحدث حتّی یتوضأ (بخاری)

تم میں سے کوئی شخص بے وضوء ہو جائے تو دوبارہ وضو کیے بغیر اسکی نماز نہیں ہوگی۔

مندرجہ بالا دونوں فرامین سے وضوء کی فرضیت ثابت ہوتی ہے لیکن یاد رہے کہ جس طرح وضوء کی فرضیت اور مشروعیت کے احکامات نماز کے بارے میں وارد ہوئے ہیں اس طرح کے احکامات کسی اور عبادت کے لیے ثابت نہیں ہیں للذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر عبادت وضوء کے بغیر ہوسکتی ہے سوائے نماز کے۔

مسواک

(١) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر اس بات کو مشکل نہ جانتا تو میں لوگوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لیے مسواک کیا کریں (بخاری)

(٢) مسواک اُن دس باتوں میں سے ایک ہے جنھیں رسولِ اکرم ﷺ نے فطرت قرار دیا ہے۔ جنھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرت کی دس باتیں

(۱) لبوں (مونچھوں) کے بال کٹوانا
(۲) داڑھی کا بڑھانا
(۳) مسواک کرنا
(۴) ناک میں پانی چڑھانا
(۵) ناخن کٹوانا
(۶) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا
(۷) بغل کے بال اکھیڑنا
(۸) زیر ناف بال مونڈنا
(۹) استنجا میں پانی کم استعمال کرنا
(۱۰) کلی کرنا (مسلم) ج ۱ ص ۱۲۹

مسواک سے پڑھی جانے والی نماز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی گئی ہو اُس نماز سے جو بغیر مسواک کیے پڑھی گئی ستر درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضاء ہے

عن عائشةؓ قالت قال رسول اللهﷺ السواك

مطهرة للفم مرضاة للرب (نسائی، دارمی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسواک انبیاء کی سنت ہے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

چار باتیں انبیاء کرام کی سنت ہیں۔

(۱) حیا کرنا ، ختنہ کرانا۔

(۲) خوشبو لگانا۔

(۳) مسواک کرنا۔

(۴) نکاح کرنا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

دوسرے کی مسواک استعمال کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مسواک کرتے اور مجھے دے دیتے تا کہ میں مسواک کو دھوڈالوں لیکن میں (دھونے سے پہلے) خود مسواک کرتی پھر دھو کر رسولِ اکرم ﷺ کو دے دیتی ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

(۲) مرضِ وفات میں جب رسولِ اللہ ﷺ کی اس فانی زندگی کا آخری دن تھا آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے ان کے پاس ایک مسواک تھی رسول اللہ ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا "کیا مسواک لے کر آپ کو دوں ؟ "

رسولِ اکرم ﷺ نے سر کے اشارہ سے فرمایا : "ہاں"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر جنابِ رسالت پناہ ﷺ کو دے دی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپ ﷺ مسواک کو چبا کر نرم نہ کر سکے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا میں اسے نرم کر کے دوں ؟

رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا : "ہاں"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لی اور اسے چبا کر نرم کیا اور جھاڑ کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی آپ ﷺ نے مسواک کی اور اچھی طرح مسواک کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "اللہ نے میرے اور آپ ﷺ کے لعاب کو دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا پھر رسولِ اکرم ﷺ نے تھوکنے کے لیے ایک تشت منگوایا اور اسمیں مسواک کر کے تھوکتے جاتے تھے...... (بخاری مرض النبی ﷺ عن عائشہ) مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی مسواک استعمال کر سکتے ہیں۔ (بشرطیکہ اسکی رضامندی شامل ہو۔)

برگر فیملی کے فینسی تکلفات

ہمارے ہاں جو طبقہ پیسے کے اعتبار سے سوسائیٹی میں اونچا ہو جاتا ہے اور ان کے کلچر میں انگریزی تہذیب سما جاتی ہے تو ان کا رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، وضع قطع، گفتگو کا انداز، کھانے پینے کے آداب، گھروں کا ماحول اور سجاوٹ، پیرہن کے انداز (Design) بالوں کی کٹنگ، دوستی اور دشمنی کے معیار، بے حجابی کا طوفان اور عریانیت کا سیلاب سب کچھ یورپ کی طرز پر اپنالیا جاتا ہے۔

ان کے مزاج اور طبیعتیں اس قدر فینسی اور نازک ہو جاتی ہیں کہ ایک دوسرے کے جراثیم ان پر دوسروں کی بنسبت بہت جلد حملہ آور ہوتے ہیں پھر احتیاطی تدابیر کا یہ عالم ہو جاتا ہے کہ گھر میں کنگھا الگ، تولیہ الگ، صابن الگ حتّٰی کہ بعض گھروں میں کھانے پینے کے برتن تک الگ کر دیے جاتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمان کے جس جھوٹے کو شفاء قرار دیا ہے، یہ فیملی اسے حرام تصور کرتی ہے جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

رسولِ اکرم ﷺ مسواک کو اپنے منہ میں اچھی طرح دانتوں پر رگڑتے (دائیں بائیں اور اوپر نیچے ہر طرح سے پھیرتے) حتیٰ کہ مسواک کو اپنی زبان پر بھی پھیرتے۔ (مشکوۃ، مسلم)

یہی طریقہ مسنون ہے اور ہمیں اسی طریقہ پر مسواک کرنی چاہیے۔

ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ کا مسئلہ

ٹوتھ برش وغیرہ کا استعمال ان چیزوں میں سے ہے جنھیں شریعت نے مباح رکھا ہے اور اس کا استعمال شریعت کی کسی نص سے متصادم بھی نہیں، مسواک اور برش میں ایک علت بھی مشترک ہے اور وہ ہے

11927

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ اور دانتوں کی صفائی پس اس علت کا اشتراک اس کے جواز کے لیے کافی ہے۔

جس طرح ابو داوٗد میں رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ جب انسان استنجا سے فارغ ہو:

ثم مسح یدہ علی الارض تو اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر صاف کرے عصرِ حاضر میں بالخصوص شہروں میں کچے مکانات اور کچی جگہوں کا رواج ختم ہو گیا ہے اب ٹائلیں (TILES) اور پتھر (MARBLE) اور موزائک وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا ہاتھوں کو زمین پہ رگڑنے کی وہ غایت ہی ختم کر دی گئی ہے چونکہ مٹی نہیں ہے اور مٹی کے بغیر رگڑنا منشائے حدیث کے خلاف ہے اب ہر گھر میں بیت الخلاء کے ساتھ بیسن لگا دیئے جاتے ہیں اور مٹی کی جگہ صابن رکھ دیا جاتا ہے لہٰذا بیت الخلاء سے فراغت کے بعد ہر شخص صابن سے ہاتھ دھولیتا ہے جس سے وہی پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے جو مٹی سے حاصل ہو رہی تھی اب یہاں چونکہ دونوں میں حصولِ طہارت کی علت مشترک ہے اس لیے کوئی مفتی شاید یہ فتویٰ نہ دے کہ حدیث میں تو مٹی سے رگڑنے کا حکم ہے پھر صابن سے ہاتھ کیونکر پاک ہو نگے، بلکہ مشترک علت کے سبب صابن کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا اسی طرح اگر کوئی شخص برش اس نیت سے کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے منہ کی صفائی کی تاکید فرمائی ہے لہٰذا برش اور ٹیوب کے استعمال سے منہ کی صفائی مسواک سے بھی زیادہ اچھی اور کم وقت میں ہو سکتی ہے تو ممکن ہے رب العالمین اس کے اخلاص کے سبب اسے وہی اجر و ثواب عطا کرے جو مسواک کرنے والے کے لیے مخصوص ہے۔

بشرطیکہ برش کرنے والا مسواک کو سنت سمجھتا ہے اور اسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھے (واللہ اعلم بالصواب)

مسواک کے بارہ میں وضعی تصورات

بستر بند جماعتوں سے اکثر یہ سنا گیا ہے کہ مسواک ایک بالشت لمبی ہو اور انگلی برابر موٹی ہو اور اسے جیب میں کھڑا نہ رکھا جائے ورنہ اس سے بواسیر کی بیماری پیدا ہو گی یہ سب توہمات اور فرضی خیالات ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں اس قسم کی پابندیاں شامل نہیں ہیں

وضو سے پہلے بسم اللہ

اسلام کی تعلیم میں ہر اچھے کام کا آغاز بسم اللہ سے کیا جاتا ہے ترمذی شریف میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ کے الفاظ مروی ہیں کہ اس کا وضو نہیں جس نے بسم اللہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی اگرچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور بعض دیگر محدثین کا اس حدیث پر کلام ہے پھر اس کی اصل صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ہر اچھے کام کا آغاز بسم اللہ سے کیا جانا چاہیے۔

بسم اللہ پوری اور آدھی کا مسئلہ

بعض علماء اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ وضو سے پہلے اور کھانے سے پہلے پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ صرف "بسم اللہ" کہنا چاہیے چونکہ احادیث میں لفظ بسم اللہ وارد ہوا ہے پوری بسم اللہ نہیں ہے۔

اگرچہ یہ مسئلہ اختلافی نہیں تھا پھر بھی اختلافی بنا دیا گیا حالانکہ ہر زبان کا یہ انداز گفتگو مسلّم ہے جسے زبان کا ادب قرار دیا جاتا ہے۔

بعض دفعہ ہم کل بول کر جز مراد لیتے ہیں اور بعض دفعہ جز بول کر کل مراد لیا جاتا ہے جس طرح قرآن مجید میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ جب وہ بجلی کی گرج سنتے ہیں تو موت کے ڈر کے مارے " یجعلون اصابعهم فی اذانهم "اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں "انگلی" کا اطلاق اوپر کے پور یعنی ناخن سے لے کر نیچے کے آخری پور تک ہوتا ہے لیکن دنیا جانتی ہے کہ کوئی بھی شخص پوری انگلی اپنے کان میں نہیں ڈالتا کان پر صرف اوپر کے پور رکھے جاتے ہیں لیکن ذکر پوری انگلی کا کیا گیا یعنی کل بول کر جز مراد لیا گیا۔

اسی طرح کبھی ہم جز بول کر کل مراد لیتے ہیں جیسے ہم کسی سے کہیں کہ تم الحمد سناؤ تو وہ صرف الحمد، الحمد، نہیں کہتا رہے گا بلکہ الحمد سے لے کر ولا الضالین تک پوری سورت سنائے گا۔

یا کسی سے کہا جائے کہ قل ھو اللہ سناؤ تو وہ پوری سورۃ اخلاص سنائے گا نہ کہ صرف وہی لفظ کہے گا جو ہم نے کہا ہے۔ ہم نے اگرچہ جز بولا ہے لیکن جز بول کر کل مراد لیا اور سننے والے نے بھی ہماری مراد کو سمجھا۔

اسی طرح وضو سے قبل یا کھانے سے قبل بھی لفظ بسم اللہ وارد ہے۔

یہاں بھی جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے یعنی بسم اللہ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ مکمل دعا پڑھی جائے جو بسم اللہ کے نام سے معروف ہے جسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا جاتا ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء کی نیت

تمام شرعی امور میں شارع علیہ اسلام نے نیت کو لازمی امر قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے " انما الاعمال بالنیات " (بخاری) تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

اور نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے۔

زبان سے نیت کے الفاظ خاص اس موقع کے لیے ثابت نہیں ہیں وضوء سے قبل بھی وضو کی نیت (ارادے) کا ہونا از حد ضروری ہے اگر بغیر ارادے کے یہ اعضاء دھل بھی جائیں تو بھی وضو نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی دوست نے دوسرے دوست سے مذاق کرتے ہوئے اسے جھیل یا ندی میں دھکا دے دیا اور اسے ایک دو غوطے بھی آگئے اور اس نے کلی بھی کر لی تب بھی وضوء نہیں ہوگا کیونکہ اس عمل میں وضو کی نیت شامل نہیں ہے۔

وضوء کا مسنون طریقہ

(۱) پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دھویا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جب کوئی شخص سو کر اُٹھے تو اپنے ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھولے اس لیے کہ اُسے نہیں معلوم کہ اُس کے ہاتھ نے رات کس حال میں گزاری۔

(بخاری۔ مسلم)

(۲) یوں تو وضوء کا طریقہ متعدد احادیث میں موجود ہے لیکن ہم چند ایک احادیث درج کیے دیتے ہیں۔ جس میں مسنون وضوء کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا سب سے پہلے تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھا کر ناک سنکی پھر چہرہ دھویا، تین مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں بازو دھوئے پھر سر کا مسح کیا پھر تین مرتبہ ٹخنوں سمیت پاؤں دھوئے پھر کہا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

میرے اس وضو کی طرح جس نے وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیے جائیں گے (بخاری)

(۳) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا حضور نبی کریم ﷺ کس طرح وضوء فرمایا کرتے تھے؟ پس حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے وضوء کے لیے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ان کو دو دو مرتبہ دھویا۔

پھر کلی کی اور ناک میں پانی دے کر ناک کو تین بار جھاڑا پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا،

پھر دونوں بازوں کو کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا،

پھر دونوں پاؤں دھو لیے۔

(مؤطا امام مالک، نسائی)

یہی روایت بخاری و مسلم میں یوں وارد ہے (وضوء کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا)

"ھکذا کان وضوء رسول اللہ ﷺ" رسول اکرم ﷺ اسی طرح وضوء کیا کرتے تھے۔

(۴) ذیل میں متعدد احادیث سے ماخوذ وضوء کا مسنون طریقہ بحوالہ درج کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وضو بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں۔ (نسائی ج ۱ ص ۲۵ عن انسؓ)

(۲) دائیں ہاتھ سے پانی لے کر ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئیں اور انگلیوں کا خلال بھی کریں۔ (مسلم ج ۱ ص : ۱۱۹ عن عثمان رضی اللہ عنہ)

(۳) سیدھے ہاتھ سے منہ میں پانی لے کر کلی کریں پھر ناک میں پانی چڑھائیں۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۷، مسلم ج ۱ ص ۱۲۰)

(۴) اگر روزہ نہ ہو تو پانی چڑھانے میں مبالغہ کریں اور ناک بائیں ہاتھ سے سنکیں۔

(نسائی ج ۱ ص ۲۷)

(۵) دونوں ہاتھوں سے چہرے کو دھوئیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

(۶) ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ڈالیں اور نیچے سے داڑھی میں انگلیاں ڈال کر خلال کریں

(حاکم عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی عن عثمان رضی اللہ عنہ)

(۷) پھر سیدھے بازو کو کہنی سمیت دھوئیں پھر بائیں بازو کو بھی کہنی سمیت دھوئیں۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) دونوں ہاتھ تر کر کے سر کا مسح کریں پیشانی سے شروع کریں اور پیچھے گُدی تک لے جائیں پھر اسی طرح واپس گُدی سے پیشانی تک لے آئیں (بخاری ج ا ص ۳۱ عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

(۹) مسح صرف ایک مرتبہ کریں۔ (بخاری ج ا ص ۳۲)

(۱۰) انگشت شہادت اور انگوٹھے کو تر کر کے انگلی سے کان کے اندر کے حصے کا اور انگوٹھے سے کان کے باہر کے حصے کا مسح کریں۔ (ابو داؤد ج ا ص ۳۲ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

(۱۱) پہلے دایاں پاؤں دھوئیں پھر بایاں پاؤں (ٹخنے سمیت) دھوئیں۔ (بخاری ج ا ص ۲۶ عن عثمان رضی اللہ عنہ)

(۱۲) ہاتھ کی چھنگلیا انگلی سے پاؤں کا خلال کریں۔ (ابو داؤد ج ا ص ۲۰ عن مستورد رضی اللہ عنہ)

(۱۳) وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھیں۔ (مسلم ج ا ص ۱۲۲ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

(اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)

(۱۴) اگر چاہیں تو وضوء کے بعد تولیہ استعمال کر سکتے ہیں (ترمذی ج ا ص ۹ عن عائشہؓ)

گردن کا مسح

گردن کا مسح سر کے مسح کے ساتھ شامل ہے جیساکہ ہم وضؤ کے مسنون طریقہ کے عنوان سے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کر چکے ہیں جو مؤطا امام مالک، نسائی اور بخاری، مسلم میں موجود ہے۔

گردن کا علیحدہ سے مسح کرنے کی کوئی صحیح اور مرفوع روایت نہیں ہے۔

البتہ احناف گردن کے مسح کے ضمن میں درج ذیل روایات پیش کرتے ہیں:

(الف) حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(من مسح قفاه مع رأسه وقى من الغلّ)

جس نے سر کے ساتھ اپنی گردن کا مسح کیا وہ کینے سے بچ گیا۔ (شرح احیاء العلوم للزبیدی)

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

من توضأ و مسح بيديه على عنقه وقى الغل يوم القيمة

جس نے وضؤ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن (گلے کے) طوق سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رہے گا۔(تلخیص الحبیر)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی نے اگرچہ ان روایات کو ضعیف تسلیم کیا، مگر فرمایا کہ فضائل و مستحبات میں ضعیف احادیث قابلِ عمل ہوتی ہیں۔(السعایہ)

لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف نہیں بلکہ موضوع ہیں۔

چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم (شرح المہذب) میں فرماتے ہیں :

هذاموضوع ليس من كلام النبى صلى الله عليه وسلم

یعنی گردن کے مسح والی حدیث موضوع و من گھڑت ہے یہ نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں ہے۔

ظلم تو یہ ہے کہ باقی تمام وضو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے کیا گیا لیکن گردن کا مسح تمام وضو میں واحد عمل ہے جسے ہاتھوں کی پشت (الٹے ہاتھوں) سے کیا جاتا ہے، جس میں شاید بقول خواجہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ حکمت ہے کہ "یہ سنت نبوی ﷺ کے بالکل الٹ ہے" اسی لیے الٹے ہاتھوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

پاؤں دھونے کا مسئلہ

تمام اہلِ سنت کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کے پاؤں دھوئے جائیں۔

حتی کہ اہل الحدیث اور اصحاب الرائے میں بھی کوئی فرق نہیں لیکن ہمارے ہاں کلمہ پڑھنے والوں کا ایک طبقہ پاؤں دھونے کی بجائے پاؤں کے مسح کا قائل ہے حتی کہ اس مسئلہ پر بسا اوقات مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے باہم بحث مباحثہ اور مناظرہ بازی پر اتر آتے ہیں شہر کی گلی کوچوں میں ایسے ہینڈبل، پوسٹر اور اشتہارات وغیرہ نہ چاہتے ہوئے بھی دیکھنے کو کثرت سے مل جاتے ہیں۔

دراصل یہ مسئلہ اختلافی نہیں تھا لیکن دوسرے فرقوں سے امتیاز پیدا کرنے کے لیے اسے اختلافی بنادیا گیا قرآنِ مجید کی وہ آیت جسے ہم نے وضو کی فرضیت کے تحت سرِ فہرست نقل کیا ہے اگر عربی زبان سے تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی غور و خوض کرے تو یہ سربستہ راز اس پر بھی عیاں ہو سکتا ہے بات صرف اتنی ہے کہ مسح کرنے کے قائلین " ارجلکم" کے الفاظ کو " وامسحوا" کے تحت سمجھتے ہیں اور پاؤں دھونے کے قائلین اسے " فاغسلوا" کے تحت سمجھتے ہیں۔

اب حقیقت کیا ہے اسے جانچنے کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ (ارجلکم) " فاغسلوا" کا مفعول ہے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وامسحوا" کا قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ " فاغسلوا" کے تمام مفاعیل کا "لام" کلمہ مفتوح ہے جیسے : وجو ھکم میں (ھَ) اور ایدیکم میں (یَ) اور اگر (ارجلکم) کو " وامسحوا " کا مفعول بنایا جائے تو اسکے پہلے مفعول پر حرف جار "ب" داخل ہے،

یعنی وامسحوا برؤسِکم (مسح کرو اپنے سروں کا) اس کے بعد وارجلکم میں واؤ عاطفہ موجود ہے۔ اگر ہم قریب سے عطف لیں تو حرف جار کا عمل اس پر بھی ہوگا اور قرآن میں یہ لفظ "ارجلکم " یعنی لام کی زبر کے ساتھ منقول ہے اگر یہ وامسحوا کا مفعول ہوتا تو لام کی زیر کے ساتھ آتا پھر آیت اس طرح ہوتی وامسحو ابرؤ سِکم وارجلِکم یعنی (ب) کا اطلاق رؤس پر ہوا تو واؤ عاطفہ کے نتیجے میں اَرجل پر بھی ہوگا جس طرح رؤس کے (سِ) کے نیچے زیر ہے اسی طرح ارجل کے (لِ) کے نیچے بھی زیر ہوتی جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جس طرح وجوھکم میں (ھَ) پر فتح ہے اور ایدیکم میں (یَ) پر فتح ہے اور ارجلَکم میں (لَ) پر بھی فتح ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ فاغسلوا کا مفعول ہے لہذا اُسے دھویا جانا ہی شریعت کی منشا ہے۔

ہم دُعا لکھتے رہے وہ دَغا پڑھتے رہے
ایک ہی نقطے نے محرم سے مجرم کر دیا۔

وضوء کے اعضاء کتنی مرتبہ دھوئیں

اعضائے وضوء ایک ایک، دو دو اور تین تین مرتبہ دھونے مسنون ہیں اس سے زیادہ اسراف میں شامل ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

(الف) توضاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ مرۃ

رسول اکرم ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضوء کیا (بخاری ج ۱ ص ۲۷)

(ب) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ مرتین مرتین

نبی کریم ﷺ نے وضوء کیا اور ہر عضو کو دو دو بار دھویا۔ (بخاری ج ۱ ص : ۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے وضوء جیسا وضوء کیا اور ہر عضو کو تین تین بار دھویا۔ (بخاری ج ۱ ص : ۲۷)

اس مضمون کی تفصیلی روایت وضوء کے مسنون طریقہ کے عنوان کے تحت صفحہ ۸۴: پر گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(د) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وضوء کر رہے تھے کہ ان کے پاس سے رسول اکرم ﷺ کا گزر ہوا اور فرمایا :

"ماھذا السرف یا سعد" "اے سعد! یہ کیا اسراف ہے ؟"

انہوں نے عرض کی کیا وضوء میں بھی اسراف ہوتا ہے ؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں" وان کنت علیٰ نھر جارٍ

اگرچہ تو بہتی نہر پر بھی وضوء کرے (تب بھی اسراف ہے)

(تین سے زیادہ مرتبہ کو اسراف میں شمار کیا گیا ہے)

وضوء کا بچا ہوا پانی پینا

حضرت ابو حیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا پس انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی دیا اور تین مرتبہ چہرہ دھویا اور تین مرتبہ بازو (کہنیوں سمیت) دھوئے پھر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔

ثم قام فاخذفضل طھرہ فشربہ وھو قائم

پھر کھڑے ہوئے اور وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا اور کہا کہ مجھے یہ بات پسند آئی کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اکرم ﷺ کس طرح وضوء فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی، نسائی)

فضائل وضوء

(۱) جنابِ رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا :

"کیا میں تمہیں گناہوں کے مٹانے اور درجات کے بلند کرنے والی چیز نہ بتاؤں ؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں (ضرور بتائیے) آپ ﷺ نے فرمایا (طبیعت) کی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراہت کے باوجود مکمل وضوء کرنا، مسجد کی طرف قدم بھرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ دشمن کے مقابلے میں اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے۔ (مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن ضابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:
"جب مؤمن بندہ وضوء کرتا ہے اور اپنے اعضاء کو دھوتا ہے تو پھر ہر عضو سے گرنے والا پانی کا آخری قطرہ اس عضو کے آخری گناہ کو لے کر گرتا ہے۔ (مؤطا امام مالک)

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضوء کیا اور وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھا اس پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو جا۔ (مسلم)

(۴) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اپنی امت کو دیگر امتوں کے مابین کیسے پہچانیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: "من اثر الوضوء" کہ وضوء کے اثر سے چمکنے والے اعضاء کو دیکھ کر پہچان لوں گا۔ (مسند احمد)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
جنت میں مؤمن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضوء کا پانی پہنچتا ہے (مسلم)

(۶) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے خوب اچھی طرح وضوء کیا پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضوء) کے طور پر ادا کیں: وجبت له الجنة اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

﴿ وضوء کی حکمتیں ﴾

(۱) ترک غفلت:-

وضوء انسان کو ظاہری و باطنی گناہوں اور غفلت ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے اگر نماز بغیر وضوء کے پڑھنی جائز ہوتی تو انسان اسی طرح پردۂ غفلت میں سرشار رہتا۔
اور غافلانہ طور پر نماز میں داخل ہو جاتا اس غفلت کو اتارنے کے لیے وضوء شروع کیا گیا تاکہ انسان باخبر اور باحضور ہو کر اللہ کے آگے سربسجود ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اعضاء کی چمک :-

گناہوں اور سستی کے باعث جو روحانی نور اعضاء سے سلب ہو چکا ہوتا ہے وضؤ کرنے سے دوبارہ لوٹ آتا ہے یہی وہ روحانی نور ہے جو قیامت کے دن وضوء کے اعضاء کو نمایاں طور پر چمکتا ہوا ظاہر کرے گا۔

(۳) آداب شاہی :-

جب امراء اور سلاطین کی دربا میں لوگ حاضری دیتے ہیں تو نہادھو کر صاف ستھرا لباس پہن کر حاضر ہوتے ہیں یا کم ازکم ہاتھ منہ دھو لیے جاتے ہیں اس لیے جب بندہ بادشاہوں کے بادشاہ کی جناب میں حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے تو کم ازکم وہ اعضاء جو عموماً لباس سے باہر کھلے رہتے ہیں اور گرد و غبار سے متاثر ہوتے ہیں انہیں دھو کر تازگی حاصل کرکے اور پھر تازہ دم ہو کر اللہ کے گھر مسجد میں حاضری سے مشرف ہوں۔

وضؤ کا باقی ماندہ پانی پینے کا راز

اس میں شاید یہ حکمت ہو کہ ”اے اللہ جس طرح تو نے وضوء کرنے سے میرے ظاہری اعضاء کے گناہ جھاڑ دیے اور میرے ظاہر کو پاک کر دیا اس طرح اس پانی سے میرے باطن کو بھی پاک وصاف کر دے“۔

وضو کے بعد دعا کی حکمت

پانی کا اثر انسان کے بیرونی اعضاء پر تو واضح تھا لیکن دل تک اس کی دسترس قادر مطلق کی نصرت کے سواء ممکن نہ تھی اس لیے اس مقصد کے حصول کے لیے دستِ سوال دراز کیا گیا

وضؤ کے طبّی فوائد :-

(الف) اعصابی امراض کے ماہرین کے تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو ٹھنڈا کرنے سے جذبات اور خیالات کی رَو کو بدلا جا سکتا ہے۔ وضوء کے ذریعہ پراگندہ خیالات کی رَو کو بدل کر انسانی ذہن کو ذکرِ الٰہی کی طرف پھیرا جاتا ہے

(ب) ماہرین امراضِ جلد کا کہنا ہے کہ پانی جس قدر پیا جائے اُسی قدر جلد میں تازگی، شگفتگی، اور تراوٹ پیدا ہوتی ہے۔ بالخصوص چہرے پر قبل از وقت جھریاں نہیں پڑتیں یہ تمام فوائد وضوء سے بآسانی حاصل ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمامہ پر مسح

عمامہ سے مراد ایسا کپڑا جسے انسان عزت کے طور پر اپنے سر پر باندھ لیتا ہے ایسے کپڑے کو ہمارے ہاں پاک و ہند میں ''دستار اور پگڑی'' بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت اپنے بندوں کے ساتھ بے حد رحیم و کریم ہے اُس کے رحم و کرم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے دین کو اس آخری اُمت پر رحمت اللعالمین ﷺ کے ذریعہ نہایت ہی سہل بنادیا ہے۔

اُمت کو شریعت کی عطا کردہ آسانیوں اور سہولتوں سے ضرور مستفید ہونا چاہیے چنانچہ حدیث میں وارد ہے

(۱) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ :

''رأيتُ النّبي ﷺ مسح على عمامته و خُفّيه''

میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا (بخاری)

(۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

انّ النبي ﷺ توضاء في سفر د فمسح بناصيته و على العمامة (مسلم)

بے شک نبی کریم ﷺ نے دوران سفر وضوء کیا پس اپنی پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا۔

مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ اگر سر ننگا ہو تو سر پر مسح کیا جائے جس کی وضاحت گزشتہ صفحات میں ''وضوء کا مسنون طریقہ'' کے عنوان کے تحت نمبر ۸ پر ہو چکی ہے اور اگر سر پر عمامہ وغیرہ باندھا ہو تو پھر عمامہ کا مسح بھی کیا جا سکتا ہے البتہ پیشانی چونکہ سامنے کھلی رہتی ہے اس لیے عمامہ کے ساتھ پیشانی کا مسح بھی مسنون ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکیلے سر کا مسح اور اکیلے پگڑی کا مسح یا سر اور پگڑی دونوں کا مسح فکلّ صحيحٌ ثابتٌ (ان میں سے) ہر طریقہ صحیح اور ثابت ہے (نیل الاوطار)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزوں، جرابوں اور نعلین پر مسح

موزوں اور جرابوں کے لیے حدیث میں الگ الگ الفاظ وارد ہوئے ہیں، موزوں کے لیے لفظ "خف" جس کا تثنیہ خُفَّین ہے۔ اور جرابوں کے لیے لفظ "جورَب" جس کا تثنیہ "جوربین" ہے وارد ہوا ہے۔

پاک و ہند میں موزوں اور جرابوں میں فرق نہیں کیا جاتا عموماً ہم ہر اُس چیز کو موزہ کہہ دیتے ہیں جو پاؤں پر پہنی جائے اور پھر اُسے جوتے کے اندر استعمال کیا جائے لیکن اہل عرب کی یہ لسانی وسعت ہے کہ وہ "خف" اُس موزے کو کہتے ہیں جو چمڑے سے تیار کیا گیا ہو اور "جورب" اُس موزے کو کہتے ہیں جو کپڑے سے تیار کیا گیا ہو چاہے وہ کپڑا اُونی ہو یا سوتی، باریک ہو یا موٹا، ہر شکل میں اُسے جورب کہا جاتا ہے مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں (تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۰)

شارع علیہ السلام سے "جورب" اور "خف" دونوں پر مسح ثابت ہے۔

(الف) چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو وضوء کرا رہا تھا (دورانِ وضوء) میں نبی کریم ﷺ کے موزے اتارنے لگا لیکن آپ ﷺ نے مجھے روک دیا اور فرمایا میں نے انہیں وضوء کر کے پہنا تھا فمسح علیھما پس آپ ﷺ نے ان دونوں پر مسح کیا

(ب) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص وضوء کر کے موزے پہنے تو وہ اُن پر مسح کرے۔ (ابن خزیمہ، دارقطنی)

(ج) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

اسی طرح جرابوں اور جوتوں پر مسح بھی سنت سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

توضأ النبی ﷺ ومسح علی الجوربین والنعلین (ترمذی۔ ابوداؤد)

کہ نبی کریم ﷺ نے وضوء کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثارِ صحابہ

جرابوں اور نعلین کے مسح کے بارہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی صحیح سند سے ثابت ہیں۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کی سنت کے سچے متبع تھے اپنی زندگی میں کوئی موقع ایسا ضائع نہیں کرتے تھے کہ جناب رسالت پناہ ﷺ کا اسوہ سامنے ہو اور وہ اس پر عمل پیرا نہ ہوں چنانچہ حضرت علامہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب (تحفۃ الاحوذی) میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند آثار نقل فرمائے ہیں جو قارئین کی افادیت کے لیے پیشِ خدمت ہیں :-

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن کعب بن عبداللہ قال رأیت علیا بال فمسح علی جوربیہ و نعلیہ ثم قام یصلی ۔

☆ کعبؒ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ پیشاب سے فراغت کے بعد (جب وضؤ کیا) تو اپنی جرابوں اور اپنے جوتوں پر مسح کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن ابراھیم ان ابن مسعودؓ کان یمسح علی خفیه و یمسح علی جوربیه و سندہ صحیح ۔

☆ ابراھیم (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے موزوں اور اپنی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے مبارک پوریؒ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔

(۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن اسماعیل بن رجا عن ابیه قال رأیت البرأ بن عازب یمسح علی جوربیه و نعلیه

حضرت اسماعیل بن رجا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنی جرابوں اور اپنے جوتوں پر مسح کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن قتادة عن انس بن مالك انه كان يمسح على الجوربين

حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (انسؓ بن مالکؓ) جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔

(۵) حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن خالدبن سعد قال كان ابو مسعود الانصاری يمسح على الجوربين له من شعر و نعليه

حضرت خالد بن سعد فرماتے ہیں کہ ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ اپنی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے جو بالوں سے بنی ہوتی تھیں اور اپنے جوتوں پر بھی (مسح کیا کرتے تھے)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر :

عن ابی خلاص عن ابن عمر انه كان يمسح على جوربيه و نعليه

حضرت ابو خلاص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی جرابوں اور اپنے جوتوں پر مسح کیا کرتے تھے۔

ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی مزید سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار موجود ہیں۔ جنھیں امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حافظ ابن قیمؒ نے تہذیب السنن میں بیان فرمائے ہیں۔ اس طرح کل تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں۔

(تحفة الا حوذی ج۱: ۱۰۰ بحوالہ مصنف عبدالرزاق ج۱: ۱۹۹)

مرفوع احادیث اور اسقدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کے واضح ہو جانے کے بعد ایک مسلمان کو اس کا خلاف نہیں کرنا چاہیے۔

مسح پاؤں کے کس حصے پر کیا جانا چاہیے ؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اگر دین کا انحصار کسی کی عقل پر ہوتا تو ہم اوپر کے حصے کی بجائے پاؤں کے نچلے حصے کا مسح کرتے ''لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح فرمایا (ابو داؤد، دارقطنی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس روایت سے صرف مسح کا محل ہی معلوم نہیں ہوا بلکہ اسلام کی اصل اساس بھی معلوم ہوئی، کہ دین کسی بڑے سے بڑے شخص یا عالم دین، کسی مدبّر، مفکر اور فقیہ کی سوچ کا نام نہیں ہے اور نہ ہی کسی کی عقل دین کا معیار بن سکتی ہے، دین تو صرف وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیا، یا کسی کو کرتے دیکھا اور پسند فرمایا، اس کے علاوہ کچھ بھی دین نہیں ہے۔

سمجھ میں نکتۂ دین آتو سکتا ہے
کسی کا دماغ ہی قیاس خانہ ہو تو کیا کہیے

موزوں اور جرابوں پر مسح کب جائز ہے ؟

موزوں اور جرابوں پر مسح صرف اس وقت جائز ہے جب موزے اور جرابیں وضوء کر کے بحالتِ وضوء پہنے گئے ہوں بے وضوء پہنے گئے موزے یا جرابوں پر مسح نہیں کیا جا سکتا

اس ضمن میں صفحہ ۹۳ پر "الف، ب جز" کے تحت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دو احادیث درج کر چکے ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں موزوں اور جرابوں پر مسح اس لیے کر رہا ہوں کہ میں نے انہیں باوضوء ہو کر پہنا تھا۔

مدّتِ مسح

• حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اگر ہم نے موزوں کو پاکیزگی (وضوء) کی حالت میں پہنا ہو تو سفر میں تین دن اور تین رات تک مسح کریں۔

(سوائے جنابت کے کسی اور وجہ سے نہ اُتاریں) (ترمذی، نسائی ابن خزیمہ، مسند احمد)

اس کے علاوہ مصنف عبد الرزاق ج ۱ ص : ۲۰۳ تا ۲۰۸

پر اس مضمون کی بہت سے احادیث موجود ہیں جن سے مسافر اور مقیم کی مدت کا فرق واضح ہوتا ہے۔

وہ امور جن سے مسح کی رعایت ختم ہو جاتی ہے

اُن احادیث صحیحہ کی بنا پر جو گزشتہ صفحات میں اس باب کے تحت درج ہو چکی ہیں مندرجہ ذیل تین امور ایسے سامنے آتے ہیں جن سے مسح کی رعایت ختم ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) جب مسح کی مدت پوری ہو جائے، یعنی مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح کرے تو اس کی مدت پوری ہو گئی اسی طرح اگر مسافر اپنی تین دن اور تین رات کی مدت پوری کرے تو مزید مسح کی گنجائش باقی نہ رہے گی اب اسے موزے اتار کر پھر سے وضو کر کے پہننے ہو نگے۔

(۲) جنبی ہو جانا، یعنی بیوی سے ہمبستر ہونا، یا محتلم ہو جانا یہ دونوں صورتیں انسان پر غسل کو واجب کر دینے والی ہیں لہٰذا موزے اُتار کر غسل کرنا ضروری ہو گا۔

(۳) بے وضو ہو کر موزوں کو اُتار لینا، یعنی جب آپ نے موزے پہنے تو آپ وضو سے تھے لیکن ابھی آپ کی مدت باقی تھی کہ آپ نے موزے اُتار دیے اور ایسے وقت اُتارے جب آپ کو وضو کی حاجت تھی یعنی آپ باوضو نہیں تھے تو اب دوبارہ اسی حالت میں موزے پہن کر مسح نہیں کیا جا سکتا بلکہ دوبارہ وضو کر کے موزے پہنے جائیں گے۔

زخم کی پٹی پر مسح

اعضاءِ وضوء میں سے کسی حصے پر اگر زخم ہو اور اس زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو اس پر مسح کر لینا کافی ہے۔ اسے کھول کر اس عضو کا دھونا ضروری نہیں ہے، البتہ باقی ماندہ حصہ دھویا جائے چنانچہ حضرت علیؓ کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی تو انہوں نے اپنے بازو پر پٹی باندھ رکھی تھی اور وضوء کے دوران اس پٹی پر مسح کر لیا کرتے تھے اس لیے کہ انہیں رسولِ اکرم ﷺ نے یہی حکم دیا تھا۔ (ابن ماجہ)

وہ امور جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

(۱) پیشاب، پاخانہ کرنا = (سورہ مائدہ: ۶، ترمذی ج ا ص ۹ عن عائشہؓ)

﴿ پیشاب و پاخانہ کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، فراغت کے بعد دوبارہ وضوء کیا جائے ﴾

(۲) ریاح کا خارج ہونا = (بخاری ج ا ص ۲۵ عبادہؓ باب لا یتوضا من الشک)

﴿ مقعد کے راستے جو ریاح خارج ہوتے ہیں اُن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ﴾

(۳) سو جانا = (ابو داؤد ج ۱: ۲۵ عن عبادؓ باب لا یتوضا من الشک)

لیٹے ہوئے یا سہارے سے بیٹھے ہوئے آنکھ لگ جانا یعنی نیند کا آ جانا نواقضِ وضوء میں سے ہے، البتہ اگر صرف بیٹھے بیٹھے اونگھا ہے تو اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا (مسلم کتاب الطہارہ ج ۱: ۱۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مذی کا خارج ہونا= (بخاری ج۱: ۳۰ عن علیؓ)

﴿یہ ایک رقیق قسم کا مادہ ہے جس کے اخراج سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے﴾

اس کی مزید وضاحت "طہارت" کے باب میں (صفحہ ۵۶ پر) ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) اونٹ کا گوشت کھانا= (مسلم ج۱: ۱۵۸ عن جابر بن سمرۃؓ)

﴿اونٹ کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضوء کیا جائے﴾

یہاں عقل معترض اور سائل ہے کہ اُونٹ کے گوشت میں آخر ایسی کونسی قباحت ہے کہ جس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن یہ بات اصولی طور پر ایک مُسلم کے دل ودماغ میں ہمیشہ رہنی چاہیے کہ کوئی بات ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اگر وہ بات نُطقِ رسالت ﷺ سے ثابت ہے تو وہی دین اور وہی شریعت ہے صرف یہی نہیں بلکہ شارع علیہ السلام کی امر کردہ بہت سی باتیں ہیں جو انسانی عقل کا دائرۂ کار متعین کرتی ہیں اور فہم وفراست کی حدوں کا تعین بھی کرتی ہیں۔

مثلاً ریاح خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے کیا اسے عقل تسلیم کرتی ہے ؟

ریاح کے اخراج کا ایک مخصوص محل ہے اگر صرف اسے دھونے کا حکم ہوتا تو یہ عقل کے عین مطابق تھا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ جس مقام سے ریاح خارج ہوئے اسے تو چھوا تک نہیں گیا مگر ہاتھ سے لے کر پاؤں تک سارے اعضاء دھو ڈالے گئے جو عقل کے صریحاً خلاف ہے۔

اور ایسا اس لیے ہے کہ کامل دین کو ناقص عقلوں کے رحم وکرم پر چھوڑنا قرینِ انصاف نہ تھا۔

اے ہادیِ برحق تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے تیرے لب سے شُنیدہ

(۶) بے ہوش ہو جانا= (المنتقی ج۱: ۱۶۴)

کسی حادثے، گہرے صدمے، یا کسی نشہ آور دوائی کے استعمال سے اگر بے ہوشی ہو تو اس سے بھی وضوء جاتا رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ بے ہوش ہو جانے کے بعد انسان کے اعضاء اسکے کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں اور ذہنی طور پر بھی چونکہ اسکی عقل ماؤف ہو جاتی ہے اس لیے بے ہوش ہونے والے شخص کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں۔

(۷) ہمبستر ہونا=

قرآن مجید میں آتا ہے (او لا مستم النساء) یہاں لمس سے مراد اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا ہے یہ ناقضِ وضو بھی ہے اور موجبِ غسل بھی یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ جو چیزیں غسل کو واجب کرتی ہیں وہ تمام نواقضِ وضو بھی ہیں۔

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جو چیزیں ناقضِ وضو ہوں وہ موجبِ غسل بھی ہوں۔

اس کی مزید تفصیل باب "۴" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۸) شرم گاہ کو بغیر کپڑے کے چھونا=

اگرچہ دو مختلف روایات کے سبب علماء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن راجح مذہب یہی ہے کہ بغیر کسی حائل چیز کے شرم گاہ کا چھونا ناقضِ وضو ہے، اس ترجیح کی وجہ معلوم کرنے سے پہلے ہر دو روایات کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) حضرت طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جو شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے کیا اس پر وضو ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! وہ تمھارے جسم کا ایک حصہ ہے۔

(۲) دوسری روایت حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

من مسّ ذکرہٗ فلا یصلّ حتی یتوضأ

جو شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک کہ وضو نہ کرلے۔

تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت متأخر ہونے کے سبب ناسخ اور حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی روایت متقدم ہونے کے باعث منسوخ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت طلق کی ملاقات ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں ہوئی جب مسجد نبوی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر کی جا رہی تھی اور حضرت بسرہ بنت صفوان کی روایت جس میں وضو دوبارہ کرنے کا ذکر ہے وہ آخری زمانہ کی ہے لہٰذا اس اختلاف میں ترجیح متقدم پر متاخر کو ہو گی۔

مزید تفصیل کیلئے (تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۸۶، ۸۷، عون المعبود ج ا ص ا۷، ۷۲)

(۹) تہبند (مرد کا) ٹخنے سے نیچے لٹکانا=

ایک شخص وضو کر کے آرہا تھا لیکن اس کا تہبند ٹخنے سے نیچے لٹک رہا تھا آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اذھب فتوضأ جاؤ دوبارہ وضو کر کے آؤ......

(اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تہبند ٹخنے سے نیچے لٹکانا نقض وضو ہے) (ابوداؤد)

(۱۰) مرتد ہو جانا=

ارتداد اختیار کرنا یا کفریہ کلمات منہ سے نکالنا یا شرک کا مرتکب ہونا بھی نواقض وضو میں سے ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

لئن أشركت ليحبطنّ عملك

(اے نبی) اگر تو نے شرک کیا تو تمھارے بھی تمام عمل برباد کر دیئے جائیں گے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت کے تمام کام شرک اور ارتداد وغیرہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ وضو چونکہ عمل بھی ہے اور عبادت بھی اس لیے ارتداد سے اس کا ضائع ہونا یقینی ہے۔

وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

(۱) جسم سے خون نکلنا:-

اگرچہ احناف کے نزدیک خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

بخاری شریف میں باب من لم یری الوضو الا من المخرجین کے تحت لکھا ہے:

وقال الحسن مازال المسلمون يصلون فى جراحاتهم

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں سمیت نماز پڑھتے رہے۔

اور یہی مذہب رہا ہے حضرت طاؤس، محمد بن علی، عطا اور اہل حجاز کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) قے آنا:۔

اگرچہ کچھ روایات قے کے ناقضِ وضوء ہونے کے بارے میں مروی ہیں اس کے باوجود صحیح یہی ہے کہ قے کرنا ناقضِ وضوء نہیں ہے کیونکہ قے سے وضوء کو واجب کرنے والی روایات تمام کی تمام ضعیف اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں

(۳) نکسیر پھوٹنا:۔

قے کی طرح نکسیر بھی ناقضِ وضوء نہیں ہے کیونکہ اس ضمن میں شارع علیہ السلام سے صحت کے ساتھ کچھ بھی مروی نہیں لہٰذا نکسیر ناقضِ وضوء نہیں۔

(۴) قہقہہ لگانا:۔

قہقہے سے متعلق ناقضِ وضوء ہونے کی جو روایت احناف پیش کرتے ہیں وہ روایت مرسل اور ضعیف ہے چنانچہ امام دارقطنیؒ نے نہایت واضح دلائل کے ساتھ ان کے ضعف کو ثابت کیا ہے۔

وضو کے متفرق مسائل

(۱) اگر کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو مثلاً بواسیر، سلسل بول، گیس لیکوریا اور استحاضہ وغیرہ تو اس کیلئے اس دینِ رحمت میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ وہ ایک وقت کی نماز کے لیے ایک بار نیا وضوء کرے اور پھر پوری نماز اسی ایک وضوء سے پڑھ لے اس دوران اگر مذکورہ امراض میں سے کوئی بھی عارضہ پیش آئے تو اس کی پرواہ نہ کرے البتہ دوسری نماز کے لیے پھر سے وضوء کرے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا مرض تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

(توضئی لکلِ صلوٰۃ) ہر نماز کے لیے (نیا) وضوء کرو (ترمذی عن عائشہؓ ص ۱۰)

(۲) ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضوء نہ کیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے ناپاک چھینٹیں جسم اور کپڑوں کو ناپاک کر سکتی ہیں۔

(۳) وضوء کی حالت میں اگر کوئی چیز کھائیں تو نماز سے پہلے کلی کر لینی چاہیے (بخاری)

(۴) ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں بشرطیکہ وضوء برقرار رہے (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اگر دورانِ وضوٗ اعضاء میں سے کچھ حصہ خشک رہ جائے تو معلوم ہونے پر دوبارہ وضوٗ کرے۔
رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کے پاؤں کا کچھ حصہ خشک دیکھا تو فرمایا:
ارجع فاحسن وضوءك لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر (مسلم)

(۶) اگر دورانِ نماز وضوٗ ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر نیا وضوٗ کیا جائے اور نماز لوٹائی جائے (ابوداؤد) (پہلی رکعتوں کو شمار نہ کریں)

(۷) اگر دورانِ جماعت وضوٗ ٹوٹ جائے تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر صف میں سے نکل جائے (ابوداؤد)

(۸) ایک شخص دوسرے شخص کو وضوٗ کرا سکتا ہے (بخاری کتاب الوضوء)

(۹) اگر کسی نمازی کو دورانِ نماز ریح خارج ہو جانے کا وہم یا وسوسہ ہو تو اس وقت تک نماز پڑھتا رہے جب تک کہ آواز یا بو محسوس نہ کرے (بخاری)

(۱۰) اکثر مساجد میں وضوٗ خانہ کی دیوار پر یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں کہ "وضوٗ کے دوران باتیں کرنا منع ہے" اور حوالے کے طور پر لکھا ہوتا ہے "الحدیث" بندہ کو کوشش کے باوجود ایسی کوئی حدیث نہیں مل سکی۔

(۱۱) وضوء کی جو ترتیب رسولِ اکرم ﷺ سے ثابت ہے اُسی ترتیب سے کرنا چاہیے جسے ہم "وضوٗ کے مسنون طریقہ" کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں، اپنی مرضی سے کوئی شخص ترتیب میں ردوبدل کرنے کا مجاز نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة
تمھارے لیے رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

(۱۲) غسلِ جنابت کے لیے کیا جانے والا وضوٗ نماز کے لیے کافی ہے دوبارہ وضوٗ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ دورانِ غسل کوئی ایسا حدث لاحق نہ ہو جو نواقضِ وضوٗ میں سے ہو
(ابوداؤد، ترمذی عن عائشہؓ)

(۱۳) وضوٗ کھڑے ہو کر بھی کیا جا سکتا ہے رسولِ اکرم ﷺ نے ایک مشکیزے سے وضوٗ کیا جو لٹکا ہوا تھا آپ نے کھڑے ہو کر وضوٗ کیا (مشکوٰۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) نماز کے سوا دوسری کسی بھی چیز کے لیے شارع علیہ السلام سے وضو کی فرضیت ثابت نہیں ہے۔

(۱۵) وضو کے ہر ہر عضو پر مختلف قسم کی دعائیں پڑھنا سنت سے ثابت نہیں ہیں۔

(۱۶) بعض لوگ جماعت کے ہوتے ہوئے وضو خانے میں بیٹھے مسواک کرتے رہتے ہیں فرض نماز اور جماعت کی اہمیت کے پیش نظر ایسا کرنا خلافِ شرع ہے

(۱۷) کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (ابوداؤد، ترمذی)

(۱۸) وضو کے بعد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں نہ ڈالیں۔ (طبرانی)

(۱۹) وضو کے بعد اگر چکنی چیز کھائیں پیئں تو کلی ضرور کریں۔ (بخاری، مسلم)

(۲۰) وضو ہر پاک پانی سے کیا جاسکتا ہے چاہے وہ پانی سمندر کا ہو، دریا کا ہو، بارش کا ہو یا کنوئیں وغیرہ کا۔

تیمّم

"اگر کسی وجہ سے پانی میسر نہ ہو یا کسی بیماری اور زخم وغیرہ کی وجہ سے پانی استعمال کرنے سے تکلیف بڑھ جانے کا خدشہ ہو تو وہ غسل کے لیے بھی اور وضو کے لیے بھی تیمّم کرے۔ یہ غسل اور وضو دونوں کو کفایت کرتا ہے۔" (المائدہ ۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کچھ لوگ ایک سفر پر روانہ ہوئے ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا اور اس کے سر پر زخم ہو گیا پھر وہ محتلم ہو گیا اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا میرے لیے تیمم کرنے کی گنجائش ہے؟ انھوں نے جواب دیا "تمھارے پاس تو پانی ہے اس لیے تیمّم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" اس نے پانی سے غسل کیا اور مر گیا۔

جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا "ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ انھیں مارے! جب انھیں اس مسئلے کا علم نہیں تھا تو انھوں نے کیوں دریافت نہ کیا۔ اس شخص کے لیے اتنا کافی تھا کہ وہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا باندھ کر مسح کر لیتا اور باقی جسم دھو لیتا۔ (ابوداؤد ص ۴۹ عن جابر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمّم کی مشروعیت کا پسِ منظر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنی مصطلق کے غزوہ سے واپسی پر دورانِ سفر میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا رسولِ اکرم ﷺ نے اُس کی تلاش کے لیے قافلے کو رکوادیا حتی کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں کے پاس وضو کے لیے پانی میسر نہیں تھا لوگوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت بھی کی کہ تمھاری بیٹی کی وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہوا ہے اور اَب نماز کا بھی مسئلہ ہو گیا ہے کہ بغیر وضو کیوں کر پڑھی جائے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخت سست کہا

کہ تمھاری وجہ سے یہ تاخیر ہو رہی ہے اتنے میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کی پریشانی کا مداوا کرتے ہوئے درج ذیل آیت اُتاری:

وان کنتم مرضٰی او علٰی سفرٍ او جاء احد منکم من الغائط
او لمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا
بوجوھکم وایدیکم (النساء: ۴۳، مائدہ: ۶)

اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے ہو یا تم عورتوں سے مل چکے ہو پھر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو پاک مٹی سے تیمّم کرو پس اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین۔ (نسائی، ابنِ حبان)

پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس سال تک پانی میسر نہ آئے۔

تیمّم کا طریقہ

(۱) مٹی کی کسی بھی جنس سے بشرطیکہ وہ پاک ہو تیمم کریں۔

فتیمّموا صعیداً طیباً (المائدہ: ۴)

(۲) اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین پر ماریں اور پھر ان پر پھونک ماردیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ زیادہ مٹی جھڑ جائے) پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر دیں۔
(جس طرح عموماً دعا کے بعد پھیر لئے جاتے ہیں) اور ہتھیلی کی پشت پر پہنچوں تک ہاتھوں کو پھیر لیں چنانچہ حدیث میں مذکور ہے :

فضرب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بکفیه الارض ونفخ فیهما ثم مسح بهما وجهه وکفیه (بخاری ج ۱ ص ۴۸ عن عمار بن یاسرؓ باب هل ینفخ فی یدیه)

(۳) دوسری روایت میں پھونک کی جگہ جھاڑنا آیا ہے یعنی ہاتھوں کو جھاڑ دے اور چہرے سے پہلے ہاتھوں کے مسح کا بھی ذکر ہے، اور چہرے پر ہاتھ پھیرنا بعد میں مذکور ہے لہٰذا دونوں صورتیں جائز ہیں، چاہے ہاتھوں کا مسح پہلے کرے یا چہرے کا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے :

ضَرَبَ بِکفِّهٖ ضَرْبَةً علی الارضِ ثمّ نَفَضَها ثمّ مَسَحَ بِها ظهرَ کفِّهٖ بِشمَالِهٖ او ظهرشماله بکفه ثم مسح بهما وجههٗ (بخاری ج ۱ ص ۵۰ عن عمارؓ باب التیمّم ضربةً)

تیمم توڑنے والی چیزیں

(۱) ایسی تمام چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے جن کا ذکر ہم نواقضِ وضو میں کر چکے ہیں۔

(۲) جس عذر کی بنا پر تیمّم کیا تھا اس عذر کا زائل ہو جانا۔
مثلاً اگر پانی کی عدم دستیابی کی بنا پر تیمّم کیا تھا اور تیمّم کے بعد پانی میسر آگیا تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔
اور اگر بیماری کے سبب تیمّم کیا ہو اور پھر بیماری جاتی رہے تو بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

(علیٰ هٰذا القیاس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمم کے متفرق مسائل

(۱) جو کام وضوء سے کیے جا سکتے ہیں وہ تمام کام تیمم سے کیے جا سکتے ہیں۔

(۲) جو امور وضو بغیر نہیں ہوتے وہی تیمم بغیر نہیں ہوتے۔

(۳) اگر کوئی شخص تیمم سے نماز پڑھ چکا ہو اور پھر نماز کے بعد اسے پانی میسر آجائے تو اسے نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(۴) اگر تیمم کر چکنے کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے پانی میسّر آجائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا اور نماز وضو سے پڑھنی پڑے گی۔

(۵) وضو کی طرح تیمم سے پہلے بھی بسم اللہ کہے اور دل میں تیمم کی نیت کرے۔

(۶) اگرچہ تیمم کے بارے میں یہ صراحت موجود نہیں ہے کہ ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں کہ نہیں پھر بھی چونکہ تیمم وضو کے قائم مقام ہے اس لئے جب ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں تو تیمم سے کیوں نہیں پڑھی جا سکتیں۔

(۷) تیمم صرف وضو کا قائم مقام نہیں ہے بلکہ غسل کا بھی قائم مقام ہے اگر پانی میسّر نہ ہو یا کسی عذرِ شرعی کی بنا پر پانی استعمال نہ کرنا ہو تو دونوں صورتوں میں تیمم کافی ہے۔
(بخاری، مسلم، عن عمرانؓ) (البتہ مغابن دھونے ہونگے)

(۸) اگر جسم پر کسی جگہ زخم ہو اور غسل کرنا فرض ہو تو پہلے تیمم کرے، پھر زخم پر پٹی باندھے اور اس پٹی پر مسح کرے اور باقی جسم کو دھولے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، عن جابرؓ)

-=-=-=-=-=-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۴}

"لباس"

فرمانِ الٰہی :-

ولباس التقویٰ ذالك خير (اعراف :۲٦)

تقویٰ اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر (لباس) ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال (مسلم)

بیشک اللہ خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ لباس کا بیان ﴾

لباس ہر انسان کی شخصیت و کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے لباس کے ذریعہ ہم مختلف قوموں کی تہذیب و ثقافت سے معرفت حاصل کرتے ہیں تہذیب و ثقافت کی معرفت میں لباس کو اس قدر گہرا دخل ہے کہ آپ صرف لباس دیکھ کر یہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ فلاں شخص پٹھان ،اور فلاں پنجابی ہے فلاں سندھی، اور فلاں بلوچی ہے حتیٰ کہ غیر ملکی افراد کو بھی آپ ان کے لباس اور وضع قطع سے پہچان لیتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے جس طرح جسمانی طہارت و پاکیزگی کی تاکید فرمائی ہے، لباس سے متعلق ہدایات بھی اسی شان و شوکت سے بیان فرمائی ہیں۔

صاف ستھرا اور خوبصورت لباس آپ کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔اگر آپ میں غرور اور تکبر نہ ہو اور ریاکاری کا وصف بھی کار فرما نہ ہو تو خوبصورت لباس سے آپ کی شخصیت میں ایک گونا گوں نکھار آجاتا ہے اور یہ گمان کرنا کہ میرا لباس اچھا ہو جوتے اچھے ہوں تاکہ اپنے حلقہ احباب میں اچھی نظر سے دیکھا جاؤں تو یہ نہ تو غرور ہے اور نہ ہی ریا۔
چنانچہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے ایک موقع پر ریاکاری سے بچنے کی تلقین فرمائی تو صحابہ اکرام نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا لباس خوبصورت ہو اُس کے جوتے اچھے ہوں تو کیا یہ بھی ریا ہے ؟
آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں، " انَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الجَمَالَ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

گویا آپ ﷺ نے صحابہ کرام پر واضح فرمادیا کہ اچھے لگنے کی خواہش میں لباس کا حسن و جمال ریا کے زمرے میں نہیں آتا الا یہ کہ اُن حدود سے تجاوز کرے جو شریعت میں متعین ہیں۔

آپ یقیناً میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہر انسان ہمیشہ دوسروں کے لیے لباس پہنتا ہے چنانچہ جب وہ گھر میں تنہا موجود ہو تو تہبند اور ایک بنیان یا سخت گرمی کے دنوں میں صرف تہبند میں بھی رہ لیتا ہے لیکن اسے جب یہ کہا جائے کہ وہ اسی لباس میں طارق روڈ سے خریداری بھی کر کے آجائے تو ایسا کرنا شاید اس کے لیے ممکن نہ ہو وہ اپنی دہلیز سے باہر قدم رکھنے سے پہلے اپنے لباس اور حلیے پر نظر ڈالتا ہے یہی وہ جذبہ خود نمائی ہے جسے شریعت نے حسن و جمال سے تعبیر کیا ہے۔

پس جب آپ لباس دوسروں کے لیے پہنتے ہیں تو آپ کو لامحالہ دوسروں کی پسند اور ناپسند کا لازمی طور پر خیال رکھنا ہوگا پھر آپ جس سوسائٹی اور جس ماحول میں رہتے ہیں اس کا بھی خیال رکھنا ہوگا اسی طرح اگر آپ مسلمان ہیں تو پھر آپ کو ایک مسلم معاشرے اور اسلامی سوسائٹی کو سامنے رکھ کر اپنے لباس اور وضع قطع کو ترتیب دینا ہوگا۔

چنانچہ حضرت عبید بن خالدؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں چلتا جارہا تھا کہ مجھے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی کہ "اپنا تہبند اوپر اٹھالو" کیونکہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی پلیدی سے بھی، میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی آواز تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے اس میں کیا تکبر اور غرور ہو سکتا ہے!" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا تمھارے لیے میری اتباع ضروری نہیں ہے"

میں نے آپ ﷺ کا جواب سُن کر فوراً آپ ﷺ کی تہبند کی طرف نظر ڈالی تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ کپڑے کا ٹخنے سے اوپر رکھنا (مردوں کے لیے) ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ رکھتا ہے بہت ہی معنی خیز ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کے گندگی اور غلاظت سے خراب ہوگا جو طہارت کا ذوق رکھنے والوں کے لیے گراں ہے پھر ایسا کرنا غرور اور تکبر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے ہوتا ہے جو باطنی غلاظت ہے اور اگر یہ مصلحتیں نہ بھی ہوں تو مؤمن کے لیے اپنے رب کا یہ فرمان کافی ہے :لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (القرآن)

تمہارے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے (ابو داؤد)

ایک حدیث میں تو آپ ﷺ نے بظاہر اس معمولی جرم کی بہت ہی لرزہ خیز سزا بیان فرمائی ہے سزا سے جرم کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص غرور اور گھمنڈ میں اپنے کپڑے ٹخنے سے نیچے رکھے گا قیامت کے دن (اللہ اس سے اس قدر ناراض ہوگا) کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا

نماز میں کامل زینت اپنائیں

ہر مرد عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے پاکیزہ، صاف ستھرا اور اچھے لباس کا انتخاب کرے قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے "خذو ازینتکم عند کل مسجدٍ(الاعراف:۳۱)

کہ ہر مسجد میں زینت کی چیزیں اختیار کرو۔

زینت سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان تکلفات میں پڑ کر نماز کے لیے شیروانی، جبہ، ٹوپی، دستانے اور جرابیں خریدے بلکہ اس سے مراد وہی زینت ہے جس کو ایک مسلمان مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے اپناتا ہے اور اس کے کچھ ضابطے اور تقاضے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں :-

لباس کے اسلامی آداب

(۱) فضول خرچی اور تکبر سے گریز کرتے ہوئے اچھے سے اچھا لباس پہنے (احمد، نسائی)

(۲) لباس ایسا پہنا جائے جس سے انسانی ستر چھپ جائے اور وہ زینت دینے والا ہو (الاعراف)

(۳) ہر شخص اپنی مالی حیثیت کے مطابق لباس پہنے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جو نعمت عطا کی ہے اور اس پر جو احسان کیا ہے اس کے جسم پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے لیکن اتنا قیمتی لباس نہ ہو کہ جس سے اس کی شہرت ہو کیونکہ شہرت کا لباس پہننے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

(۴) ایسے کپڑے نہ پہنے جس میں سے بدبو آتی ہو (ابو داؤد، نسائی)

(۵) مرد خالص ریشم سے تیار کردہ لباس استعمال نہ کرے اگر کپڑے میں دو چار انگل برابر ریشم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پٹی لگی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر خارش کا مرض لاحق ہو تو ریشمی لباس بھی پہنا جا سکتا ہے (مسلم، حاکم)

(۶) ایسا لباس نہ پہنا جائے جس سے کفار کی مشابہت ہوتی ہو (مسلم)

(۷) کوئی مرد عورت کی مشابہت نہ رکھے اور نہ کوئی عورت مرد کی مشابہت کرے (بخاری)

(۸) قمیض کی آستینیں پہنچوں تک رکھی جائیں یہی مسنون ہے (ترمذی، ابوداؤد)

(۹) عورت کا لباس اس قدر نیچا ہو کہ اس کے قدم چھپ جائیں (ترمذی، نسائی)

(۱۰) کپڑا پہننے کا آغاز دائیں ہاتھ سے کریں (بخاری، مسلم)

(۱۱) اگر عمامہ باندھے تو شملے رکھے اور ان دونوں کو کندھوں کے درمیان لٹکتا ہوا چھوڑ دے (مسلم)

(۱۲) عورتیں ایسے باریک لباس استعمال نہ کریں جن سے بدن جھلکتا ہو (مسلم)

(۱۳) کوئی شخص زعفرانی رنگ کے کپڑے نہ پہنے اور نہ ہی (جسم پر) زعفرانی رنگ لگائیں (بخاری، مسلم)

(۱۴) جو شخص دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ آخرت میں نہیں پہنے گا رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرۃ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے اگرچہ ریشم کی ممانعت مطلق وارد ہوئی ہے لیکن دوسری احادیث میں مردوں پر اس کے حرام ہونے کے لیے صراحت ہے۔

چنانچہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ میں ریشم اور دوسرے ہاتھ میں سونا لے کر فرمایا:

"ان هذين حرام على ذكور امتي" یہ دونوں (ریشم اور سونا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(۱۵) یوں تو کسی بھی رنگ کا لباس پہنا جا سکتا ہے سوائے زعفرانی زرد رنگ کے، جس کی صراحت پیچھے گزر چکی ہے لیکن رسول اکرم ﷺ سفید لباس کو زیادہ پسند فرماتے تھے (نسائی)

(۱۶) خواتین اپنے محرم کے سامنے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا کچھ نہ کھولیں، البتہ نامحرم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل حجاب ہونا ضروری ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے :

"یایّھا النّبی قل لازواجك وبناتك ونسآء المؤمنین یدنین علیھن من

جلٰبیبھن (احزاب)

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو کہیں کہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکائیں"۔

(۱۷) کوئی مرد سونے کی انگوٹھی استعمال نہ کرے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ کیا تم جہنم کا انگارہ حاصل کر کے اپنے ہاتھ میں ڈال رہے ہو...... ؟

رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے اسے کہا یہ انگوٹھی اٹھالو،

اس شخص نے جواب دیا،

جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینکا، میں اسے نہیں اٹھاؤں گا (مسلم)

(۱۸) ایک پاؤں میں جوتا اور ایک پاؤں ننگا نہیں ہونا چاہیے یا تو دونوں میں جوتا پہنیں یا دونوں سے اتار لیں ۔ (مسلم)

(۱۹) رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت کریں اور ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت کریں ۔ (بخاری)

(۲۰) جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں قدم ڈالیں اور اتارتے وقت پہلے بایاں نکالیں (مسلم)

(۲۱) جوتے بیٹھ کر پہننا مسنون ہے۔ (ابو داؤد)

(۲۲) مرد ایسی خوشبو استعمال کریں جس میں صرف مہک ہو، عورت ایسی خوشبو استعمال کرے جس میں رنگ ہو مہک نہ ہو۔ (ترمذی، ابو داؤد)

(۲۳) انگشت شہادت یا درمیانی انگلی میں انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں عورت کا لباس

ہر عورت سر سے لے کر پاؤں تک اپنے آپ کو لباس میں ڈھانپ کر رکھے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

لاتُقبَلُ صلوٰۃُ حائضٍ الابخمارٍ (ترمذی)

جب عورت بالغ ہو جائے تو بغیر دوپٹے کے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

لباس اس قدر ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے کہ اس سے انسانی اعضا واضح نہ ہوں۔

عورت اور مرد کی نماز کے طریقہ ادائیگی میں شریعت نے کوئی فرق روا نہیں رکھا البتہ لباس کے معاملے میں خصوصی طور پر فرق رکھا گیا ہے۔

کیونکہ عورت سر سے پاؤں تک مکمل ستر ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے، اگرچہ فی زمانہ مغرب سے مغلوب ہو کر بے پردگی، بے حیائی اور فیشن پرستی کو ترقی کی علامت سمجھ لیا گیا ہے حقیقتاً یہ چیزیں اسلامی قدروں کو مٹانے اور یہودیت کو فروغ دینے کے لیے مسلمانوں میں رائج کی گئی ہیں۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے بھی مغرب کی اس سازش کو سازش نہ سمجھا بلکہ اس کی زُلفِ پریشاں کے اسیر ہو کر رہ گئے۔

عصرِ حاضر کی خواتین سر چھپانے کو عیب سمجھنے لگیں ہیں اور جو خواتین دوپٹہ اوڑھتی ہیں تو وہ بھی اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواضع حسن وجمال اس سے مخفی نہیں ہوتے۔

اور کچھ خواتین اس طرح کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ وہ سر پر ٹکتا ہی نہیں۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں باریک کپڑے پیش کیے گئے ان میں سے ایک کپڑا آپ ﷺ نے حضرت دحیہ بن خلیفہ ؓ کو دیا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے فرمایا:

"ایک سے اپنا کرتا بنا لینا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دوپٹے کے لیے دے دینا"

جب وہ شخص کپڑا لے کر روانہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی کو یہ بھی بتا دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگا لے (تاکہ اس کی باریکی سے سر کے بال نظر نہ آئیں)۔

لیکن مروجہ فیشن میں نصف (HALF) آستین، اور پشت تک کٹے ہوئے گلے، تنگ اور چست پاجامے، نیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عریاں ساڑھیاں، نفیس اور باریک لباس جس میں سے جسم کی سفیدی خوب جھلکتی ہو، کثرت سے رواج پا گئیں ہیں، بعض خاندانوں نے تو برقعے کو محض رواجاً اپنا رکھا ہے، برقعے کے ہوتے ہوئے بھی پردے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

جب کہ عورت کی نماز درست ہونے کے لیے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ پورے جسم کا ڈھکا ہونا ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"میں نے دوزخیوں کی دو جماعتیں دیکھی ہیں، ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے وہ ان سے لوگوں کو ظلماً ماریں گیں دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونگی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہونگی ان کے سر بڑے بڑے اونٹوں کی کہانوں کی طرح ہونگے جو جھکے ہوئے ہونگے یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہونگی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی، جب کہ جنت کی خوشبو بہت دور سے سونگھی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان(ترمذی)

عورت قابلِ ستر ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانکتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ قمیض اتنی لمبی ہو کہ اس سے پاؤں کے بالائی حصے چھپ جائیں اور اگر کسی کے ہاں ایک ہی چادر ہو اور وہ سر سے نیچے تک اپنے جسم کو ڈھانپ کر نماز پڑھے تو جائز ہے (بخاری)

نماز میں مرد کا لباس

اس عنوان کے تحت ہم کم سے کم لباس کا ذکر کریں گے اس لیے کہ زیادہ لباس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه شیئی (بخاری)

ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھو کہ تمہارے کندھے کھلے ہوئے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے نماز میں کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے اس کے علاوہ ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ بھی ڈھانپنا ضروری ہے کیونکہ یہ مرد کا ستر ہے۔

ننگے سر نماز کا مسئلہ

ہمارے ہاں سر ڈھانپنے کا مسئلہ بھی اختلافی شکل اختیار کر گیا ہے۔
بعض لوگ سر ڈھانپنے کے اس قدر مخالف ہیں کہ اپنے پاس ٹوپی یا رومال کے ہوتے ہوئے بھی سر پہ رکھنا گوارا نہیں کرتے اور بعض ننگے سر کے اس قدر خلاف ہیں کہ گویا ان کے نزدیک پگڑی، ٹوپی یا رومال کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، اس لیے انھوں نے مساجد میں کھجور کے پتوں سے تیار کردہ ٹوپیوں کا اہتمام کیا ہے۔
ظلم تو یہ ہے کہ خذوا زینتکم والی آیت سے استدلال کرتے ہیں اور زینت پر عمل پیرا ہونے کے لیے کھجور کے پتوں کی بدنما ٹوپیاں سروں پہ سجا لیتے ہیں۔
جسے آفس میں پہنتے ہوئے شرمائیں،
مارکیٹ میں جاتے ہوئے ہچکچائیں
سسرال والوں کی ملامت سے گھبرائیں،
لیکن اس ٹوپی کو زینت قرار دے کر
رب العزت کی دربار میں فخر سے آئیں۔
دل یہ چاہے کہ اِس زینت پر آنسو بہائیں۔
تُف ہے ایسی زینت پر !!!

یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جو عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے، اگر یہ قید شریعت کی طرف سے ہوتی تو اس پر قطعاً کسی کو اختلاف کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔
جہاں تک دونوں طرف سے دلائل کا تعلق ہے تو ہمیں کوششِ بسیار کے باوجود ایک حدیث بھی ایسی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل سکی جس میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کا ذکر ہو اور حالت نماز میں سر پر ٹوپی، پگڑی یا رومال کا ذکر ہو آپ یہ جان کر تعجب کریں گے کہ جس صحابی نے بھی حضور اکرم ﷺ کی نماز کا ذکر کیا ہے اس نے سر کو نظر انداز کیا ہے۔

نہ اس کی یوں صراحت فرمائی کہ سر پر کپڑا تھا اور نہ یوں صراحت فرمائی کہ سر کھلا تھا اس عدم ذکر سے شاید رب کی منشا یہ ہو کہ اس معاملے میں نمازیوں کو ان کے مزاج پر چھوڑا جائے وہ اگر ٹوپی پسند کریں تو ٹوپی رکھ لیں، عمامہ پسند کریں تو وہ باندھ لیں اور اگر ننگے سر اچھا لگے تو ایسا کر لیں جس بات پر شریعت نے پابند نہیں کیا اسے پابندی سے آزاد رکھنا ہی قرینِ انصاف ہے۔

قارئین کی دلچسپی کے لیے فریقین کے دلائل اور پھر دونوں کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ حق تک رسائی رکھنے میں آسانی ہو۔

سر ڈھانپنے والوں کے دلائل

(۱) رأيت النبی ﷺ مسح علیٰ عمامته و خفيه (صحيح البخاری)

"میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے"

(۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نمازِ فجر سے پہلے قضاءِ حاجت کے لیے نکلے، قضاءِ حاجت کی، پھر لوٹے، پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر اس میں یہ الفاظ ہیں:

ثم مسح بنا صيته وعلى العمامة (صحيح مسلم، ج۱، ص:۱۶۱)

"پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا"

(۳) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كأنی انظر الی رسول اللہ ﷺ وعليه عمامة سوداء قد ارخی بينكتفيه

(صحيح مسلم، ج۱، ص:۲۷۳)

"گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیاں چھوڑ دیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

دخل رسول اللہ ﷺ یوم فتح مکة و علیه عمامة سوداء بغیر احرام

(صحیح مسلم)

"رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ (کے سر مبارک) پر کالی پگڑی تھی۔"

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے :

کان رسول اللہ ﷺ اذا عتم سدل عمامة بین کتفیه (مشکوٰۃ)

"رسول اللہ ﷺ جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے۔"

(۶) حضرت عبدالرحمٰن عوف فرماتے ہیں :

عممنی رسول اللہ ﷺ فسدلها بین یدی و من خلفی (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا تھوڑا سا ٹکڑا چھوڑ دیا۔" مصنف ابن ابی شیبہ میں اور مصنف عبدالرّزاق میں اس کے مانند امام حسن بصریؒ سے روایت ہے :

"ان اصحاب النبی ﷺ کانوا یسجدون و ایدیھم فی قلنسو ته و عما مة"

(عمدہ القاری شرح صحیح البخاری)

"نبی ﷺ کے صحابہؓ نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔"

(۸) خذوا زینتکم عند کلّ مسجد (اعراف)

"ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔"

(۹) رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

"واللہ احق ان یزین له" (بیہقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے لیے زینت کی جائے۔"

(۱۰) "ان اللہ جمیل یحب الجمال" (صحیح مسلم)

"بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے"

مذکورہ بالا وہ دلائل ہیں جنہیں ننگے سر نماز پڑھنے کے خلاف پیش کیا جاتا ہے لیکن ان دسیوں دلائل میں سے ایک دلیل بھی ایسی نہیں ہے جس سے بالصراحت ثابت ہوتا ہو کہ رسول اکرم ﷺ نماز میں تھے اور آپ کے سر مبارک پر ٹوپی، عمامہ یا رومال یا دیگر کوئی کپڑا تھا زیادہ سے زیادہ ان شواھد سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے وضو کرتے ہوئے اپنے عمامہ پر مسح کیا۔

(۱۱) فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے سر پر سیاہ عمامہ باندھا اور اس طرح ایک خطبہ کے دوران بھی۔

(۱۲) سخت گرمی کے دنوں میں صحابہ کرام نے کپڑوں پر، ٹوپیوں اور پگڑیوں پر سجدہ کیا اس سے یہ اس تدلال کرنا کہ جب دورانِ وضو پگڑی نہیں اتاری اور مسح بھی اس کے اوپر کیا تو دورانِ نماز کیونکر اتاردی ہوگی جب آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ میں خطبہ دیا تو نماز میں اس کا اتار دینا محال ہے اپنے اندر یہ استنباط کئی مسائل اور احتمالات رکھتا ہے۔

(۱۳) جس طرح رسول اللہ ﷺ سے عمامہ پر مسح ثابت ہے اسی طرح آپ ﷺ سے موزے اور جوتے پر بھی مسح ثابت ہے، جس طرح آپ ﷺ گھر سے باہر جاتے ہوئے سر پر عمامہ یا ٹوپی رکھ کر جاتے اس طرح موزے، جوتے اور انگوٹھی وغیرہ بھی پہن کر جاتے لیکن محض اس بنیاد پر کہ چونکہ آپ نے عام زندگی میں موزہ، جوتا اور انگوٹھی استعمال کی اور دورانِ وضو موزے اور جوتے پر مسح بھی کیا لہٰذا یہ ساری چیزیں نماز میں پہن کر آنا ضروری ہے۔

کیا یہ استدلال صحیح ہوگا......؟

ہر گز نہیں۔

جس طرح یہاں آپ لزوم کا فتویٰ نہیں دے سکتے اس طرح عمامہ پر مسح کرنے سے نماز میں عمامہ کے لزوم کا فتویٰ دینے کی جسارت بھی نہیں کرنی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) کسی بھی اہل حدیث کا یہ نظریہ نہیں رہا ہے کہ اگر سر ننگا نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی یا سر پر ٹوپی، پگڑی یا رومال وغیرہ رکھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایسا نہ تو سلف صالحین میں سے کسی کا یہ عقیدہ رہا اور نہ مابعد لوگوں کا یہ عقیدہ ہے ہمارا اختلاف صرف اس قدر ہے کہ پگڑی، ٹوپی اور رومال کے بغیر نماز پڑھنی جائز ہے اور اس جواز کے بھی بہت سے شواہد وبراھین موجود ہیں۔

ننگے سر نماز کے جواز کے دلائل

(۱) بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھو کہ کندھے ننگے ہوں اس سے واضح ہوتا ہے کہ ستر کے علاوہ بھی جو چیز ڈھانپنا ضروری تھی اس کا ذکر شارع نے صراحت کے ساتھ کر دیا اگر کندھے کے ساتھ ساتھ سر ڈھانپنے کی بھی وہی حیثیت ہوتی تو آپ ﷺ اس کے ڈھانپنے کا حکم بھی ضرور صادر فرماتے کندھے ڈھانپنے کا حکم دینا اور سر کو نظر انداز کرنا ان دونوں کی حیثیتوں کے فرق کو واضح کرتا ہے۔

(۲) لاتقبل صلوٰۃ الحائض الا بخمار (ترمذی)

”عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی“ اس حکم سے یہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ مرد کی نماز ہو جاتی ہے اگر مرد کی نماز بھی ننگے سر نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ننگے سر کی ممانعت میں عورتوں کو خاص نہ کرتے بلکہ آپ ﷺ یا تو دونوں کو شامل فرماتے یا مطلق ننگے سر کی نفی فرماتے جس میں دونوں شامل ہوتے آپ ﷺ نے عورت کو مخصوص کر کے مردوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔

(۳) امام بخاریؒ اپنی صحیح میں کتاب الصلوٰۃ کے باب الصلوٰۃ بغیر رداءٍ کے تحت ایک روایت لائے ہیں ”حضرت محمدؒ بن منکدر فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت "وھو یصلی فی ثوبٍ واحدٍ ملتحفأبه وردآئه' موضوع فلمّا انصرف قلنا یااباعبداللہ تصلی ورداؤك موضوع"قال نعم احببت ان یرانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجہال مثلکم رأیت النبی ﷺ یصلی کذا(بخاری ،ص:۵۳)

”وہ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جب کہ ان کی (دوسری چادر) رکھی ہوئی تھی پس جب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے کہا اے ابو عبداللہؓ (ایک کپڑے میں) تو نماز پڑھتا ہے جبکہ تیری (اوپر کی چادر) بھی رکھی ہوئی ہے اس نے کہا ہاں! ایسا میں نے اس لیے کیا تھا کہ تم جیسے جاہلوں کو یہ دکھا سکوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(ف) اس حدیث سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دو چادروں کے ہوتے ہوئے ایک چادر میں نماز پڑھی جا سکتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ٹوپی یا رومال وغیرہ کے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، نہ تو ٹوپی رکھ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ٹوپی اتارنے سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اگر ثواب میں کسی بھی قسم کا کوئی نقص واقع ہوتا تو صحابہ کرامؓ جو نیکی اور ثواب کے کاموں میں سب سے زیادہ حریص تھے وہ ایسا کبھی نہ کرتے، پھر ایسا کیوں کیا گیا؟ اس میں بھی اخلاص کارفرما تھا ثواب کو گھٹایا نہیں گیا بلکہ بڑھایا گیا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ثواب کی بڑھوتری کی ایک ہی دلیل تھی جسے واقعی دلیل کہا جاتا ہے اور وہ ہے ”رأیت النبی ﷺ یصلی کذا“ کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس نسبت نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے عمل کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

اس حدیث میں کہیں کپڑوں کی قلت کا بھی ذکر نہیں ہے، جو اکثر اس مؤقف کی مخالفت میں لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس دور میں کپڑوں کی قلت تھی، اگر کوئی کہے کہ کپڑوں کی قلت کا ذکر تو دوسری روایات میں موجود ہے تو میں عرض کروں گا کہ وہ دوسرے موقع کی بات ہے اور یہ دوسرے موقع کی،

اگر بفرضِ محال اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی ہمارا مؤقف واضح ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس دوسری چادر رکھی ہوئی تھی پھر بھی نماز ایک کپڑے میں پڑھی۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے وسعت اور تنگی کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ ہو کر کھڑا ہوا اور اس نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا۔

پس آپ ﷺ نے فرمایا :

او کلکم یجد ثوبین : کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں ؟

پھر ایک شخص نے حضرت عمر سے دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

جب اللہ تعالیٰ تم پر وسعت کرے تو پھر تم بھی وسعت کرتے ہوئے دو دو کپڑوں میں نماز پڑھو مثلاً نیچے کی چادر، اوپر کی چادر، چادر اور قمیض، ازار اور قبا، سراویل اور قمیض :......الخ

(بخاری، ص : ۵۲)

(ف) تنگی اور غربت کی بندش کلی بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھول دی کہ جب اللہ تنگی کرے تو ایک کپڑے میں پڑھو اور جب وسعت کرے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے۔ تیسرے کپڑے کا وسعت کے زمانے میں بھی ذکر نہیں ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو دو کپڑے گن کر بتائے تو اس میں شلوار اور قمیض، ازار اور رداء، ازار اور قبا۔ اب اگر کوئی شخص شلوار اور قمیض زیب تن کیے کھڑا ہے اور وسعت کا زمانہ بھی ہے تو نماز کے لیے اس کا یہ لباس ایک مکمل لباس ہے جس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہے

(۵) سر پر ٹوپی یا پگڑی کو لازم قرار دینے والے عقلی طور پر یہ دلیل بھی دیا کرتے ہیں کہ سر پر کپڑے کا ہونا شریفانہ، مؤدبانا اور مہذب طریقہ ہے حالانکہ وہ لوگ یہ بات کہتے ہوئے اس حقیقت کو بھول جایا کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف، جو مساجد میں سب سے پہلی مسجد اور مساجد میں سب سے بڑے رُتبہ کا حامل ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حاجی کو ننگے سر بلایا ہے، اگر یہ چیز ادب واحترام اور تہذیب کے خلاف ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محترم اور مقدس گھر میں اس بے ادبی کی اجازت ہرگز نہ دیتا بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادب واحترام اور عاجزی وانکساری کا اصل اظہار سر پر ٹوپی رکھنے یا عمامہ باندھنے میں نہیں بلکہ ننگے سر ہونے میں ہے۔

(۶) خذوا زینتکم کو بنیاد بنا کر پگڑی یا ٹوپی کو لازم قرار دینا نہ تو شریعت کی منشا ہے اور نہ عقل اس کی تائید کرتی ہے اس لیے کہ اسبابِ زینت میں صرف ٹوپی اور پگڑی ہی شامل نہیں ہے بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہاں زینت کا سامان بھی ہیں پھر اس آیت سے صرف سر کا کپڑا ہی کیوں لازم قرار دے دیا گیا ہے

(الف) اللہ نے زینتکم کہہ کر واضح کر دیا ہے کہ ہر دور کا ہر نمازی اس آیت کا مخاطب ہے

جب ہر نمازی اس کا مخاطب ہے تو سب کے طبائع، مزاج، پسند اور ناپسند کے معیار مختلف ہوں گے۔

ایک شخص لباس میں پاجامہ پسند کرتا ہے، تو دوسرا لنگی پسند کرتا ہے، تیسرا شلوار قمیض پسند کرتا ہے، تو چوتھا کرتے اور تہبند کو پسند کرتا ہے، ایک سر پہ کپڑا پسند کرتا ہے، تو دوسرا ننگے سر کو ترجیح دیتا ہے۔

تو پھر ہم کسی ایک شخص کی پسند کو مختلف ادوار کے مختلف لوگوں پر کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟۔

(ب) اور اگر زینت میں صرف سر ہی کو لیا جائے تو آپ کو بمشکل دس فیصد افراد ایسے ملیں گے جو سر پر کپڑے کو زینت قرار دیتے ہوں ورنہ نوے فیصد لوگ سر پر کھلے اور سجے بالوں کو زینت سمجھتے ہیں۔

اور یہ کھلی حقیقت ہے مختلف زبانوں کے شعراء کو لیجئے کہ اپنے محبوب کی زلفوں کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیں گے لیکن شاید ہی آپ نے کسی شاعر کو اپنے محبوب کی ٹوپی یا رومال کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے دیکھا ہو۔

مثال کے طور پر چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

پوچھا جو اُن سے چاند نکلتا ہے کس طرح
زُلفوں کو رخ پہ ڈال کر جھٹکا دیا کہ یوں (آرزو لکھنوی)

ہم ہوئے، تم ہوئے، کہ میر ہوئے
اُن کی زُلفوں کے سب اسیر ہوئے (میر تقی میر)

گرہ کھولی ذرا اس نے جو اپنی زُلفِ مشکیں کی
معطر ہو گیا آفاق، خوشبو اِس کو کہتے ہیں (ابراہیم ذوق)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زلف کا کیا کہنا جو دوش پہ لہرائی
سمٹے تو بنے ناگن پھیلی تو گھٹا چھائی (شفیق جونپوری)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا (مؤمن خان مؤمن)

بجلیوں نے سیکھ لی ان کے تبسم کی ادا
رنگ زلفوں کا چرالائی گھٹا برسات کی (صبا افغانی)

زلف کا ذکر چلا ہے تو چلتے چلتے رسول اللہ ﷺ کی زلفِ مبارک کا ذکر بھی برمحل اور بر موقع معلوم ہوتا ہے اور ان شاء اللہ العزیز افادیت سے خالی نہ ہو گا۔

اگر ہمہ وقت رومال، عمامہ، پگڑی کو لازم قرار دے دیا جائے تو رسول اکرم ﷺ نے بال رکھنے کا جو حکم دیا ہے کہ انہیں نصف کان تک یا زیادہ سے زیادہ کندھے تک رکھا جائے، یہ حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ نے سر کے بال منڈوانے کو خوارج کی نشانی قرار دیا ہے جسے امام بخاریؒ اپنی صحیح میں لائے ہیں محدثین کرام نے کتب احادیث میں خصوصیت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے گیسو مبارک کے وصف میں مکمل ابواب باندھے ہیں (باب صفۃ شعر النبی ﷺ) ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کے سر پر بالوں کا ہونا اور ان کا نظر آنا منشائے حدیث ہے، چاہے وہ نماز کی حالت میں ہو یا نماز سے باہر دونوں صورتوں میں زینت سے خالی نہیں ہے۔

ہاں یہ پابندی ضرور لگائی جاسکتی ہے کہ بال خلافِ سنت نہ رکھے جائیں ورنہ ان کو چھپا دینے سے رکھنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

مثلاً داڑھی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے اسے رکھنے اور لٹکانے اور ظاہر کرنے کا حکم ہے اب اگر کوئی شخص لوگوں سے شرما کر اسے کاٹ دے تو یہ بھی حرام ہے اور اگر کاٹے نہیں بلکہ لپیٹ کر اندر کی طرف موڑ کر چھپالے تو یہ بھی حرام ہے چونکہ صحیح مسلم کتاب الطہارہ میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"ارخوا اللحی" "داڑھی کو لٹکاؤ یعنی نیچے کی طرف لٹکنے دو اوپر کی طرف نہ لپیٹو کیونکہ اگر لپیٹ کر اس کے طول و عرض کو مخفی کر دیا جائے گا تو داڑھی رکھنے کا اسلامی شعار چھپ جائے گا جس سے رکھنے کا مقصد ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت ہو جائے گا اس لیے اس سے منع کیا گیا اب چونکہ شارع علیہ السلام نے نماز کی حالت میں کسی بھی نمازی کو سر پر کپڑا رکھنے کا حکم نہیں فرمایا اور نہ ہی کپڑا اتارنے کا حکم دیا اور نہ ہی بالصراحت نماز کی حالت میں رسول اکرم ﷺ کے سر کی کیفیت کا کوئی ذکر ملتا ہے اور اگر نماز کے علاوہ دیگر حالتوں میں عمامہ یا کسی دوسرے کپڑے کا ذکر ملتا ہے تو اس طرح کی روایات فریقِ مخالف کے پاس بھی موجود ہیں جن کا ذکر ہم ''ننگے سر نماز کے جواز'' کے ضمن میں کر چکے ہیں بلکہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس باب میں ایک واضح حیثیت رکھتی ہے جسے ہم بحوالہ بخاری شریف گزشتہ صفحات میں تحریر کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک قمیض میں نماز پڑھنے اور اُسے مرفوع بیان کرنے کی حدیث بھی موجود ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ :

اَمَّنا جابرُ بن عبدِاللّٰہِ فی قمیصٍ لیس علیہ رداء'' فلمّا انصرف قال انّی رأیتُ رسول اللہ ﷺ یصلی فی قمیص ...... (ابوداود ج ۱ باب الرجل یصلی فی قمیص واحد)

ہمیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک قمیض میں نماز پڑھائی اور آپؓ پر دوسری کوئی چادر نہ تھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا :

بے شک میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ ایک ہی قمیض میں نماز پڑھا رہے تھے۔

ظاہر ہے کہ قمیض سر سے شروع نہیں ہوتی بلکہ کندھے اور گلے سے شروع ہو کر گھٹنے سے نیچے تک چلی جاتی ہے جس سے سر کا ننگا ہونا از خود واضح ہو جاتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص یہ تاویل کرے کہ قمیض کا گلا بجائے گردن میں ڈالنے کے اٹھا کر سر پر رکھ لیا جائے اور اس طرح سر سمیت پورا جسم چھپ جائے گا تو میں کہوں گا اس عمل سے خذوا زینتکم کے تقاضے کہاں تک پورے ہونگے ؟

یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے، البتہ فن کی دنیا میں ایک نئے کارٹون کا اضافہ ضرور ہوگا۔

تعجب تو یہ ہے کہ ننگے سر کی مخالفت کرنے والے اور سر پر کپڑے کو لازم قرار دینے والے سب سے پہلے سورۃ الاعراف کی آیت خذوا زینتکم سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ اس کے سیاق وسباق پر اگر غور کر لیا جائے تو مسئلہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ و کلوا واشربوا و لاتسرفوا......الخ (اعراف:۳۱)

اے اولادِ آدم تم ہر مسجد کے نزدیک زینت (لباس) اپنا لیا کرو اور کھاتے پیتے رہو اور اسراف نہ کرو۔

یہ خطاب اولادِ آدم کو ہے اور اولادِ آدم میں صرف نمازی ہی شامل نہیں بلکہ یہود، ہنود، نصاریٰ اور مجوس سب شامل ہیں اگر یہ آیت نماز میں ٹوپی رکھنے سے متعلق ہوتی تو خطاب کا آغاز "یاایھاالذین آمنوا" سے شروع ہوتا، یا بنی آدم سے خطاب شروع ہونے کے معنیٰ ہی یہی ہیں کہ یہ حکم مطلق انسانوں کیلئے ہے مؤمنین کیلئے مخصوص نہیں ہے ہمارے اس خیال کو درج ذیل روایت سے بھی تقویت پہنچتی ہے

عن ابن عباس قال کانت المرأۃتطوف بالبیت وھی عریانۃ.........الخ

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ (مشرک عورتیں ننگی ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتی تھیں)۔

جس پر یہ آیت نازل ہوئی :

فنزلت ھٰذہ الآیہ خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ ......(مسلم، ج۲،ص:۴۲۲ کتاب التفسیر)

پس اس ضمن میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر مسجد قابل احترام ہے اور بیت اللہ تو اُمّ المساجد ہے یہاں برہنہ طواف حرام ہے بلکہ لباس اور زینت کے ساتھ آیا جائے۔ سنن نسائی ج۲، ص: ۳۳، ۳۴-پر بھی اس آیت کی یہی تفسیر مذکور ہے اسے بلاوجہ کھینچ تان کر کے سر پر ٹوپی، عمامہ رکھنے کی دلیل تصور کرنا، قرآن میں اپنی رائے داخل کرنے کے مترادف ہے جو شرعاً حرام ہے۔

آخر میں مسلم شریف کی ایک حدیث پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

فخرج نبی اللہ ﷺ کانی انظر الیہ الآن

یقطر راسہ ماءً واضعاً یدہ علی شق راسہ.........الخ

(مسلم کتاب المساجد، ج۱،ص:۲۲۹)

نبی کریم ﷺ (عشاء کی نماز میں گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے) گویا کہ میں اب بھی (وہ منظر) دیکھ رہا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا ہاتھ سر کی مانگ میں ڈال رکھا تھا یعنی آپ ﷺ اپنے بھیگے ہوئے گیسو اپنے ہاتھ سے سلجھا رہے تھے۔
اس سے ہمارے مؤقف کو بھرپور تقویت ملتی ہے کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو تازہ غسل فرمایا اور غسل کے فوراً بعد مسجد میں ننگے سر تشریف لائے صحابہ کرامؓ نے بالوں سے پانی ٹپکتے ہوئے اور ہاتھوں سے بالوں کو سلجھاتے ہوئے دیکھا اس بحث سے ہماری منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ آپ کے سروں سے پگڑیاں اتر جائیں اور ٹوپیاں ناجائز قرار دے دی جائیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو فرض قرار دے دیا جائے بلکہ ہماری غایت صرف اتنی ہے کہ دونوں عمل جائز ہیں لہٰذا ہم کسی ایک کو اختیار کرنے کے مجاز ہیں بشرطیکہ دوسرے عمل کو بھی جائز سمجھتے رہیں۔

ے زُلفیں بکھیر دے کہ زمانے کو علم ہو
ظلمت حسین تر ہے شبِ ماہتاب سے

آہ کو چاہیے اِک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زُلف کے سر ہونے تک

جوتے سمیت نماز کا مسئلہ

عوام الناس میں سے اکثر لوگ اس مسئلے سے ناواقف ہیں۔ بالخصوص دیہاتی علاقوں میں تو جوتے پہن کر مسجد میں داخل ہونا قطعی حرام سمجھا جاتا ہے اور شہروں میں بھی صورتِ حال کچھ اسی طرح کی ہے اس کے برعکس اہلِ حدیث کا ٹائٹل استعمال کرنے والے کچھ ایسے نام نہاد مفتی بھی معاشرے میں بیساکھیوں کے سہارے زندہ ہیں جو علم دین کے حصول کی جستجو نہ رکھتے ہوئے بھی ''دارالافتاء'' کا کورس اُس عمر میں اعلیٰ نمبروں سے پاس کر لیتے ہیں جس عمر میں ابھی نماز بھی ان پر فرض نہیں ہوتی، ایسے لوگ مسلکِ حقہ کے بے داغ دامن پر ایک بد نما دھبہ ہیں، جو معاشرے میں رہ کر لوگوں کو جماعت سے متنفر کرنے، مساجد کو ویران کرنے اور تنظیمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے سوا کوئی خدمت انجام نہیں دیتے۔
ان کے فتووں کے سیاہ بادل جب شہروں اور دیہاتوں پر برستے ہیں تو علاقوں کے علاقے کیچڑ زدہ ہو جاتے ہیں جس میں قدم رکھتے ہی اجنبی راستوں کے راہی اکثر پھسل جایا کرتے ہیں۔
اگر کوئی سفید پوش کیچڑ سے بچ بچا کر سڑک کے کنارے چلنے کی کوشش کرے تو کیچڑ کی چھینٹیں اُسے بھی معاف نہیں کرتیں، کچھ ایسے ہی مفتیوں کا فتویٰ ہے کہ آپ جوتا اُتار کر نماز نہیں پڑھ سکتے جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح جوتا بھی فرض ہے ان کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے نماز میں جوتا اُتارنا گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہی نہیں ہے۔

یہ بہت بڑی دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی سمجھ میں جوتے کا مسئلہ جوتے بغیر سمجھ میں نہیں آئے گا، حالانکہ اس ضمن میں بھی شارع علیہ السلام نے اپنے واضح احکامات چھوڑے ہیں۔ اُن احادیثِ صحیحہ کو سامنے رکھا جائے تو مسئلے کی نوعیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں نہ تو جوتا پہننا فرض ہے اور نہ اتارنا لازم ہے۔

اگر جوتا پاک وصاف ہے اور اسے کوئی غلاظت نہیں لگی ہوئی تو اسے نماز میں پہنا جا سکتا ہے یعنی جوتا پہن کر نماز پڑھنی صرف جائز ہے شریعت کی اس رعائت کو صرف جواز کی حد تک تسلیم کیا جائے یہی شریعت کی منشا ہے۔......... اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

خالفوا الیهود فانهم لا یصلون فی نعالهم و خفافهم......... (ابو داؤد)

"یہودیوں کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے جوتوں یا موزوں سمیت نماز نہیں پڑھتے۔"

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

"أکان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم یصلی فی نعلیه قال نعم" (بخاری، ج۱، ص:۵۶)

کیا نبی کریم ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھ لیتے تھے انہوں نے جواب دیا ہاں۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کی امامت فرما رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے اپنے جوتے اتار دیے اور انہیں بائیں جانب رکھ لیا صحابہ کرامؓ نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اتار دیے نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے جوتے اترے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے؟ صحابہؓ نے عرض کیا آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی اتار دیے (ہم سمجھے کہ شاید حکم بدل گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپکے جوتوں پر غلاظت لگی ہے اس لیے میں نے اتار دیے۔

قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رأی فی نعلیه قذراً او اذیً

فلیمسحه ولیصلّ فیهما (ابو داؤد باب الصلوٰۃ فی النعل، ج۱، ص:۹۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تم جب مسجد میں آؤ اپنے جوتے دیکھ لیا کرو اگر گندگی لگی ہو تو اسے صاف کر دیا کرو اور پھر ان ہی جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرو۔

بیان کی گئی احادیث مبارکہ سے جوتے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس سے ان لوگوں کے نظریات کی بھی خوب نفی ہوتی ہے جو سرے سے مسجد میں جوتا پہننا ہی حرام سمجھتے ہیں۔

البتہ حدیث نمبر ا اور حدیث نمبر ۳ میں رسول اکرم ﷺ نے حکماً فرمایا ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرو اور جوتوں میں ہی نماز پڑھو یہ حکم استحبابی ہے اور استحباب بھی جوتے کا پہن کر نماز پڑھنا نہیں ہے بلکہ یہود کی مخالفت ہے۔ صاحب عون المعبود فرماتے ہیں :

فیکون استحباب ذلك من جهة قصد المخالفة(عون المعبود ،ج۱،ص:۲٤۷) لہٰذا اس حکم کو فرض کا درجہ دینا نہ تو شریعت کی منشا ہے اور نہ ہی تقاضائے عدالت، اس طرح کے احکامات قرآن مجید میں بھی موجود ہیں جن پر پوری امت متفق ہے کہ یہ احکامات استحباب کا درجہ رکھتے ہیں نہ کے فرض کا مثلاً قرآن مجید میں سورۃ الجمعہ میں کہا گیا۔

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ

یعنی جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ کا فضل (حلال رزق) تلاش کرو۔

یہاں بھی فانتشروا فعل امر ہے اب اگر کوئی اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ جمعہ نماز ختم ہوتے ہی لوگوں کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا جائے اور مساجد کو فی الفور تالے لگا دیے جائیں تو یقیناً آپ اسے احمق کہیں گے اس لیے کہ اس حکم سے قرآن کی یہ مراد ہرگز نہیں ہے جو اس نے لی ہے کہ جمعہ کا دن بیشک مبارک دن ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد بھی اگر تم روزی کمانا چاہتے ہو تو تمہیں رخصت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوتے بغیر نماز کا مسئلہ

اس عنوان کے تحت ان لوگوں کے رد میں دلائل پیش کیے جا رہے ہیں جو نماز میں جوتے اتارنے کو قطعاً جائز نہیں سمجھتے اور جوتا پہننے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

(۱) سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا :

فاخلع نعليك انك بالواد المقدّس طوى (طٰہٰ : ۱۲)

(اے موسیٰ) اپنے جوتے اتار دو اس لیے کہ تم ایک مقدس وادی طویٰ میں ہو۔

(یہود اس وجہ سے عبادت کے وقت جوتا استعمال کرنا حرام تصور کرتے ہیں)

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يصلى يوم الفتح

ووضع نعليه عن يساره.......... (ابو داؤد، ج ۱، ص : ۹۵)

میں نے نبی کریم ﷺ کو جب فتح مکہ کے دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ کی نعلین مبارک آپ ﷺ کے بائیں جانب رکھی ہوئی تھی۔

نوٹ :- یاد رہے کہ بائیں جانب رکھنے کا حکم اس نمازی کے لیے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور اگر جماعت میں ہو تو پھر بائیں طرف نہ رکھے بلکہ دونوں پاؤں کے درمیان رکھے جیسا کہ حدیث پاک میں بیان ہوا ہے۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تمہارا کوئی نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اپنے جوتے اپنے دونوں پاؤں کے مابین رکھے۔ (ابو داؤد، ص : ۹۶، ابن ماجہ)

(فائدہ) یہ حکم جماعت کے لیے ہے کیونکہ اگر بائیں طرف رکھے گا تو دوسرے کی دائیں جانب ہوگی اور پھر دوسرے کے قدم بھی اس سے نہ مل سکیں گے اور صف میں شگاف پیدا ہو جائیں گے جو آداب صف بندی کی خلاف ہیں۔

اور پاؤں کے درمیان رکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ بالکل قدموں میں رکھے کیونکہ اس حالت میں وہ قعدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بیٹھ سکے گا اور سجدے کے وقت بھی پیچھے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے تھوڑا سا آگے کر کے رکھ دے تاکہ التحیات میں بیٹھ سکے اور پیچھے والوں کو بھی تکلیف نہ ہو۔

ان دلائل و شواہد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جوتے بغیر نماز پڑھنا بھی جنابِ رسالت پناہ ﷺ سے ثابت ہے لہٰذا ان احادیث سے ان لوگوں کے باطل نظریات کی خوب نفی ہو جاتی ہے جن کے نزدیک جوتے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہمارا اعتراض نہ تو جوتا پہن کر نماز پڑھنے پر ہے اور نہ ہی جوتا اُتار کر نماز پڑھنے پر ہمارا اعتراض صرف اور صرف سنت کی مخالفت کرنے پر ہے۔

مندرجہ بالا دونوں افعال میں سے جس ایک کی بھی نفی ہو گی اس سے سنت کا رد ضرور ہو گا جو ایمان کی سلامتی اور بقا کے لیے خطرناک ہے ہماری اس ساری گفتگو کا لب لباب یہی ہے کہ دونوں عمل سنت مطہرہ سے ثابت ہیں لہٰذا دونوں جائز ہیں البتہ جوتے کا تحفظ فی زمانہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے میں ہے جوتے اتار کر نماز پڑھنے والوں کو اکثر ننگے پاؤں گھر جاتے دیکھا گیا ہے۔

"بقول نظیر اکبر آبادی"۔ مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں
بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی نماز اور قرآن یاں
اور آدمی ہی اُن کی چُراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

-=-=☆=-=-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب { ۵ }

مساجد کا بیان

المؤمن فی المسجد کالسمك فی الماء

والمنافق فی المسجد کالطیر فی القفس

مؤمن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور

منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں (عربی مقولہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس چیز کو اپنا بنالیا جاتا ہے پھر اسے دشمن کے حوالے ہرگز نہیں کیا جاتا کیونکہ دشمن سے خیر کی توقع نہیں ہوتی اسی لئے ارشاد ہوا:

ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجداللّٰہشاھدین علٰی انفسھم بالکفر(سورہ توبہ:۳)

مشرکوں کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدیں تعمیر کریں جب کہ ان کے ایمان کفر کی شہادت دیتے ہیں۔

اور یہ کام سراسر ایمان والوں کو زیب دیتے ہیں جو ایمان باللہ کے ساتھ نماز کی ادائیگی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور خشیتِ الٰہی کے جذبے سے سرشار ہوں۔ چنانچہ اس حقیقت کو اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا:

انما یعمر مسجد اللّٰہ من امن باللّٰہ والیوم الاٰ خر

واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الااللّٰہ فعسیٰ

اولٰئِك ان یکونوامن المھتدین (توبہ:۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا انھیں لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور
قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ
دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں پس انہیں سے توقع ہے کہ مقصود کو پہنچ جائیں۔

بہترین خطہ

رسول اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ دنیا میں بہترین جگہ کون سی ہے اور بدترین جگہ کون سی آپ ﷺ نے یہ سوال حضرت جبریل علیہ السلام سے کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ سے معلوم کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اے اللہ کے رسول آج میں اس سوال کی وجہ سے اللہ کے اتنا قریب ہوا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، آج میرے اور رب کے درمیان صرف ستر ہزار پردے نور کے باقی تھے، جواب میں ارشاد فرمایا:

اللہ نے کہا ہے دنیا میں بدترین جگہ بازار ہیں اور بہترین جگہ مساجد ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رب العالمین کو مساجد کس قدر محبوب ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جس چیز کو اپنا بنالیا جاتا ہے پھر اسے دشمن کے حوالے ہر گز نہیں کیا جاتا کیونکہ دشمن سے خیر کی توقع نہیں ہوتی اسی لئے ارشاد ہوا:

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجداللہ شاھدین علٰی انفسھم بالکفر (سورہ توبہ: ۳)

مشرکوں کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدیں تعمیر کریں جب کہ ان کے ایمان کفر کی شہادت دیتے ہیں۔

اور یہ کام سراسر ایمان والوں کو زیب دیتے ہیں جو ایمان باللہ کے ساتھ نماز کی ادائیگی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور خشیتِ الٰہی کے جذبے سے سرشار ہوں۔ چنانچہ اس حقیقت کو اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا:

انما یعمر مسجد اللہ من امن باللّٰہ والیوم الاٰ خر

واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الااللّٰہ فعسٰی

اولٰئك ان یکونوا من المھتدین (توبہ: ۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا انھیں لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں پس انہیں سے توقع ہے کہ مقصود کو پہنچ جائیں۔

بہترین خطہ

رسول اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ دنیا میں بہترین جگہ کون سی ہے اور بدترین جگہ کون سی آپ ﷺ نے یہ سوال حضرت جبریل علیہ السلام سے کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ سے معلوم کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اے اللہ کے رسول آج میں اس سوال کی وجہ سے اللہ کے اتنا قریب ہوا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، آج میرے اور رب کے درمیان صرف ستر ہزار پردے نور کے باقی تھے، جواب میں ارشاد فرمایا:

اللہ نے کہا ہے دنیا میں بدترین جگہ بازار ہیں اور بہترین جگہ مساجد ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رب العالمین کو مساجد کس قدر محبوب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا ظالم

مسجدوں کی عظمت اور شان کا یہ عالم ہے کہ جو بھی ان کی مخالفت کرتا ہے اللہ کی نظر میں سب سے بڑا ظالم کہلاتا ہے چنانچہ حکمِ ربانی ہے:

ومن اظلم ممن منع مساجداللّٰہان یذکر فیھااسمہ

وسعیٰ فی خرابھا اولٰئِك ماکان لھم ان یدخلوھا

الاخائِفین لھم فی الدنیا خزیٌ ولھم فی الاٰخرۃِ عذابٌ عظیمٌ

اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں ذکر اللہ

کو بند کرادے اور اس کی ویرانی کی کوشش کرے، ان لوگوں کو تو کبھی

بیباک ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے، ان کی دنیا میں بھی رسوائی

ہوگی اور آخرت میں بھی ان کے لیے سخت ترین سزا ہوگی۔

مسجد کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جو شخص بحالتِ ایمان مسجد میں داخل ہوتا ہے اللہ اسے اپنا مہمان کہتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح وشام مسجد میں حاضر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمان خانہ تیار کرتا ہے۔ (مسلم، بخاری)

آخرت کا نور

جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجد میں آتے ہیں قیامت کے دن ان کے لیے خاص قسم کا نور ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کا دل ہر وقت مسجد سے چمٹا رہتا ہے۔ مثلاً اگر ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو اسے دوسری کی فکر رہتی ہے فرمایا ایسے شخص کے مؤمن ہونے کی گواہی دو (ابنِ ماجہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنّت کے باغات

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دل نشین انداز میں فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو وہاں کے پھل کھالیا کرو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جنت کے باغات کون سے ہیں اور ہم ان کے پھل کیوں کر کھا سکتے ہیں ؟

آپ ﷺ نے فرمایا! جنت کے باغات مساجد ہیں اور وہاں کے پھل سبحان اللہ، الحمد اللہ، لاالہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد کرنا ہے۔

مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مسجد سے دور رہتے تھے ایک مرتبہ میں نے ارادہ کر لیا کہ اپنا گھر بیچ ڈالوں اور مسجدِ نبوی ﷺ کے قریب اپنا گھر بنالوں لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس ارادے سے روک دیا اور فرمایا :

ان لکم بکل خطوة درجة (مسلم ج۱)

بے شک تمہارے ہر ایک قدم پر درجہ ہے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ کے کچھ لوگ مسجد کے پڑوس میں آباد ہونے لگے رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

یابنی سلمة دیا رکم تکتب آثار کم (مسلم)

اے بنی سلمہ اپنے مکانوں کو لازم رکھو اس لئے اللہ
کے ہاں تمہارے قدموں کے نشان بھی لکھے جاتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسجد سے دوری بھی خیر و برکت سے خالی نہیں ہے بشر طیکہ مسجد سے دور رہ کر بھی آدمی حاضری کے شرف سے محروم نہ رہے مزید یہ کہ جب مسلمان آدمی گھر سے وضو کر کے نماز کے ارادے سے مسجد کی طرف چلتا ہے تو وہ اس وقت سے نماز میں شمار کیا جاتا ہے۔

ابو داؤد کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص مسجد میں جس قدر دوری سے آتا ہے اسی قدر اجر و ثواب زیادہ پاتا ہے۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی شخص پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف نماز کی نیت سے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایک قدم پر ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور اس کے درجہ کو بلند کرتا ہے۔ (مسلم)

رسول اکرم ﷺ کا زندگی بھر یہ معمول رہا ہے کہ آپ ﷺ کبھی سفر سے واپس گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز بطور شکرانہ کے ادا فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ سنت کے شیدائی تھے آپ ﷺ کو دیکھ کر ان کا بھی یہی معمول بن گیا۔

مسجد کے بدلے جنت میں گھر

جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من بنیٰ للّٰہ مسجداً بنی اللّٰہ لہ مثلہ بیتا فی الجنۃ (بخاری)

جو اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لیے جنت میں اس طرح کا گھر بنائے گا چونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر رکھا گیا ہے اس لیے تعمیر مسجد سے قبل نیت کی اصلاح ازحد ضروری ہے کہ نیت میں کہیں نمود و نمائش یا مسلمانوں کی اجتماعیت کو دولخت کرنا ہرگز مقصود نہ ہو بلکہ خالصتاً خالقِ دوجہاں کی خوشنودی ہی مقصود ہو ورنہ وہ مسجدِ ضرار کہلائے گی۔

مسجدوں کی درجہ بندی

(۱) مسجد حرام

یوں تو ہر مسجد اللہ کا گھر کہلاتی ہے اور دنیا میں بہترین جگہ کا شرف رکھتی ہے۔

لیکن ان تمام مساجد میں مسجدِ حرام (بیت اللہ) ام المساجد کا درجہ رکھتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے: ان اوّل بیتٍ وضع للنّاس

وہ پہلا گھر ہے جسے لوگوں کے لئے تعمیر کیا گیا۔

صرف اس گھر کا طواف جائز رکھا گیا، یہی وہ مقدس گھر ہے جس کی تعمیر حضرت ابراھیم علیہ السلام اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کی،
یہی وہ مقدس گھر ہے جہاں اگر ایک نماز پڑھی جائے تو اللہ کے ہاں ایک لاکھ نماز لکھی جاتی ہے۔

(۲) مسجدِ نبوی

رسولِ اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے یہی کام کیا کہ مدینہ پہنچتے ہی مسجدِ نبوی کی تعمیر کی یہ مسجد نہ صرف عبادت گاہ تھی بلکہ ایک دینی درس گاہ، مجاہدین کی تربیت گاہ اور بیرونی سفراء کے لئے ملاقات کی جگہ تھی، مختلف لشکروں کے لئے احکامات بھی یہیں سے صادر کیے جاتے تھے، لشکر پر امیر کا تعین بھی اسی جگہ کیا جاتا حتّٰی کہ اگر کوئی قیدی پکڑا جاتا تو اسے بھی مسجدِ نبوی کے ستون سے باندھ کر جیل خانہ کا کام بھی اسی سے لیا جاتا رسولِ اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مسجدِ نبوی کے منبر سے لے کر آپ ﷺ کی آخری آرام گاہ تک کا درمیانی فاصلہ جنت کا ایک باغیچہ ہے اگر کوئی شخص مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرتا ہے، اللہ رب العالمین اسے ایک ہزار نمازوں کا ثواب عطا کرتا ہے حاجی لوگ یہاں چالیس نمازیں پوری کرتے ہیں اور بعض تو اسے حج کا حصہ سمجھتے ہیں مگر سچ یہ ہے کہ یہ خیال صحت سے خالی ہے۔

(۳) مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس)

مسلمانوں کا یہ قبلہ اوّل ہے جس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے کرائی تھی اس کے آس پاس انبیاء کی کثیر تعداد مدفون ہے یہاں پر ایک نماز کی ادائیگی کا ثواب مسجدِ نبوی کے ثواب کے برابر رکھا گیا ہے۔ یہی وہ تین مساجد ہیں کہ جن کے علاوہ دوسری کسی مسجد کی طرف بغرض زیارت رختِ سفر باندھنا حرام ہے۔

مسجد ایک دینی شعار ہے

مسجد دینِ اسلام میں ایک عظیم دینی شعار کی حیثیت رکھتی ہے مسجد اگرچہ خالص خدا کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک مذہبی، تعلیمی، اور ثقافتی مرکز کی حیثیت بھی رکھتی ہے غزوات میں آنحضور ﷺ کا معمول تھا کہ رات بھر انتظار فرماتے تھے صبح کو جہاں سے اذان کی آواز آتی وہاں حملہ کرنے سے روک دیتے چنانچہ ایک سفرِ جہاد میں آپؐ کے کانوں میں ایک طرف اللہ اکبر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز آئی تو آپ نے فرمایا یہ فطری شہادت ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے اشھد اللہ الا الہ الا اللہ کی آواز سنی تو فرمایا آگ سے نجات ہو گئی صحابہ نے ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا چرواہے کی آواز ہے (صحیح مسلم)۔

تمام مجاہدین کو بھی یہی حکم تھا، ایک مرتبہ آپ نے ایک لشکر بھیجا تو یہ وصیت فرمائی :

اذا رأیتم مسجداً او سمعتم صوتاً فلا تقتلوا احداً (ابوداؤد)

اگر کہیں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی شخص کو قتل نہ کرو۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو قبائل اسلام لائے تھے انھوں نے الگ الگ مسجدیں تعمیر کی تھیں اور ان میں پانچوں وقت غلغلہ تکبیر واذان بلند ہوا کرتا تھا۔

مسجد دین اسلام کا ایک تابندہ نشان ہے مسجد کی عمارت انتہائی سادگی کے باوجود اپنے اندر مقناطیسی جاذبیت رکھتی ہے ایک عبادت گزار شخص کے دل میں مسجد کے لیے بے پناہ محبت کے جذبات ہوتے ہیں کسی بھی قوم کی زندگی اُس کے دینی شعائر سے وابستہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں مسلمان مساجد کی تعمیر سے کبھی غافل نہیں رہے۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ہماری قوم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ملک میں ایک چرچ ہے آپ ﷺ نے اپنے وضو کا پانی عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ اس چرچ کو توڑ ڈالو اور وہاں یہ پانی چھڑک کر مسجد بنالو چنانچہ اس قوم کے لوگوں نے اپنے علاقے میں آکر ارشاد کی تعمیل فرمائی (نسائی)

اس قسم کی بہت سی مساجد ہیں جو عرب کے گوشہ گوشہ میں تعمیر ہوئیں البتہ احادیث میں صرف ان مسجدوں کا حال معلوم ہوتا ہے جو مدینہ اور اس کے قرب وجوار میں تعمیر ہوئیں چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں مسجد بنی زریق کا صراحتاً ذکر فرمایا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اپنے محلے کی مسجد میں تشریف لاتے جہاں لوگ ان کے منتظر ہوتے وہ آکر کہتے کہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز ہو چکی ہے تب لوگ یہاں نماز پڑھتے (مسند احمد)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدابِ مسجد

مسجد اللہ کا گھر ہونے کے ناطے ایک مقدس جگہ ہوتی ہے لہٰذا اس کا ادب و احترام ہر مسلمان کا مذہبی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

(۱) وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ کے گھر میں کسی اور کے نام کی تختی یا کسی اور کے نام کا ورد اور وظیفہ جس کا شرعی جواز کوئی نہ ہو نہیں کرنا چاہیے مثلاً بعض مساجد میں مسجد کے گیٹ اور محرابوں پر یا محمد، یا رسول اللہ، یا فاطمہ، یا حسین وغیرہ نام لکھے ہوتے ہیں جو قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے صریحاً خلاف ہیں اس کو آپ یوں سمجھئے کہ آپ کے گھر، آپ کے فلیٹ، یا آپ کے بنگلہ پر آپ ہمیشہ اپنے نام کی تختی پسند کرتے ہیں حتیٰ کہ کوئی دوست آپ کا کتنا ہی قریبی اور گہرا کیوں نہ ہو آپ اپنے بنگلہ پر اس کے نام کی تختی ہرگز گوارا نہیں کریں گے۔

رب العالمین اپنی مخلوق سے کہیں زیادہ غیرت والا ہے آخر وہ کیوں کر پسند کرے گا؟

مسلمانوں کو ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں قدم اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (مسلم)

اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(۳) مسجد میں داخل ہو کر اہلِ مسجد پر سلام کریں۔

(۴) بہتر یہ ہے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد بھی ادا کیے جائیں۔ (مشکوٰۃ)

(۵) مسجد میں نماز پڑھنے والے لوگوں کے سامنے سے گزرنے سے بچا جائے حدیث میں آتا ہے جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کو نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ معلوم ہو جائے تو وہ چالیس سال تک کھڑا رہنا گوارہ کرے گا لیکن نمازی کے آگے سے نہیں گزرے گا۔ (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) مسجد میں دنگا فساد، لڑائی جھگڑا اور شور وغل کرنا آدابِ مسجد کے منافی ہے (مشکوٰۃ)

(۷) مسجد کو پاک صاف رکھا جائے ہر مسلمان نمازی کا فرض ہے کہ مسجد میں صفائی کا اہتمام کرے۔ (بقرہ ۱۴۰، مشکوٰۃ)

(۸) مسجد میں کچے پیاز، لہسن، مولی، تمباکو، یا اور کوئی بدبو دار چیز کھا کر نہ آئیں۔ (مشکوٰۃ)

(۹) مسجد میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا منع ہے (بخاری) وضو خانے اور باتھ روم اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۱۰) مسجد میں خرید و فروخت کرنا یا اپنی کسی گمشدہ چیز کا اعلان کرنا حرام ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱) جو لوگ مسجد میں پہلے آئیں وہ اگلی صفوں میں بیٹھیں بعد میں آنے والے ان کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ (بخاری)

(۱۲) دورانِ خطبہ نہایت توجہ کے ساتھ بیٹھ کر خطیب کا خطبہ سننا چاہیے۔ اور دائیں بائیں ایک دوسرے سے ہم کلام ہونا جمعہ کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۳) چھوٹے بچے جن سے مسجد میں پیشاب، پاخانہ کر دینے کا ڈر ہو یا پاگل اور مخبوط الحواس قسم کے لوگ جو مسجد کے احترام سے واقف نہیں ہوتے انہیں مسجد میں نہیں لانا چاہیے۔ (ابنِ ماجہ)

(۱۴) حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے قوم کی امامت کی، اور اتفاق کی بات ہے کہ اس نے قبلہ کی جانب تھوک دیا آپ ﷺ نے بچشم خود دیکھ لیا مسجد کا احترام دل میں اس قدر تھا کہ آپ ﷺ نے دیکھتے ہی صحابہ کرام سے کہہ دیا کہ آئندہ اسے امام نہ بنانا لوگوں نے اسے امامت کرنے سے روک دیا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال سنایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ درست ہے ان لوگوں کو میں نے منع کیا تھا کیونکہ تم نے مسجد میں قبلہ رُخ تھوک کر اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

(۱۵) مسجد میں ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جو دوسروں کے لئے اذیت کا باعث بنے بلکہ اگر اذیت ناک چیز دیکھے تو اسے مسجد میں سے ہٹا دے اللہ اس کے بدلے اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ (ابنِ ماجہ)

(۱۶) حائضہ، جنبی یا محتلم مسجد میں داخل نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) مسجد میں مشاعرہ منعقد نہ کیا جائے۔(ابو داؤد، ترمذی)

(۱۸) مسجد میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔(ابو داؤد، احمد)

(۱۹) مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا ممنوع ہے۔(مسند احمد)

(۲۰) بحالتِ جنابت کوئی عورت مسجد میں داخل نہ ہو۔(ابو داؤد)

(۲۱) کوئی حائضہ عورت مسجد میں داخل نہ ہو جب تک پاک نہ ہو جائے۔(ابو داؤد)

(۲۲) اگر مسجد میں بیٹھے بیٹھے اذان ہو جائے تو نماز ادا کئے بغیر مسجد سے باہر نہ جائیں۔(مسلم)

(۲۳) مسجد میں بعض لوگ اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کر لیا کرتے تھے ایسا کرنا منع ہے۔(ابو داؤد، نسائی)

(۲۴) مسجد میں اگر کسی شخص کو اونگھ ستائے تو اسے چاہیے کہ وہ جگہ بدل لے۔(ابو داؤد)

(۲۵) مسجد میں نہ تو قصاص لیا جائے اور نہ حد قائم کی جائے۔(ابو داؤد)

(۲۶) اگر کوئی شخص مسجد میں اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کرے تو اسے ان الفاظ کے ساتھ بددعا دی جائے۔ " لَارَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ " خدا کرے تجھے وہ چیز نہ ملے۔(مسلم)

(۲۷) اگر کوئی شخص مسجد میں خرید و فروخت کرے تو اسے ان الفاظ کے ساتھ بددعا دی جائے۔

" لَاأَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ " اللہ تجھے اس تجارت میں نفع نہ دے۔(ترمذی)

(۲۸) مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں۔

" اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ " اے اللہ تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔(مسلم)

تعمیر مسجد میں بقدرِ وسعت حصہ لینا

اگر کسی شخص کو اللہ نے خیرِ کثیر سے نوازا ہے اور وہ تنہا کسی مسجد کی تعمیر یا کئی ایک مساجد کی تعمیر کا اہتمام کرتا ہے تو یہ اس پر اللہ کا فضل ہے کہ اللہ نے اپنے گھر کی تعمیر کے لیے اسے توفیق بھی دی اور ہمت بھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص اگر تنہا مسجد بنانے کی سکت نہیں رکھتا تو وہ کسی مسجد میں حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار بھی نہیں بن سکتا بلکہ جس کو جس قدر اللہ نے استطاعت بخشی ہو وہ اپنی استطاعت کی مطابق تعمیرِ مسجد میں حصہ ڈال کر اللہ کی جنتوں کا حق دار بن سکتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم کسی چھوٹی سی چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو بلکہ اللہ کے ہاں وہ معمولی نیکی بھی قابل اجر و ثواب ہے۔ مدد کے کئی ایک طریقے ہیں کوئی پیسہ دیتا ہے، تو کوئی اشیاء (MATERIAL) مہیا کرتا ہے، تو کوئی وقت اور جسمانی محنت پیش کرتا ہے یہ سب تعاون کے مختلف انداز ہیں جو اللہ کی نظر میں یکساں محبوب ہیں۔

بیت اللہ کی تعمیر میں حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ پڑھ چکے ہیں دونوں باپ بیٹے نے مستری اور مزدور کا کام سر انجام دیا۔ مسجد قبا اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا واقعہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور بڑی محنت اور لگن سے کام کر رہے تھے۔

جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے جب انہیں اس محنت اور لگن سے کام کرتے دیکھا تو نہایت ہی شفقت سے ان کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے۔ (بخاری ج ا)

(۲) عہدِ نبوی ﷺ میں چونکہ مسجد کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تیار کی گئی تھی ایک رات بارش ہوئی تو چھت سے پانی ٹپکا فرش پر کیچڑ ہو گئی صحابہ کرامؓ نے یہ حال دیکھا تو اپنے کپڑوں میں کنکریاں لا لا کر بچھانے لگے حضور رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرام کا یہ جذبہ دیکھا تو اسے بہت پسند فرمایا۔ (ابو داؤد)

(۳) مسجد کے لئے اگر کوئی شخص زمین وقف کرے گا یا بنا بنایا مکان مسجد بنا دے گا تو وہ بھی اللہ کی جناب میں بے پناہ اجر و ثواب پائے گا۔ (فتح الباری)

البتہ جو شخص ان کاموں میں سے کسی بھی کام پر مکمل اجرت حاصل کرے گا تو وہ یہ شرف اور یہ فضیلت اگرچہ حاصل نہ کر سکے گا پھر بھی اخلاصِ نیت پر اللہ کے ہاں ضرور اجر پائے گا۔

مسجد سے متعلقہ امور

ایسے بہت سے امور ہیں جو اگرچہ مسجد نہیں کہلاتے لیکن کسی نہ کسی حوالے سے مسجد کو آباد رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً مسجد کے لئے صفیں، چراغ یا فی زمانہ ٹیوب لائٹس اور بلب وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنکھے، لوڈ اسپیکر، استنجے خانے، وضو خانے، پانی کی موٹریں، کوئیں ٹوٹیاں اور اسی طرح کی جملہ ضروریات صدقہ جاریہ کا حکم رکھتی ہیں چاہے کوئی شخص تنہا یہ کام انجام دے یا باہمی تعاون سے اہل محلہ مل کر یہ کام کریں دونوں صورتوں میں موجب اجر و ثواب اور باعث رضائے الٰہی ہے۔

البتہ مسجد سے متعلقہ لوازمات میں ضرورت کا ضرور خیال رکھا جائے۔

بلا ضرورت اور بلا وجہ خرچ اسراف کے ضمن میں آئے گا اسی طرح مساجد کی تعمیر میں بھی ضرورت کو ہر صورت پیشِ نظر رکھا جائے۔

مثلاً اگر کسی محلہ کی آبادی دس، بارہ گھروں پر مشتمل ہے اور آئندہ پچاس سالوں تک بھی اس میں بڑھوتری کے آثار موجود نہ ہوں تو وہاں مسجد اس حساب سے بنائی جائے تاکہ یہاں کے لوگ با آسانی نماز ادا کر سکیں۔

ایسی کئی جگہوں پر جانے کا اتفاق ہوا جہاں آبادی کم اور مساجد بہت وسیع و عریض تعمیر کی ہوتی ہیں۔

مثلاً دس، بارہ گھروں کی آبادی میں اگر کسی نے ایک ہزار گز کا پلاٹ مسجد کو وقف کیا ہے تو کوئی صاحبِ ثروت اس پورے پلاٹ کی ایک خوبصورت انداز سے تعمیر بھی کر دیتا ہے لیکن جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو چھ آدمی امام کے دائیں اور چھ بائیں ہوتے ہیں اور سلام پھیرنے تک ایک صف بھی مکمل نہیں ہو پاتی اگر بصیرت سے کام لیا جاتا تو اسی رقم سے دو، دو سو گز کی پانچ مساجد تعمیر کی جا سکتی تھیں جس سے علاقے کی مساجد کی ضرورت بھی پوری ہوتی اور اجر و ثواب میں بھی کئی گنا اضافہ ہوتا۔

ائمہ مساجد کا تقرر

ائمہ مساجد کے تقرر کا رواج اس وقت سے ہے جب سے تعمیر مسجد کا سلسلہ شروع ہوا رسول اللہ ﷺ کے دور سے اب تلک مساجد کو آباد رکھنے کا یہی طریقہ رائج ہے فرق صرف یہ ہے کہ فی زمانہ یہ کام اجرت پر ہوتا ہے اور عہدِ نبوی ﷺ میں رضاکارانہ طور پر ہوتا تھا ائمہ کی اجرت کے مسئلے پر انشاء اللہ آئندہ صفحات میں تفصیلی بحث کریں گے یہاں صرف اس قدر وضاحت ضروری ہے کہ مساجد کو آباد رکھنے کا یہی ایک مؤثر ذریعہ ہے جنابِ رسالت پناہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو قبیلہ مسلمان ہوتا اس میں جو شخص سب سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہوتا اس قبیلے کا امام مقرر فرماتے اس منصب میں امیر، غریب، چھوٹے، بڑے، غلام اور آقا کا لحاظ رکھے بغیر صرف حفظ القرآن کو معیار بنا کر اس کا تقرر کر دیا جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرہم قبیلہ جب اسلام لایا تو عمرو بن سلمہ جرہمی رضی اللہ عنہ اس وقت سات آٹھ برس کے کم سن بچے
تھے ان کا اپنا بیان ہے کہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن میں جانتا تھا
اسی سبب سے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے میرے قبیلے کا امام مقرر کر دیا
جب کہ میری کم سنی کا یہ عالم تھا کہ میں ایک کرتے میں رہا کرتا تھا(بخاری)

امام کے انتخاب کے لئے رسول اللہ ﷺ نے چند رہنماء اصول ودیعت فرمائے ہیں چنانچہ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا
امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

(۲) اگر قرآن پڑھنے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ بنے جو حدیث سے زیادہ واقف ہو۔

(۳) اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ بنے جس نے ہجرت میں پہل کی ہو۔

(۴) اگر اس میں بھی برابر ہوں تو وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔ (مسلم)

(ب) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ
حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنی عدم موجودگی میں مسجدِ نبوی ﷺ کا امام بنایا
حالانکہ وہ نابینا تھے۔ (ابو داؤد)

(ج) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں
تشریف آوری سے قبل مہاجرین عصبہ میں ٹھہرے جو قباء کے قریب ایک مقام ہے یہاں
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے ان کو
قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی آپؓ کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

مندرجہ بالا روایات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مساجد کی آبادی اور اسلامی معاشرہ کو متحد رکھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جو اقدامات فرمائے ان میں آئمہ مساجد کا تقرر بھی ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ فی زمانہ ہر طرح کی فراوانی کے باوجود ہمیں مساجد سے وہ فوائد حاصل نہیں ہو رہے جو عہدِ نبوی، عہدِ صحابہ اور عہدِ فقہاء و محدثین میں اسلامی معاشرے کو حاصل رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساجد کی بد حالی کا ذمہ دار کون؟

عصرِ حاضر میں امامت کا تصور یکسر بدل چکا ہے، موجودہ دور کا امام ایک گھٹیا مخلوق سمجھا جاتا ہے جبکہ شریعتِ مطہرہ میں یہ ایک عظیم منصب ہے، اس کی وقعت گرانے میں بعض ائمہ کا بھی کافی ہاتھ ہے، علم وفضل سے عاری اور اخلاقی پستیوں میں گھرے ہوئے چند بے وقعت امام اس کے اصل ذمہ دار ہیں۔

کچھ یہی حال مساجد کمیٹیوں کا بھی ہے، عمل سے بے بہرہ دین سے دور اور اخلاص سے عاری کمیٹیاں محض علاقائی اثر ورسوخ اور مالی طور پر مستحکم ہونے کے سبب مساجد کمیٹیوں کے عہدیدار بنا دیے جاتے ہیں یا بن جاتے ہیں، ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ مساجد میں ائمہ اور خطباء کے تقرر کا امتحان جہلا کے سپرد ہے امام نماز پڑھائے گا اور دو تین دن تک ٹرائی ہو گی، خطیب خطبہ دے گا اور کم از کم ایک ماہ تک اُسے ٹرائل بیس پر رکھا جائے گا۔ ایک ماہ بعد جاہل نمازی فیصلہ کریں گے کہ نہیں اتنی بڑی مسجد کے لیے یہ خطیب صحیح نہیں ہے، اس کی آواز میں ترنم نہیں اور اس کا لہجہ بھی درست نہیں ہے، بعض کہیں گے کہ اس کے بیان میں شیر کی سی گرج نہیں۔ دائیں سے آواز آئے گی کہ اوپر خواتین نے بھی شکایت کی ہے کہ اس کی آواز مسحور کن نہیں ہے،

بائیں طرف والے لب کشائی فرمائیں گے، ارے اس کا قد کاٹھ بھی تو مناسب نہیں،

دوسری صف سے بڑے میاں اپنی لاٹھی کو ٹکاتے ہوئے اور بتیسی کو سنبھالتے ہوئے قدرے غصے کے انداز میں فرمانے لگے کہ چار رکعت پڑھانے میں پورے پندرہ منٹ لگا دیے،

تیسری صف میں موجود پینٹ شرٹ میں ملبوس کلین شیو (CLEAN SHAVE) نوجوان بھی باباجی کا کندھا دباتے ہوئے قدرے تضحیک کے انداز میں فرماتے ہیں، "آپ پندرہ منٹ کی بات کرتے ہیں؟ میں تو التحیات بھی مکمل نہ کر پایا تھا کہ سلام پھیر دیا گیا۔"

بالآخر ایک منصف مزاج شخص نے اپنے ہونٹوں کی گرہ کھولتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ہم یہ ساری باتیں برداشت کر لیتے مگر تین دن سے میں دیکھ رہا ہوں کہ روزانہ آدھا منٹ لیٹ آتے ہیں یوں اس امام مسجد یا خطیب صاحب کا تیاپانچا کر کے اس مسجد کا دروازہ اس پر ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جاتا ہے وہ لاکھ اپنی ڈگریاں گنوائے اور تمغے دکھائے، مگر وہ لکیر کے فقیر اس کی ایک بھی نہ سنیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مدینہ یونیورسٹی کی ڈگری ہے، ماموں کانجن سے فارغ ہوا ہوں، اور یہ دیکھو مولانا محمد گوندلویؒ کی تصدیق بھی ہے۔

ان میں سے ایک سفید پوش آگے بڑھ کر

اپنے ہاتھ کو جیب سے نکال کر

ڈبل پتی کا ایک پان منہ میں ڈال کر

چہرہ اٹھائے، رخسار پُھلائے، حکمانہ انداز اپنائے،

بڑی بے نیازی سے فرمادیتے ہیں "ابے اُو مَول لی یہ اپنے کاگج ماگج اٹھا اور یہاں سے جا، پھر مڑ کے نہ آئیو! جب تمھاری بات بھی ہمارے پلے نہ پڑے ہے..... پھر تمہیں کاہے کو رکھے ہے"۔

ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں ہم نے تمہارے چار خطبے مکمل سنے ہیں مگر کسی خطبے میں ایک مرتبہ بھی ہنسی نہیں آئی اور نہ ہی زُلیخا والا قصہ سنایا،

لوگوں کے معیار اس قدر گر چکے ہیں کہ وہ ہر جگہ تحی چیز کی تلاش میں رہتے ہیں اگر کسی جگہ کوئی عالم انہیں خالصتاً کتاب و سنت سے وعظ فرمائے تو وہ ان کے سر سے گزر جاتا ہے۔

اس لئے کہ ان کے دل و دماغ جس چیز کے سننے کے عادی ہو چکے ہیں جب تک انہیں وہی کچھ نہ سنایا جائے ہاضمہ اعتدال پر نہیں آتا۔

سبق آموز لطیفہ :-

ایسے لوگوں کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے کسی گاؤں میں ایک نقلی حافظ صاحب چلے گئے اور پورے دس سال انہیں تراویح اور نماز پڑھاتے رہے نماز اور تراویح کی ہر رکعت میں فَبِاَیِّ آلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان اور وَیْلٌ یَّومَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْن پڑھتے رہے۔

دس سال بعد اچانک بیمار ہو گئے لوگ دوسرے حافظ کو پکڑ کر لائے، یہ بیچارے اصلی حافظ تھے انہوں نے الم سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا دو رکعتوں میں ایک پاؤ ختم کیا سلام کے بعد لوگ امام کو مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کہ یہ کیا چیز پڑھی ہے ہمارے امام صاحب تو "بان، بین" پڑھا کرتے تھے مگر ان کے قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو ایک مرتبہ بھی ہاں ہیں نہیں آیا۔

فی زمانہ لوگوں کی کثیر تعداد "ہاں، ہیں" کی عادی ہو چکی ہے وہ اس سے زیادہ کچھ سننا پسند نہیں کرتے اس میں بنیادی نقص ہماری مساجد کے ماحول کا ہے، اگر وہاں علمی مجلسیں منعقد ہوں اور مخلص ذی شعور علماء سے خدمات حاصل کی جائیں تو لوگوں کو یقیناً بدلا جا سکتا ہے۔

ع :- ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

یہ اہتمام مساجد کمیٹیوں کو کرنا ہو گا اس لیے کہ دوسرے کو یہ اختیار ہی نہیں ہوتا کہ وہ کسی مسجد میں جا کر اس قسم کے پروگرام کا انعقاد کر سکے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عوام الناس کے معیار پر علما کو ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے جہلاء کے سانچے میں علما کو ڈھالنا ایک مذموم اور تباہ کن کوشش ہے ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک مساجد جہلاء کے تسلط میں ہیں۔

معاشرے کی بہتری اور اصلاح اس میں ہے کہ عوام الناس علماء سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے کتاب وسنت کے سانچے میں ڈھل جائیں اور علما کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے کردار اور افکار کو لوگوں کے لیے مثال بنائیں۔

اس وقت عوام الناس کا طرزِ فکر اور طرزِ زندگی اگر پستی ہے تو اسے بلند کرنے میں علماء کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے۔ اس پر سیدّ ابو بکر غزنویؒ بن سید داؤد غزنویؒ کا ایک مقولہ یاد آتا ہے۔

پاکستان کے سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا جناب سید ابو بکر غزنویؒ لاہور سے ٹرانسفر ہو کر بہاولپور "اسلامیہ یونیورسٹی" میں وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہوئے،

ان دنوں بندہ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ کے زیر سایہ تعلیم حاصل کر رہا تھا، بہاولپور شہر میں مختلف پروگراموں کا انعقاد ہوتا، جن میں سید ابو بکر غزنویؒ بطور صدرِ مجلس یا مہمان خصوصی کے شرکت فرمایا کرتے تھے۔ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی ادب پر کمال درجہ عبور حاصل تھا ان کی لیاقت ان کے خطبات سے خوب جھلکتی تھی۔

دوران خطابت ادبی زبان کا استعمال فرماتے ان کی گفتگو عوام الناس کے سر سے گزر جاتی بالآخر ایک دن شہر کے کچھ معززین اور بزرگ اس سلسلے میں سید صاحب سے ملے اور درخواست کی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ! آپ زبان سلیس استعمال کیا کریں تا کہ لوگ آپ کی بات سمجھ سکیں"

یہ سن کر سید صاحب نے نہایت متانت سے کہا !

" ابو بکر اپنا معیار کیوں گرائے..... لوگ اپنا معیار اونچا کریں کہ وہ ابو بکر کی بات سمجھ سکیں "

آج بھی میری اس گزارش کا یہی مطلب ہے کہ علماء کو اللہ نے چھکڑا نہیں بلکہ انجن بنایا ہے اور انہیں انجن ہی رہنا چاہیے۔

دنیاداروں کے دفتروں اور گھروں کے طواف علماء کو زیبا نہیں، صبح سے شام تک سائیکل پر سوار، بنگلوں کے دروازے کھٹکا کر " ٹیوشن پڑھوالو "کا اعلان کرتے پھرنا قرآن کی تعظیم نہیں ہے، اگر علماء اپنا مقام پہچانیں اور معاشرہ انھیں وہ مقام دے تو ان شاء اللہ ضرور بالضرور معاشرے کے قدم اصلاح کی جانب تیزی سے اٹھنے لگیں گے (واللہ المستعان)۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ امام زین العابدینؒ (علیؒ بن حسینؓ) حرم شریف میں عبادت اور ذکر میں مصروف تھے حاکم وقت خلیفہ عبدالملک بن مروان جو بنی اُمیہ میں سے تھے تشریف لائے اور آکر امام زین العابدین کے پاس بیٹھ گئے، جب امام موصوف ذکر واذکار سے فارغ ہوئے تو دیکھا، خلیفہ ان کے پاس بیٹھے ہیں امام نے فرمایا:

"اے خلیفۃ المسلمین کیا مجھ سے کوئی کام ہے ؟" عرض کی ہاں ! فرمایا کیا کام ہے ؟

عرض کی..... میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھ سے کچھ مانگیں اور میں آپ کو دوں تا کہ ہمیں ثواب ملے۔

آپ اپنی پسند کی کوئی بھی چیز مجھ سے مانگ سکتے ہیں، امام زین العابدینؒ خاموش رہے۔

جب خلیفہ نے بہت اصرار کیا تو امام موصوف نے فرمایا !

"جس کے گھر کا مہمان ہوں اس کے گھر میں بیٹھ کر اس کے غیر سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے"

خلیفہ یہ سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر امام زین العابدین حرم سے باہر تشریف لائے تو خلیفہ بھی جو پہلے سے انتظار میں تھا حرم سے نکل کر سامنے آگیا خلیفہ نے پھر اصرار کیا کہ اب تو آپ اسکے گھر سے باہر آگئے ہیں اب مجھ سے کچھ مانگیں،

امام زین العابدینؒ نے فرمایا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اچھا تو بتاؤ! کیا مانگوں؟ "دین مانگوں یا دنیا مانگوں"

خلیفہ نے کہا!

"حضرت دین تو میرے پاس نہیں ہے دین کے تو آپ وارث ہیں میرے پاس تو صرف دنیا ہے، دنیا میں سے جو مانگیں میں دینے کو تیار ہوں"

امام موصوفؒ نے فرمایا!

"اے خلیفۃ المسلمین! دنیا تو میں نے اس سے بھی کبھی نہیں مانگی جس کی یہ ساری دنیا ہے آپ سے کیا مانگوں ....؟"

جب تک خودداری کا یہ عالم تھا تب تک دین بھی اپنے پورے جوبن پر تھا۔

خدا کرے وہ دن پھر لوٹ آئیں (آمین)

جن جگہوں میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

(۱) رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

الا رض کلھا مسجد الا المقبرۃ و الحمام (ابو داؤد، ترمذی)

کہ تمام زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان اور غسل خانے نماز کے لیے ممنوع جگہ ہیں۔

دوسری حدیث میں قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی منع فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے لا تصلو االی القبور۔ (مسلم)

(۲) ایسی جگہوں پر جہاں غلاظت وغیرہ ڈالی جاتی ہو۔ (ابن ماجہ)

(۳) مذبح خانہ یعنی ایسی جگہ جہاں جانور وغیرہ ذبح کیے جاتے ہوں۔ (ابن ماجہ)

(۴) راستوں اور سڑکوں پر یعنی جو لوگوں کے گزرنے کی جگہیں ہوں۔ (ابن ماجہ)

(۵) اونٹوں کے باڑے میں جہاں اونٹ وغیرہ باندھے جاتے ہوں۔ (ابن ماجہ)

(۶) بیت اللہ کی چھت پر بھی نماز نہ پڑھی جائے۔ (ابن ماجہ)

(۷) کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ میں اگر بت وغیرہ موجود ہوں یا تصاویر ہوں تو ان میں نماز نہ پڑھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ (ابن ابی شیبہ عن ابن عباسؓ)۔

(۸) ایسی مساجد میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے جہاں غیر اللہ کے نام کے قطبے آویزاں ہوں اور ان سے مدد طلب کی گئی ہو۔ اس لیے کہ یہ بھی بت پرستی کے زمرے میں داخل ہیں کیونکہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اس کی مزید وضاحت صفحہ :۱۳۹ پر گزر چکی ہے۔

جو کام مسجد میں کرنے جائز ہیں

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جن امور کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے صرف وہی کام مسجد میں کیے جاسکتے ہیں بلکہ اس عنوان کا منشا صرف یہ ہے کہ اُن اُمور کا ذکر کر دیا جائے جن اُمور کو مسجد میں کرنے سے بعض مسالک یا بعض لوگ شش و پنج کا شکار ہوتے ہیں اور اُن پر ناجائز ہونے کا شبہ کرتے ہیں۔

(۱) کھانا پینا :-

مسجد میں کھانا پینا جائز امور میں سے ہے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسجد کے اندر روٹی اور گوشت وغیرہ کھالیا کرتے تھے (ابن ماجہ)۔

(۲) سونا یا لیٹنا :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں سو گئے رسولِ اکرم ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے دیکھا تو پہلو خاک آلود ہیں آپ ﷺ شفقت سے مٹی بھی جھاڑتے تھے اور کہتے تھے :قم یا ابا تراب ، :قم یا ابا تراب :

اے ابو تراب اُٹھو، اے ابو تراب اُٹھو۔

(ب) حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کو مسجد میں اس طرح لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ کے اوپر تھی (بخاری، مسلم)

(۳) مسجد میں سوال کرنا :-

کوئی ضرورت مند حاجت اور ضرورت کا اظہار مسجد میں کر سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب سے دریافت فرمایا!
"کیا تم میں سے آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، جب میں مسجد داخل ہوا تھا تو اس وقت ایک سائل سوال کر رہا تھا میں نے اپنے بیٹے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا جو میں نے لے کر سائل کو دے دیا"

(ابو داؤد)

(۴) جائز گفتگو

ہر قسم کی جائز گفتگو مسجد میں کی جا سکتی ہے چاہے دنیا سے متعلق بھی کیوں نہ ہو۔
جائز سے مراد یہ ہے کہ جھوٹ نہ ہو، غیبت نہ ہو، گالی نہ ہو اور فضول لغویات نہ ہوں۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک رسول اللہ ﷺ نماز ہی کی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے اس دوران دیگر لوگ دورِ جاہلیت کی باتیں کرتے اور ہنستے رہتے تھے اور نبی کریم ﷺ بھی (ان کی باتیں سن کر) مسکراتے تھے (مسلم)۔

(۵) نماز جنازہ :-

اگرچہ بعض لوگ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے۔
چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں جنازہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے دلیل کے طور پر رسول اللہ ﷺ کا عمل پیش کرتی ہیں اور فرماتی ہیں معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہما دونوں بھائیوں کی نمازِ جنازہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں پڑھائی تھی (بخاری)

(۶) جنگی مشقیں مسجد میں جائز ہیں :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مسجد میں چند حبشی مسلمان نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے رسولِ اکرم ﷺ اپنے گھر کی کھڑکی میں سے انہیں دیکھ رہے تھے جب کہ میں نے بھی رسول اکرم ﷺ کے کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر یہ منظر دیکھا۔
(یہ ایک خاص قسم کا مجاہدانہ کھیل تھا) (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) مسجد میں دعوت دینا اور قبول کرنا :-

مسجد میں دعوت دینا اور قبول کرنا دونوں جائز ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو دعوت دینے کے ارادہ سے مسجد میں حاضر ہوا۔

جب کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد میں موجود تھے میں آپ ﷺ کے قریب کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "کیا تمہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے" میں نے کہا جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے خود ہی پوچھا کیا کھانے کے لئے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اور چل پڑے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔ (ابن ماجہ)

(۸) مشرکین کا داخلہ :-

کفار ہوں یا مشرکین ضرورتاً مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کافر و مشرک کا داخلہ ناجائز نہیں ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں یہود و نصاریٰ عام طور پر مسجدِ نبوی میں ہی آپ ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

(۹) خواتین کی آمد :-

خواتین مسجد میں نماز اور دیگر تبلیغی اجتماعات وغیرہ میں بغرضِ شرکت آ سکتی ہیں اگرچہ بعض فقہا نے اسے ممنوع قرار دیا ہے لیکن اس کا جواز رسولِ اکرم ﷺ کے فرمان اور عہدِ صحابہ و تابعین سے نصِ صریح سے ثابت ہے۔ عہدِ نبوی میں ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابیات باجماعت نماز میں شرکت کیا کرتی تھیں اور ان کی صف سب سے آخر میں ہوا کرتی تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فجر کی نماز کے بعد جب ہم مسجد میں آپ ﷺ کے پیچھے پڑھ کر آتی تھیں تو گلی میں اس قدر اندھیرا ہوتا تھا کہ ہمیں کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔ (بخاری)

(۲) عیدین کے اجتماع کے لئے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "عورتیں بھی اس میں شریک ہوں" اگر اس کے پاس چادر نہ ہو تو وہ سہیلی کی چادر میں آ جائے حتیٰ کہ جن عورتوں نے نماز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنی فرمایا کہ وہ بھی آئیں یہ مسلمانوں کے مصلّٰی سے الگ رہیں اور دعا میں شریک ہوں۔

(بخاری)

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا "عورتیں بھی مسجد میں آئیں" لیکن ان کے بیٹے بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں انہیں روکوں گا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سناتا ہوں پھر بھی تو کہتا ہے کہ میں انہیں روکوں گا! اس بات پر اتنے ناراض ہوئے کہ سخت قسم کے الفاظ منہ سے نکالے اور زندگی بھر کلام نہیں کیا۔

مندرجہ بالا احادیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ خواتین کو مسجد میں داخلے کی جو اجازت رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی ہے خواتین سے ان کا یہ حق دنیا کا کوئی شخص چھیننے کا اختیار نہیں رکھتا وہ چاہے فقیہ ہو یا محدث۔ ظلم تو یہ ہے کہ آج تک دنیا کے کسی مفتی نے عورتوں کے بازار جانے کے خلاف کبھی کوئی فتویٰ نہیں دیا لیکن مسجد میں داخلے کی ممانعت پر بے شمار فتاوے موجود ہیں جن کے فتوے کی علت کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے، ماحول کی خرابی کے باعث عورتوں کو مساجد میں آنے سے روکا گیا ہے۔

اب کوئی ان نام نہاد مفتیوں سے پوچھے کہ ماحول صرف مساجد کا خراب ہے؟

بازار اور مارکیٹیں خواتین کے لئے پرامن ماحول کی ضامن ہیں کالج اور یونیورسٹیاں جہاں مخلوط تعلیم (CO-EDUCATION) ہوتی ہے۔ وہ دیوانِ غالب، دیوانِ ناصر اور دیگر شعراء کی عشق و عاشقی سے لبریز غزلیات ایک ساتھ بیٹھ کر پڑھتی اور اپنے ٹیچر کے منہ سے اس کی شرح، شرح صدر کے ساتھ سنتی ہیں۔

رکشوں، ٹیکسیوں اور بسوں میں تنہا سفر کرتی ہیں گھر کے لئے بینگن، کدّو اور ٹنڈے خرید لاتی ہیں حتّٰی کہ اپنے خاوند کے لئے کپڑا مارکیٹ سے کپڑے بھی خود پسند کر لاتی ہیں دکانداروں سے بھاؤ تاؤ خود طے کر لیتی ہیں، کیا وہاں کا ماحول انہیں پاکیزہ نظر آتا ہے اور خرابی صرف مسجد کے ماحول میں ہے؟۔

جہاں عورت پردے میں آتی ہے پردے میں بیٹھتی ہے خطبہ وغیرہ سن کر پردے میں واپس گھر چلی جاتی ہے اور اس دوران اُسے کسی مرد سے ہم کلام ہونے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس ان مفتیوں پر جنہوں نے اس مسجد کے دروازے عورت پر بند کر دیئے جو اللہ کے نظر میں اس صفحہ ہستی پر سب سے بہترین جگہ ہے اور ان مارکیٹوں اور بازاروں کے دروازے ان پر کھول دیئے کہ جن سے بڑھ کر بدترین جگہ اللہ کی نظر میں اور کوئی نہیں۔ افسوس صد افسوس !!!!

(۱۰) دینی تعلیم :-

عہدِ رسالت سے اب تلک الحمد اللہ مساجد کو دینی تعلیم و تدریس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو شرعانہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود مسجد میں اصحابِ صفہ کو مستقل بنیادوں پر مسجد ہی میں تعلیم فرمایا کرتے تھے۔

مدارسِ اسلامیہ کا سلسلہ پہلے پہل مسجدوں سے شروع ہوا اور تقریباً چوتھی صدی ہجری تک باقی رہا عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ صحابہؓ اور عہدِ تابعینؒ کے مابعد زمانہ تک مساجد نہ صرف عبادت گاہیں تھیں بلکہ اسلامی یونیورسٹیوں کا درجہ رکھتی تھیں۔

(۱۱) قیدی کو قید کرنا :-

عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد سے جیل خانہ کا کام بھی لیا گیا اگرچہ بعد میں قیدیوں کے لئے علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا تاہم اس کے جواز کی گنجائش اب بھی باقی ہے۔

حدیث میں وارد ہے، حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ گرفتار ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے مسجد کے ایک دن کی قید کے بعد ثمامہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑنے کا حکم دیا اسی دوران وہ مسلمانوں کے باہمی ربط، محبت اور اخلاق سے اس قدر متاثر ہو چکا تھا کہ رہا ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا۔

مسجد کے مقاصد و فوائد

مسجد کی اصل غرض و غایت فریضہ نماز کی ادائیگی ہے کسی شرعی عذر کے بغیر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا ارشاد ہے اگر لوگوں کے گھروں میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور بیمار نہ ہوتے تو میں اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کرتا اور خود جا کر لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا،

جو لوگ مسجد میں حاضر نہیں ہوتے ان کے وجود تو درکنار ان کے مسکن بھی رسول اللہ ﷺ نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ہستی پر برداشت نہیں کیے بندگی کے ساتھ ساتھ مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے جہاں ثواب میں زیادتی واقع ہوتی ہے وہاں اور بھی بہت سے فوائد ہیں جو حسبِ ذیل ہیں :-

(۱) ذکرِ الٰہی کی کثرت رہتی ہے :-

دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں ہفتہ میں ایک بار اپنے پجاریوں کے لئے کھولی جاتی ہیں جب کہ مساجد صبح سے لے کر رات تک اذان کی شکل میں نعرہ توحید سے گونجتی ہیں اور پانچوں وقت مساجد ذکر اذکار، تلاوتِ قرآن، تسبیحات اور نماز وغیرہ سے آباد رہتی ہیں۔

(۲) وقت کی پابندی کا احساس پیدا ہوتا ہے :-

پانچوں اوقات میں مقررہ وقت پر اذان ہوتی ہے اور لوگ مقررہ اوقات میں جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں گویا پانچ مرتبہ وقت کی پابندی کی تربیت دی جاتی ہے۔

(۳) اتحاد اور تنظیم سازی :-

مسجد میں حاضری سے تنظیم سازی اور اتحاد کو تقویت ملتی ہے ایک امام کی آواز پر اٹھنا بیٹھنا، قیام کرنا اور جھکنا صفوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔

(۴) مساوات :-

امیر و غریب کا مسجد میں پہنچ کر بلا امتیاز ایک دوسرے کے ساتھ قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملانے سے مساوات کا درس ملتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے (اقبالؒ)

(۵) بھائی چارے کا فروغ :-

مسجد میں باہم پانچ وقتہ ملاقات ایک دوسرے کے دکھ درد سے روشناس کراتی ہے۔ جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت، الفت اور بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔

(۶) طہارت و نظافت کا حصول :-

نماز کے لئے چونکہ جسم اور لباس کی طہارت ضروری ہے اس لئے نماز کی پابندی کرنے سے انسان طبعی طور پر طہارت اور نظافت کا عادی ہو جاتا ہے۔

(۷) شیرازہ بندی :-

دن بھر دنیاوی الجھنوں میں گھرے رہنے سے انسان روحانی طور پر بکھر جاتا ہے۔ مسجد میں حاضری، جسمانی طہارت اور نماز کی شکل میں رب سے ہم کلامی، روحانی اعتبار سے اس کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو پھر سے جوڑ دیتی ہے۔

تعیینِ قبلہ

نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے قبلہ سے مراد وہ مقدس کمرہ ہے جو مکہ مکرمہ میں مسجدِ حرام کے عین بیچ میں واقع ہیں جسے کعبہ اور بیت اللہ (اللہ کا گھر) بھی کہتے ہیں۔ پتھر کی بنی ہوئی یہ مقدس عمارت عموماً سیاہ رنگ کے ریشمی غلاف سے ڈھکی رہتی ہے اس کی لمبائی ۴۴ فٹ چوڑائی ۳۳ فٹ اور اونچائی ۴۵ فٹ کے قریب ہے اس کا دروازہ زمین سے تقریباً سات فٹ بلند ہے دروازے کی یہی وہ چوکھٹ ہے جسے ملتزم کہا جاتا ہے یہ دروازہ آبِ زم زم کے کنوئیں کی طرف کھلتا ہے۔
اس قبلہ کے اردگرد گول دائرہ کی شکل میں ایک وسیع و عریض مسجد ہے جسے ''مسجد الحرام'' کہا جاتا ہے دنیا کی تمام مساجد اسی مسجد کے تابع ہیں ہر مسجد کے رخ کا تعین مسجد حرام کی سمت میں کیا جاتا ہے۔
بیت اللہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہ اللہ تعالیٰ اس مقام میں رہتا ہے بلکہ اس مقدس مقام کو بیت اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب سے مذہب کی ابتداء ہوئی تب سے دنیا میں یہ پہلی عمارت ہے جو خالصتاً اللہ کی عبادت کے لئے تعمیر کی گئی یہ مقدس عمارت کم و بیش تمام انبیاء کا قبلہ رہی ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل کسی وقت یہ عمارت سیلاب زدہ ہو کر منہدم ہو گئی تھی اور اس کے اردگرد جو آبادی تھی وہ بھی اُجڑ گئی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے اشارہ پا کر اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اسی جگہ بے آب و گیاہ وادی میں لا بسایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جوان ہونے پر باپ بیٹا دونوں نے مل کر یہ مقدس عمارت اپنی پہلی بنیادوں پر تعمیر کی اور اللہ کے فضل سے اب تک آباد ہے آنحضرت ﷺ جب تک مکہ میں رہے تو اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے کیونکہ مکہ سے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر فلسطین میں واقع بیت المقدس کی طرف رخ کرنا آسان تھا (بیت اللہ اور بیت المقدس ایک ہی سمت میں ہو جاتے تھے) جبکہ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔

کیونکہ بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں مختلف سمتوں میں واقع تھے اس لئے آپ التجائی نظروں سے مالک ارض و سماء کی طرف چہرہ اٹھاتے رہے بالآخر اللہ نے آپ کی دلی مراد کو پورا کرتے ہوئے اس بیت اللہ کو قیامت تک کے لئے امتِ مسلمہ کا قبلہ قرار دے دیا۔

لٰہذا درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ = جو لوگ مسجدِ حرام میں نماز ادا کرتے ہیں جہاں کعبۃ اللہ انھیں نظر آتا ہے وہ نماز میں عین کعبۃ اللہ کی طرف رخ کریں،

☆ = جن لوگوں کو کعبہ کی عمارت نظر نہیں آتی اور وہ دور کسی مقام پر رہتے ہیں یا دوسرے ممالک کے باسی ہیں ان کا قبلہ صرف مسجد حرام کی جہت ہو گی ان کے لیے عین کعبہ کی عمارت کی طرف رخ کرنا لازم نہیں ہے اور نہ ہی آسانی سے ایسا کرنا ممکن ہے۔

☆ = انسان خوف کی حالت میں ہو، یا کسی ایسی سواری پر سفر کر رہا ہو جسے ٹھہرانا اس کے اپنے اختیار میں نہ ہو یا ٹھہرانا موجبِ حرج ہو تو چلتی ہوئی سواری پر تعیینِ قبلہ اور اس کی پابندی ایک مشکل عمل ہے ایسے موقع پر جس طرف آسانی ہو رخ کر کے نماز پڑھ لینا جائز ہے، یہی جہت اس کے لیے قبلہ تصور ہو گی۔

☆ = اگر کسی نے سواری پر نماز شروع کی اور اس وقت اس کا رخ قبلہ کی طرف تھا لیکن سواری کے چلنے کی وجہ سے اس کا رخ بدل گیا تو بھی اسکی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

☆ = اگر قبلہ کی سمت کا پتہ نہیں چلتا اور کوئی اسے بتانے والا بھی موجود نہیں ہے تو اپنی سمجھ اور علم کے مطابق جس سمت کو وہ قبلہ تصور کر کے نماز پڑھے گا اللہ کے ہاں درست مانی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ = اگر دورانِ نماز کسی نے بتادیا کہ قبلہ کی صحیح سمت یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے تو نماز کی حالت میں سمت کو بدل لیا جائے۔

☆ = اگر نماز کے بعد پتہ چلا تو نماز لوٹانے کے حکم کی صراحت نہیں ہے۔(واللہ اعلم)

☆ = بیت اللہ کی عمارت کے اندر نفل نماز پڑھنی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جب کہ چھت پر پڑھنی ممنوع ہے۔

بیت اللہ میں زوال کی قید نہیں ہے

عَنْ جُبَیرِبن مُطْعم اَنّ النبی ﷺ قال یا بَنِی عبد مناف لا تمنعوا احدًا طاف بهذاالبیت وصلّی ایّ ساعةٍ شاء من لیلٍ او نهار قال ابو عیسٰی حدیثُ جبیر بن مطعم حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ (ترمذی ج ا ص ۱۰۶)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! "اے عبد مناف کے خاندان کے لوگوں تم کسی شخص کو دن یارات کی کسی گھڑی میں مسجدِ حرام کے اندر طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو"۔ امام ترمذیؒ نے کہا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ والی حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث کے الفاظ "ای ساعة من لیل او نهار" دن یارات کی کوئی بھی گھڑی بیت اللہ میں طواف کرنے اور نماز پڑھنے کو مانع نہیں ہے۔ اپنے موقف میں یہ واضح دلیل ہیں۔

جمعہ کے دن زوال کی قید نہیں ہے

عن ایاس بن سلمه بن اکوع عن ابیه قال کنا نصلی مع رسول الله ﷺ الجمعة فنرجع وما نجد للحیطان فیئًا نستظلُّ به ....(مسلم ج ا ص ۲۸۳)

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ پڑھ کر گھروں کو واپس جاتے تو دیواروں کا اتنا بھی سایہ نہ ہوتا تھا جس سے ہم سایہ حاصل کر سکتے۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جمعہ قبل الزوال یا زوال کے وقت پڑھا جا سکتا ہے۔

یعنی عام مساجد میں جمعہ کے دن زوال کے وقت پابندی نہیں ہے آپ جب بھی مسجد میں آئیں چاہے سورج سر پر ہو آپ نماز پڑھ لیں۔

تعیینِ قبلہ کی حکمت

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مسلمان نعوذباللہ اس عمارت کی پرستش کرتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں جس طرح بت پرست مذاہب پتھر کی مورتیوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ بلکہ مسلمان تو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں صرف اسی کو اپنا کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور خالق ومالک مانتے ہیں دراصل بیت اللہ کو قبلہ مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ نماز ایک مخصوص اجتماعی عبادت ہے جس میں یکجہتی اور اتحادِ عمل کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ سب کی توجہ ایک طرف رہے اس لیے عام حالات میں نماز پڑھتے وقت اس مقام کو سمت اور قبلہ مقرر کیا گیا ہے جسے توحیدِ الٰہی کے لیے پہلا اور اصلی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مسلمانانِ عالم دن میں کم از کم پانچ مرتبہ اسی ایک سمت کی طرف منہ کرتے ہیں جس سے عالمگیر یکجہتی اور اتحادِ انسانیت کا حسین تصور دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔

لفظِ قبلہ وکعبہ کا غلط استعمال

مسلمانوں کا قبلہ وکعبہ صرف ایک ہے جس کا ذکر ہم گزشتہ صفحات میں بالصراحت کر چکے ہیں اس کے سوا نہ کوئی قبلہ ہے اور نہ ہی کعبہ، مگر پارٹیشن سے قبل چونکہ مسلمانوں نے ایک طویل عرصہ ہندوؤں کے ساتھ گزارا ہے اس لیے پارٹیشن کے بعد بہت ساری چیزیں ہندوؤں سے ورثے میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں۔

جہاں مسلمان بہت سے موقعوں پر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ان میں سے ایک بلا سوچے سمجھے لفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قبلہ وکعبہ" کا استعمال ہے، بیٹا اپنے باپ کو اپنے خطوط کے ذریعے عموماً انھیں الفاظ سے مخاطب کرتا ہے "قبلہ وکعبہ، بزرگوار" بعض دفعہ دوستوں میں بھی احتراماً ایک دوسرے کے لیے انھیں الفاظ کا تبادلہ ہوتا ہے "جناب قبلہ حاجی صاحب، جناب قبلہ غریب نواز، محترم قبلہ ملک صاحب، جناب قبلہ وکعبہ چودھری صاحب"۔

قبلہ وکعبہ کا یہ غلط استعمال اردو نثر نگاروں میں بھی بخوبی پایا جاتا ہے چونکہ قبلہ وکعبہ کی اصطلاح شرعی اعتبار سے بیت اللہ کے لیے مخصوص ہے حتیٰ کہ بیت اللہ کے علاوہ دیگر تمام مساجد خانہ خدا کہلانے کے باوجود قبلہ وکعبہ کہلانے کا حق نہیں رکھتیں، جب مساجد کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہے تو کوئی ملک، سیٹھ، چودھری یا عمر رسیدہ کوئی بزرگ اس کا حق دار کیسے ہو سکتا ہے؟

اس طرح تو ہر ضلع ہر بستی میں کئی کعبے اور کئی قبلے پیدا ہو جائیں گے جو اسلامی تعلیمات اور توحید کی روح کے صریحاً خلاف ہیں اور شرک کے زمرے میں داخل ہیں اس قسم کے تمام مشرکانہ القابات سے بحیثیتِ مسلم اجتناب ضروری ہے۔

مسجد سے متعلق متفرق مسائل

(۱) سنت اور نوافل وغیرہ گھر میں پڑھنے افضل ہیں۔ (بخاری)

(۲) فرض نماز (مردوں کو) ہمیشہ مسجد میں پڑھنی بہتر ہے۔ (بخاری)

(۳) قبرستان میں مسجد نہ بنائی جائے۔ (ابوداود، ترمذی)

جب مقبرے اور قبرستان میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے تو لامحالہ مسجد بدرجہ اتم ممنوع ہو گی کیونکہ مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد ہی نماز کی ادائیگی ہے۔

(۴) مسجد میں قبر یا قبریں نہ بنائی جائیں چونکہ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھی جائے جب قبر مسجد ہی میں بنائیں گے تو لامحالہ کسی نہ کسی صف کے رخ میں بنے گی جو شرعاً حرام ہے البتہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا معاملہ استثنائی صورت کا حامل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ پیغمبر وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کی وفات ہو چونکہ آپ ﷺ کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوئی جو مسجد سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصل تھا از اں بعد مسجد میں توسیع کے باعث مسجد کے احاطے کے اندر آگیا۔

(۵) اگر قبرستان کے سوا کوئی اور جگہ مسجد کے لیے میسر نہ ہو اور قبرستان میں بنانا ضروری ہو تو پہلے تمام قبروں کو مسمار کر دیا جائے، بالکل میدان بنا کر پھر مسجد کی تعمیر کی جائے تا کہ قبرستان کا وجود نہ رہے۔

(۶) اوقاتِ ممنوعہ سے مسجد حرام (بیت اللہ) مستثنیٰ ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(۷) مسجد میں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے قبل حلقہ بندی کا انعقاد منع ہے۔

﴿عن عمرو بن شعیب مشکوٰۃ ج ا ص ۷۰ عربی کلاں بحوالہ ابوداؤد ترمذی ایچ ایم سعید کراچی﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۶}

اوقاتِ نماز

فرمانِ الٰہی

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتاً

بے شک نماز مؤمنوں پر اپنے وقت میں فرض ہے

﴿ القرآن ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی پابندی

اسلام دین فطرت ہے اور پابندی اوقات فطرت کا تقاضا ہے دنیا کا کوئی بھی ادارہ ہو جب تک اس کا ٹائم ٹیبل (TIME TABLE) اور ایک شیڈول متعین نہ ہو تب تک وہ اپنی کارکردگی بہتر نہیں بنا سکتا ایک ترقی پذیر ادارے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات متعین ہوں ملازمین کی ذمہ داریاں (DUTIES) مقرر ہوں دوپہر کے کھانے (LUNCH) وغیرہ کے اوقات مقرر ہوں اگر ان مقررہ اوقات میں ہر ملازم اپنی من مانی کرنے لگے تو اس ادارے، کارخانے اور فیکٹری کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے۔

ایک چھوٹے سے گھر کو لیجئے اگر وقت پر سونا اور جاگنا نہ ہو تو بچے اسکول نہیں جا سکتے۔

تو پھر وہ خالقِ ارض و سماء جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے دُنیا کا کارخانہ چلا رکھا ہے، اپنے اس کارخانہ میں کچھ اصول اور ملازمین کے لیے کچھ ذمہ داریاں اور اوقاتِ کار کی پابندی مقرر نہ کرے یہ احکم الحاکمین کی حکمت کے خلاف ہے۔

جہاں وہ ہمیں کھانے کو دیتا ہے، پینے کو دیتا ہے، پہننے کو دیتا ہے، اور رہنے کو دیتا ہے وہاں اس کا یہ بھی حق ہے کہ ان نعمتوں کے شکرانے کے لیے اُس کی دربار میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوا جائے تاکہ:

ان شکرتم لازیدنکم کے مصداق بن کر اس کی شفقتوں، رحمتوں اور کرم نوازیوں کے مزید حق دار بن سکیں اسی لیے ایک مسلمان کے لیے رب العالمین نے مختلف عبادتوں کے مختلف اوقات مقرر فرمائے ہیں۔

یوں تو اسکی دربار میں حاضری اور فریاد پیش کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس نے ازل سے اپنے درِ رحمت پر لکھ دیا ہے :-

ادعونی استجب لکم۔ : مجھے پکارو میں تمھاری فریادرسی کرنے والا ہوں۔

لیکن کچھ اوقات اس نے اپنی پسند اور مرضی سے بھی مقرر فرمائے ہیں، مثلاً: حج کو لیجئے آپ ہر وقت نہیں کر سکتے اس کا ایک وقت مقرر ہے روزہ رکھنا ہو تو سحری اور افطاری کے اوقات مقرر ہیں اسی طرح نماز پنجگانہ کے لیے بھی وقت کی تعیین فرمائی گئی ہے جو مسلمان سپاہی ان اوقات کی پابندیوں سے سرخرو ہو جاتا ہے وہ دنیا کے کسی میدان اور کسی بھی انسٹی ٹیوٹ میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھتا، وقت کی پابندی کی تربیت حاصل کرنے کے لیے نماز ایک بہترین کورس اور مساجد بہترین تربیت گاہ ہیں یہ کورس روزانہ کی پانچ شفٹوں پر مشتمل ہے۔

پہلی شفٹ فجر دوسری شفٹ ظہر

تیسری شفٹ عصر چوتھی شفٹ مغرب

اور پانچویں شفٹ عشاء کہلاتی ہے۔

اوقاتِ نماز کی حکمت

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بغیر کسی تعیینِ اوقات کے انسان کو انسان کی مرضی پر چھوڑ دیتا اور اسے یہ آزادی دے دیتا کہ وہ جب چاہے نماز ادا کر لے چاہے ساری نمازیں ایک ساتھ پڑھ لے یا مختلف اوقات میں پڑھ لے تو اللہ ایسا کر سکتا تھا لیکن انسان چونکہ صرف ظاہر سے آگاہ ہے باطن تک اس کی رسائی نہیں ہے، اس سے وہ فوائد شاید حاصل نہ ہو سکتے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تعیینِ اوقات سے حاصل ہیں،

مثلاً اگر گرمی کا موسم ہو تو انسان تھوڑے تھوڑے وقفے سے تھوڑا تھوڑا پانی پیتا رہتا ہے تاکہ گلہ بھی تر رہے اور جسم سے جو پسینہ خارج ہوا ہے اس پسینہ میں ضائع ہونے والے پانی کی کمی بھی دور کی جا سکے،

اسی طرح اگر کپڑے کو کوئی داغ دار کرنے والی چیز لگ جائے اور اسے فوری طور پر نہ دھویا جائے بلکہ یہ سوچ کر اسے رکھ دیا جائے کہ جس دن کپڑے دھلیں گے اسی دن دھل جائے گا تو اس تاخیر سے اس داغ میں پختگی آجائے گی شاید وہ داغ پھر کبھی نہ اُتر سکے۔

انسان کی زندگی میں شیطان نے قدم قدم پر اپنے جال پھیلا رکھے ہیں جس کی پوری کوشش ہے کہ انسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سیرت داغ دار ہو جائے جس کا تریاق اللہ نے نماز کی صورت میں تیار کر دیا ہے۔

اِدھر داغ لگا، اُدھر دُھل گیا،

پھر لگا، پھر دھل گیا!

اسی طرح یہ سلسلہ مسلمان کی زندگی میں عمر بھر جاری رہتا ہے۔

(۲) اگر وقت مقرر نہ ہوتا تو لوگ بیک وقت جمع نہ ہوتے اور اسلام اجتماعیت کی جس روح کو زندہ رکھنا چاہتا ہے اس کا ہمیں موقع نہ ملتا۔

(۳) اگر وقت کی تعیین انسان پر چھوڑ دی جاتی تو وقت کی پابندی کی اہمیت بھی جاتی رہتی اور اس میں سستی ظاہر ہونے لگتی اور رفتہ رفتہ احساسِ بندگی ہی ختم ہو جاتا۔

(۴) مختلف اوقات میں عبادت کا حکم اس لیے بھی دیا گیا ہے کیونکہ لمبے وقت میں دیر تک اللہ کی طرف توجہ قائم رکھنا مشکل ہو جاتا بلکہ اس سے طبیعت اکتا جاتی، جیسے انسان عموماً ناشتہ، ظہرانہ، عصرانہ اور عشائیہ باقاعدگی سے کرتا ہے اگر اسے کہا جائے کہ تو لمبے سفر پر جا رہا ہے ممکن ہے سارا دن کہیں کھانا ملے یا نہ ملے لہٰذا تو ناشتے کے وقت میں ہی عشاء تک کا کھانا کھا کر چلا جا تو اس سے غذا کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

اس کی طبیعت بوجھل ہو جائے گی، بدہضمی کا شکار ہو گا، صحت مند خون پیدا ہونے کے بجائے وہ مختلف بیماریوں میں گھر جائے گا، سو یہی معاملہ نماز کا بھی ہے۔

(۵) اس طرح انسان دنیا کے کاموں میں مصروف رہ کر بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا اور دنیا میں رہ کر بھی اپنی آخرت اور عاقبت کو نہیں بھولتا جیسا کہ سرائیکی مقولہ ہے:

"ہتھ کار وَل، دِل یار وَل" کا مصداق بن جاتا ہے۔

(۶) بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فی زمانہ مشاغل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اتنا وقت نمازوں کے لیے نکالنا مشکل ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نماز کی غرض صرف اقرارِ عبودیت نہیں بلکہ اس کی غرض انسان کے نفس میں وہ استعداد و صلاحیت پیدا کرنا ہے جس کی مدد سے وہ مادی دنیا سے نکل کر روحانی عالم میں پہنچ سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ وقت مقرر کرنے میں یہی حکمت ہے کہ اس کا دماغ جسمانی خواہشات میں الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ اعلیٰ اخلاقی قدروں کے حصول میں کوشاں رہے جو نماز کے مقاصد میں سے ایک اعلیٰ مقصد ہے جسے قرآن مجید نے : ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر سے تعبیر کیا ہے۔

پانچ نمازوں کا تذکرہ قرآنِ مجید میں

اگرچہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ کا رسول چاہے قرآنِ مجید میں سے کچھ سنائے یا دیگر الہامی ذرائع سے کچھ بتائے، ان دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔

اس کے باوجود بعض عقیدے کے مریض، سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ اعتراض کر گزرتے ہیں کہ ان پانچوں نمازوں کا ذکر قرآن میں نہیں ملتا قرآن مجید میں تو صرف تین نمازوں کا تذکرہ ہے۔

ذیل میں ہم ان پانچوں نمازوں کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں تاکہ عقیدے کے ان پرانے بیماروں کو شفائے کاملہ وعاجلہ نصیب ہو۔

(۱) واقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفامن اللیل ان الحسنٰت

یذھبن السیئات ذالك ذکریٰ للذاکرین (ھود ۱۱۴)

اور نماز قائم کرو، دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کے لیے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں نمازوں کا تذکرہ ہے دن کے دونوں اطراف سے مراد صبح اور مغرب اور رات کے کچھ حصے سے مراد عشاء کا وقت ہے۔

(۲) فاصبر علی مایقولون وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل

الغروب ومن اللیل فسبحه وادبار السجود (سورہ ق ۳۹۔۴۰)

(اے نبی ﷺ) پس صبر کیجئے کفار کی باتوں پر اور اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے تعریف کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ حصہ میں پاکی بیان کیجئے اور سجدوں کے بعد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں بھی تین نمازوں کا ذکر ہوا۔ سورج نکلنے سے پہلے والی نماز فجر ہے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز عصر ہے اور رات کے کچھ حصہ سے مراد عشاء ہے اَب تک کل چار نمازوں کا ذکر ملا۔ یعنی فجر، عصر، مغرب اور عشاء۔

(۳) فسبحٰن اللّٰہ حین تُمْسُوْنَ و حین تُصْبِحُوْن و له الحمد فی السّمٰوٰت و الارض و عشیًّا و حین تُظْهِرُوْن (سورہ روم، ۱۷، ۱۸)

پس تسبیح بیان کرو اللہ کی جس وقت شام کرتے ہو اور جس وقت صبح کرتے ہو اللہ ہی کے لیے ہے تمام تعریف آسمانوں اور زمین میں اور (تسبیح بیان کرو) تیسرے پہر اور جس وقت ظہر کا وقت پاؤ۔

اس آیت کریمہ میں شام سے مراد مغرب اور صبح سے مراد فجر اور عشیاً (تیسرے پہر) سے مراد عصر اور حین تظهرون سے مراد ظہر ہے اس آیت میں بالصراحت چار نمازوں کا ذکر موجود ہے فجر، ظہر، عصر اور مغرب جبکہ عشاء کا تذکرہ گزشتہ آیات میں بیان ہو چکا ہے اس طرح کل پانچ وقت کی نمازیں مکمل ہوئیں اسی طرح سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۸ میں کہا گیا ہے۔

اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الیٰ غسق الیل و قرآن الفجر

اِس میں سورج ڈھلنے سے مراد ظہر کی نماز ہے اور رات کا اندھیرا چھا جانے تک میں عشاء تک کی تمام نمازیں اور فجر سے مراد فجر کی نماز ہے۔

اس طرح قرآن مجید میں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کا تذکرہ بالصراحت موجود ہے لہٰذا معترضین کے اعتراض کی اب کچھ بھی حقیقت نہیں رہی۔

پانچ نمازوں کا تذکرہ حدیث میں

احادیث میں پانچ نمازوں کا تذکرہ بکثرت موجود ہے واقعہ معراج پر مبنی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً امتِ محمدیہ ﷺ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں مگر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ بار بار اللہ تعالیٰ کے ہاں واپس گئے اور کم ہوتے ہوتے پانچ وقت کی نمازیں باقی رہ گئیں لیکن اللہ رب العالمین کا اپنے بندوں کے ساتھ لطف و کرم کا یہ عالم ہے کہ نمازیں کم کر دیں مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثواب میں قطعاً کمی نہیں کی۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها
کے تحت ایک نماز کا ثواب کم از کم دس گنا ہے جب ہم پانچ نمازیں پڑھتے ہیں
تو ثواب میں پچاس کا ہندسہ (FIGURE) برقرار رہتا ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہے:

هي خمس وهي خمسون (بخاری ج۱ ص۷۲)
یہ نمازیں ادائیگی میں پانچ اور اجر و ثواب میں پچاس ہیں۔

(۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

قال رسول الله ﷺ خمس صلوٰت افترضهن الله (نسائی ج۱ص۸۰)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں جنھیں اللہ نے فرض قرار دیا ہے۔

(۲) ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہو کر فرائض اسلام سے متعلق دریافت کیا۔

جناب رسالت پناہ ﷺ نے اس کے جواب میں سب سے پہلے جو کلمات ادا فرمائے وہ درج ذیل ہیں:

خمس صلوٰت في اليوم والليلة: دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ (مسلم ج۱ص۳۰)

(۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

صلوا خمسكم: اپنی پنجگانہ نماز ادا کرو۔ (مشکوۃ ص۵۸)

اسی طرح متعدد روایات اس ضمن میں موجود ہیں جن سے بالصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے امت محمدیہ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

اب ہم ان پانچوں نمازوں کے الگ الگ اوقات بیان کریں گے تاکہ ہماری نمازیں مسنون وقت میں ادا ہو سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعیینِ اوقات

(۱) بخاری اور مسلم میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے دو مرتبہ میری امامت کرائی پہلے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ابھی ڈھلا ہی تھا (دیوار کا) سایہ صرف جوتی کے تسمہ کے برابر ہوا تھا پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر (ایک مثل) یعنی اس چیز کے برابر ہو گیا پھر مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج غروب ہوا یعنی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے پھر عشاء پڑھائی جب سورج کی سرخی غائب ہو گئی پھر صبح کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار سحری کھانا بند کر دیتا ہے۔

اس کے بعد دوسرے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس سے دُگنا ہو گیا اور مغرب غروبِ آفتاب کے وقت ہی پڑھائی اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب رات کے تین حصے ہوئے تھے اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر طرف سفیدی پھیل چکی تھی پھر کہا "اے محمد ﷺ تمام نبیوں کی نماز کے اوقات یہی تھے ان دونوں وقتوں کے درمیان نمازوں کے اوقات ہیں" اس حدیث میں ہر نماز کا اوّل وقت اور آخری وقت بتایا گیا ہے پہلے دن جو نمازیں پڑھی گئیں وہ ساری اول وقت میں ادا کی گئیں اور دوسرے دن جو نمازیں پڑھی گئیں وہ ساری آخری وقت میں ادا کی گئیں دو دن کی ادائیگی کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کو عملی طور پر یہ بات سمجھا دی جائے کہ نمازوں کا وقت یہاں سے لے کر یہاں تلک ہے۔

البتہ رسول اکرم ﷺ کا زندگی بھر یہ معمول رہا ہے کہ آپ ﷺ ہر نماز اول وقت میں پڑھنا پسند فرماتے تھے سوائے عشاء کی نماز کے۔

(۲) ایک شخص نے جنابِ رسالت پناہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارہ میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! " تم ہمارے ساتھ دو دن تک نماز پڑھو " پھر پہلے دن سورج ڈھلتے ہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا پھر نماز پڑھائی پھر اس وقت پڑھائی جب سورج بالکل سفید بلندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تھا پھر سورج غروب ہوتے ہی مغرب پڑھائی پھر عشاء اس وقت پڑھائی جب دن کی سرخی (جو غروبِ آفتاب کے بعد مغربی اُفق پر ظاہر ہوتی ہے) غائب ہوگئی

پھر صبح کو نماز پوہ پھٹتے ہی پڑھادی اس کے بعد دوسرے دن ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھایا عصر اس وقت پڑھائی جب سورج اگرچہ بلند تھا لیکن پہلے دن کی بنسبت تاخیر تھی اور مغرب کی نماز مغربی افق پر سرخی کے غائب ہونے سے پہلے پڑھادی پھر عشاء کی نماز تین پہر رات کے گزر جانے کے بعد پڑھائی پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر طرف سفیدی پھیل چکی تھی

(مسلم ج ا ص ۲۲۳، وصلی العشاء بعد ما ذهب ثلث الليل)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا! ظہر کا وقت دن ڈھلنے سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر نہ ہو جائے اور عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے۔

اور مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک اور عشاء کا وقت غروبِ شفق سے لے کر تین پہر رات تک ہے۔ (الی نصف اللیل الا وسط)

اور فجر کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب سے پہلے تک ہے (مسلم) ج ا ص ۲۲۳

مذکورہ تینوں احادیث میں نمازوں کے اوقات کی صحیح تعیین فرمادی گئی ہے۔

پہلی حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اوقات بتائے

دوسری حدیث میں کسی آدمی کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے اسے اوقات بتائے

تیسری حدیث میں قولی طور پر آپ ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے خود صحیح اوقات کی نشاندہی فرمائی

ان احادیث مبارکہ سے جہاں اوقات معلوم ہوئے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر کا آخری وقت اور عصر کا ابتدائی وقت باہم ملا ہوا ہے۔ یعنی جو ظہر کا آخری کا وقت ہے وہی عصر کا پہلا وقت ہے اسی طرح مغرب کا آخری وقت اور عشاء کا پہلا وقت بھی باہم ملا ہوا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں احادیث کی روشنی میں پانچوں نمازوں کے الگ الگ اوقات درج ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ پنجگانہ کے اوقات

فجر:- طلوعِ فجر (صبح صادق) سے لے کر طلوعِ آفتاب سے پہلے تک۔

ظہر:- سورج ڈھلنے سے شروع ہو کر ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے تک۔

عصر:- ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک۔ (غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے)

مغرب:- غروبِ آفتاب سے لے کر غروبِ شفق تک۔

عشاء:- غروبِ شفق سے لے کر رات کے تین پہر گزر جانے تک۔

چونکہ رسول اللہ ﷺ کا معمول عشاء کے سوا باقی نمازیں اول وقت میں پڑھنے کا رہا ہے لہٰذا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اپنی نمازیں اول وقت میں پڑھنی چاہئیں۔

اول وقت میں نماز پڑھنے سے جہاں نبی کریم ﷺ کی پیروی کا شرف نصیب ہوگا وہاں ایک یہ فائدہ بھی ہوگا کہ اول وقت نماز پڑھنے والا شخص اگر کسی وجہ سے قدرے لیٹ بھی ہو جائے تو پھر بھی اس نماز کو اس کے وقت میں ہی ادا کرے گا۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص ہر نماز اس کے آخری وقت میں پڑھنے کا عادی ہے پھر کسی وجہ سے اسے تاخیر ہو جائے تو نماز کے وقت کو کھو بیٹھے گا اور نتیجتاً نماز کو قضاء کر کے پڑھے گا۔

البتہ عشاء میں تاخیر مسنون ہے اور اس میں شاید یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے تمام کاموں سے فارغ ہو کر سونے سے قبل نماز ادا کرے تاکہ نماز کے بعد سو جانے کی وجہ سے کسی قسم کا گناہ اس کے دامن میں نہ لگا رہے۔

چونکہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے ہم دن بھر گناہ کرتے ہیں اگر عشاء جلدی پڑھیں گے اور پھر سونے سے پہلے کسی کام میں مشغول ہو جائیں گے تو لامحالہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔

اسی لئے عشاء کو لیٹ کرنے میں انسان اپنے رب سے نماز کی صورت میں اپنے گناہوں سے معافی مانگ کر سوتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ زندگی کی آخری رات ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ اور عیدین کا وقت

جمعہ:- جمعہ کے دن سورج ڈھلنے پر خطیب کے خطبہ ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اسے نماز جمعہ کہتے ہیں اس کا وقت بھی وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔ (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

عیدین :- عیدین کا لفظ تثنیہ ہے جس کے معنی ہیں دو عیدیں۔

ان دو عیدوں سے مراد "عید الفطر اور عید الاضحی" ہیں ان میں چھوٹے، بڑے، بوڑھے، جوان سبھی اچھا لباس زیب تن کر کے کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں جہاں امام دو رکعت نماز پڑھاتا ہے۔

جس کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے اسے عید کی نماز کہا جاتا ہے اس کا وقت بھی تقریباً وہی ہے جو نماز اشراق کا وقت ہے۔ (ابوداؤد) (عیدین کی قضاء کا بیان صفحہ :۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

تہجد، تراویح اور وتر

تہجد، تراویح اور وتر یہ ایک ہی نماز کے تین نام ہیں۔

البتہ مختلف تعداد اور مختلف اوقات میں ان کے نام مختلف ہیں عام طور پر رات کو سوکر اٹھنے کے بعد جو نماز ادا کی جاتی اسے تہجد کہتے ہیں نصف شب سے لے کر طلوع فجر تک اس کا بہترین وقت ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر تک تہجد اور وتر کا وقت ہے چنانچہ فرماتے ہیں ہم رات کے جس حصے میں چاہتے رسول اکرم ﷺ کو نماز کی حالت میں دیکھ لیتے ... الخ (بخاری، نسائی)

اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ رات کو سوتے نہ تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی دن آپ عشاء کے فوراً بعد نوافل پڑھنے لگتے اور کسی دن ایک پہر گزر جانے کے بعد کسی دن نصف شب کے بعد اور کسی دن جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی۔

اسی نماز کو اگر رمضان کے مہینے میں نماز عشاء کے بعد ادا کیا جائے تو اسے قیامِ رمضان (تراویح) کہتے ہیں اور جب ان جفت رکعتوں میں ایک رکعت شامل کر کے انھیں طاق بنا دیا جاتا ہے تب اس کا نام وتر ہے وتر چاہیں تو عشاء کے ساتھ ادا فرمائیں اور اگر تہجد پڑھنا چاہتے ہیں تو انھیں تہجد کے آخر میں ادا کریں۔

(مزید تفصیل کے لیے : صفحہ :۱۸۲ ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشراق کا وقت

اس نماز کے تین نام ہیں (۱)صلوٰۃ الضحیٰ (۲) صلوٰۃ الاوابین (۳) صلوٰۃ الاشراق

مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقمؓ سے اس نماز کا نام صلوٰۃ الاوابین مذکور ہے جبکہ ابو داود میں اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے صلوٰۃ الضحیٰ کا نام دیا گیا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ذرؓ کی روایت میں بھی "صلوٰۃ الضحیٰ" کا نام دیا گیا اس کا افضل ترین وقت وہی ہے جس وقت دھوپ کی تیزی سے اونٹ کے بچوں کے پاؤں تپنے لگیں (صحیح مسلم)

اور اسی وقت کو اشراق بھی کہتے ہیں اس نماز کی تعداد رکعات دو رکعت سے لے کر آٹھ رکعت تک ہے البتہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا مسنون ہے (ابو داؤد، بخاری، مسلم)

صلوٰۃِ کسوف و خسوف کا وقت

کسوف و خسوف دونوں ہم معنی لفظ ہیں جن کا مطلب ہے گہنا جانا (گرہن لگ جانا) بعض نے کسوف سے مراد سورج گرہن لیا اور خسوف سے مراد چاند گرہن لیا،

لیکن صحیح یہی ہے کہ کسوف و خسوف دونوں سے مراد سورج اور چاند کا بے نور ہو جانا ہے۔

اس موقع پر شارع علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی جس کا قیام کافی لمبا فرماتے اور رکوع بھی طویل فرماتے رکوع سے جب کھڑے ہوتے تو سجدہ میں جانے کی بجائے پھر سے قرأت شروع کر دیتے۔

اس میں امام بلند آواز سے قرأت کرے ہر رکعت میں کم از کم دو رکوع اور زیادہ سے زیادہ دس رکوع کا ثبوت بھی ملتا ہے البتہ دو رکعتوں میں سجدے چار ہی کیے جائیں، اس کا وقت سورج یا چاند گرہن لگتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک یہ نماز ادا کرنا مسنون ہے جب تک کہ گرہن ختم نہ ہو جائے (بخاری، مسلم)

فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ بعض معروف نوافل کے اوقات کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے تا کہ فرائض ہوں یا نوافل و سنن رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی میں ادا ہونے چاہئیں۔

اوقاتِ نماز کا خیال رکھنے کی تاکید اس شد و مد سے بیان کی گئی ہے کہ اگر لوگوں پر ایسے امام مسلط ہو جائیں جو نمازوں میں تاخیر کریں یا مساجد میں جماعت کا اہتمام تاخیر سے ہوتا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا ! تم لوگ اپنی نماز اول وقت میں پڑھ لو پھر جب وہ لوگ نماز پڑھیں تو تم ان کے ساتھ بھی پڑھ لو یہ تمہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفل نماز ہو جائے گی۔ (مسلم عن ابی ذرؓ)

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے علی تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں تاخیر نہ کرنا:

الصلوٰۃُ اذا اتت۔ والجنازۃُ اذا حضرتْ۔ والایّمُ اذا وجدتّ لھا کفواً۔

(۱) نماز کا جب وقت ہو جائے

(۲) جنازہ جب تیار ہو

(۳) بیوہ عورت کا نکاح جب اس کے لیے رشتہ موجود ہو۔

(ان تینوں کاموں میں تاخیر نہ ہو)

قضاء نمازوں کا بیان

انسان خطاء ونسیان کا پتلا ہے اور کمزور وناتواں بھی ہے کبھی کسی کام میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ نماز کاوقت ہی جاتا رہتا ہے، یا آنکھ لگ گئی تو نماز کا وقت فوت ہو گیا اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ چنانچہ بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من نسی صلوٰۃ او نام عنھا فکفارتھا ان یصلیھا

اذا ذکرھا وفی روایۃ لا کفارۃ لھا الا ذالک۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، مسلم)

جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا اس سے غافل ہو کر سو رہے

پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے جب بھی یاد آئے پڑھ لے (بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

ایک اور روایت میں ہے کہ قضاء نماز کا کفارہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مسند ابو عوانہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

مَن نَامَ عن صلوٰۃٍ فلیصل اذا استیقظ

جو نماز سے (غافل ہو کر) سو جائے تو وہ بیدار ہونے پر ادا کرے۔

☆اور اگر ایک سے زیادہ نمازیں قضاء ہوئی ہوں تو اُنھیں اُسی ترتیب سے ادا کرے یعنی پہلے ظہر قضاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے پھر عصر اسی طرح دیگر نمازیں (نسائی، بخاری و مسلم عن جابرؓ)

البتہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر آج اُن کی ظہر قضاء ہو گئی ہے تو وہ اسے دوسرے دن ظہر کے وقت میں قضاء کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اگر فجر قضا ہوئی ہو تو اُسے بھی دوسرے دن فجر کے وقت میں قضا کرتے ہیں یہ طریقہ شارع علیہ السلام کے تعلیم کردہ طریقہ کے خلاف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جب آنکھ کھلے یا جب یاد آئے فوراً اُسے ادا کر لینا چاہیے۔

ع :- نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سو گئے

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سفر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے ایک رات راستے میں قیام کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جاگتے رہنا اور فجر کی اذان دینا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھی نیند آگئی رسول اکرم ﷺ بھی سو گئے حتی کہ سورج نکل آیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے کیوں نہ جگایا؟

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو چیز آپ پر غالب آگئی وہی مجھ پر بھی غالب آگئی۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا! جلدی سے یہاں سے نکل چلو یہاں شیطان کا پڑاؤ ہے اور آگے جا کر وضو فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور سب لوگوں نے پہلے فجر کی سنتیں ادا کیں پھر فجر کی نماز پڑھی۔ (نسائی)

مندرجہ بالا حدیث سے جہاں بہت سارے مسائل اخذ ہوتے ہیں وہاں ایک بات خصوصیت سے واضح ہو رہی ہے کہ جس جگہ آپ ﷺ کی ایک نماز قضاء ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا یہاں سے جلدی کوچ کرو کیونکہ یہاں شیطان کا پڑاؤ ہے،

لیکن جن گھروں اور دفتروں میں، دکانوں اور مارکیٹوں میں،
ہماری کئی کئی نمازیں روزانہ قضاء ہوتی ہیں اُن گھروں اور
دفتروں کو، دکانوں اور مارکیٹوں کو آپ کیا نام دیں گے ؟

فاعتبروا یا اولی الابصار !!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متفرق مسائل

(۱) اگر نمازِ فجر کی ایک رکعت بھی سورج نکلنے سے پہلے مل جائے تو نماز پوری کر لی جائے۔(بخاری، مسلم)

(۲) اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے مل جائے تو باقی ماندہ نماز پوری کر لی جائے ان دونوں صورتوں میں یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے نماز کو وقت پر ادا کیا۔ (بخاری، مسلم)

(۳) جو شخص ارادتاً تاخیر کرے اس کی نماز کو منافق کی نماز سمجھا جائے گا (مسلم عن انسؓ)

(۴) جس جگہ نماز قضا ہوا سے اس جگہ ادا کر سکتے ہیں، صحیح مسلم میں موجود وادی کا واقعہ ایک مخصوص حکم ہے۔

(۵) اوقاتِ ممنوعہ میں (طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور عین زوال کے وقت) قضا نمازیں ادا نہ کی جائیں۔ (بخاری مسلم)

(۶) خاص جمعہ کے دن نصف النہار (زوال) کے وقت نوافل وغیرہ پڑھے جا سکتے ہیں چنانچہ سنن بیہقی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں زوال کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے مگر جمعہ کے روز اس کی رخصت دیتے تھے (بیہقی)
اس طرح کی روایت حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جسے امام ابو داؤدؒ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں روایت کیا ہے۔

(۷) نوافل کی قضا لازم نہیں، البتہ فجر کی سنتیں اور عشاء کے وتر آپ ﷺ نے کسی موقع پر ترک نہیں کیے

(۸) جنازہ کی جماعت ہو چکی ہو تو بعد میں آنے والا شخص تنہا جنازہ کی نماز پڑھ سکتا ہے (مسلم)

اوقاتِ ممنوعہ

یوں تو رب العالمین کا ذکر کرنے اور اس سے درخواست والتجاء کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :- اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ)

جب بھی کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔

لہٰذا انسان جب چاہے اسے پکارے اس میں رات، دن، صبح، شام، سردی اور گرمی میں کوئی امتیاز نہیں وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے بندوں پر توجہ دیتا ہے۔

لیکن نماز کے لیے خصوصیت کے ساتھ شارع علیہ السلام نے اوقات کی تقسیم فرمائی تاکہ نماز کی اہمیت برقرار رہے ورنہ تمام اوقات میں اگر نماز کی اجازت دے دی جاتی تو لامحالہ پابندی وقت کی اہمیت ختم ہو جاتی جب جس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جی چاہتا وہ نماز ادا کرتا نماز کی خاص اہمیت کے پیشِ نظر شارع علیہ السلام نے کچھ اوقات کو نماز کے لیے ممنوع قرار دے دیا ہے۔ لیکن اس کی اصل اور صحیح علت صرف خالقِ دو جہاں کے علم میں ہے۔

اوقات ممنوعہ پانچ ہیں

(۱) عین طلوعِ آفتاب کے وقت۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص عین طلوع کے وقت اور عین غرب کے وقت نماز ادا نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) عین غروبِ آفتاب کے وقت۔ (بخاری و مسلم)

(۳) زوال کے وقت۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جس وقت سورج عین سر وں پر ہوتا ہے (مسلم)

(۴) نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

لا صلوٰۃ بعد الصبح حتیٰ ترتفع الشمس

و لا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس

فجر کی نماز کے بعد سورج چڑھ آنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج کے چھپ جانے تک کوئی نماز نہیں (بخاری، مسلم)

(۵) عصر کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک (حوالہ مذکورہ)

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کی نماز ہو جانے کے بعد مسجد میں پہنچا ہے تو اب وہ سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا اسی طرح عصر کا معاملہ بھی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص فجر کی نماز یا عصر کی نماز پڑھ لے تو ان دونوں نمازوں کے بعد اگر وہ نفل وغیرہ پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا بلکہ فجر میں سورج نکلنے کا انتظار کرے اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے کا انتظار کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فجر کی سنتوں کی ادائیگی کا مسئلہ

فجر کی سنتیں اگر کسی وجہ سے فرضوں سے پہلے نہ پڑھی جا سکیں تو پھر کب پڑھی جائیں ؟

بعض کا خیال ہے کہ فجر کی سنتیں اگر اپنے محل سے رہ جائیں تو پھر فرضوں کے فوراً بعد ادائیگی نہیں ہو سکتی بلکہ انھیں سورج نکلنے کے بعد ادا کیا جائے دلیل اسکی یہ دی جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

لاصلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس۔(بخاری ج ا ص ۸۳)

سنت ہے وہ چاہے فجر کی سنتیں ہوں یا کسی دوسری نماز کی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مندرجہ بالا روایت اس مؤقف کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی کیونکہ اس روایت میں **بعد الصبح** کے الفاظ ہیں **بعد المکتوبہ** کے**الفاظ** نہیں ہیں۔ اگر یہ الفاظ ہوتے کہ فجر کے فرضوں کے بعد کوئی نماز نہیں تب دلیل بن سکتے تھے یہاں الفاظ ہیں فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں اور فجر کی نماز صرف فرضوں کا نام نہیں بلکہ فجر کی نماز کی چار رکعتیں معروف ہیں جس میں دو سنتیں اور دو فرض شامل ہیں اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس نے فجر کی نماز پڑھ لی (سنتیں اور فرض) دونوں پڑھ لیے اب وہ کوئی نفلی نماز وغیرہ اگر پڑھنا چاہے تو سورج نکلنے کا انتظار کرے۔

مسلم شریف کی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا فجر کی دو سنتیں دنیا ومافیھا سے بہتر ہیں۔

اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ فجر کے فرضوں کے بعد سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آدمی اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سنتوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کا معمول بنا لے اسی طرح ترمذی وغیرہ میں موجود حضرت قیس بن فہد رضی اللہ عنہ والی روایت سے بھی فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے البتہ فرض نماز کے کھڑے ہو جانے کے بعد سنتیں وغیرہ پڑھنا خلافِ سنت ہے وہ چاہے فجر کی سنتیں ہوں یا دوسری کسی نماز کی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا !

اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ (مسلم)

جب فرض نماز کھڑی ہو جائے تو پھر فرضوں کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدین کی قضاء کا مسئلہ

عیدین کی قضاء کا مسئلہ عام نمازوں سے مختلف ہے مثلاً اگر ظہر کی نماز چھوٹ جائے اور عصر میں یاد آئے تو اسے عصر کے وقت ادا کر سکتے ہیں اسی طرح مغرب اور عشاء کے اوقات میں بھی ادا کر سکتے ہیں لیکن اگر عید کا دن ہونے کا علم عید کے وقت نکلنے کا بعد ہو تو پھر آپ اسے عصر کے وقت یا ظہر کے بعد یا مغرب کے وقت ادا نہیں کر سکتے بلکہ دوسرے دن عید کے وقت پر اسے ادا کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت ابو عمیر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے ایک چچا صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بادلوں کی وجہ سے ہمیں شوال کا چاند دکھائی نہ دیا اور ہم نے تیس روزے پورے کر لیے لیکن تیسویں روزے کے دن اونٹوں پر سوار ایک قافلہ آیا اور انھوں نے خبر دی کہ ہم نے کل شام اپنے علاقے میں چاند دیکھا تھا۔

آپ ﷺ نے ان کی گواہی کو تسلیم کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا وان یخرجوا الی عیدھم من الغد کہ عید کی نماز کے لیے کل نکلا جائے۔ (ابن ماجہ کتاب الصیام)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کا وقت اگر نکل جائے تو پھر اس کی قضائی دوسرے دن اسی وقت میں ہوگی اسی طرح اگر کوئی عید کی جماعت کے بعد پہنچے تو وہ اسی طریقے پر تکبیرات کہہ کر تنہا اپنی نماز ادا کر سکتا ہے۔

قضاءِ عمری کا مسئلہ

قضاءِ عمری سے مراد وہ نمازیں لی جاتی ہیں جنھیں انسان باقاعدگی سے نماز شروع کرنے سے قبل اور بلوغت کے بعد ضائع کر دیتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ۶۰ برس کی عمر میں نماز وغیرہ باقاعدگی سے شروع کرتا ہے اور سنِ بلوغت کو ۱۵ برس کی عمر میں پہنچتا ہے تو بلوغت سے لے کر ۶۰ برس کی عمر کے مابین ۴۵ برس کی جو نمازیں چھوٹی ہیں انکی ادائیگی کو قضائے عمری کا نام دیا جاتا ہے۔

دکھ تو یہ ہے کہ خالص دودھ کی طرح شفاف دین کو فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے اور کچھ فرقہ پرست اور توہم پرست مولویوں نے سیدھے سادھے مسلمانوں کے سامنے دین کو اس قدر پیچیدہ اور بھیانک بنا کر پیش کیا کہ اب عوام الناس اسلام کے نام سے چڑتے ہیں۔

ایک صاحب پختہ سالی کی عمر کو پہنچے تو موت یاد آئی، اللہ نے توفیق دی تو نماز وغیرہ شروع کر دی، داڑھی رکھ لی، رمضان کا مہینہ آیا تو روزے بھی رکھ لیے، صاحبِ خیر ہونے کی وجہ سے اب کی مرتبہ زکوٰۃ بھی نکال لی، یہ سب کچھ کرنے کے بعد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن کسی مسجد کے امام صاحب سے ملاقات کی اور انھیں بتایا کہ میں پہلے بے نماز تھا اب اللہ نے مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے دی ہے پہلے رمضان میں دن بھر کھاتا پیتا تھا اب الحمد اللہ روزہ رکھ لیتا ہوں اب کی دفعہ میں نے اللہ کی توفیق سے پہلی مرتبہ زکوٰۃ بھی نکالی ہے آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ یہ ٹوٹی پھوٹی عبادت قبول فرمائے اور مجھے ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ سنتے ہی امام موصوف فرمانے لگے کہ اگر مسلمان بن ہی گئے ہو تو پھر پورے مسلمان ہو......!

انھوں نے کہا کہ میری بھی یہی کوشش ہے کہ میں پورا مسلمان ہوں لیکن اگر کوئی کمی نظر آرہی ہے تو آپ نشاندہی فرمائیں اسے دور کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

نام نہاد مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا پہلے تو آپ اپنی پچاس سال کی وہ نمازیں قضاء کریں جو بلوغت سے لے کر اب تلک چھوٹی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ پچاس رمضانوں کے روزے رکھیں تیسرا ان پچاس سالوں میں اگر مالدار رہے ہیں تو پچاس سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کریں یہ کہتے ہی جھٹ سے اپنے مدرسہ کی رسید بک نکال کر اس کے سامنے رکھ دی،

اور فرمایا کہ جلدی سے حساب لگائیں تاکہ میں آپ کا بوجھ ہلکا کردوں وہ شخص جو پہلے صرف دنیادار تھا پہلی مرتبہ مذہب کی طرف مائل ہوا لیکن آج اسے مذہبی ہونے پر پہلی مرتبہ پچھتاوا ہوا بالآخر اس نے اپنے ایک دوست سے اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا اور اس کا دوست اسے ایک ایسے عالم دین کے پاس لے گیا جسے اللہ نے کتاب و سنت کے علم سے نوازرکھا تھا انھوں نے اسے تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی بڑی عمروں میں مسلماں ہوئے لیکن رسولِ اکرم ﷺ نے کبھی کسی صحابی سے یہ نہیں فرمایا کہ تم چالیس سال کے روزے رکھو یا پچاس سال کی نمازیں پڑھو یا اتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، بلکہ آپ ﷺ نے عام اعلان فرمایا کہ جس نے بھی سچے دل سے کلمہ پڑھا اور سچا مسلمان بنا اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ زندگی کو نہ صرف معاف کر دیتا ہے بلکہ **یبدل اللہ سیئاتھم حسنات** بندے کی برائیوں کو مٹا کر وہاں نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے دین کو اگر اس کے اصلی حلیے میں پیش کیا جائے تو آج کے اس ایٹمی دور میں ذہنوں کو اپیل کرنے والا اسلام کے سوا اور کوئی دین نہ ہوگا۔

نماز وتر کی قضاء کا مسئلہ

اگر کسی شخص کی وتر کی نماز کسی وجہ سے رات کو رہ جائے تو اسے چاہئے کے وہ دن میں پڑھ لے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں صبح کرے کہ

اُس نے رات کو وتر نہ پڑھے ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ وتروں کو پڑھ لے۔ (مستدرک حاکم)

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے اگر کسی شخص کے وتر رات کو رہ جائیں اور صبح ہو جائے یا وہ انہیں بھول گیا ہو تو جب یاد آئے انہیں پڑھ لے۔ (سنن ابو داؤد) (مزید ص: ۲۰۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

نوافل کی قضاء

نفلی نماز میں بھی بعض نوافل ایسے ہیں جن پر رسول اکرم ﷺ نے دوام فرمایا، یا امت کو اس کی تاکید فرمائی اور بعض ایسے ہیں جن پر آپ ﷺ کا دوام بھی ثابت نہیں اور امت کے لئے اس کی تاکید بھی وارد نہیں ہوتی، البتہ آپ ﷺ سے اس نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

یوں تو فرائض کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں وہ سب نوافل میں شامل ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کا ان نوافل پر اپنا عمل ثابت ہوتا ہے اس لئے ہم انہیں ''سنن'' کا نام دیتے ہیں۔

مثلاً فجر کی سنتیں اور عشاء کے وتر رسول اللہ ﷺ سے ان کا ترک کسی بھی موقع پر ثابت نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص

کسی نماز کو بھول جائے یا اسے پڑھے بغیر سو جائے

تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ: ان یصلیھا اذا ذکرھا

کہ جب اسے یاد آئے وہ پڑھ لے۔ (مسلم: ج ۱ ص ۲۴۱)

مندرجہ بالا حدیث میں چونکہ عمومی حکم ہے اس لئے اس میں فرض اور نفل دونوں شامل ہو سکتے ہیں صاحبِ تحفۃ الاحوزی نے جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ پر حافظ ابنِ حزم کا یہی مذہب پیش کیا ہے۔

اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ فرض کی قضاء فرائض میں شامل ہے جب کہ نفل کی قضاء مستحب ہے۔

(۲) مسلم شریف میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کے بعد سنتیں پڑھے بغیر عبد القیس کے وفد کے ساتھ محوِ گفتگو رہے حتیٰ کہ عصر کی اذان ہو گئی پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد ان سنتوں کی قضائی دی، بہتر یہی ہے کہ کم از کم وہ نوافل جن کی تاکید احادیث میں موجود ہے ضرور پڑھ لینے چاہئیں صرف فرائض پر اکتفا کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خسارے کا موجب ہو سکتا ہے۔

بالخصوص نماز کے اپنے وقت پر بھی بہت سے لوگوں کو فرائض پر اکتفاء کرتے اور سنن و نوافل کو ترک کرتے اکثر دیکھا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

تہجد کا وقت

سورہ بنی اسرائیل اور سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تہجد کی ادئیگی کا حکم دیتے ہوئے اس کا ذکر فرمایا اگرچہ یہ نفلی عبادت ہے تاہم رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر اس نماز سے اپنا رشتہ مضبوط رکھا تہجد سے رسول اکرم ﷺ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اکثر طویل قیام کے باعث آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب رسول اکرم ﷺ سے یہ استفسار کیا کہ اللہ نے آپ کی تمام خطائیں معاف فرما کر اتنا بڑا رتبہ دیا ہے تو پھر اپنے آپ کو اسقدر تکلیف میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے......؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افلا اکون عبدا شکورا

"اے عائشہ" جس رب نے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے،
کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ ہوں......؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ
آپ ﷺ اول رات سے لے کر آخر سحر تک وتروں
کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

جس شخص کو آخر رات میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو وہ اول وقت میں پڑھ سکتا ہے (مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن افضلیت پچھلے پہر رات کو حاصل ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اللہ رب العالمین ہر پچھلی رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے
اور اپنی مخلوق سے پکار پکار کر کہتا ہے، کوئی ہے مجھ سے بخشش
طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں کوئی ہے شفاء کا طالب
کہ میں اُسے شفا دوں؟۔ (بخاری، مسلم، عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بہر کیف یہ وقت اس نماز کے لئے موزوں ترین وقت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ استخارہ کا وقت

استخارے کی دعا پڑھنے سے قبل جو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے اسے نمازِ استخارہ کہا جاتا ہے۔
استخارہ دراصل طالبِ خیر بن کر، اللہ رب العالمین سے کسی بھی ایسے امر پر مشورہ طلب کرنے کا نام ہے جس کے انجام سے بندہ واقف نہیں ہوتا لیکن اس کا رب ہر صورت اس سے آگاہ ہوتا ہے۔
اس نماز اور دعا کے لئے کوئی وقت مخصوص نہیں ہے بس اوقاتِ ممنوعہ کو چھوڑ کر باقی ماندہ تمام اوقات جن میں ہم نفل وغیرہ پڑھتے ہیں ان میں یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ
رسول اکرم ﷺ ہمیں استخارہ کی دعا اس قدر اہتمام سے یاد کرایا کرتے تھے
جس اہتمام سے ہمیں قرآن کی کوئی سورت یاد کراتے تھے۔ (بخاری)

اِستخارہ کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ............(بخاری ج ۱ ص ۱۵۵)

اے اللہ میں تیرے علم کی مدد سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقتور ہے اور میں کمزور اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تمام مخفی چیزوں کا جاننے والا ہے۔
اے اللہ اگر یہ معاملہ تیرے علم کے مطابق میرے دین، میری معاش اور انجام کے لحاظ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے حق میں بہتر ہو تو اسے میرا مقدر بنا دے اور میرے لئے (اس کا حصول) آسان
کر دے اور میرے لئے اس میں برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے دین،
میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے میرے لئے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے
اور مجھے اس سے پھیر دے، پھر جہاں کہیں سے بھی ہو خیر کو میرے لئے مقدر کر دے پھر
مجھے اس سے راضی کر دے۔

اس دعا کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہے کہ اگر وہ کام اس کے حق میں بہتر ہو گا تو اللہ اس شخص کی توجہ اسی طرف مبذول کر دے گا اور اس کو اس کے لئے آسان کر دے گا اور اگر اس کے حق میں وہ کام برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نفرت ڈال دیتا ہے اور اس کام کو اس سے ٹال دیتا ہے جیسا کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر سو جانا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ جو بھی رہنمائی فرمانا چاہے اسے خواب کے ذریعہ مجھ تک پہنچا دے لیکن یہ محض عوام الناس کا خیال ہے حدیثِ رسول ﷺ سے اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

اِستخارہ کوریئر سروس

بعض لوگ عجیب عجیب قسم کے استخارے ارجنٹ سروس کے طور پر بھی کرتے ہیں، مختلف مساجد میں مختلف (اِستخارہ کوریئر سروسز) قائم ہیں۔ (Estekhara-Courier services)

کہیں "یو ایم ایس استخارہ سروس"، (U.M.S.Estekhara-service)

کہیں "اِیئریکس اِستخارہ سروس"، (Airex-Estekhara-service)

کہیں "ٹی سی ایس استخارہ سروس" قائم ہے۔ (T.C.S-Estekhara-service)

اِن تمام سروسوں کے بھاؤ (Rates) بھی اپنی اپنی افادیت اور خصوصیت کے اِعتبار سے مختلف ہیں۔

بعض استخاروں کا نتیجہ چھتیس گھنٹوں میں، بعض کا چوبیس گھنٹوں میں، اور بعض کا بارہ گھنٹوں میں برآمد ہو جاتا ہے

غرض جتنا گڑ ڈالیں گے اُتنا ہی میٹھا ہو گا،

کسی کے تکیے کے نیچے پرچی لکھی مل جاتی ہے

اور کسی کی گردن بیٹھے بٹھائے دائیں یا بائیں جانب گھومنے لگتی ہے، یہ سب شعبدہ بازی اور شیطانی حرکات ہیں،

شارع علیہ السلام سے اس قسم کے استخاروں کی ہرگز تعلیم نہیں دی گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استخارہ کون کرے ؟

جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں یہ بات جان چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے استخارے نہیں نکالا کرتے تھے بلکہ ہر ایک کو دعا سکھلادیا کرتے تھے تاکہ ہر شخص اپنا استخارہ خود کرے۔

ہمارے ہاں ارجنٹ سروس (URGENTSERVICE) والوں نے جو طریقہ نکالا ہوا ہے کہ فلاں صاحب

پچیس روپے لیتے ہیں اور وہ ایک ہفتے میں استخارہ کرکے بتا دیتے ہیں۔

اور فلاں صاحب سو روپے لیتے ہیں اور تین دن میں بتا دیتے ہیں۔

اور فلاں صاحب ایک ہزار روپے لیتے ہیں اور ایک ہی دن میں معلوم ہو جاتا ہے۔

اور فلاں صاحب پانچ ہزار روپے لیتے ہیں اور اسی وقت معلوم ہو جاتا ہے۔

ایسے ہی ایک صاحب کراچی کے علاقہ ناظم آباد میں قیام پذیر ہیں، ایک دوست کی بچی کی منگنی بچپن ہی سے اُن کے بھائی کے بیٹے سے ہوئی تھی جب شادی کے دن قریب آئے تو لڑکے والوں نے استخارہ کمپنی کے منیجر سے رابطہ کیا اور ارجنٹ میل سروس کے ذریعہ فوری حل پیش کرنے کی درخواست کی، انھوں نے فوراً استخارہ کیا اور فرمایا کہ تمھارے لڑکے کے لیے یہ رشتہ مناسب نہیں ہے، لڑکے والوں نے اس استخارہ کو بنیاد بنا کر منگنی توڑ دی۔

لڑکی والوں نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ فلاں جگہ سے استخارہ کرایا تھا اور استخارے میں "نہیں" آیا ہے چنانچہ لڑکی کے والد بھی استخارہ منیجر کے دوست تھے اور کافی پرانی سلام دعا تھی، بالآخر لڑکی کے والد سارے کام کاج چھوڑ کر استخارہ دفتر میں حاضر ہوئے۔

اور بغیر کسی تمہید کے کہا کہ کیا یہ استخارہ آپ نے کیا ہے......؟ جس میں کہا گیا ہے کہ یہ رشتہ مناسب نہیں ہے، آپ نے تو بچپن کی منگنی ختم کرادی اور بھائیوں میں پھوٹ ڈلوادی،

حضرت صاحب نہایت متانت سے فرمانے لگے کہ استخارہ تو میں نے کیا ہے لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ آپ ہی کی بیٹی ہیں، اگر پہلے سے بتادیا ہوتا تو استخارہ یقیناً اس کے برعکس ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

استخارے کی مسنون دعا یاد کیجئے اور اپنے استخارے خود کیا کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ التوبہ کا وقت

کسی گناہ کے سرزد ہو جانے کے بعد اللہ کے دربار میں اظہار ندامت اور معافی کے طور پر جو نفل پڑھے جاتے ہیں انھیں ''صلوٰۃ التوبہ'' کا نام دیا گیا ہے یہ نماز بھی اوقاتِ ممنوعہ کے سوا باقی تمام اوقات میں ادا کی جا سکتی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مامن رجل یذنب ذنبا ثم یقوم فیتطھر ثم یصلی
ثم یستغفر اللہ الا غفر لہ ....(ترمذی)

جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے
اور اللہ سے معافی طلب کرے تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔

صلوٰۃ الوضوء کا وقت

ہر وضو کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی جاتی ہے جسے صلوٰۃ الوضوء یا تحیۃ الوضوء کہا جاتا ہے۔

حدیث میں اس کی فضیلت وارد ہے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے معراج سے واپسی پر جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے تمھیں جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے تو ایسا کون سا عمل کرتا ہے جس نے تمھیں اللہ کی نظر میں اتنا برگزیدہ بنا دیا ہے......؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اور تو کچھ خاص نہیں ہے البتہ جب بھی وضو کرتا ہوں چاہے دن ہو یا رات اس کے بعد ''صلوٰۃ الوضوء'' ضرور پڑھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تیرا یہی وہ عمل ہے جس نے تجھے اللہ کی نظر میں محبوب بنا دیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ التسبیح

حضرت عکرمہ رضی اللہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر تو چار رکعت نماز (صلوٰۃ التسبیح) ادا کرے تو اللہ تعالیٰ تیری تمام خطائیں معاف کردے گا، چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی، چھپی ہوں یا ظاہر۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

وہ چار رکعت اس طرح پڑھی جائیں کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھ کر رکوع سے قبل پندرہ مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا جائے پھر رکوع میں ان کلموں کو دس بار پڑھا جائے پھر قومہ میں دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر جلسہ میں دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر جلسہ استراحت میں دس بار اسی طرح چاروں رکعتوں میں پڑھ۔

اگر طاقت ہو تو روزانہ ورنہ ہفتے میں ایک مرتبہ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لے۔ (ابو داود، ابن ماجہ)

اس حدیث کے بہت سے طرق مروی ہیں لیکن کوئی بھی طریق صحت کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بالکل موضوع قرار دیا ہے۔

اس کی سند میں موجود موسیٰ بن عبد العزیز کا حفظ درست نہیں تھا اور بعض طریق مرسل ہیں۔

چنانچہ امام ذہبیؒ کے نزدیک قابلِ احتجاج نہیں۔ امام ابو الفضل سلیمان منکر الحدیث کہتے ہیں، امام ابنِ حبان نے کہا ہے کہ یہ بسا اوقات غلطیاں کیا کرتا تھا، ابنِ مدینی نے کہا ہے یہ ضعیف ہے، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس کی روایت منکرات میں سے ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۱۲)

صاحب مرعاۃ المفاتیح نے جلد ۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳ پر طویل بحث کی ہے

البتہ اپنے فیصلے میں انہوں نے لکھا ہے (الحق عندی لیس بضعیف) یہ روایت میرے نزدیک ضعیف نہیں۔

جیسے نصف شعبان (شب برات) کی فضیلت پر کثرت سے روایات موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صحت کے درجے کو نہیں پہنچتی، اگرچہ یہ فضیلت کثرتِ طرق سے وارد ہے۔

پھر بھی علماءِ حق اس کی فضیلت کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ دلیل صرف صحت ہے اگرچہ اقل ہو۔ کثرت و تعداد نہ پہلے دلیل تھی اور نہ اب دلیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحیۃ المسجد

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا دخل احدکم المسجد فلیر کع رکعتین قبل ان یجلس (بخاری ،مسلم)

"جب بھی تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جبتک کہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لے"۔

اس حدیث میں اذا کے عموم سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام اوقات میں مشروع ہے۔

البتہ علماءِ احناف اوقاتِ ممنوعہ میں پڑھنے کے قائل نہیں ہیں اور حق و انصاف کا تقاضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں حنفیہ کا مؤقف زیادہ صحیح ہے کہ ان نوافل کو ممنوع اوقات میں ادا نہ کیا جائے بعض نے اس کے وجوب پر غلو کیا ہے کہ مسجد میں اس وقت تک بیٹھنے کی ممانعت آئی ہے جب تلک دو رکعت نماز نہ پڑھ لی جائے، لہٰذا یہ دو رکعت پڑھنی ضروری ہیں ورنہ جماعت کے کھڑے ہونے تک وہ بھی کھڑا رہے بیٹھے نہیں۔

اس حکم کو اگر استحبابی حکم تسلیم کر لیا جائے تو بات آسان ہو جاتی ہے ورنہ مسجد کے اندر وضو خانے بنانے کا رواج بھی خلافِ حکم تصور ہوگا، کیونکہ فی زمانہ وضو خانے مسجد کی حدود کے اندر بنائے جاتے ہیں اور مسجد میں داخلے کے بعد دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھا منع ہے اور وضو کرنے کے لئے دو رکعت پڑھنے سے پہلے ہمیں بیٹھنا پڑتا ہے۔ جو بظاہر مندرجہ بالا حدیث کے خلاف نظر آتا ہے۔

اسی طرح قرآنِ مجید میں ارشادِ باری ہے:

اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم: کیا اس آیت سے یہ استدلال بھی درست ہوگا؟ کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوں تو وضو کر لو اور بغیر کھڑے (بیٹھ کر) وضو کرنا اس آیت سے منع ہو؟ جس طرح یہ استدلال غلط ہے اسی طرح مسجد میں آکر دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھنے کو لازم قرار دینا بھی غلط ہے۔

بہر کیف تحیۃ المسجد ایک نفلی عبادت ہے اس کا وجوب قطعاً ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ استسقاء کا طریقہ اور وقت

نمازِ استسقاء اس نماز کا نام ہے جو بارش طلب کرنے کے لئے کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے اس کا وقت وہی ہے جو عیدین کا وقت ہے، اس کا دن مقرر کر دیا جائے اور لوگوں کو مطلع کر دیا جائے، امام عید گاہ میں پہنچ کر منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے، اس کے بعد کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر تک بلند کرے اور ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف کر کے دعا کرے (اس میں شاید یہ حکمت ہے کہ زبانی دعا کے ساتھ عملاً بھی یہ دعا کی گئی "اے اللہ اپنی رحمتوں کا رخ آسمان سے زمین کی طرف پھیر دے) پھر لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلہ کی طرف رخ کرے اور اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو پلٹ لے۔ یعنی داہنا دامن بائیں کندھے پر اور بایاں دامن داہنے کندھے پر اسطرح ڈال لے کہ چادر کے باہر کا حصہ اندر اور اندر کا حصہ باہر ہو جائے، پھر منبر پر کھڑے کھڑے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے مقتدی بھی اسی طرح چادر کو پلٹیں اور دعا کریں۔

عاجزی کے ساتھ طویل دعا کی جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں عید کی میدان میں منبر رکھنے کا حکم دیا جب سورج کا کنارہ نکل آیا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا! آپ لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم مجھے پکارو! اور اس نے تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے پھر دعا کی:

الحمدللّٰه رب العالمین٥الرحمن الرحیم٥مالك یوم الدین٥لا اله الا اللّٰه یفعل ما یُرِیْدُ ٥اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰی خَیْرٍ۔ (ابوداؤد ص ۱۶۵)

"تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اے اللہ صرف تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی اور ہم فقیر ہیں ہم پر بارش برسا اور ہم پر جو بارش برسائے وہ روزی اور بھلائی تک پہنچنے والی ہو۔

۲۔ نہایت عاجزی اور خشوع کے ساتھ درج ذیل دعائیں بار بار پڑھیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا، ہمیں پانی پلا، اے اللہ ہمیں پانی پلا۔

ب۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مَّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ اٰجِلٍ۔

اے اللہ ہمیں پانی پلا، ہم پر ایسی بارش برسا جو ہماری پیاس بجھادے جو ہلکی پھوار بن کر غلہ اگانے والی، نفع پہچانے والی، نقصان سے محفوظ اور جلد آنے والی ہو، تاخیر والی نہ ہو۔

ج۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

اے اللہ اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر دے۔ اپنی رحمت کو پھیلادے اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے۔

اس دعا میں چادر کا پلٹنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ لہذا سنت نبوی ﷺ کے مطابق چادر کا اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر کرنے کیلئے داہنے کندھے پر پڑے ہوئے پلو کو بائیں کندھے پر لائیں اور بائیں پلو کو دائیں کندھے پر ڈالیں اور اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیں۔

ان دعاؤں کے بعد منبر سے اتر کر عید کی دو رکعت کی طرح بارہ زائد تکبیروں کے ساتھ نماز استقاء ادا کی جائے اور اس میں دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی جائے۔ نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، وغیرھم)

جمعہ کی قضاء

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے، البتہ اگر یہ وقت نکل جائے یا کوئی شخص جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو بعد میں اس کی قضا اس پر لازم ہو گی جمعہ کی نماز کے نکل جانے کے بعد اسے جمعہ کی دو رکعتیں نہیں بلکہ ظہر کی چار رکعتیں ادا کرنی پڑیں گی۔ کیونکہ ظہر اصل ہے اور جمعہ اس کے قائم مقام ہے، جب قائم مقام ساقط ہو گا تو اصل اپنی جگہ قائم ہو گی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من ادرك ركعة من الصلوٰة فقد ادرك الصلوٰة۔ (مسلم)

جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جمعہ کی ایک رکعت بھی مل جائے تو وہ باقی ایک رکعت پڑھ لے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے :

ما ادرکتم فصلوا و مافاتکم فاتموا

جتنی نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔

جماعت میں شامل ہونے کے بعد چونکہ اس سے دو رکعتیں فوت ہوتی ہیں اس لئے اصولی طور پر اسے دو ہی رکعتیں ادا کرنی چاہئیں حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمت اللہ علیہ نے بھی اسی مسلک کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ دارقطنی اور نسائی میں موجود وہ روایت جس میں یہ صراحت ہے کہ اگر کوئی بھی رکعت نہ ملے یعنی وہ شخص دوسری رکعت میں بھی سجدے اور قعدے یا رکوع وغیرہ میں شامل ہوتا ہے تو اسے ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں، یہ روایت ضعیف ہے اس لئے اس پر مسئلہ کی بنا نہیں رکھی جا سکتی۔

اِحتیاطی ظہر

احناف کا مسلک ہے کہ گاؤں یا دیہات وغیرہ میں جمعہ اور عیدین کی نماز ادا نہیں کی جا سکتی، اس لئے اب اگر بعض دیہاتوں میں جمعہ ہوتا ہے تو اس کے بعد لوگ احتیاطی ظہر پڑھتے ہیں اس شک کی بنیاد پر کہ ہو سکتا ہے ہمارا جمعہ نہ ہوا ہو، حالانکہ کسی بھی مسئلہ میں شک کی بنیاد پر عمل کرنا حرام ہے لیکن صرف جمعہ کے مسئلہ میں ہی نہیں بلکہ عمومی طور پر احناف کا یہ عقیدہ ہے جسے فتاویٰ شامی کے مقدمے میں مناسب جگہ دی گئی ہے۔ جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :

مذھبنا صوابٌ یحتمل الخطاء و مذھب

المخالف خطاء یحتمل الصواب (مقدمہ شامی)

ہمارا مذہب درست ہے لیکن غلط ہونے کا بھی امکان ہے اور مخالف کا مذہب

غلط ہے لیکن صحیح ہونے کا بھی امکان ہے۔

اس عبارت سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ صرف جمعہ کے مسئلہ پر ہی نہیں بلکہ پورا مذہب شک پر مبنی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ شک اور ایمان دونوں متضاد چیزیں ہیں۔

احتیاطی ظہر پڑھنے کا عمل صریحاً بدعت ہے۔ قرآنِ مجید کے اُن الفاظ پر ہی اگر اکتفاء کر لیا جائے جو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب العالمین نے سورۃ جمعہ کے آخری رکوع کی ابتداء میں کیے ہیں تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

یاایّھاالّذین آمنوااذانودی للصّلوٰۃ من یوم الجمعۃ

فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ ....الخ

اے ایمان والو جب تمہیں جمعہ کی نماز کے لئے (اذان کی صورت میں) بلایا جائے

تو فوراً اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف دوڑو۔

اس میں اللہ نے جمعہ کی نماز کے لئے صرف ایمان کی قید لگائی ہے شہری یا دیہاتی ہونے کی کوئی قید موجود نہیں ہے، اس حکم سے معلوم ہوا کہ جمعہ ہر ایمان والے پر فرض ہے چاہے اس کا گھر کسی بستی میں ہو یا کسی شہر میں، اگر وہ صاحبِ ایمان ہے اور اسے کوئی شرعی عذر لاحق نہیں ہے تو وہ جمعہ ادا کرے لہٰذا جمعہ پڑھ کر احتیاطی ظہر پڑھنا خلافِ شرع ہے۔

جمع بین الصلوٰتین

جمع بین الصلوٰتین سے مراد دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا ہے۔

مثلاً ظہر اور عصر ایک وقت میں اکٹھی پڑھنا، اور مغرب اور عشاء ایک وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع بین الصلوٰتین کہلاتا ہے۔

جمع بین الصلوٰتین کی اقسام

جمع بین الصلوٰتین کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) جمع تقدیم (۲) جمع تاخیر (۳) جمع صوری

(۱) جمع تقدیم :-

جمع تقدیم اس جمع کو کہتے ہیں کہ کسی نماز کو مقدم کر کے اس کے وقت سے قبل پہلی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھ لیا جائے۔

مثلاً...... عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھ لینا اور عشاء کو مغرب کے وقت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھ لینا جمع تقدیم کہلاتا ہے۔

(۲) جمع تاخیر :-

پہلی نماز کو اُس کا وقت گزار کر بعد والی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھنا جمع تاخیر کہلاتا ہے۔

مثلاً...... ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ ملا کر پڑھنا اسی طرح مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنا جمع تاخیر کہلاتا ہے۔

(۳) جمع صوری :-

جمع صوری سے مراد یہ ہے کہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ہوں، پہلی نماز اپنے آخری وقت میں ادا ہو اور دوسری نماز اپنے اوّل وقت میں ادا ہو، اسی طرح نمازیں تو اکٹھی ادا ہونگی لیکن اپنے اپنے وقت میں ادا ہوں گی۔

مثلاً...... ظہر کو اتنا لیٹ کیا جائے کہ اس کا آخری وقت آجائے، جب ظہر ادا کر چکیں تو عصر کا وقت شروع ہو جائے، اب آپ عصر بھی ادا کر لیں اسی طرح مغرب کو مؤخر کریں اور اس کے آخری وقت پر ادا کریں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھیں۔ یہ جمع صوری ہے۔

چنانچہ مندرجہ بالا تینوں اقسام سے متعلق ہمیں اسوہء نبوی ﷺ سے ثبوت ملتا ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ ﷺ اذا اراد ان یجمع بین الصلوتین فی السفر اخر الظھر حتی ید خل اوّل العصر ثم یجمع بینھما...... (مسلم)

رسولِ اکرم ﷺ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر کو اتنا مؤخر کرتے کہ عصر کا وقت آجاتا پھر دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے (مسلم)

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو باہم جمع کیا (راویِ حدیث ابو طفیل) نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟

انھوں نے جواب دیا: اراد ان لا یحرج امته تاکہ امّت کو تکلیف نہ ہو۔

(امت کی آسانی کے لیے ایسا کیا گیا) .... (مسلم)

مندرجہ بالا دونوں روایتیں سفر سے متعلق ہیں لیکن رحمت للعلمین ﷺ کی اپنی امت سے شفقت کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں مقیم رہ کر بھی بغیر کسی عذر کے محض امت کی آسانی کے لیے نمازوں کو جمع کیا چنانچہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔

جمع بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء بالمدینة

من غیر خوفٍ ولا مطرٍ قیل لابن عباس ما اراد بذالك قال

اراد ان لا یحرج امته.................. (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو بغیر دشمن کے خوف اور بغیر بارش کے جمع کر کے پڑھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا آپ ﷺ کا ارادہ امت کے لیے آسانی فرمانا تھا۔

(۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اگر سفر کا آغاز سورج ڈھلنے سے پہلے ہوتا تو آپ ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور اگر روانگی سورج ڈھلنے کے بعد ہوتی تو آپ ﷺ عصر کو مقدم کر کے ظہر کیساتھ جمع کرتے۔

اسی طرح شام کے وقت اگر غروبِ آفتاب سے قبل روانگی ہوتی تو آپ مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کرتے اور اگر روانگی غروبِ آفتاب کے بعد ہوتی تو آپ عشاء کو مقدّم کر کے مغرب کے ساتھ جمع کرتے (ابوداؤد)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان یجمع المغرب والعشاء یؤخر هذه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی آخر وقتها و یعجل هٰذه فی اول وقتها (طبرانی)

بیشک نبی کریم ﷺ مغرب و عشاء اس طرح جمع فرماتے تھے کہ مغرب اپنے آخری وقت میں اور عشاء اپنے اول وقت میں ادا ہوتی تھی (اسے جمع صوری کہتے ہیں)

(۵) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے مکہ معظمہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا یہاں تک کہ شام ہو گئی، ہم سمجھے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز بھول گئے ہیں ہم نے انھیں یاد دلایا پس آپ خاموشی سے چلتے رہے۔

حتی کا دالشفق ان یغیب ثم نزل فصلی وغا ب الشفق

وصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال هٰكذا كنّا نصنع مع

رسول الله ﷺ اذا جدَّ به السير (نسائی)

یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہو گئی: پھر آپ سواری سے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی اور جب شفق غائب ہوئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہمیں جب سفر میں جلدی ہوتی ہم رسولِ اکرم کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے (نسائی)

مذکورہ روایات سے جمع بین الصلوٰتین کی تینوں اقسام کا ثبوت ملتا ہے لہٰذا تینوں طریقوں پر عاملِ سنت کی حیثیت سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔

اگر چہ رسولِ اکرم ﷺ سے مدینہ میں رہتے ہوئے بغیر کسی عذر کے نمازیں جمع کرنا بھی ثابت ہے تاہم یہ آپ ﷺ کا معمول نہیں تھا، معمول یہی رہا ہے کہ ہر نماز اسکے اول وقت میں ادا فرماتے اور عشاء کو تاخیر سے پڑھنا پسند فرماتے لہٰذا ہمیں بھی بلا عذر شرعی جمع بین الصلوٰتین کو معمول نہیں بنالینا چاہیے۔

سفر ہو، بارش ہو، دشمن کا خوف ہو، خراب حالات کی بناء پر بار بار گھر سے باہر نکلنا محال ہو، مریض ہو جس کے لیے بار بار وضو کرنا یا آنا جانا دشوار ہو وہ اس سہولت سے ضرور فائدہ اٹھائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع بین الصلوٰتین اور سنتیں

جب دو نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی جماعت کے بعد سنتیں وغیرہ چھوڑ دیں اور دوسری جماعت کھڑی کر دیں مثلاً اگر ظہر اور عصر جمع کر رہے ہیں تو ظہر کے بعد سنتیں چھوڑ دیں اور عصر پڑھ لیں۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کرتے وقت مغرب کی سنتیں چھوڑ دیں اور اگر جمع بین الصلوٰتین سفر کی وجہ سے ہو تو سفر میں سنتوں کی چھوٹ شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی اور ہر ایک کے ساتھ اقامت کہی گئی۔ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا : اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۴۸ بحوالہ بخاری و نسائی)

(۲) اسی طرح کی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد، نسائی اور مسلم شریف کے حوالے سے بھی مروی ہے جس میں باقی عبارت تو یہی ہے البتہ اذان کا اضافہ ہے۔
(ان دونوں نمازوں کیلئے اذان ایک دی گئی اور اقامتیں دو کہی گئیں)۔ (حوالہ مذکورہ)

(۳) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں سواریوں سے اتر کر اچھی طرح وضو فرمایا پھر اقامت کہی گئی پس آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر لوگ جلدی سے اپنے اونٹوں کو ان کے ٹھکانوں کی طرف ہانکنے لگے۔ پھر عشاء کیلئے تکبیر کہی گئی پس آپ ﷺ نے عشاء پڑھائی : وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا : اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۴۹ بحوالہ بخاری و مسلم)

مذکورہ روایات سے یہ صراحت ملتی ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرتے وقت سنتوں کی چھوٹ ہے بالخصوص پہلی نماز کے بعد، البتہ آخری نماز کے بعد چونکہ ترک کی صراحت نہیں ہے اس لئے پڑھ لینی بہتر ہیں۔

(واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب { ۷ }

اذان کا بیان

فرمانِ رسول ﷺ

اذا حضرت الصلاۃ فلیؤذن لکم احدکم

جب نماز کا وقت ہو جائے تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی ایک اذان دے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

رسمِ اذاں رہ گئی روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
اقبال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذان

مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنے کی غرض سے جو کلمات بلند آواز سے ادا کئے جاتے ہیں انہیں اذان کہا جاتا ہے۔ اذان کی ابتداء ۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور ان کے لئے نماز کے اوقات کی پہچان اور جماعت کے لئے بیک وقت حاضری کی تعیین دشوار ہو گئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مختلف مشورے دیے بعض نے ناقوس کا مشورہ دیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا وہ عیسائیوں کا شعار ہے۔

بعض نے بگل کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہودیوں کا شعار ہے بعض نے دف بجانے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رومیوں کا طریقہ ہے جب کسی بات پر اتفاق نہ ہوا تو حضور ﷺ فکر مند ہو کر اللہ سے رہنمائی کی دعا کرنے لگے چنانچہ اسی رات حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جیسا خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور اس کے الفاظ بلند آواز سے ادا کرتا ہے اور اسی طرح اقامت کے الفاظ بھی۔

صبح سویرے دونوں صحابیوں نے اپنا اپنا خواب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اسے الٰہی اشارہ یقین کرتے ہوئے اذان کا حکم دیا اور فرمایا۔

اذا حضرت الصلاۃ فلیؤذن لکم احدکم (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

جب نماز کا وقت ہو جائے تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی ایک اذان دے۔

دو صحابی عہدِ نبوی ﷺ میں مستقل مؤذن رہے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسجدِ نبوی ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤذن مقرر ہوئے اور دوسرے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ شریف میں مسجدِ حرام یعنی بیت اللہ کے مؤذن مقرر ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اذان آپ نے سکھلائی اسکے الفاظ دوہرے اور تکبیر کے الفاظ اکہرے سکھلائے جب کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے جو اذان کے الفاظ سکھلائے اس میں شہادتین کے الفاظ چار چار مرتبہ اور تکبیر کے الفاظ دہرے سکھلائے جس کی تفصیلی بحث ہم انشاء اللہ اس کے اپنے محل پر آئندہ صفحات میں کریں گے۔

اذان کی ابتداء

جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں یہ بات واضح کی ہے کہ اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ہوئی اس بات کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واذانا دیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا

ذالك بانھم قوم لا یعقلون..........(مائدہ:۹)

اور تم جب نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس
کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ
ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔

یہ مدنی سورۃ ہے جس سے مدینہ میں ہی آغاز کا اشارہ ملتا ہے۔ اسی طرح سورۃ جمعہ جس میں جمعہ کی اذان کا ذکر ہے وہ بھی مدنی سورۃ ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکم مدینہ میں دیا گیا ہے اس پر بعض معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اذان کی فرضیت صرف کسی صحابی کے خواب پر رکھ دی گئی ہے جب کہ قرآن مجید کی مذکورہ دونوں آیات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ کام اللہ کی وحی سے شروع کیا گیا۔

البتہ صحابہ کرام کے خواب کی تصدیق جب رسول اللہ ﷺ نے فرمادی اور آپ ﷺ نے اسے اشارۂ خداوندی تسلیم کر کے جاری کر دیا تو اب اس کی حیثیت وہی ہو گئی جو باقی مسنون اعمال کی ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائلِ اذان

رسول اللہ ﷺ کے دور میں اذان کے الفاظ امن کی ضمانت تھے آپ ﷺ صحابہ کرام کو حکم کرتے کہ جس نئی جگہ پر حملہ کرنا مقصود ہو تو نماز کے وقت کا انتظار کرو اگر وہاں سے اذان کی آواز آئے تو وہاں سے پلٹ جاؤ اور اس بستی پر حملہ نہ کرو۔

چنانچہ مسلم شریف میں یہ موجود ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کسی جنگل میں اذان کی آواز سنی کہ اذان دینے والا ''اللہ اکبر'' کے الفاظ کہہ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ فطرت یعنی اسلام کے الفاظ ہیں پھر آپ ﷺ نے ''شہادت'' کے الفاظ سنے تو فرمایا:

انہوں نے آگ سے نجات پائی جب صحابہ کرامؓ نے دیکھا تو وہ ایک بکریاں چرانے والا چرواہا تھا جو اذان کہہ رہا تھا۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:
مؤذن کی آواز کو جہاں تک جن، انسان اور دیگر چیزیں سنتی ہیں، قیامت کے دن وہ اس کے لئے گواہی دیں گی۔ (بخاری)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سات سالوں تک حصولِ ثواب کی نیت سے اذان دی اس کے لئے دوزخ کی آگ سے چھٹکارا لکھ دیا جاتا ہے۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

(۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنا ثواب اذان سن کر نماز پڑھنے والے کو ملتا ہے اتنا ہی ثواب اذان دینے والے کو بھی ملتا ہے۔ (نسائی)

(۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ''مکانِ روحا'' تک چلا جاتا ہے۔
(مکانِ روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر واقع ہے)۔ (مشکوٰۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤذن کی شان

اذان شعارِ اسلام ہے بلاشبہ جو شخص ان کلمات کو رات دن ادا کرے گا اس کا رُتبہ بھی بلند ہوگا۔
حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاریخ اسلام میں جو مرتبہ حاصل ہے اس سے کوئی کلمہ گو ناواقف نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی اور خلیفۃ المسلمین بھی جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہیں تو سیدنا بلال کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، لیکن بظاہر دیکھا جائے تو وہ مسجدِ نبوی ﷺ کے صرف مؤذن تھے جب اذان کے کلمات کو ادا کرتے تو ان کی آواز میں اللہ نے غضب کی تاثیر رکھی تھی جو دلوں پر بجلی کی طرح اثر انداز ہوتی تھی۔
مسلم کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا!
قیامت کے دن تمام لوگوں میں لمبی گردن والا مؤذن ہوگا۔

یعنی جس طرح اذان کے ذریعہ وہ اللہ کی بڑائی کا اعلان کرتا ہے۔ اللہ بھی قیامت کے دن باقی لوگوں پر اسے بلند رتبہ اور امتیازی شان عطا کرے گا۔

(۲) جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صف اول میں شمولیت اور اذان دینے کی فضیلت کا اگر لوگوں کو علم ہو جائے تو قرعہ اندازی کر کے بھی وہ حاصل کرنا پڑے تو وہ کریں گے۔

اذان کا جواب دینا

(۱) حدیث پاک میں مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ مؤذن تو ہم سے بہت فضیلت لے گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مؤذن جو کچھ کہے وہ تم بھی کہو، اس کے بعد تم جو بھی مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کا جواب دیتا ہے اور اس پر اس کا ایمان بھی ہو تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اسلام نے یہ بات پسند کی ہے کہ کوئی شخص نیکی سے محروم نہ رہے بلکہ سب کے سب اس کارِ خیر میں شریک ہوں، کیونکہ محلے میں اگر ایک مسجد ہے تو ظاہر ہے کہ اذان پورا محلّہ نہیں دے گا بلکہ صرف ایک مؤذن دے گا۔ لیکن اس کے جواب کی ترغیب دے کر سب کو اس کے اجر و ثواب میں شامل فرمادیا۔

(۴) مسلم شریف کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! اذان کے وہی الفاظ دہرائے جائیں جو الفاظ مؤذن کہتا ہے سوائے حیَّ علی الصّلوٰۃ اور حیَّ علی الفلاح کے، ان کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ کہا جائے۔

اسی حدیث کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں یہی الفاظ دہرانے کو درست سمجھا ہے چونکہ جہاں ان الفاظ کے خلاف کہنا تھا وہاں صراحت فرمادی گئی۔ یہاں بھی اگر دوسرے الفاظ کہنے مقصود ہوتے تو اس کی بھی ضرور صراحت ہوتی۔

نوٹ:— تکبیر کے الفاظ کا جواب دینا کسی بھی صحیح حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اذان کی حکمت

اذان اللہ کی عبادت کی طرف بلانے کا بہترین ذریعہ ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مختلف قوموں اور مختلف مذاہب میں عبادت کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے طریقے مختلف رہے ہیں۔ کسی نے ناقوس اور کسی نے گھڑیال اور گھنٹے استعمال کئے، لیکن اگر انصاف کیا جائے تو ان میں سے کوئی بھی چیز اذان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے رسمی بندشوں، سیپوں اور سینگوں کی تلاش سے امت کو بے نیاز کردیا ہے اس کے علاوہ اذان کے لئے ایسے کلمات منتخب کئے گئے جو فی الحقیقت اسلام کا خلاصہ ہیں گویا بلاوے کا بلاوہ بھی ہے اور عبادت کی عبادت بھی، دنیا میں ہزاروں علماء اور دانشور گزرے ہیں اور بڑے بڑے قومی لیڈر پیدا ہوئے ہیں مگر بکھری انسانیت کو یکجا کرنے اور ایک جت پر لانے کیلئے کسی نے ایسا نرالا اور ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پُر حکمت طریقہ کار اختیار نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے کبھی ایسی دلکش آواز بلند کی کہ جس کے روحانی اثرات اور جوش وجذبہ سے سرشار ہو کر اللہ کے بندے اللہ کے دربار میں آجمع ہوں، یہ خاصہ تو صرف اذان کے الفاظ کو حاصل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی بھی قوم ایسی نہیں گزری جس نے شہروں اور وادیوں میں، میناروں اور پہاڑوں پر، گلی کوچوں میں اس شدومد سے اپنے سچے اصولوں کی اسی طرح منادی کی ہو جس طرح مسلمانوں نے یہ منادی کی ہے۔

اذان دینے کا طریقہ

سب سے پہلے مؤذن کا انتخاب ہے اذان دینے کے لئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو بلند آواز بھی ہو اور حُسنِ صوت کا بھی مالک ہو اور اذان کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا کر سکتا ہو ورنہ دیکھا یہ گیا ہے کہ اکثر مساجد میں اذان دینے کے شوقین کثرت سے موجود ہوتے ہیں جن میں سے زیادہ تر افراد وہ ہوتے ہیں جن کی بتیسی ہی غائب ہوتی ہے بس سائرن (Sairun) کی شکل کی آواز تو سنائی دیتی ہے لیکن الفاظ کی تفہیم نہ دارد، بعض مساجد کے پڑوس میں واقع گھروں میں اذان کی آواز سنتے ہی بچے چیخ کر اپنی ماں سے چمٹ جاتے ہیں۔

لہٰذا کسی اچھے مؤذن کا انتخاب کرنے کے بعد اذان کو مسنون طریقہ پر دیا جانا چاہئے۔

(۱) مؤذن کو چاہئے کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر اذان دے۔ (ابوداؤد)

اس میں شاید یہی حکمت ہے کہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اگر اذان دی جائے گی تو آواز کافی دور تک جائے گی فی زمانہ چونکہ اسپیکر کا رواج ہے اور مسجد کے میناروں پر ہارن وغیرہ باندھ دیے جاتے ہیں جس سے وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اب مساجد میں اونچی جگہوں کا انتظام نہیں کیا جاتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سنت کی نیت سے اونچی جگہوں کا انتظام کیا جائے تو یہ عمل اجر وثواب اور اپنے روحانی افادات سے خالی نہ ہوگا۔

(۲) اذان دیتے وقت مؤذن کو چاہئے کہ اپنی انگلیاں کانوں کے اندر کرے۔ (ترمذی)

انگلیوں سے مراد شہادت کی انگلی ہے دونوں شہادت کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں کے سوراخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر رکھ کر اذان دے۔

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان دینے کو کہا تو ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے اس سے تیری آواز بلند ہو گی۔

(۳) مؤذن کو چاہئے کہ حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہتے وقت اپنے چہرے کو دائیں اور بائیں گھمائے۔ (مسلم)

یعنی پہلے کلمات پر دائیں طرف اور دوسرے کلمات پر بائیں طرف اپنے چہرے کا رخ کرے۔

حضرت بلالؓ کی اذان کے کلمات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ☆☆ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ☆☆ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ کہو اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہو،

سوائے قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے۔ (بخاری، مسلم ج ا ص ۱۶۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا بلالؓ کی اقامت کے کلمات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ☆☆ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ ☆☆ قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حضرت ابو محذورہؓ کی اذان کے کلمات

بلند آواز سے کہے : اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

پھر آہستہ آواز سے کہے : اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ☆☆ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ☆☆ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر بلند آواز سے کہے : اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ☆☆ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ☆☆ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ☆☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(ابو داؤد، مسلم ج ا ص ۱۶۵)

نوٹ :۔اس اذان کو اذانِ ترجیع کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ مسلم کی اس روایت میں اللہ اکبر کے الفاظ چار کی بجائے دو مرتبہ ہیں۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اقامت کے کلمات

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ☆☆ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ☆☆ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ☆☆ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ☆☆ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ☆☆ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆☆ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (ابو داؤد)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مؤذنِ رسول ﷺ کے نام سے معروف ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں اصحابِ رسول ہیں اور تینوں کو مؤذن رسول ہونے کا شرف حاصل ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجدِ نبویؐ میں پنج وقتہ نماز کی اذان پر مامور تھے اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں مسجد الحرام (بیت اللہ شریف) کے مؤذن مقرر تھے اور انہیں یہ اذان رسول اللہ ﷺ نے از خود اپنی زبان مبارک سے سکھلائی تھی اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجدِ نبوی میں عموماً تہجد کی اذان دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت اور بھی مروی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اذان کے مجھے انیس ۱۹ کلمات اور اقامت کے سترہ ۱۷ کلمات سکھلائے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ اکبر کے الفاظ چار مرتبہ ہیں۔ (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ وغیرھم)

البتہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فجر کی اذان میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ حی علی الصلوٰۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دو مرتبہ "الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ" کے الفاظ بھی کہے جائیں۔

علاوہ ازیں برسات کے وقت یا سخت سردی کی راتوں میں یا ایسی دیگر وجوہات جن کے باعث گھر سے نکلنا دشوار ہو شارع علیہ السلام نے امت کے لئے مزید آسانی چھوڑی ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں تین مختلف کلمات وارد ہیں :

(۱) آپ ﷺ اذان دینے والے کو حکم دیتے کہ وہ اذان دے پھر آخر میں یہ جملہ کہے :

اَلاَصَلُّوْافِی الرِّحَالِ

خبردار نماز اپنے گھروں میں ادا کرو۔

(۲) آپ ﷺ حی علی الصلوٰۃ کی جگہ الصلوٰۃفی الرحال کا حکم دیتے۔

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا مؤذن حی علی الصلوٰۃ نہ کہے بلکہ اسکی جگہ صلوا فی بیوتکم کہے۔

یعنی نماز اپنے گھروں میں ادا کرو۔ (بخاری کتاب الجمعہ)

صحیح مسلم ج ا ص ۱۶۴ پر مروی ہے کہ مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کے الفاظ الگ الگ نہ کہے بلکہ دو مرتبہ ایک ایک سانس میں ادا کرے یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر ایک سانس میں اور اللہ اکبر اللہ اکبر ایک سانس میں اسی طرح آخر میں لاالٰہ الااللہ سے قبل بھی اللہ اکبر اللہ اکبر ایک سانس نے میں کہے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے بعد حنین کے میدان میں ہم نوجوان مذاق کے طور پر مسلمانوں کی اذان کی نقل اتار رہے تھے نبی کریم ﷺ نے ہمیں دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور ہم سے باری باری اذان سنی آخر میں میری باری آئی میں نے اذان کہی تو مجھے اپنے قریب بٹھالیا میری پیشانی پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور تین مرتبہ برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا جاؤ تمہیں مسجدِ حرام (بیت اللہ) کا مؤذن مقرر کیا جاتا ہے۔ (نسائی)

-=-=-☆-=-=-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذانِ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکہری اِقامت

رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے کلمات دُہرے اور تکبیر کے کلمات اکہرے بتلائے جب کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے کلمات ترجیع کے ساتھ اور تکبیر (اقامت) کے کلمات دوہرے سکھلائے جن کی تفصیل آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

اب ہونا یہ چاہئے کہ اگر اذان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی دی جائے تو تکبیر بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی کہی جائے اور اگر اذان حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی دی جائے۔ یعنی ترجیع کے ساتھ تو پھر تکبیر (اقامت) بھی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی کہی جائے۔ یہی اتباعِ سنت کا تقاضا ہے مگر افسوس سے کہنا پڑھتا ہے کہ تقلیدی اذہان کی یہ عجیب منطق ہے کہ اذان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اور اقامت حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی کہہ کر علم حدیث پر یہ احسان کر دیا جاتا ہے کہ ہمارا عمل تو بیک وقت دونوں حدیثوں پر ہو جاتا ہے۔

ہم اقامت مکہ والی کہتے ہیں اور اذان مدینہ والی اس سے احادیث کی محبت ثابت ہو یا نہ ہو، مکہ اور مدینہ سے وابستگی کا بر ملا اِظہار ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو، البتہ اس سے کوفہ سے وابستگی اور مذہبِ کوفہ سے محبت کا ثبوت ضرور ہے ملتا ہے۔

معمولی پڑھا لکھا شخص بھی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حکیم نے مریض کے علاج کے لئے جو پُڑیا دہی کے ساتھ کھانے کو دی ہے اسے دہی کے ساتھ کھانا چاہیئے اور جو پڑیا دودھ کے ساتھ کھانے کو دی ہے اسے دودھ کے ساتھ کھانا چاہیئے، اب اگر مریض یا اس کے متعلقین اپنے طور پر یہ فرض کر لیں کہ جانا تو دونوں دوائیوں نے پیٹ ہی میں ہے دہی والی پڑیا دودھ کے ساتھ اور دودھ والی پڑیا دہی کیساتھ کھا لینے میں کیا حرج ہے؟

اس کے حرج کا پتہ تو صرف اس وقت چلے گا جب مریض ہسپتال سے گھر آنے کی بجائے قبرستان کی طرف روانہ ہو گا۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے خلاف نہیں کرتا، چنانچہ حدیث پاک میں بھی مؤمن کا یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصف بیان کیا گیا ہے کہ:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔(بخاری)

فرمایا کہ اس وقت تک کوئی مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں (محمد ﷺ)

اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اذان پر اُجرت لینے کا مسئلہ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مؤذن اس شخص کو رکھا جائے جو اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔

اس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اذان دینے پر اذان کی اُجرت نہ لی جائے اور نہ ہی مسجد کے متولیان کو اُجرت پر مؤذن رکھنا چاہیے، لیکن فی زمانہ وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں علماء نے بعض حکمتوں اور تقاضوں کے پیشِ نظر اجرت کو جائز قرار دیا ہے مگر سچ یہ ہے کہ مؤذّن اگر صرف مؤذّن ہے مسجد میں اذان دینے کے سوا اس کی اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے تو اُسے اذان کی اُجرت نہیں لینی چاہیے اور اگر وہ اذان کے ساتھ مسجد کی صفائی، ستھرائی، نگرانی اور نمازیوں کی آمد سے قبل مسجد کا گیٹ کھولنا اور نمازیوں کے جانے کے بعد حفاظتی اقدامات کے ساتھ اسے بند کرنے پر بھی مامور ہو تو یہ اس کی اضافی ذمہ داریاں ہیں جس کی تنخواہ لینے کا حق بالاتفاق رکھتا ہے۔ یہ معاوضہ اذان کا معاوضہ نہیں کہلائے گا بلکہ اسکی دیگر ذمہ داریوں کا معاوضہ ہوگا۔

فی زمانہ جہاں مہنگائی اس قدر زوروں پر ہے اگر اسے اپنی روزی کمانے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے تو لامحالہ وہ اذان کو روزانہ گھڑیوں کے حساب سے مقررہ وقت پر نہیں کہہ سکے گا۔

چونکہ اَب دیواروں کے سائے دیکھ کر نمازیں ادا نہیں کی جاتیں جس میں بادل کے دنوں میں تاخیر کرنے کا بھی حکم ہے اس لیے جو چھوٹ، وقت کی کمی بیشی کے بارہ میں ان اندازوں میں ہو سکتی تھی اَب گھڑیوں نے اس چھوٹ کو ختم کر کے ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کا حساب ہمارے سامنے رکھ دیا ہے اور نمازی حضرات بھی مسجد میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلی نگاہ محراب کے دائیں یا بائیں لگے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھڑیال (WALL CLOCK) پر ڈالتے ہیں، اب اگر مؤذن گنڈیریاں، پکوڑے، سبزی یا فروٹس وغیرہ کا ٹھیلا لگائے گا تو لامحالہ اسے اکثر اوقات آگے پیچھے ہونا پڑے گا اور یہی چیز عصر حاضر میں نمازیوں کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دِہ اور ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔

جمعہ کی دو اذانیں

عہدِ نبوی ﷺ میں جمعہ کے دن ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی اور وہ اس وقت ہوتی تھی جب رحمت عالم ﷺ بغرضِ خطبہ منبر پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔

عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی تک یہی طریقہ رائج رہا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ کے دورِ خلافت میں لوگوں کی تعداد بڑھ گئی جس سے تمام لوگوں تک آواز نہیں پہنچتی تھی، اس لئے ان تک آواز پہچانے کیلئے اسی وقت اذان دی جاتی تھی جب مسجدِ نبوی میں اذان ہوتی تھی تاکہ لوگ اپنی دکانیں اور کاروبار بند کر کے مسجد میں پہنچیں۔ (بخاری، ج۱ ص ۱۲٤ کتاب الجمعۃ عن سائبؓ)

اور خطبے والی اذان جو عہد نبوی سے چلی آرہی تھی وہ اپنی جگہ جوں کی توں موجود رہی اور اس عمل پر کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری کردہ عمل سے پہلے عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی کا عمل بخاری اور ابوداؤد وغیرہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان اصل میں ایک ہی اذان ہے اور وہ وہی اذان ہے جو خطیب کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد دی جاتی ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ اذان وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر تھی سو وہ ضرورت اگر آج بھی باقی ہو تو سنتِ عثمان پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے لیکن فی زمانہ مساجد میں اوقات کے کیلنڈر اور ہر شخص کی کلائی پر آویزاں گھڑیاں دوسری اذان کو غیر ضروری بنادیتی ہیں۔

کیونکہ ہر شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ جس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں وہاں خطبہ اتنے بجے شروع ہوتا ہے، لہٰذا وہ اس حساب سے اپنی تیاری کریں اور اگر پھر بھی ضرورت باقی رہے تو اس دوسری اذان کا جواز سنتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمانی کے عین مطابق بازار کی حد تک تو درست ہے لیکن مسجد میں دو اذانوں کا ذکر شاید خلفاء راشدین کے دور میں نہ مل سکے۔

اس لیے ہمیں جس قدر ہو سکے اجتناب کرنا چاہیے جب تک کہ ایسی ہی مجبوریاں لاحق نہ ہوں جیسی کہ عہدِ عثمانی میں تھیں۔

تہجد اور سحری کی اذان

مسجد میں بارہ مہینے تہجد کی اذان دی جا سکتی ہے رمضان میں اسی اذان کو سحری کی اذان کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

البتہ عصرِ حاضر کی بعض مساجد میں صرف رمضان کے مہینے میں سحری کی اذان کا اہتمام کیا جاتا ہے اور باقی گیارہ مہینے اس اذان کو ترک کر دیا جاتا ہے جس کا سب سے بڑا نقصان (LOSS) یہ ہوتا ہے کہ فقہی مذاہب اس پر چیخ اٹھتے ہیں کیونکہ یہ چیز ان کے لیے نئی اور نامانوس ہوتی ہے اگر پورے بارہ مہینے کسی بھی محلے والے اس اذان کو سنتے تو وہ اس آواز سے اس قدر مانوس ہوتے کہ رمضان کے مہینے میں بھی انھیں اس پر کچھ بھی تعجب نہ ہوتا۔

لوگ اعتراض یہ کرتے ہیں کہ اگر سحری کے وقت اذان دی جائے تو ان کو یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ فجر کی اذان نہ ہو، حالانکہ گھڑیوں کا رواج عام ہو جانے سے اب اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں رہی اور پھر رسول اکرم ﷺ نے بھی تہجد (سحری) کی اذان اور فجر کی اذان کے مابین اس مغالطے کا ایک خوبصورت حل فرمایا:

ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتیٰ یؤذن ابن ام مکتوم (بخاری ج ا ص ۸۷ عن ابن عمرؓ)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس وقت تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں (تب رُک جایا کرو)

آپ ﷺ نے اس دھوکے کا ازالہ یوں فرمایا کہ تہجد (سحری) کی اذان کیلئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور فجر کی اذان کے لئے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا، تاکہ لوگ ان دو مختلف شخصیتوں کی مختلف آوازوں کے فرق کو جان کر یہ صحیح اندازہ کر سکیں کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتے رہتا ہے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر کھانا پینا بند کر دیتا ہے۔ سو یہ حل فی زمانہ بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔

ادعیہ مسنونہ بعد الاذان

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے اور جب اذان ختم ہو جائے تو پھر مجھ پر درود بھیجو پس جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد رسولِ اکرم ﷺ پر درود بھی پڑھا جانا چاہیے اس کے بعد درج ذیل دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ

اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَبْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ

اے اللہ اس اذان کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقامِ محمود پر پہنچادے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ (مسلم)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ دعا پڑھے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جاتی ہے (بخاری)

وسیلہ کی تشریح

بعض جُہلا اور بد عقیدہ لوگ اذان کی اس دعا میں موجود لفظ "الوسیلہ" سے دھوکہ کھا کر عوام الناس کو بھی دھوکا دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے تائیں یہ گمان کرتے ہیں کہ اس دعا میں رسولِ اکرم ﷺ کے لیے نہیں بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ یہ ایسی دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے جس سے حدیث کی روح پلٹ جائے رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے اس وسیلہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فانھا منزلۃٌ فی الجنۃِ لاتنبغی الا لعبدٍمن عباداللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارجوا ان اکون انا هو فمن سال لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة۔(مسلم ج ا ص ١٦٦)

بے شک وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جو سوائے ایک بندے کے کسی اور کے لیے
نہیں ہے اور امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس شخص نے میرے لیے اسے
مانگا اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (مسلم) ص ١٦٦ ج ١

اس تصریح سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ وسیلہ جنت میں ایک اہم ترین مقام کا نام ہے اور رسولِ اکرم نے اسی مقام کے حصول کی خواہش فرمائی، اللہ سے امید رکھی اور امت کو اپنے لیے اللہ سے دعا کرنے کا حکم دیا۔ اس کا فائدہ امت کو یہ بتایا کہ اگر میرے لیے جنت کا وہ مقام یعنی وسیلہ اللہ سے مانگو گے تو اس کے صلہ میں تمہیں میری شفاعت جیسی نعمتِ عظمٰی نصیب ہو گی۔

مقامِ محمود

مقامِ محمود ایسی تعریف و ستائش والا مقام ہے جہاں آپ ﷺ جلوہ افروز ہو کر اپنی امت کو اپنی شفاعت جیسی نعمت سے نوازیں گے۔

چنانچہ جب آپ اس مقام پر تشریف فرما ہونگے تو تمام انبیاء، رسل اور خلقِ خدا کی زبان پر حضور ﷺ کی شان میں تعریفی کلمات جاری ہونگے اسی مناسبت سے اس مقام کو "مقامِ محمود" کہا جاتا ہے جتنی دعا رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو تعلیم فرمائی ہے یہ فضیلت اتنی ہی دعا کو حاصل ہے اپنی طرف سے دائیں بائیں، اول و آخر، یا عین وسط میں بغرضِ ثواب اضافہ فرمادینا نہ صرف مسنون دعا کے اثر کو زائل کر دیتا ہے بلکہ ایسا کرنے والے کو بدعت کا مرتکب بھی بنا دیتا ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں نے اس دعا میں "والفضیلة" کے بعد "والدرجة الرفیعة" کا اضافہ کیا ہے اور "وَعَدتَّه" کے بعد "وارزقنا شفاعته یوم القیٰمه" کے الفاظ بھی اضافی اور ملاوٹی ہیں۔

ان اضافوں اور ملاوٹوں کے جواز میں سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ آپ ان الفاظ کے معنی اور مفاہیم پر غور کریں کہ الفاظ کتنے اچھے ہیں؟ گویا اِس اچھے تصور نے فروغِ بدعت کا یہ دروازہ اچھے انداز میں اچھی طرح کھول دیا ہے۔

حالانکہ عقل و خرد کا جنازہ نکالنے والے ان اسکالرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگریوں کے حامل ڈاکٹرز اور فلاسفرز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پوچھا جائے کہ اگر کوئی شخص دودھ میں ایک بالٹی پانی ملا کر اسے فروخت کرے تو اسے تو آپ بے ایمان کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص دودھ میں عام پانی کی جگہ آبِ زم زم ڈال کر فروخت کرے تو اسے کیا کہیں گے ؟؟؟ (یاایھا الذین امنو اتقو اللہ حق تقتہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص مؤذن کی اذان کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ وہ دعا یہ ہے :

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا

وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا (مسلم)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔

مذکورہ تینوں دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں یا حسبِ توفیق ان تینوں میں سے کسی ایک دعا کا انتخاب بھی کیا جا سکتا ہے۔

اذانِ مغرب کی دعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مغرب کی اذان کے وقت میں یہ دعا پڑھا کروں :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ (ابوداؤد)

اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے اور تیرے مؤذنوں کے اذان دینے کا وقت ہے پس میری مغفرت فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان سے متعلقہ بدعتیں

اب چونکہ سائنسی دور ہے جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جارہا ہے توں توں شیطان بھی اپنی تحریک کو مزید فعال بنانے کے لئے ان سائنسی ایجادات سے خوب فائدہ اٹھا رہا ہے۔

چنانچہ جب سے بیٹریوں اور بجلیوں کے لاؤڈ اسپیکر مسجدوں میں لگے ہیں تب سے اذان کے اول و آخر میں اضافے کر دیے گئے ہیں اذان سے پہلے پانچ چار منٹ تک ٹریڈ مارکہ درود (MADE IN INDIA) پڑھا جاتا ہے۔ جسے صلوٰۃ و سلام کا نام دیا جاتا ہے جس دن بیٹری ڈاؤن (DOWN) ہو یا بجلی موجود نہ ہو اس دن صرف مسنون اذان پر اکتفاء کر لیا جاتا ہے۔

ہم نے بعض مشینیں تو بیٹری اور بجلی سے چلتی دیکھی تھیں سو اپنی زندگی میں بجلی اور بیٹریوں سے چلتے مذہب بھی دیکھ لئے ہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

انگوٹھے چومنا

جب رسول اللہ ﷺ کا نام مؤذن اذان میں لیتا ہے کلمہ پڑھنے والوں کا ایک مخصوص طبقہ حضور نبی کریم ﷺ سے اظہارِ محبت کے طور اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگا لیتے ہیں جو کھلی بدعت ہے۔

بھلا انگوٹھا اپنا، ہونٹ بھی اپنے اور آنکھیں بھی اپنی، اپنے ہونٹوں سے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگانے سے محبتِ رسول کا اظہار کیسے ؟

دنیا میں اگر کوئی شخص قرآن کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگاتا ہے تو دیکھنے والا بظاہر یہ سمجھتا ہے کہ اسے شاید قرآن سے پیار ہے اگر کوئی شخص کسی بچے کو چومتا ہے تو دیکھنے والا جب بھی یہی گمان کرتا ہے کہ اسے بچے کی ماں سے نہیں بلکہ بچے سے پیار ہے تو جب کوئی شخص اپنے انگوٹھے کو چومتا ہوا دیکھا جائے تو یہ کیوں نہ مانا جائے کہ اسے اپنے انگوٹھے کے ناخن سے پیار ہے۔

اللہ ہمیں ایسی نرالی اور جھوٹی محبتوں سے دور رکھے جو ہمیں بدعت کی دلدل میں دھکیل کر سنت کی نعمت سے محروم کر دے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنا

اذان کے بعد شارع علیہ السلام سے جس قدر دعائیں ثابت ہیں ان میں سے کسی دعا کے ساتھ بھی آپ ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے۔

بعض لوگ عمومی دلیل یہ دیتے ہیں کہ چونکہ دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے لہٰذا اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ اٹھا لئے جائیں تو کیا حرج ہے ؟

سو اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ سب سے بڑا حرج ہی یہی ہے کہ یہ خلافِ سنت ہے ورنہ پوری نماز دعا ہے اسے بھی ہاتھ باندھ کر پڑھنے کے بجائے ہاتھ اٹھا کر کیوں نہ پڑھا جائے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اور فراغت کے بعد بیت الخلاء سے نکلتے وقت بھی شارع علیہ السلام نے مختلف دعائیں سکھلائی ہیں، کیا اس عمومیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلے ہاتھ اُٹھا کر دعا پڑھے پر اندر داخل ہو ؟

یقیناً آپ کہیں گے کہ نہیں، ایسا کرنا درست نہیں ہے، جس طرح یہ درست نہیں ہے اسی طرح اذان کے بعد ہاتھ اٹھانا بھی درست نہیں ہے۔

ان دونوں میں قباحت صرف ایک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اس کے برعکس ہے۔

بیماریوں اور مصیبتوں میں اذانیں دینا

بعض لوگ وبائی امراض کے وقت یا دیگر پریشانیوں کے وقت اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر اذانیں دیتے ہیں اور اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بیماریاں، پریشانیاں اور وبائیں دور ہوتی ہیں ایسا کرنا اور یہ تصور دونوں بدعت ہیں چونکہ شارع علیہ السلام سے اس کا ثبوت نہیں ملتا، البتہ پانچ وقت نماز کے لئے دی جانے والی اذان اللہ کے غضب کو دور کرتی ہے اور اللہ کی رحمت کو قریب لاتی ہے اور شیاطین کو دور بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے جس کا تفصیلی ذکر ہم گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔

قبر پر اذان

بعض ضعیف العقیدہ لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد دعا وغیرہ سے فارغ ہو کر قبر کے پاس کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی اموات واقع ہوتی تھیں اور اسی طرح میتیں قبر میں دفن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی تھیں لیکن انہوں نے کبھی کسی میت کو بخشوانے کا یہ حیلہ استعمال نہیں کیا لہٰذا اس بدعت سے بھی اجتناب ہر مسلمان کا لازمی فریضہ ہے۔

اذان اور اِقامت کے متفرق مسائل

(۱) اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جائے اور تکبیر (اقامت) کے الفاظ جلدی جلدی کہے جائیں۔

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان قبولیت کی گھڑی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا یرد الدعا بین الاذان و الاقامۃ۔(نسائی ص ۴۰) (ترمذی ج ۱ ص ۲۹ میں لفظ "الدعا" پہلے ہے)

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔ (ترمذی)

(۳) اذان کہہ کر فوراً تکبیر (اقامت) نہیں کہنی چاہئے بلکہ اذان اور تکبیر کے درمیان کم از کم دو رکعتیں پڑھنے کے برابر وقفہ رکھنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم عن عبداللہ بن مغفلؓ)

(۴) سفر میں بھی اذان اور اقامت کہی جائے۔ (بخاری)

(۵) جب اقامت ہو جائے تو پھر صرف اس فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ) (مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۶) جمع بین الصلوٰتین (جب دو نمازیں اِکٹھی پڑھی جائیں) تو اذان ایک دی جائے اور اقامت ہر نماز کے لئے علیحدہ کہی جائے یعنی اذان ایک اور اقامت دو کہنی چاہئیں میدانِ عرفات میں رسول اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا ان دونوں مقامات پر آپ ﷺ نے اذان ایک کہلوائی اور اقامتیں دو دو کہلوائیں۔

(مسلم، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۷) جو اذان دے تکبیر بھی اسی کا حق ہے چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان بھی دیا کرے اور تکبیر بھی کہا کرے۔ (بخاری، مسلم)

(۸) اگر نماز کا وقت نکل چکا ہو اور ہمیں قضاء کر کے جماعت کرانی مقصود ہو تب بھی اذان اور اقامت کہی جائے رسول اکرم ﷺ سے جس دن صبح کی نماز سفر میں قضاء ہوئی اور سورج نکل آیا آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اذان دو۔ بخاری اور مسلم شریف میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقامت کا بھی حکم دیا۔

(۹) جنگل میں تنہا شخص کو بھی اذان دینی چاہئے اس کی آواز جہاں تک جائے گی قیامت کے دن وہاں کی ہر چیز اس کے حق میں گواہی دے گی۔ (بخاری، نسائی)

(۱۰) خواتین آپس میں محدود رہ کر اذان اور اقامت کہہ سکتی ہیں۔[1] (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۷۸)

(۱۱) خواتین اگر گھر میں با جماعت نماز پڑھنا چاہیں تو وہ کسی مرد مؤذن سے اذان دلوا سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ سے اس بات کی اجازت حاصل کرنا چاہی جو آپ ﷺ نے دے دی۔ (ابو داؤد)

(۱۲) بغیر وضو کے اذان وغیرہ کہی جا سکتی ہے اس لئے کہ وضو سواءِ نماز کے کسی چیز کے لئے شرط نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

لا یؤذن الا متوضئ: صرف باوضو شخص ہی اذان دے۔

یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(۱۳) دورانِ اذان مؤذن کو اگر کوئی ضروری بات کہنی یاد آجائے تو وہ متعلقہ شخص سے اذان کے دوران بات کر سکتا ہے۔ (محلی ابن حزم)

(۱۴) اقامت کہی جائے اور کھانا بھی حاضر ہو تو کھانے کو ترجیح دی جائے۔ (مسلم عن عائشہؓ)

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ان کا یہ عمل ملتا ہے کہ تکبیر ہو جاتی تھی پھر بھی وہ کھانا کھاتے رہتے تھے، حتیٰ کہ امام کی قرأت کی آواز بھی ان کو آتی رہتی۔

(۱۵) ہر اذان اور تکبیر کے درمیان کم از کم دو رکعت نماز ہے۔ (بخاری)

(۱۶) مغرب کی اذان اور تکبیر کے درمیان بھی اگر کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھنا چاہے تو یہ بھی مسنون ہے۔ (بخاری عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۷) مغرب کی اذان اور تکبیر کے درمیان والی دو رکعتیں نہایت ہلکی (مختصر ادعیہ کے ساتھ)

---

[1] (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۲۶، بیہقی ج ۱ ص ۴۰۸، ج ۳ ص ۱۳۱، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنی چاہئیں۔ (بخاری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۸) اقامت ہو جانے کے بعد اگر نماز شروع ہونے میں تاخیر ہو جائے تو دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ (فجر کی نماز میں) مصلے پر تشریف لائے تکبیر کہی جا چکی تھی کہ آپ ﷺ کو یاد آیا کہ غسل کی حاجت ہے، آپ ﷺ صحابہ کرام کو اسی طرح صف میں کھڑا چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے اور غسل فرما کر واپس ہوئے تو پہلی تکبیر پر بنا رکھی اور دوبارہ تکبیر کی ضرورت نہیں سمجھی۔ (بخاری، مسلم)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ تکبیر ہو چکی تھی اور صف بھی بن چکی تھی لیکن رسول اکرم ﷺ کونے میں کھڑے ایک آدمی سے باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ لوگوں کو نیند آنے لگی کافی دیر بعد رسول اکرم ﷺ مصلے پر تشریف لائے اور دوبارہ تکبیر نہیں پڑھی گئی۔ (بخاری)

(۱۹) امام کی اجازت سے مؤذّن اور مکبّر دو الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنھوں نے اذان سے متعلق خواب دیکھا تھا) اُن کی یہ خواہش تھی کہ خواب چونکہ میں نے دیکھا ہے اس لئے اذان بھی میں ہی دوں، لیکن آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الفاظ سیکھ کر اذان کہو اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے یہ فرمایا:

فاقم انت کہ تو تکبیر کہہ لے۔ (ابو داؤد)

(۲۰) امام کو مصلے کی طرف آتے دیکھ کر اسکے مصلےّ پر پہنچنے سے پہلے اِقامت کہی جا سکتی ہے۔
(مسلم عن جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۲۱) اِقامت ہوتے ہی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر صفیں درست کر لینی چاہئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے لئے اقامت کہی جاتی، جبکہ آپ اپنے مصلی پر نہ پہنچے ہوتے اور صحابہ کرام اس سے پہلے کھڑے ہو کر اپنی صفیں بنا لیتے تھے۔ (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) اگر اقامت ہو جائے اور امام ابھی تشریف نہ لائے ہوں تو مقتدیوں کو کھڑے نہیں ہونا چاہئے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتّٰی ترونی

جب اقامت ہو جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو یا کرو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو۔

مندرجہ بالا دونوں روایتیں بظاہر متضاد نظر آتی ہیں جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے پہلی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ امام مسجد میں داخل ہو چکا ہو لیکن ابھی مصلے پر نہ پہنچا ہو اور تکبیر کہی جائے تو مقتدیوں کو بھی کھڑے ہو جانا چاہئے اور دوسری روایت کا مفہوم یہ ہے کہ امام مسجد میں ہی نہ پہنچا ہو اور پھر تکبیر کہی جائے، جس طرح بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام نمازیوں کے اکٹھا ہو جانے کے بعد اکثر کھڑے ہو کر تکبیر کہہ دیا کرتے تھے، جبکہ رسول اکرم ﷺ گھر میں ہوتے تھے اس تکبیر کا مقصد آپ ﷺ کو یہ اطلاع کرنا ہوتا تھا کہ نمازی جمع ہو چکے ہیں ایسی صورت میں مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام کو نہ دیکھ لیں اور امام جبھی نظر آسکتا ہے جب وہ مسجد میں پہنچ چکا ہو، اگرچہ اپنے مصلے پر نہ پہنچ سکا ہو۔

(۲۳) بعض مساجد میں یہ دیکھا گیا ہے کہ امام پہلے سے مصلّی پر موجود ہوتا ہے اور مقتدی بھی اپنی صفوں پر موجود ہوتے ہیں تکبیر کہنے والا کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہے جب کہ امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہیں جب "قد قامت الصلوٰۃ" کے الفاظ کہے جاتے ہیں تو اس وقت امام اور مقتدی دونوں کھڑے ہوتے ہیں یہ طریقہ بالکل خلاف سنت اور بدعت پر مبنی ہے جس سے احتراز ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب {۸}

صف بندی کا بیان

فرمانِ رسول ﷺ

كنا ننهى أن نصف بين السواري ...... الخ۔

(ابن ماجہ ص ۷۱)

ہمیں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز (اقبال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صف بندی

اسلام نے صف بندی کو بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ اس وقت تک نماز کی امامت نہیں فرماتے تھے جب تک کہ صفوں کو مکمل طور پر درست نہ فرمالیتے۔

درحقیقت اسلام ذات پات، عربی و عجمی، امیر و غریب اور شاہ و گدا کی تفریق کو بحیثیت مسلم قطعاً پسند نہیں کرتا، اسلام ہمیشہ برابری، اخوت، بھائی چارے اور محبت کا درس دیتا ہے۔

صف بندی سے اسلام کے اس مزاج کی خوب عکاسی ہوتی ہے جہاں بلاامتیاز قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا ہو اور اہلِ اسلام کی صفوں کی صفیں اللہ کی جناب میں یکبارگی سربسجود ہوں وہاں نسلی تفاخر اور لسانی امتیاز کا قلع قمع ہو جانا اور مساوات کا سبق حاصل ہونا اسلام کی تعلیم کردہ صف بندی کا ایک عظیم ثمرہ ہے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو مزاج شناسِ رسول تھے، رسول اکرم ﷺ کی سنن کی محافظت میں اپنی مثال آپ تھے آج ہم نے سنت کا بیشتر حصہ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تقسیم وبحث میں گنوادیا ہے،

لیکن اصحابِ رسول ﷺ کو جب کسی سنت کا علم ہوتا تو پھر اسے معمولی نہیں سمجھتے۔

چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تابعین کے دور میں مسجدِ نبوی میں نماز پڑھی بعد از نماز مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر زاروقطار رونے لگے لوگوں نے پوچھا!

مایبکیک یااباحمزہ　　　اے ابوحمزہ کیوں روتے ہو؟

فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ کی آج مجھے ایک چیز دکھائی دے رہی ہے اور وہ نماز ہے لیکن جو نماز میں نے آج آپ لوگوں کے ساتھ پڑھی ہے اس سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے (قدضیعتموھا) اسے بھی برباد کردیا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ ہماری نماز میں آپ نے کیا خرابی دیکھی ہے؟ جواب دیا "تمہاری صف بندی ویسی نہیں ہے جیسی رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی"۔ انہوں نے پوچھا! "عہدِ نبوی ﷺ میں صف بندی کیسی ہوتی تھی؟"

فرمایا! "کنا نلزق الاقدام بالا قدام والمناکب بالمناکب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

"ہم عہدِ نبوی ﷺ میں قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے تھے"۔

چنانچہ بخاری شریف میں ایک اور حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے

فرمایا: الاتصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھم

ارے تم ویسی صف کیوں نہیں بناتے جیسی فرشتے اپنے رب کی دربار میں بناتے ہیں۔

صحابہ نے عرض کی کہ فرشتوں کی صف بندی کیسی ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وہ سب سے پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں (پہلی صف مکمل ہونے کے بعد پھر دوسری صف مکمل کرتے ہیں) پھر وہ سیسہ پلائی دیوار کی مانند کھڑے ہو جاتے ہیں۔

صف بندی کی اہمیت و فضیلت

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ ہماری صفوں کو برابر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ تیروں کی مانند (سیدھا) کرتے، جب ہم اچھی طرح صفیں درست کرنا سیکھ گئے تو ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے قریب تھا کہ تکبیر کہی جاتی لیکن آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے آگے کی طرف نکلا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کے بندو اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا!

تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو اس لئے کہ صفوں کا سیدھا کرنا نماز کو مکمل کرنا ہے۔ (بخاری، مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ رأی فی اصحابہ تاخُّرا فقال لھم تقدموا واتموا بی ولیاتم بکم من بعدکم لا یزال قوم یتاخَّرون حتی یؤخِّرھم اللہ۔ (مسلم ج ا ص ۱۸۲، ابو داؤد ص ۹۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہاری اقتداء وہ کریں جو تمہارے بعد آئیں ایک قوم ہمیشہ پیچھے ہٹتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ بھی ان کو پیچھے دھکیل دے گا۔

(۴) ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صف کو ملایا اللہ اس کو اپنی رحمت اور فضل سے ملائے اور جس نے صف کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے منقطع کردے۔

(۵) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ

رصُّوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالا عناق

فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطٰن یدخل من

خلل الصف کانھا الحذف ۔ (ابو داؤد) ص۹۷

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا صفوں کو ملاؤ قریب قریب رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں شیطان کو بکری کے کالے بچے کے مانند صفوں کے شگافوں میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں۔

(۶) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!......

مامن خُطوۃٍ احبُّ الی اللہ من خطوۃٍ یمشیھا یَصِلُ بھا صفاً

اللہ تعالیٰ کو کوئی قدم اتنا محبوب نہیں جتنا کہ وہ قدم محبوب ہے جو کسی صف کے شگاف کو بھرنے کے لئے اٹھایا گیا ہو۔ (ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفِ اوّل کی فضیلت

(۱) عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر صفوف الرجال اوّلھا وشرھا آخرھا وخیر صفوفِ النّساء آخرھا وشرھا اوّلھا ۔(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ! "مردوں کی بہتر صف پہلی صف ہے اور بدترین صف آخری صف ہے اور عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے اور سب سے بدترین صف پہلی صف ہے۔

(۲) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ عزوجل وملائکتہ یصلون علی الصفوف الأول......الخ۔(ابوداؤد ص ۹۷)

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف والوں کیلئے۔

(۳) مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا! اللہ تعالیٰ صفِ اولیٰ پر رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں، تیسری مرتبہ فرمایا! دوسری صف پر بھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صفِ اولیٰ کو فضیلت حاصل ہے۔

(۴) مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے قریب (صف اول میں) وہ لوگ کھڑے ہوں جو عاقل وبالغ ہوں ان مراتب کا خیال اس لئے رکھا گیا تاکہ اگر امام کو کسی قسم کا کوئی حدث لاحق ہو تو امام کے قریب والے جماعت کو سنبھال سکیں۔

امام صف کے عین وسط میں کھڑا ہو

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ مسجد کے جس دروازے سے لوگ داخل ہوئے اسی دروازے سے جو نسا صف کا حصہ ان کے قریب پڑتا ہے اسی طرف کھڑے ہوجاتے ہیں اور یہ دیکھنے کی بالکل زحمت گوارا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے کہ کھڑے ہونے کی ضرورت کس طرف ہے حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ بعد میں آنے والے ہر شخص کو امام کے دائیں بائیں دونوں طرف دیکھنا چاہئے پھر جس طرف نمازی کم ہوں اسی طرف کھڑے ہونا چاہئے اور اگر نمازی دونوں طرف برابر ہوں تو پھر دائیں طرف کو ترجیح دینی چاہئے۔

چنانچہ حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

توسطوا الامام وسدو الخلل :امام کو (صف کے) درمیان میں رکھو اور صف کے شگافوں کو بھر دو۔

امام کو درمیان میں رکھنے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے دائیں اور بائیں دونوں طرف صف کو برابر رکھا جائے۔

صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا

بعض لوگ صف کے پیچھے بالکل اکیلے کھڑے ہو جاتے ہیں جو تعلیماتِ نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

چنانچہ حضرت وابصہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا!

يصلي خلف الصف وحده فامره ان يعيد الصلوٰة

وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ وہ اپنی نماز کو لوٹائے (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر اگلی صفوں میں جگہ ہو تو پہلے اس جگہ کو پر کیا جائے، بصورت دیگر بعض علماءِ حق نے یہی فتویٰ دیا ہے کہ اکیلا کھڑا نہ ہو بلکہ آخری صف میں سے کسی شخص کو پیچھے کھینچ لے اور پھر اس کے ساتھ کھڑا ہو اگرچہ یہ استدلال ضعیف احادیث پر مبنی ہے لیکن صف سے پیچھے اکیلے مصلّی کی نماز نہیں ہوتی یہ حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے لہٰذا نماز کی حفاظت اسی میں ہے کہ کسی کو پیچھے کر لیا جائے اور اس کے ساتھ مل کر نماز ادا کر لی جائے اور جہاں سے نمازی کو پیچھے کھینچا گیا ہو وہاں پر ہونے والے خلا کو امام کی طرف قدم بڑھا کر پُر کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے

اگر امام کے پیچھے مرد کھڑے ہوں اور کوئی خاتون بھی جماعت میں شامل ہونا چاہے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ صف میں شامل ہو کر کھڑی ہو بلکہ صف میں جگہ ہونے کے باوجود وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی مرد کے لیے اکیلا کھڑا ہونا جائز نہیں ہے جب کہ خاتون کے لیے درست ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور یتیم (یہ حضرت انسؓ کے بھائی تھے) اپنے گھر میں رسول، اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور ان میں امّ سلیم (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں) ہمارے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگئیں (مسلم)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ میں نے اور میری والدہ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی مجھے تو آپ نے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا اور میری والدہ کو پیچھے کھڑا کردیا (مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر تین آدمی جماعت کریں جن میں ایک خاتون ہو تو امام اور مرد مقتدی دونوں اسی طرح کھڑے ہونگے جس طرح دو شخصوں کی جماعت میں مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے اور خاتون پیچھے تنہا کھڑی ہوگی۔

صف میں بھاگ کر شامل ہونا

بخاری کی روایت ہے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے پاس (مسجد میں) اُس وقت پہنچا جب آپ ﷺ رکوع میں تھے اور میں نے جیسے دیکھا اسی وقت رکوع کرلیا اور پھر رکوع میں چل کر صف کی طرف بڑھا پھر اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا آپ نے فرمایا:

زادك الله حرصاً ولا تعد کہ اللہ تیری حرص کو بڑھائے آئندہ ایسا نہ کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت میں شامل ہونے کی حرص اچھی بات ہے لیکن اس کے بھی کچھ آداب ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور سے رکوع کرکے پھر صف کی طرف دوڑے اور آپ نے آئندہ کے لیے اس کی ممانعت فرمادی۔ اسی طرح بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب نماز کھڑی ہوجائے تو تم دوڑ کر شامل نہ ہو بلکہ وقار کے ساتھ چل کر صف میں پہنچو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابالغ بچے کہاں کھڑے ہوں

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صفوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے میرے قریب عاقل اور بالغ لوگ کھڑے ہوں پھر جوان کے قریب ہوں یعنی اسی طرح درجہ بندی کرتے ہوئے نابالغ بچوں کو صفوں کے آخر میں کھڑا کرنا چاہیے

دو ستونوں کے مابین صف بندی کی ممانعت

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

كنا ننهى أن نصف بين السواری......الخ۔ (ابن ماجہ ص۷۱)

ہمیں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا۔

چونکہ ستونوں کے بیچ میں آجانے سے صف کٹ جاتی ہے شاید اسی لیے اس کے مابین صف بنانے سے منع کیا گیا ہے، بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے جہاں دل چاہتا ہے اور جیسے دل چاہتا ہے کھڑے ہو جاتے ہیں حتی کہ انھیں اگر یہ بتا بھی دیا جائے کہ یہاں صف بنانی شرعاً منع ہے تو بڑے تعجب سے پوچھتے ہیں کیا ستونوں کے درمیان کا حصہ مسجد میں شامل نہیں ہے ؟ حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ جب حدیثِ رسول اُس تک پہنچ جائے تو پھر اُس کا خلاف نہ کرے اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے (آمین)

جب مقتدی ایک ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضور نبی کریم ﷺ نے تہجد کی نماز پڑھی تو میں بھی تہجد میں شامل ہونے کی نیت سے وضو کر کے آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا رسول اکرم ﷺ نے نماز کی حالت میں مجھے اپنے پیچھے سے کھینچ کر دائیں طرف کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر دو شخص باہم جماعت کرانا چاہیں تو مقتدی نہ تو اس کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو گا اور نہ ہی بائیں طرف بلکہ اسے سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کو صفیں درست کرنی چاہئیں

امام کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک نماز شروع نہ کرے جب تک کہ صفیں سیدھی اور درست نہ ہو جائیں حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے ہماری صفیں درست کروایا کرتے تھے (مسلم)

قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی صفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم چمٹا کر رکھتے تھے۔ (بخاری)

ابوداؤد میں حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دوسرے کے ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ بھی ملایا کرتے تھے۔ ان احادیث کے پیشِ نظر اگر کسی کا ٹخنہ بآسانی مل سکتا ہے تو اچھی بات ہے لیکن ٹخنہ ملانے کے لیے پاؤں کے تلوے اٹھا کر پاؤں کو آڑے ٹیڑھے کر کے رکھنا جس سے حلیہ ایسا معلوم ہو کہ شاید یہ اپنے پاؤں سے معذور ہے یہ حدیث **کا** منشاء نہیں ہے۔

صفوں کے درمیان فاصلہ

ہر صف کے مابین اتنا فاصلہ نہیں ہونا چاہیے کہ ان دو صفوں کے درمیان ایک صف اور بن سکتی ہو بلکہ صفیں قریب قریب رکھنی چاہئیں جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ صفوں کو باہم قریب کیا کرتے تھے۔

صف سے متعلق مروّجہ بدعات

عصر حاضر میں بدعات کا رواج اسقدر عام ہو چکا ہے کہ کوئی شعبۂ زندگی اس موذی مرض سے محفوظ نہیں رہ سکا نماز جیسی اہم عبادت بھی اہل بدعت کی خرافات سے نہ بچ سکی چنانچہ صف بندی سے متعلق بھی مختلف امور رائج ہیں جو بالکل بدعت ہیں۔

(۱) صفوں میں فرشتوں کے کھڑے ہونے کے لیے جگہ چھوڑنا= بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ باہم قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا نہیں ملاتے بلکہ ہر شخص کے بیچ میں جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑی جاتی ہے اور اس کی حکمت یہ بتائی جاتی ہے کہ یہاں فرشتے کھڑے ہونگے حالانکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم خلا چھوڑتے ہو ان خلاؤں میں شیطان داخل ہوتا ہے۔

(۲) امام کا صفیں درست کرائے بغیر نماز شروع کر دینا۔

(۳) پہلی صف مکمل کیے بغیر دوسری صف بنالینا۔

(۴) نماز جنازہ میں طاق صفیں بنانے کا حکم دینا۔

(۵) نماز میں صف بندی کے وقت پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھنے کی بجائے شمال اور جنوب کی طرف ٹیڑھا کر کے رکھنا۔

(۶) قیام میں پاؤں کا نہ ملانا صرف رکوع کے وقت ملانا۔

(۷) صف میں پہنچ کر نماز میں شامل نہ ہونا بلکہ امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کرتے رہنا۔

مندرجہ بالا تمام امور خلافِ سنت اور بدعات کے زمرے میں شامل ہیں۔

صف بندی کے متفرق مسائل

(۱) صفوں کو سیدھا کرنے کے لیے امام کو چاہیے مقتدیوں کی طرف رخ کر کے متوجہ ہو (بخاری)

(۲) امام صفیں درست کرانے کے لیے کسی شخص کو مقرر بھی کر سکتا ہے۔ (مؤطا مالک)

(۳) اہل علم کا پہلی صف میں سے کسی کو پیچھے کر کے وہاں خود کھڑے ہو جانا جائز ہے چنانچہ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے پیچھے سے کھینچا اور خود میری جگہ کھڑا ہو گیا (غصہ کی وجہ سے) میں نے نماز کس طرح ادا کی مجھے معلوم نہیں نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ابی بن کعب تھے انھوں نے کہا اے شخص اللہ تمہیں رنجیدہ نہ کرے ہمیں رسول اکرم ﷺ کی وصیت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے قریب یعنی صفِ اوّل میں رہیں (نسائی)

(۴) نماز کا حسن وجمال صفوں کی درستگی میں ہے چنانچہ حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس صف کو برابر کرو کیونکہ صفوں کی برابری نماز کا حسن ہے (بخاری، مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) نمازیوں کے سینے ایک سیدھ میں ہونا صفوں کی برابری میں سے ہے (مسلم عن نعمان بن بشیرؓ)

(۶) صف میں گردنیں بھی ایک سیدھ میں رکھنی چاہئیں۔ (ابوداؤد، نسائی عن انس ابن مالکؓ)

(۷) کسی عذر کے باعث ایک جماعت میں دو اماموں کا ہونا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا پھر ایک دن آپ ﷺ نے اپنی بیماری میں افاقہ محسوس کیا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اس وقت جماعت ہو رہی تھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ نے انھیں پیچھے ہٹنے سے روک دیا،

اور خود جا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو میں بیٹھ گئے گویا آپ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام تھے اور ابو بکرؓ لوگوں کے امام تھے (بخاری)

(۸) امام اور مقتدی کے درمیان اگر دیوار وغیرہ حائل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(بخاری عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۹) اگر دو آدمیوں کی جماعت میں تیسرا شخص شامل ہو تو امام کو چاہیے دونوں مقتدیوں کو پیچھے کر دے (مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدیوں کے پیچھے جگہ ہو تو مقتدی پیچھے ہو جائیں ورنہ امام ان دونوں سے آگے بڑھ جائے۔

(۱۰) امتیاز کے طور پر امام مقتدیوں کی بنسبت بلند مقام پر کھڑا نہ ہو۔ (ابو داؤد عن ابی مسعودؓ)

البتہ اگر نمازیوں کو تعلیم دینا مقصود ہو تو امام بلند مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی سجدہ کے وقت نیچے اتر آتے اور باقی نماز آپ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھاتے (بخاری)

ایسا آپ نے تعلیم کے طور پر کیا تاکہ صحابہ کرام دیکھ لیں کہ میں نماز کس طرح ادا کرتا ہوں۔

---☆---

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۹}

اِمامت اور جماعت کا بیان

فرمانِ رسول ﷺ

اِنّما جُعِلَ الامامُ لِیُؤتمَّ بِه

(بخاری)

امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (اقبالؒ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصبِ امامت

ہمارے ہاں امامت کو ایک تحی چیز سمجھا جاتا ہے جب کہ اسلام نے اس منصب کو بہت ہی اہمیت دی ہے۔
چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ جب تک دنیا میں قیام پذیر رہے مسجدِ نبوی کی امامت کا فریضہ از خود انجام دیتے رہے۔
خلیفہ اوّل صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اس ذمہ داری کو نبھایا۔
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی امامت و خطابت کے فرائض خود انجام دیتے رہے۔
عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،اور دیگر خلفاءِ اسلام جب تک منصبِ خلافت پر قائم رہے منصبِ امامت کو بھی ساتھ ساتھ رکھا اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دعا اس منصب کو خوب شرف بخشتی ہے :- واجعلنا للمتقین اماما (القرآن)

(اے ہمارے رب ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

بظاہر یہ چند مؤمنین کی دعا ہے لیکن حقیقت میں تمام مسلمانوں کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ دنیا کی امامت کریں نہ کہ تقلید یعنی رہنما اور قائد بن کر دنیا کو اپنے پیچھے لگائیں خود دنیا کے پیچھے نہ چلیں اہل اسلام کا مقتدیٰ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ ہر مسلم کا یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے منصبِ امامت اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ نے امام کی ایک ہی آواز پر جھکنے ، بیٹھنے اور کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔
امام کی اقتداء میں آنے کے بعد کوئی بھی مقتدی امام سے پہل کرنے کا مجاز نہیں یہ اجتماعیت در حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ وحدت کو استحکام بخشنے کا بہترین ذریعہ ہے، جب کوئی امام خالقِ حقیقی کے روبرو مناجات کرے تو سب کے سب ہمہ تن گوش ہو کر اُن مناجات کو سنیں اور باادب سیدھے کھڑے رہیں اور جب امام اللہ کی عظمت اور ربوبیت کے آگے جھکے تو بلا چوں وچرا سب جھک جائیں اور اس کی عظمت اور ربوبیت کا بار بار اقرار کریں حدیث میں آتا ہے :- انما جعل الامام لیؤتم به (بخاری)

امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔

یاد رہے کہ یہاں پیروی سے مراد یہ ہے کہ ارکانِ نماز کی ادائیگی میں امام کے پیچھے رہے اس سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔

امام کیسا ہونا چاہیے ؟

(۱) کسی بھی شخص کو امامت جیسے اہم اور پاکیزہ منصب پر فائز کرنے سے پہلے اس کا صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے کیونکہ فساد عقیدہ عمل کی بربادی کا باعث ہوتا ہے اس لئے اس کا اہتمام ضرور ہونا چاہئے کہ جسے امام بنایا جائے وہ کم از کم شرک اور بدعت جیسے امراض سے پاک ہو اس کی تفصیلی بحث ﴿ص : ۲۴۵ پر "بد عقیدہ امام" کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲) امام ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو قرأت قرآن میں دوسروں سے افضل ہو اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو پھر سنّت کے بڑے عالم کو مقرر کیا جائے، اگر اِس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر سب سے پہلے ہجرت کرنے والے کو امام بنایا جائے، اور اگر اِس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر اُس شخص کو امام بنایا جائے جو دوسروں سے عمر میں بڑا ہو۔ (مسلم)

چند باتیں امام کیلئے

(۱) جنابِ رسالت پناہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ہاں جائے جہاں اس کی حکومت یا اختیار چلتا ہو وہ وہاں امامت کے لئے اس کے مصلیٰ پر از خود کھڑا نہ ہو الا یہ کہ وہ اسے امامت کے لئے آگے بڑھائیں۔ (مسلم)

(۲) امام کو چاہئے کہ وہ اپنے مقتدیوں میں بوڑھوں کمزوروں اور بیماروں کا خاص خیال رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بخاری و مسلم میں میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے خدمتِ اطہر میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص فجر کی نماز بہت لمبی پڑھاتا ہے اس لئے میں اس جماعت میں شامل نہیں ہوتا یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا: امام کو مختصر نماز پڑھانی چاہئے کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے، کمزور اور کام کاج والے بھی ہوتے ہیں۔

نابینا اور غلام بھی امام بن سکتے ہیں

اگر کوئی نابینا یا معذور شخص جسے کوئی بھی جسمانی معذوری لاحق ہو اور وہ امامت کی دیگر تمام شرائط پوری کرتا ہو تو صرف بینائی سے محرومی یا دیگر معذوری امامت کو مانع نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے مدینہ میں اپنی عدم موجودگی کے وقت دو مرتبہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں امام مقرر فرمایا جب کہ وہ نابینا تھے۔ (ابو داؤد)

☆ = ہجرت مدینہ کے ابتدائی دور میں جب مہاجرین مقامِ عصبہ میں ٹھہرے جو قباء کا قریبی علاقہ ہے تو اس عرصہ میں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ لوگوں کی امامت فرمایا کرتے تھے جب کہ مقتدیوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر اصحاب موجود تھے (اس امامت کی وجہ ترجیح قرآن کا زیادہ یاد ہونا تھا) (بخاری، ابو داؤد)

مسافر اور مریض بھی امام بن سکتے ہیں

اگر امام مسافر ہو اور وہ نماز قصر کرنا چاہے تو اسے اختیار ہے اور مقیم کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کریں۔

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ جب تک سفر میں رہتے نماز قصر ادا فرماتے آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اٹھارہ دن قیام کے دوران نماز قصر ادا فرمائی اور مغرب کو قصر نہ فرمایا اور جب آپ ﷺ سلام پھیر لیتے تو فرماتے "اے مکہ والو کھڑے ہو کر اپنی بقیہ دو رکعتیں پوری کرو، ہم تو مسافر ہیں" (مسند احمد)

☆ = اگر امام ہو اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے قاصر ہو تو اسے رخصت ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ بیمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت فرمائی آپ ﷺ کے پیچھے کچھ لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے ....الخ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو ضرور امام کے پیچھے بیٹھ جانا چاہئے۔

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت جسے بخاری اور مسلم کے حوالے سے ہم گزشتہ صفحہ پر تحریر کر چکے ہیں وہ پہلا حکم ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کا آخری عمل بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے (وفات سے ایک روز قبل) جب ذرا طبیعت سنبھلی تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے،

اُس وقت خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے گویا آپ ﷺ ابو بکرؓ کے امام تھے اور ابو بکرؓ باقی اصحاب کے امام تھے، اور آپ ﷺ نے آج کسی کو بھی اپنے پیچھے بیٹھنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

یہ چونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا آخری عمل ہے اِس لیے اِسے پہلے حکم کا ناسخ تسلیم کرنا ہی قرینِ انصاف ہے

نابالغ بچے کی امامت

رسولِ اکرم ﷺ کی بیان کردہ امامت کی شرائط جنہیں ہم "امام کیسا ہونا چاہئے ؟" کے عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے امامت کا پہلا حق دار قرآن کے زیادہ جاننے والے اور اچھے قاری کو قرار دیا ہے یہ حکم عمومی ہے جس سے بلا قیدِ عمر جو بھی اس شرط کو پورا کرتا ہے وہ شخص امامت کا حق دار ہے یعنی اگر تمام مقتدیوں میں بچے سے زیادہ قرآن کا جاننے والا اور کوئی نہ ہو تو ان تمام مقتدیوں میں امامت کا حق دار وہ بچہ ہے جو دیگر تمام نمازیوں سے قرآن کا زیادہ جاننے والا ہے۔

(۲) رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کی صحیح منشا کو صحابہ کرام نے بھی اسی طرح سمجھا ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :

فتح مکہ کے بعد میرے والد نے اپنی قوم سے پہلے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو انہوں نے بیان کیا، "اللہ کی قسم میں تمہارے پاس نبی برحق کی طرف سے یہ حکم لایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ تم پر فلاں فلاں وقت میں اتنی اور ایسی نمازیں فرض ہیں، کہ جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور وہ شخص نماز پڑھائے جو اکثر کم قرآناً تم میں قرآن زیادہ جانتا ہو۔" پس لوگوں نے جب قرآن زیادہ جاننے والے کو تلاش کیا تو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ ملا اس لئے کہ میں مکہ سے آنے والے قافلوں سے قرآن سیکھا کرتا تھا اور اسے یاد رکھتا تھا۔

چنانچہ میری قوم کے لوگوں نے مجھے اپنا امام مقرر کر دیا جب کہ میری عمر چھ یا سات برس کی تھی اور میرے پاس صرف ایک چھوٹی چادر تھی جس میں نماز پڑھایا کرتا تھا اور وہ اس قدر چھوٹی تھی کہ میرے سجدہ کرنے پر وہ کھنچ جاتی اور ستر کھل جاتا۔ ایک دن کسی خاتون نے لوگوں سے کہا کہ تم اپنے امام کا ستر تو ڈھک لو اس دن لوگوں نے کپڑا خرید کر مجھے بڑا کرتا سلوادیا جسے پہن کر میں بے حد خوش ہوا۔ (بخاری)

اس حدیث کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کی منشاء کو جس طرح صحابہ کرام نے سمجھا ہے وہی اصل حکم کا تقاضا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر نابالغ بچہ امامت کی شرط پوری کرتا ہے اور باقی بڑی عمر کے نمازی یہ شرط پوری نہیں کرتے تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ بچہ ہی امامت کا صحیح حق دار ہے۔

عورت، عورتوں کی امام بن سکتی ہے۔

اگر کوئی عورت دیگر عورتوں کی امامت کرائے تو جائز ہے۔

چنانچہ حضرت اُمّ ورقہ بنتِ نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اکثر اوقات ہمارے ہاں تشریف لاتے اور آپ ﷺ نے ہمارے لیے ایک مؤذن بھی مقرر فرمایا جو اذان دیا کرتا تھا لیکن نماز کی امامت ام ورقہ بنت نوفل خود کیا کرتی تھیں۔ (ابو داؤد)

البتہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورت امامت کراتے وقت صف کے درمیان میں کھڑی ہو گی۔

یعنی مردوں کی طرح امام بن کر صف سے آگے بڑھ کر کھڑی نہیں ہو گی۔ (مصنف عبد الرزاق)

البتہ کوئی عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابنِ ماجہ میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو مردوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت کرانے سے منع فرمایا ہے۔

ہاں اگر مرد خواتین کی امامت کرانا چاہے تو جائز ہے، چاہئے امام کے پیچھے کچھ مرد اور کچھ خواتین ہوں جیسے عہدِ نبوی میں مسجد نبوی میں خواتین جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں یا ساری کی ساری خواتین مقتدی ہوں تو بھی جائز ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں، "یارسول اللہ ﷺ آج رات میں نے ایک (عجیب) کام کیا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا؟ عرض کی گئی چند خواتین گھر میں جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ تم قرآن پڑھتے ہو اور ہم نہیں پڑھتیں، (ہم حافظ نہیں ہیں) لہٰذا آج تم ہماری جماعت کراؤ۔

چنانچہ میں نے انہیں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھادیے۔

اس پر آپ ﷺ خاموش رہے (اور آپ ﷺ کی خاموشی بھی رضامندی پر محمول ہوتی ہے)۔ (طبرانی)

نفل والے کے پیچھے فرض پڑھے جاسکتے ہیں

اگرچہ بعض ائمہ اور فقہا نے اختلاف کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر واپس جاکر اپنے قبیلہ کے لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم، دارقطنی)

چنانچہ دارقطنی کی روایت میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفل نماز ہوتی تھی اور لوگوں کی فرض نماز ہوتی تھی چونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرض رسول اکرم ﷺ کی اقتداء میں پہلے پڑھ چکے ہوتے تھے جو دوبارہ پڑھتے تھے تو لازماً وہ نفل ہی ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفضول کی امامت

چونکہ امام کو مقتدیوں سے افضل ہونا چاہئے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں امام کے لئے بعض شرائط متعین کی گئی ہیں کہ وہ قرآن سب سے زیادہ جانتا ہو۔

سنت کا عالم ہو یا ہجرت میں پہل کرنے والا ہو تو ان احادیث سے عموماً یہ گمان ہوتا ہے کہ افضل کو امام ہونا چاہئے مفضول کو نہیں، جب کہ ان احادیثِ مبارکہ کی منشا یہ ہے کہ مستقل امام بنانا مقصود ہو یا عارضی طور پر بھی کسی کو امام مقرر کیا گیا ہو تو اس وقت یہ دیکھ لیا جائے کہ امامت کا صحیح حقدار کون ہے ؟

یعنی افضل کی موجودگی میں مفضول کو آگے نہیں کھڑا کرنا چاہئے۔

البتہ مفضول کے امام بن جانے کے بعد افضل کو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے۔

چنانچہ حدیثِ پاک میں وارد ہے :

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جنابِ رسالت پناہ ﷺ رفعِ حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں آپ ﷺ نے وضو بھی فرمایا ،اور جب ہم لوگوں کی طرف واپس آئے تو دیکھا کہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں رسول اکرم ﷺ کو ان کے ساتھ آخری رکعت ملی۔ چنانچہ آپ ﷺ شامل ہو گئے جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اکرم ﷺ اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے سلام کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا کہ نماز کو وقت پر پڑھ لیا۔ (بخاری، مسلم)

مفضول کی امامت کے حق میں اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہیں اور سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ مقتدی بنے ہوئے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی سے بڑی شخصیت کے انتظار میں نماز کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اللہ کا حق سب پر فائق ہے۔

-=-=-☆-=-=-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی امامت درست نہیں :-

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کو شریعت نے ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی کوئی بھی نماز اللہ قبول نہیں کرتا۔

(۱) وہ شخص جس کی امامت کو لوگ ناپسند کرتے ہوں۔

(۲) جو نماز کے لئے ایسے وقت میں آئے جب نماز کا وقت جاتا رہتا ہو۔

(۳) ایسا شخص جو اپنے غلام کو آزاد کرنے کے بعد پھر غلام بنالے۔(ابو داؤد، ابنِ ماجہ)

☆ ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے جو شخص نماز میں قبلہ کی طرف تھوکے۔(ابو داؤد)

☆ بدعتی اور مشرک شخص کو ہر گز امام نہیں بنانا چاہئے۔ کیونکہ بدعت اور شرک عمل کو برباد کر دیتے ہیں۔(لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صوماً و لا صلوٰة......الخ۔ ابن ماجہ)

مقتدی کا دوران جماعت شامل ہونا

عموماً لوگ جس حال میں جماعت کو پاتے ہیں اس حال میں شریک نہیں ہوتے بلکہ اگر امام رکوع، سجدہ یا کسی اور حالت میں ہے تو شامل ہونے والا اس کے کھڑے ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے : جس حال میں امام ملے اسی حال میں شریک ہو جانا چاہئے۔

کچھ لوگ یوں بھی کرتے ہیں، اگر امام رکوع یا سجدہ میں ہو تو وہ اللہ اکبر کہہ کر قیام کی حالت میں کچھ دیر کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں پھر امام کی حالت میں شریک ہوتے ہیں، یہ بھی حدیث نبوی کے خلاف ہے۔

کیونکہ قیام کی حالت میں صرف اس وقت کھڑا ہونا ہے جب امام کا قیام ہمیں ملے اور اگر امام رکوع میں ہے تو اللہ اکبر کہہ کر بغیر ہاتھ باندھے سیدھا رکوع میں چلے جانا چاہئے۔

(۲) مقتدی دورانِ جماعت جس بھی رکعت میں شریک ہوگا وہ اس کی پہلی رکعت کہلائے گی امام چاہے پہلی رکعت میں ہو یا آخری رکعت میں اس لئے کہ احادیث میں رکعت کی ترتیب کو بدلنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ آخری رکعتیں پہلے پڑھی جائیں اور پہلے رکعتیں بعد میں یعنی جتنی رکعتیں اس نے امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ادا کرلیں وہ اس کی پہلی رکعتیں ہیں اور جو رکعتیں سلام کے بعد کھڑے ہو کر ادا کرے گا وہ اس کی آخری رکعتیں ہونگی۔

بعض کے نزدیک یہ ہے کہ مقتدی کی وہ رکعتیں جو امام کے ساتھ ادا کرلیں وہ اس کی آخری رکعتیں ہونگی یعنی جو امام کے ساتھ پڑھے گا وہ وہی شمار کی جائیں گی جو امام کی ہونگی۔

اس کی دلیل بخاری و مسلم میں موجود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیان کردہ وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر اس کی طرف نہ آؤ بلکہ چل کر سکون کے ساتھ آؤ اور جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو مافاتکم فاتمّوا اور جو رہ جائے اسے پورا کرو اس روایت میں مافاتکم سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ مقتدی کی جو رکعتیں فوت ہوئی ہیں انہیں پورا کرنے کا حکم ہے جبکہ فوت تو وہ ہوئی ہیں جو وہ امام کے ساتھ ادا نہیں کر سکا۔

حالانکہ حدیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے جس سے یہ وضاحت ہو، یہ اشکال اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ وہ بعد میں شامل ہونے والے شخص کی رکعتوں کو وہی شمار کرتے ہیں جو امام کی ہیں اگر انہیں مقتدی کی پہلی رکعتیں تسلیم کر لیا جائے تو پھر فوت ہونے والی رکعتیں پہلی نہیں ہونگی بلکہ آخری ہونگی، اس لئے کہ مقتدی نے اپنی پہلی رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ لی ہیں، اب جو رہتی ہیں وہ آخری ہیں اور حدیث مذکورہ میں انہیں کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس کے بعد لفظ "اتموا" بھی اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ پورا کرنے کا تعلق بقیہ حصہ سے ہوتا ہے۔

(۳) عقلاً بھی یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تشہد میں بیٹھنے کا حکم آخری رکعت میں ہے پہلی رکعت میں نہیں، مثال کے طور پر اگر مقتدی امام کے ساتھ تین رکعتیں ادا کر چکا ہے اور اسکی صرف ایک رکعت باقی ہے جسے وہ سلام کے بعد کھڑے ہو کر ادا کرے گا، اب اگر سلام کے بعد وہ رکعت جو اس کی چھوٹی ہے اُسے پہلی رکعت تسلیم کیا جائے تو کیا اس پہلی رکعت میں اُسے تشہد بیٹھنے کا کوئی حق ہے......؟

اگر کوئی شخص اس پر یہ اعتراض کرے کہ مقتدی جب امام کی آخری رکعت میں شریک ہوگا تو امام تشہد بیٹھے گا اگر مقتدی کی وہ پہلی رکعت ہے تو وہ کیونکر بیٹھے گا......؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک جماعت کے اندر ہے اسے امام کا مکلف بنا دیا گیا ہے اسے جماعت کی حالت میں امام کی اتباع کرنی ہے لیکن سلام پھیرنے کے بعد اب وہ امام کا مکلف نہیں رہا اس لئے اس اعتراض کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔

امامت کے متفرق مسائل

(۱) امام کو (محض منصبِ امامت کی خاطر) مقتدیوں سے اونچا کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔(دار قطنی)

(۲) اگر امام مقتدیوں کو تعلیم دینے کی نیت سے یا کسی خاص مقصد کے پیشِ نظر مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونا چاہتا ہے تو اسے رخصت ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جب پہلی مرتبہ منبر رکھا گیا تو رسول اکرم ﷺ نے قیام اور رکوع منبر کے اوپر کیا اور سجدہ کے لئے نیچے اترے اور پھر فرمایا میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ تم میری اتباع کرو اور یہ سیکھو کہ میں نماز کس طرح پڑھتا ہوں۔(بخاری، مسلم)

(۳) مقتدی امام سے اونچے کھڑے ہو سکتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جماعت میں شامل ہو کر مسجد کی چھت پر نماز پڑھی۔(جبکہ امام نیچے تھا)۔(بیہقی)

(۴) امام اپنے پیچھے کھڑے ہونے والے کمزوروں، بیماروں، ضعیفوں اور کام کاج کرنے والے لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز کو ہلکا کرے۔(بخاری، مسلم)

(۵) پہلی رکعت لمبی پڑھانی چاہئے تاکہ آنے والے نمازی شریک ہو سکیں۔(بخاری، مسلم)

(۶) امام کو چاہئے قرآن مجید کی تلاوت اچھی آواز میں صحت کے ساتھ کرے کیونکہ حدیث میں آتا ہے: من لم یتغن بالقرآن فلیس منّا

جو قرآن کو اچھی آواز میں نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(بخاری)

(۷) اگر امام نماز میں بھولے تو مقتدیوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور اگر پیچھے خواتین ہوں تو وہ سبحان اللہ کی بجائے تالی بجائیں کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے:

التسبیح للرجال والتصفیق للنساء

کہ تسبیح مردوں کے لئے اور تالی عورتوں کے لئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) اگر دورانِ نماز امام کو کوئی عذر لاحق ہو اور وہ نماز سے باہر جائے تو مقتدیوں میں سے کسی شخص کو امام بنا دے اور خود وہاں سے ہٹ جائے تاکہ جماعت جاری رہے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب نماز کی حالت میں حملہ کیا گیا تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود یہ کہہ کر گر گئے۔ "مجھے کتے نے مار ڈالا"۔ (بخاری)

(۹) اگر امام کسی عذر کے تحت نماز سے نکلتے وقت کسی کو اپنی جگہ کھڑا نہیں کرتا تو پھر مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بقیہ نماز علیحدہ علیحدہ پوری کر لیں جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز کے دوران حملہ کیا گیا اور انہوں نے کسی کو اپنی جگہ کھڑا نہیں کیا تو لوگوں نے اپنے طور پر الگ الگ نماز پوری کر لی۔ (مسند احمد)

(۱۰) اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص آ کر شامل ہو جائے تو جماعت ہو جائے گی جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ (اسی طرح جماعت کرائی گئی)۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو کر اس پر صدقہ کرے۔ (ترمذی، ابو داؤد)

(۱۱) اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو پھر وہ مسجد میں آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو اسے چاہیے کہ نفل کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے۔ (ترمذی، ابو داؤد)

(۱۲) ایک مسجد میں ایک جماعت کے ہو جانے کے بعد دوسری جماعت کرائی جا سکتی ہے (مسلم، نسائی)

(۱۳) امام کی تکبیروں کی آواز اگر مقتدیوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو مقتدیوں میں سے کوئی بلند آواز سے امام کی تکبیر کو دہرا سکتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۱۴) کسی دوسرے کی حکومت یا دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے کوئی شخص امامت نہ کرے۔ (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) اگر جماعت میں خواتین شریک ہوں اور امام ان کے بچوں کے رونے کی آواز سنے تو نماز میں تخفیف کرے۔ (بخاری)

(۱۶) سلام پھیرنے کے بعد امام کو چاہیے کہ فوراً مقتدیوں کی طرف رخ نہ کرے بلکہ اتنی دیر قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھا رہے جتنی دیر میں : اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام: پڑھا جا سکے۔ (مسلم)

(۱۷) سلام کے بعد امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔ (مسلم)

(۱۸) مقتدیوں کی طرف پلٹتے وقت امام کو یہ حق حاصل ہے چاہے وہ دائیں طرف سے پھرے یا بائیں طرف سے۔ (بخاری، مسلم) لیکن ہمیشہ ایک طرف سے پھرنے کو لازم قرار دینا ناجائز ہے۔

بد عقیدہ مقتدی

بعض دفعہ اہل بدعت کو اہل السنہ اور اہل توحید کے پیچھے بھی نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے بعض مساجد میں اہل توحید ایک خاص تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اہل بدعت شریک تھے نہ معلوم انکی وجہ سے ہماری نماز ہوئی یا نہ ہوئی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے بد عقیدہ لوگوں کا نماز پڑھنا اگرچہ امام اور دیگر صحیح العقیدہ افراد کے لیے مضر نہیں ہے لیکن اسکی اپنی عبادت فسادِ عقیدہ کی بناء پر برباد ہو جاتی ہے۔

جس نے نماز کی ادائیگی سے قبل اپنے عقیدہ کی اصلاح نہیں کی اُسے اِس کی فکر ہونی چاہیے۔

جناب رسالت پناہ ﷺ کی اقتداء میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی زندگی بھر نماز پڑھتا رہا لیکن اُس کا پیچھے کھڑے ہونا رسول اللہ ﷺ اور دیگر اصحاب کے لیے نماز کے باطل ہونے کا باعث نہ بن سکا۔

البتہ یہ نمازیں جو گناہوں کی مغفرت کا خاص ذریعہ ہیں اُس کے لیے نہ تو وہ نمازیں کام آئیں جو رسول اکرم ﷺ کی اقتداء میں پڑھیں اور نہ مسجد نبوی ﷺ کام آئی جہاں ایک نماز ایک ہزار نمازوں کا درجہ رکھتی ہے۔ اس خسارے اور نقصان کی وجہ صرف فسادِ عقیدہ ہے اسلام قبول کرتے ہی ایک مسلمان پر سب سے پہلی اور اہم ذمہ داری یہی عائد ہوتی ہے کہ وہ تمام اعمال سے قبل اپنے عقیدہ کی اصلاح کرے تاکہ وہ اپنے اعمال کے ثمرات سے مالا مال ہو سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ بد عقیدہ امام ﴾

اس بھری دنیا میں جہاں مختلف شکل وصورت کے حامل انسان بستے اور بستے ہیں جہاں نسلوں کا فرق ہے، رنگوں کا فرق ہے، زبانوں کا فرق ہے اور مزاجوں کا فرق ہے وہاں فکر اور زاویہ فکر بھی مختلف ہیں بعض حقیقت پسند ہیں اور بعض خیالوں کی دنیا میں گم، بعض تنگ نظر ہیں اور بعض آزاد خیال لیکن ہر چیز کو جانچنے کے معیار اور پیمانے اپنے اپنے ہیں، بعض تنگ نظری میں بلا مقابلہ کامیاب اور بعض وسیع النظر ہونے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

ایک کے نزدیک یہ بھی حرام اور وہ بھی حرام، گویا دنیا میں سب کچھ ہی حرام ہے۔

اور دوسرے کے نزدیک یہ بھی حلال وہ بھی حلال، گویا سب کچھ ہی حلال ہے۔

کچھ ایسے ہی آزاد خیال لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دینی امور سے متعلق کافی سخی دل واقع ہوئے ہیں، ان کے نزدیک بس نماز فرض ہے،

کہاں پڑھی؟ کیسے پڑھی؟ اور کس کے پیچھے پڑھی؟

اس کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ پرواہ، یہ لوگ معاشرہ میں وسیع القلب اور وسیع النظر کہلاتے ہیں، انھیں اگر سمجھانے کی کوشش کی جائے تو صرف ایک ہی جواب ملتا ہے کہ اسلام میں تو بڑی وسعت ہے لیکن تم لوگ نہایت ہی تنگ نظر ہو، حالانکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

مَن وقّر صاحبَ بدعةٍ فقد اعانَ علیٰ ھدمِ الاسلام (ابنِ ماجہ)

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کو گرانے میں اس کی مدد کی۔

اور امامت کا منصب کسی کو دینا کتنی بڑی توقیر اور عظمت ہے......؟

اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ جب ابراھیم علیہ السلام اللہ کی طرف سے بھیجی گئی آزمائشوں میں پورے اترے اور کامیاب ہوئے تو اللہ تعالی نے انعام اور اعزاز کے طور پر جو چیز عطاء کی وہ منصبِ امامت تھا چنانچہ حکم ہوا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً : اے ابراھیم علیہ السلام ہم نے آپ کو لوگوں کی امامت کے لیے منتخب کر لیا۔ گویا کسی کو امام بنانا اس کو عزت و توقیر دینا ہے اگر ہم کسی بد عقیدہ بدعتی کو امام بنائیں گے تو یہ اسے عزت و توقیر دینا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ کسی بدعتی کی تعظیم کرنا ایسا ہے جیسا اسلام کو ہی گرا دیا گیا ہو اور صحیح العقیدہ شخص کا بد عقیدہ کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا حق کو باطل کی اقتدا میں کھڑا کر دیا گیا ہو اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

ولو اتبع الحق اھوا ئھم لفسدتِ السمٰوٰ ت ِ والارض (المؤمنون آیت ۷۱)

اگر حق باطل کے تابع ہو جائے تو پورا نظامِ کائنات ہی درہم برہم ہو جائے۔

گویا نظامِ کائنات کی سلامتی اور بقاء اسی میں ہے کہ دنیا میں حق کو فوقیت حاصل ہو اور حق کی فوقیت اسی میں ہے حق کو امام اور مقتدا بننا چاہیے۔

بلکہ قرآنِ مجید نے تو حق کی یہ شان بیان کی ہے کہ :

جاء الحق وز ھق الباطل ان البا طل کا ن زھوقاً (بنی اسرائیل)

جب حق آتا ہے باطل (دم دبا کر) بھاگ جاتا ہے بے شک باطل ہے ہی بھاگنے والا۔

قرآنی فیصلے کے مطابق جب حق کے مقابلے میں باطل ٹھہر ہی نہیں سکتا تو پھر یہ کیسا حق ہے جس کے آگے باطل امام بن کر کھڑا ہوا ہے ؟........... **فاعتبروا یا اولی الابصار**

با جماعت نماز کی فرضیت

فرض نماز کی **اَدائیگی** جماعت کے ساتھ ہے بلا عذر شرعی ترک جماعت کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وارکعو امع الرا کعین (البقرہ)

رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ یعنی نماز کو باجماعت ادا کرو۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دوں پھر نماز کے لیے اذان دی جائے اور میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگادوں (جو گھروں میں نماز پڑھ کر سو گئے) (بخاری ج۱: ۸۹)

(۳) دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر انکے گھروں میں موجود عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہوتا (جن پر مسجد کی حاضری فرض نہ تھی) تو میں ضرور انکے گھروں کو آگ لگادیتا۔

(مشکوٰۃ: ۹۸ بحوالہ مسند احمد)

جماعت کی فضیلت و اہمیت

باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے ہر صورت بہتر ہے

چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذّ بسبعٍ وعشرین درجةً

باجماعت نماز انفرادی نماز پر ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے (بخاری عن ابن عمرؓ)

(۲) ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مجھے مسجد تک لے آئے اور میں خود نابینا ہوں کیا مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ ﷺ نے پہلے تو رخصت دے دی لیکن جب وہ جانے لگا تو آپ نے بلا کر اس سے دوبارہ دریافت فرمایا:

کیا تجھے اذان کی آواز آتی ہے؟

اس نے عرض کیا ہاں! یارسول اللہ ﷺ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تب تو تجھے اذان پر لبیک کہنا چاہیے۔

یعنی مسجد میں ضرور حاضری دینی چاہیے (مسلم)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کل قیامت کے دن مؤمن کامل کی حیثیت سے اللہ سے ملاقات کا خواہاں ہو، اُسے چاہیے کہ نماز پنجگانہ کو باجماعت ادا کرے۔

پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر جماعت چھوڑ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے تو اپنے نبی ﷺ کے طریقہ کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر نبی ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے (مسلم)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص خالصتاً نماز کے ارادے سے جماعت میں شرکت کے لیے مسجد کی طرف وضو کر کے آتا ہے اُسکے ایک قدم پر ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے سلامتی اور رحمت کی دعا اس وقت تک کرتے رہتے ہیں جب تک وہ وضو سے رہتا ہے اور اللہ اسے اس وقت بھی نماز میں شمار کرتا ہے جب وہ جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

(۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس علاقے میں تین شخص (مسلمان) رہتے ہوں پھر وہاں جماعت نہ ہوتی ہو تو ان پر یقیناً شیطان غالب آچکا ہوتا ہے تم ضرور جماعت سے نماز پڑھا کرو اس لیے کہ جس طرح ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکری پر بھیڑیا حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح جماعت سے الگ ہو جانے والے شخص پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔(ابو داؤد)

خواتین کی جماعت میں شرکت

خواتین کے لیے ان کا اپنا گھر مسجد میں حاضری دینے سے بہتر ہے،

مسند احمد کی روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "عورتوں کے لیے سب سے بہتر مسجد ان کے گھر کی اندر کی کوٹھری ہے"

اس کے باوجود جماعت کی اہمیت و فضیلت اور بے پناہ فوائد کے پیشِ نظر شارع علیہ السلام نے خواتین کو جماعت میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم سے تمہاری عورتیں رات کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت طلب کریں تو تم انھیں اجازت دے دیا کرو۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ کے الفاظ ہیں، "اللہ کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے منع نہ کرو اگرچہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔ (ابو داؤد)

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ص ۱۵۲ "خواتین کی آمد")

جماعت کیلئے دور سے آنے کا اجر

بہت سے لوگ جو پکے نمازی ہوتے ہیں لیکن ان کے گھر مسجد سے کچھ فاصلے پر ہوتے ہیں ان کی یہ خواہش رہتی ہے کہ کاش ہمارے گھر مسجد کے قریب ہوتے تو اتنی دور سے نہ آنا پڑتا لیکن اللہ کے ہاں اجر و ثواب دینے کا معیار ہی اپنا ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میں سب سے زیادہ اجر اس شخص کے لیے ہے جو جماعت میں شرکت کے لیے سب سے زیادہ چل کر آتا ہے۔ (مسلم)

☆ = حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کے قریب کچھ جگہ خالی ہوئی تو قبیلہ بنو سلمہ کے لوگوں نے چاہا کہ وہ مسجد کے پڑوس میں منتقل ہو جائیں جب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم اپنی جگہیں چھوڑ کر مسجد کے قریب گھر بنانا چاہتے ہو بنو سلمہ نے اس کی تصدیق کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے بنو سلمہ تم اپنی موجودہ جگہ پر ٹکے رہو اس لیے کہ مسجد کی طرف اٹھنے والا ایک ایک قدم (اللہ کے ہاں) لکھا جاتا ہے" (مسلم)

جماعت میں دوڑ کر شامل نہ ہوں

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جماعت میں شرکت کی حرص اور رکعت کے چلے جانے کے خوف سے لوگ دوڑ کر شریک ہوتے ہیں تاکہ رکعت نہ نکل جائے، بھاگتے ہوئے آئیں گے سانس پھول چکا ہوگا اسی عالم میں جماعت میں شریک ہونگے۔

جبکہ شارع علیہ السلام نے دوڑ کر جماعت میں شرکت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جماعت میں شریک تھے کہ کچھ لوگوں کا شور سنائی دیا نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کیسا شور تھا؟ لوگوں نے عرض کیا ہم لوگ جماعت میں شرکت کی غرض سے تیزی سے آرہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا، "ایسا نہ کرو! جب تم نماز کی طرف آؤ تو اطمینان اور سکون کے ساتھ آؤ جتنی جماعت مل جائے اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو (بخاری، مسلم)

کم از کم دو افراد ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے

باجماعت نماز کے لئے لوگوں کا جمِ غفیر شرط نہیں ہے، صرف امام کے ساتھ ایک شخص بھی ہو تو جماعت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو افراد یا ان سے زیادہ افراد جماعت ہیں۔ (ابنِ ماجہ)

☆= حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں ٹھہر گیا، رات کے وقت رسول اکرم ﷺ اٹھ کر (تہجد) کی نماز پڑھنے لگے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا میں بائیں جانب کھڑا ہوا آپ ﷺ نے مجھے پکڑ کر دائیں جانب کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل چار باتیں خاص طور پر ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص پہلے سے تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دوسرا شخص شامل ہو کر جماعت بنا سکتے ہیں۔

(۲) جماعت کم از کم دو افراد سے ہوتی ہے۔

(۳) نماز کی حالت میں اگر ضرورت پڑے تو دائیں بائیں یا آگے پیچھے حرکت کی جا سکتی ہے۔

(۴) جب دو شخص جماعت کرا رہے ہوں تو مقتدی کو امام کی دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔

عشاء اور فجر کی جماعت کا ترک کرنا نفاق کی علامت ہے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا منافقوں پر بھاری ہے اگر لوگوں کو اِن دونوں نمازوں کا اجر معلوم ہو جائے تو یہ گھٹنوں کے بل چل کر بھی اسے حاصل کریں گے۔ (بخاری، مسلم)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! جو شخص چالیس دنوں تک جماعت میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ شریک رہا اس کیلئے دو چھٹکارے لکھ دیئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں،

ایک چھٹکارا دوزخ کی آگ سے اور دوسرا نفاق سے۔ (ترمذی **بسندِ ضعیف**)

اللہ ہمیں اس بات کی توفیق دے۔ (آمین)

کھانا اور جماعت اکٹھے ہوں تو پہلے کھانا کھائیں

شارع علیہ السلام نے انسانی کمزوری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ چھوٹ دی ہے کہ کھانا اور جماعت جب دونوں ایک ہی وقت میں موجود ہوں تو کھانے کو فوقیت دی جائے تاکہ اطمینان کے ساتھ فارغ ہو کر پھر نماز کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

قال رسولُ اللهِ ﷺ اذا وُضعَ عَشاءُ اَحدِكم واُقيمتِ الصلوٰةُ

فابدؤا بالعشآءِ ولا يَعجلْ حتّى يَفرُغَ منه وكان ابنُ عمرَ

يُوضَعُ لهُ الطّعامُ وتُقَامُ الصلوٰةُ فلا يأتيها حتى يَفرغَ منه وانه

لَيَسمعُ قرأةَ الامامِ۔............ (مشكوٰة بحواله بخارى،مسلم)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے سامنے رات کا کھانا رکھا جائے اور جماعت کی اقامت کہی جائے تو پہلے کھانا کھا لیا جائے اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کی جائے اور اطمینان کے ساتھ کھا کر فارغ ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز شروع ہو جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ نماز کو نہ آتے جب تک کھانا نہ کھا لیتے اور امام کی قرأت سنتے رہتے۔

(۲) = امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول لاصلوٰةَ بحضرةِ الطعامِ

صـ۹۶

ولا هو يُدافعهُ الاخْبثان ـ............(مشكوٰة بحواله مسلم)

میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کھانے کی موجودگی میں اور دو خبیث چیزوں (بول و براز) کے دباؤ ڈالنے میں نماز نہیں ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر بول وبراز کی حاجت ہو گی تو جب تک انسان ان سے فارغ نہیں ہو گا اس وقت تک یہ دونوں چیزیں اس کی توجہ کا مرکز بنی رہیں گی، اسی طرح کھانے کی موجودگی اور بھوک کی موجودگی میں کھانا چھوڑ کر نماز میں کھڑا ہو گا تو اس کا دھیان کھانے کی طرف رہے گا اور یہ دونوں چیزیں نماز کی اصل روح اور مقصد کو فوت کر دیں گی، اِسی حکمت کے تحت نماز میں تاخیر کرنے کی رخصت دی گئی۔

بول وبراز روک کر نماز میں شریک نہ ہوں

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا اُقیمتِ الصلٰوۃُ

و وجَد احدُکم الخلاءَ فلیبدأ بالخلاءِ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی،مؤطا مالک،ابوداؤد،نسائی)

میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو رفع حاجت کی ضرورت پیش آجائے تو پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو۔

(۲) = حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں :

قال رسولُ اللہ ﷺ ثلثٌ لایَحلُّ لاحدٍ اَن یفعلَھنَّ لایؤُمَّنَّ رجلٌ

قوماً فیخُصُّ نفسَہٗ بالدُّعاءِ دونَھم فانْ فعل ذالکَ فقد خانھم

ولا ینظر فی قعرِ بیتٍ قبلَ انْ یستأذِن فان فعل ذالک فقد خانھم

ولا یصلِّ وھو حقِنٌ حتی یَتخفَّفَ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد، ترمذی)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں جن کا کرنا کسی کیلئے جائز نہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی شخص کسی قوم کا امام ہو اور وہ دعا میں صرف اپنی ذات کو مخصوص کرے اور قوم کو چھوڑ دے اگر اس نے ایسا کیا تو قوم کی خیانت کی۔ دوسرا یہ کہ اجازت حاصل کرنے سے پہلے کسی کے گھر میں نہ جھانکے اگر اس نے ایسا کیا تو خیانت کی۔ تیسرا یہ کہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس نے پیشاب وپاخانے کو روک رکھا ہو یہاں تک کہ ان سے فارغ ہو کر ہلکا ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کے بعد مقتدی کا رفع الیدین کرنا

امام کے سلام کے بعد مقتدی اپنی بقیہ رکعات پوری کرنے کیلئے جب کھڑا ہوتا ہے تو رفع الیدین کرتا ہے چاہے وہ اس کی پہلی رکعت ہو۔ دوسری ہو، تیسری ہو یا چوتھی ہو وہ امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر رفع الیدین ضرور کرے گا۔ یہ غلطی اس لئے کی جاتی ہے کہ ان کے نزدیک التحیات کے بعد جب کھڑے ہوتے ہیں تو یہ رفع الیدین کا محل ہے حالانکہ حدیث پاک میں یہ قطعاً وارد نہیں ہے کہ جب قعدہ کے بعد دوبارہ کھڑے ہوں تو رفع الیدین کریں فرض نمازوں میں رفع الیدین کے صرف چار محل ہیں نماز شروع کرتے وقت رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور چوتھا محل یہ ہے:

اذا قام من الرکعین رفع یدیہ: آپ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے۔ (بخاری)

یہ حدیث بالصراحت دلالت کرتی ہے کہ دو رکعتوں کے بعد جب آپ ﷺ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تب رفع الیدین کرتے اور یہی چوتھا محل ہے۔

اگر کوئی شخص سلام کے بعد اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے نزدیک سلام کے بعد ادا کی جانے والی رکعت پہلی رکعت ہے تو پھر بھی یہ رفع الیدین کا محل نہیں بنتا کیونکہ حدیث پاک میں ابتدائی رفع الیدین کی نسبت پہلی رکعت کی طرف نہیں ہے بلکہ افتتاحِ صلوٰۃ کی طرف ہے اور وہ افتتاحی رفع الیدین کر کے شامل ہوتا ہے اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ امام کے سلام کے بعد مقتدی جب بھی اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوگا وہ رفع الیدین نہیں کرے گا بلکہ رفع الیدین صرف اس وقت کرے گا جب دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہوگا۔

چونکہ حدیث میں یہی صراحت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے لہٰذا نص صریح کی موجودگی میں اس کا خلاف اہلِ ایمان کو زیب نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وضو ٹوٹ جائے تو جماعت سے کیسے نکلا جائے﴾

وضو ٹوٹ جانے، نکسیر پھوٹنے یا کسی اور حادثے کی بنا پر جماعت سے نکلنا پڑ جائے تو درج ذیل طریقہ سے نکلا جائے۔

اگر مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہے تو دائیں طرف سے نمازیوں کے سامنے سے گزر جائے اور اگر امام کے بائیں جانب کھڑا ہے تو امام کے بائیں طرف سے نمازیوں کے سامنے سے گزر جائے اور اگر آخری صف میں کھڑا ہے تو پھر پیچھے کی طرف ہٹ جائے۔

سوال یہ ہے کہ اگلی صفوں والے نمازیوں کے آگے سے کیوں نکلیں وہ پیچھے کی طرف کیوں نہ نکلیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے صفیں چیرنے اور صفیں پھلانگنے (دونوں) سے منع فرمایا ہے اور امام چونکہ مقتدیوں کا سترہ ہے اس لئے امام کے پیچھے سے نہ نکلے بلکہ دائیں، بائیں جس سمت سے کھڑا ہوا سی سمت سے نکل جائے مقتدیوں کے آگے سے نکلنے سے ان کا سترہ نہیں ٹوٹے گا۔

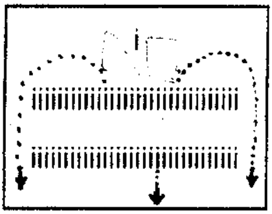

جیسا کہ سامنے دیے گئے نقشے میں واضح کیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت سنِ بلوغت کے قریب تھا اس وقت جنابِ رسالت پناہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا اور سواری کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا،

اور خود صف میں شامل ہو گیا اس پر کسی نے مجھے نہیں ٹوکا۔ (بخاری، مسلم)

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرنا جب جماعت ہو رہی ہو تو یہ معیوب نہیں ہے بشرطیکہ امام اور مقتدی کے درمیان سے نہ گزرا جائے۔

وضو ٹوٹنے کی صورت میں نماز دہرائی جائے

اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے صرف بقیہ نماز ادا کرنا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ جس روایت پر اس مسئلہ کی بنیاد رکھی گئی ہے جسے ابنِ ماجہ نے نقل کیا ہے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت مرسل اور ضعیف ہے ہمارے نزدیک حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔

چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے:

فلینصرف فلیتوضأ ولیعد الصلوٰۃ (ابو داؤد)

تو اسے چاہئے کہ نماز سے پلٹ جائے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز کو دہرائے۔

امام احمدؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے (عون المعبود)

اور اس میں یہ کوئی قید نہیں ہے کہ کتنی نماز باقی ہو تو دوبارہ دہرائی جائے، چاہے اس نے ایک رکعت پڑھی ہو یا آخری قعدہ میں بیٹھا ہو سلام سے قبل جب بھی وضو ٹوٹے وہ نیا وضو کرے اور نماز کو لوٹائے۔

رکوع کی رکعت کا مسئلہ

صریح دلائل وبراہین کی بنیاد پر اگر چہ یہ مسئلہ اختلافی نہیں تھا پھر بھی اسے اختلافی بنادیا گیا چونکہ احادیث صحیحہ میں بالصراحت یہ بیان ہو چکا ہے کہ سورہ فاتحہ ہر مصلی پر، ہر نماز میں، ہر رکعت میں اور ہر حالت میں فرض ہے جس پر تفصیلی بحث انشاء اللہ آئندہ صفحات میں اس کے اصل محل پر کریں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب (بخاری، مسلم)

اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس سے ظاہر ہوا کہ سورہ فاتحہ فرض ہے اور اس کے علاوہ ہر رکعت میں قیام بھی فرض ہے، اگر رکوع کی رکعت تسلیم کر لی جائے تو اس سے قیام اور سورہ فاتحہ دونوں فرائض چھوٹ جاتے ہیں اور احادیث میں کوئی ایسا قرینہ بھی موجود نہیں ہے کہ جسے ہم بنیاد بنا کر ان دونوں فرضوں کے ترک کا جواز بنائیں رکوع کی رکعت تسلیم کرنے والے جن روایات کو پیش کرتے ہیں اُن میں سے بعض صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں اور جو پہنچتی ہیں تو ان سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا اب ہم ان کے پیش کردہ دلائل کا جائزہ لیں گے۔

(۱) صحیح بخاری میں مروی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت جو بخاری شریف کے علاوہ متعدد کتب احادیث میں مروی ہے رکوع کی رکعت کے قائلین کی سب سے بڑی دلیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لیے ہم سب سے پہلے اس کا تجزیہ کریں گے۔

اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آئے اس وقت رسولِ اکرم ﷺ قیام سے نکل کر رکوع میں جا چکے تھے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو صف میں پہنچنے سے پہلے وہیں رکوع کر لیا اور رکوع کی حالت میں چل کر صف میں پہنچے سلام کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے اسے کہا: زادك الله حرصاً و لا تعد: اللہ تیرا حرص (شوق) زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ رکوع میں شریک ہوئے اور رسولِ اکرم ﷺ نے اسے رکعت لوٹانے کا حکم نہیں دیا لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت ہو جاتی ہے

تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکوع میں شامل ہونے کو رکعت تسلیم کر لیا چونکہ حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔

(۲) اللہ کے رسول ﷺ نے لوٹانے کا حکم اس لیے نہ دیا ہو کہ ممکن ہے وہ رکعت لوٹا کر بیٹھا ہو جس طرح حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکعت نہیں لوٹائی اور اِسے یہ تسلیم کر لیا گیا کہ انھوں نے رکعت مان لی، تو اس طرح یہ بھی تو اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ رکعت لوٹا کر بیٹھے تھے اس لیے اُنھیں آپ ﷺ نے رکعت لوٹانے کا حکم نہ دیا۔

(۳) اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اس نے رکعت نہیں لوٹائی اور اسی رکعت پر اکتفاء کیا تو پھر اس کا جواب یہ ہوگا کہ اُس وقت یہ نماز تو اس کی ہو گئی لیکن آئندہ کے لیے رسولِ اکرم ﷺ نے منع فرما دیا جیسا کہ اوپر الفاظ گزر چکے ہیں کی کہ آپ نے فرمایا: **لا تعد** کہ آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی صراحت نہیں ہے کہ جس عمل سے آئندہ روکا جا رہا ہے وہ کون سا عمل ہے اس لیے عموم کا اطلاق ان تمام افعال پر ہوگا جو اس دن حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمول کے خلاف سرزد ہوئے مثلاً وہ صف میں پہنچنے سے پہلے نماز میں شامل ہوئے آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔

(ب) نماز کی حالت میں دوڑ کر صف میں پہنچے آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) قیام اور سورۃ فاتحہ ترک کر کے مکمل رکعت تسلیم کر لی لیکن آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا اس نے جو جو کام بھی خلافِ معمول کئے اگرچہ اس کو اس وقت تسلیم کر لیا گیا لیکن آئندہ ہمیشہ کے لیے اس کے جواز کا دروازہ بند کر دیا گیا لہٰذا اس بند دروازے کو کھولنے کا اختیار بھی اسے ہے جس نے اسے بند کیا تھا لہٰذا یہ حدیث قطعاً رکوع کی رکعت تسلیم کر لینے کی دلیل نہیں بنتی۔

☆= دوسری حدیث یہ پیش کی جاتی ہے :

من ادرك الركعة فقد ادرك الصلوٰة (ابو داؤد) جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

اس کے ترجمہ میں یہ غلطی کی جاتی ہے کہ رکعت کے معنی رکوع کے لیے جاتے ہیں کہ جس نے رکوع پالیا اس نے نماز پالی لیکن رکعت کو رکوع کے معنوں میں لینے کے لیے کوئی قرینہ چاہیئے اور یہاں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

کیونکہ رکعت کو رکوع کے معنوں میں لینا مجازی معنی ہے اور جب کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد ہو سکتے ہوں تو مجازی معنی مراد لینا بغیر قرینہ کے جائز نہیں ہے اس کے علاوہ سند کے اعتبار سے بھی یہ روایت ضعیف ہے چنانچہ امام بخاریؒ جزء القرأت میں فرماتے ہیں اس حدیث کا ایک راوی یحیٰی بن سلیمان ہے وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے اور اس نے یہ روایت اپنے استاد زید ابن المقبری سے نہیں سنی لہٰذا اس سے قطعاً استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

☆= تیسری حدیث یہ پیش کی جاتی ہے :

من ادرك الركعة من الصلوٰة فقد ادركها قبل ان يقيم الامام صلبه

یعنی جس نے رکوع پالیا امام کے سر اٹھانے سے پہلے اس نے رکعت کو پالیا۔ (ابنِ خزیمہ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں یحیٰی بن حمید مجہول ہے اس کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اہلِ علم نے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی۔ (جز قراۃ بخاری)

لہٰذا رکوع میں شامل ہونے سے مقتدی کو وہ رکعت شمار نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس رکعت کو لوٹانا چاہیئے جو لوگ فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں ہیں وہ اگر رکوع کی رکعت تسلیم کریں تو یہ بات اسقدر تعجب خیز نہیں ہے جس قدر تعجب ان لوگوں پر ہوتا ہے جو فاتحہ خلف الامام کو تو فرض قرار دیتے ہوں لیکن رکوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رکعت تسلیم کرتے ہوں جس کے جواب میں بندہ نے اکثر احناف سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ جس فاتحہ کے بغیر تمہاری ایک رکعت ہو سکتی ہے تو اس فاتحہ کے بغیر ہماری چار رکعتیں کیوں نہیں ہو سکتیں؟

ہر نمازی کو چاہئے کہ اپنی نماز کی حفاظت کرے اور نماز میں ایسا کوئی فعل نہ کرے اور نہ ایسا کوئی عمل ترک کرے جس سے اس کی نماز ہی جاتی رہے اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے (آمین)

یکے بعد دیگرے کئی جماعتوں کا مسئلہ

بعض دفعہ کسی کام میں دیر ہو جانے کے باعث یا سفر میں ہونے کے باعث یا آنکھ لگ جانے کی وجہ سے جماعت اولیٰ جاتی رہتی ہے اور نمازی جب مسجد میں پہنچتا ہے تو اسے چند اور نماز سے رہ جانے والے ساتھی مل جاتے ہیں، جن کے ساتھ مل کر وہ جماعت بنا لیتے ہیں اسی طرح شہر کی مختلف مساجد میں بالخصوص وہ مساجد جو مارکیٹوں میں واقع ہیں جہاں مختلف مکتبہ فکر کے لوگ نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان میں سے بعض اول وقت پر پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض آخر وقت پر اس طرح مساجد کے متولیوں کی جانب سے دونوں فریقوں کو رخصت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے وقت میں نماز پڑھ لیں۔

لیکن اس رخصت پر بعض شر پسند سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے والوں کو روکتے ٹوکتے رہتے ہیں کہ ابھی مرکزی جماعت نہیں ہوئی تم لوگ اس سے پہلے جماعت نہیں کرا سکتے یا مرکزی جماعت کے ہو جانے کے بعد یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ایک مسجد میں دو جماعتیں نہیں ہو سکتیں جب ایک جماعت ہو چکی ہے تو اب فرداً فرداً نماز پڑھی جائے، جماعت نہ کرائی جائے، حالانکہ یہ پابندی خلافِ شرع ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہے:

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اس وقت مسجد میں داخل ہوا جب لوگ نماز پڑھ چکے تھے (جماعت ہو چکی تھی) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو اس پر صدقہ کرے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

(دونوں نے جماعت کرالی)۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(دوسری جماعت اذان اور اقامت کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور اس کے بغیر بھی)۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز ہو چکی تھی آپ نے اذان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اقامت کہی اور جماعت سے نماز پڑھی۔ (بخاری)

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اپنے حجرے میں نماز ادا کیا کرتے تھے کمرے کی دیوار چھوٹی تھی ایک رات لوگوں نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ تو آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ (آپکی امامت میں) نماز پڑھنے لگے۔ (بخاری)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلے منفرد ہو پھر امام بن جائے ایسا کرنا مندرجہ بالا حدیث بخاری سے ثابت ہوا اگر آپ مسجد میں آئیں اور جماعت ہو چکی ہو پھر کوئی شخص اکیلا اپنی پوری کر رہا ہو تو آپ اس کے ساتھ شامل ہو کر جماعت بنا سکتے ہیں۔

(۴) حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکحول کے ساتھ دمشق کی مسجد میں داخل ہوا وقد صلّی اھلہ اور مسجد والے نماز پڑھ چکے تھے میں مکحول کی دائیں طرف کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ (ہم دونوں نے جماعت کرالی)

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۵۳۴)

(۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ! عنقریب تم پر ایسے حکمران آئیں گے۔

فتشغلھم اشیاء عن الصلوٰۃ حتی یؤخروھا عن وقتھا فصلوھا لوقتھا

جو دنیاوی کاموں میں ایسے مشغول ہونگے کہ نماز کے وقت کو مؤخر کردیں گے پس تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں پھر ان کو نماز میں پاؤں تو کیا کروں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اختیار ہے (اگر چاہے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لے)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۴)

(۶) حضرت عبدالرحمٰن ابن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جماعت کی) اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران آئیں گے جو نماز کے وقت سے غافل ہو کر دیگر کاموں میں مصروف رہیں گے پس تم نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے اور اسکے درمیان کھڑے ہو گئے (امام بن گئے) اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۵۳۵)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ یکے بعد دیگرے ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتیں ہو سکتی ہیں مرکزی جماعت اگر لیٹ ہو تو اس سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور مرکزی جماعت کے بعد بھی، البتہ متعدد جماعتوں کے جواز کے باوجود مرکزی جماعت کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اس جواز سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے کہ جب دوسری یا تیسری جماعت ہو سکتی ہے تو جماعتِ اولیٰ کے لئے خصوصی اہتمام اور تگ ودو کرنے کی کیا ضرورت ہے.................؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم

باب {۱۰}

سُترہ کا بیان

فرمانِ رسول ﷺ

لاتصلّ الاإلی سترۃ

سترہ کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے۔

(ابنِ خزیمہ، بیہقی، حاکم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ سُترہ ﴾

سترہ کے معنی پردہ، رکاوٹ، یا اُوٹ کے ہیں، شرعی اصطلاح میں سترہ اس چیز کا نام ہے جو نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکاوٹ کے طور پر رکھ لیتا ہے تاکہ کوئی شخص اس کے سامنے سے نہ گزرے۔

سترہ کی شرعی حیثیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب عید کے روز عید کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو ایک نیزہ ساتھ لے جانے کا حکم دیتے اسے آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے تھے اور سفر میں بھی آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۲) حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاتصلّ الا إلیٰ سترة......الخ سترہ کے بغیر نماز نہ پڑھ ۔ (ابن خزیمہ، بیہقی، حاکم)

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنے سامنے سترہ رکھے اور اس کے قریب ہو۔ (ابو داؤد، ابن ماجہ)

مندرجہ بالا روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سترہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ حکم استحبابی ہے، البتہ سترہ کا اہتمام افضل ہے۔ اس حکم کو استحبابی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھلے میدان میں نماز پڑھی اور آپ کے سامنے (سترہ کے طور پر) کوئی چیز نہ تھی۔ (ابو داؤد) صفحہ ۱۰۴ مرعاۃ صفحہ ۵۱۴ ج ۱ - ۵۱۸

آپ ﷺ کا سترہ بغیر نماز پڑھنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اگر اس کا اہتمام وجوب کا درجہ رکھتا تو رسول اکرم ﷺ اس کا ترک کبھی نہ فرماتے۔

سترہ کی فضیلت

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا صلّٰی احدُکم الی سُترۃٍ فلْیَدْنُ منہا لایقطع الشیطانُ علیہ صلاتہ‘

جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کے سامنے نماز پڑھے تو اسے چاہئے وہ اس کے نزدیک ہو (یعنی سترہ اور اس کی درمیان سجدہ کی جگہ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو) تاکہ شیطان اس کی نماز نہ توڑے۔ (ابو داؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سترہ اگرچہ بظاہر ایک معمولی چیز اور اس کا اہتمام ایک معمولی عمل نظر آتا ہے لیکن اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی نماز شیطان کے حملہ سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ سترہ کے لئے کافی ہے اور اگر اتنی بڑی کوئی چیز نہ ہو اور گدھا، سیاہ کتا سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی (حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) کہ میں نے کہا کہ اے ابو ذرؓ! یہ کالے کتے کی کیا خصوصیت ہے؟ اس کی جگہ لال یا پیلا کتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میں نے رسول اکرم ﷺ سے ایسے ہی سوال کیا تھا جیسے تو نے مجھ سے کیا،

پس آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کالا کتا تو شیطان ہے۔ (مسلم، ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سترہ اور نمازی کے درمیان فاصلہ

حتی المقدور یہ کوشش کرنی چاہیے کہ سترہ اور نمازی کے درمیان کم سے کم فاصلہ ہو بہتر یہ ہے کہ اتنا فاصلہ ہو کہ وہ آسانی سے سجدہ کر سکے اور یہ بھی بہتر ہے کہ سترہ بالکل سامنے نہ ہو بلکہ قدرے دائیں یا بائیں جانب ہو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دیوار کو سترہ بنا کر نماز پڑھی آپ کے اور دیوار کے درمیان اندازاً تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ (بخاری، نسائی)

(۲) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جب کبھی نبی کریم ﷺ کو کسی ٹہنی، ستون یا درخت کی جانب نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تو یہی دیکھتا کہ آپ اسے اپنے سامنے نہیں بلکہ کچھ دائیں یا بائیں طرف کئے ہوئے ہوتے۔ (ابو داؤد)

سترہ کو بالکل وسط میں نہ رکھنے میں شاید یہ راز اور حکمت ہو کہ غیر کی پرستش کا گمان نہ گزرے۔ (واللہ اعلم)

سترہ کن چیزوں کا بنایا جا سکتا ہے؟

نمازی کے سامنے کوئی بھی چیز رکھ لینے یا گاڑ لینے سے سترہ کا مقصد پورا ہو جاتا ہے حتی کہ اگر کوئی بھی چیز نہ ملے۔ مثلاً (لکڑی، عصا، نیزہ اور پتھر وغیرہ) تو زمین پر لکیر کھینچ کر بھی یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آگے کوئی چیز رکھ لے اور اگر کوئی چیز نہ پائے تو چھڑی گاڑھ لے اور اگر چھڑی بھی نہ ہو تو ایک لکیر کھینچ دے اس کے بعد اس کے آگے سے کچھ گزرے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ **مرعاۃ ۵۱۶/۱ بعض نے کلام کیا ہے لیکن احمد اور ابن مدینی نے صحیح کہا ہے۔**

(۲) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد کے ستونوں کے پاس جگہ نہ پاتے تو مجھے کہتے کہ تم اپنی پیٹھ میری طرف کر کے بیٹھ جاؤ (پھر مجھے سترہ بنا کر میرے پیچھے نماز ادا کرتے)۔ (ابن ابی شیبہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے۔

(۳) یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجدِ نبوی میں آیا کرتا تھا اور وہ مصحف کے پاس والے ستون کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے، پس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا اے ابو مسلم میں آپ کو اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، انہوں نے جواب دیا:

رأیت النبیّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یتحرّی الصّلاۃ عندھا

کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس لئے میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر مسجد کے اندر بھی نماز پڑھی جائے تو وہ بھی کھلی صفوں میں جہاں دل کرے کھڑے ہو کر ادا نہ کی جائے بلکہ کسی دیوار یا ستون کی اُوٹ میں اُسے سامنے رکھ کر نماز ادا کی جائے تاکہ گزرنے والوں کے لئے باعثِ تکلیف نہ ہو اور اپنی بھی نماز خراب نہ ہو۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

المصلون احق بالسّواری من متحدّثین

کہ مسجد کے ستونوں کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے والوں کی بنسبت ستونوں کے پاس کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے زیادہ حق دار ہیں۔ (ابنِ ابی شیبہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کرنے کی بجائے ایسی جگہیں نمازیوں کے لئے خالی چھوڑ دینی چاہییں تاکہ انہیں سترہ بنانے میں آسانی ہو۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں ان کے سامنے قبلہ کی جانب اسی طرح لیٹی ہوتی جس طرح جنازہ سامنے رکھا ہوتا ہے۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیٹے ہوئے یا سوئے ہوئے شخص کو بھی سترہ سمجھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اونٹ کی پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر جو سترہ کی کیفیت کا ذکر حدیث میں وارد ہے وہ لازمی شرط نہیں ہے ورنہ لیٹا ہوا شخص پالان کی لکڑی کے برابر اونچا نہیں ہوتا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت سترہ بن سکتی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان النبی ﷺ کان یصلی الی راحلته وقال ابن نمیران النبی ﷺصلی الی بعیر
بے شک نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی کو سترہ بنا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور ابنِ نمیر کہتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو سترہ بنا کر نماز پڑھی۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ یا اونٹنی کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ حیوان کو بٹھا دیا جائے اور پھر اسے سترہ بنا کر نماز ادا کی جائے۔

نوٹ:۔ گزشتہ صفحات میں سترہ کی فضیلت کے ضمن میں حضرت ابوذرؓ کی روایت بحوالہ مسلم گزر چکی ہے جس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کم میں سترہ نہیں ہے جب کہ اس روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ مطلق لکیر بھی کسی دوسری چیز کی عدم دستیابی کی صورت میں سترہ بن سکتی ہے مذکورہ دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ اشیاء کی دستیابی کی صورت میں اتنی ہی اونچی چیز کو سترہ بنایا جائے جتنی کہ پالان کی پیچھے کی لکڑی اور عدم دستیابی کی صورت میں اس سے کم حتی کہ لکیر کھینچ لینا بھی کفایت کرے گا (واللہ اعلم)

اگرچہ بعض محدثین نے اس حدیث پر نقد کیا ہے لیکن امام احمدؒ اور ابن المدینیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔
(بلوغ الامانی: شرح فتح الربانی) نیل الاوطار میں اس کی سند کو حسن کہا گیا ہے۔

امام کا سترہ پوری جماعت کو کفایت کرتا ہے

جماعت کی صورت میں امام کا سترہ پوری جماعت کا سترہ ہے، امام کے لیے وہ چیز سترہ ہوگی جو امام کے سامنے ہوگی اور جماعت کے لیے امام سترہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اس وقت بلوغت کے قریب تھا نبی کریم ﷺ مِنیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا پھر میں صف میں شامل ہو گیا اس پر کسی نے مجھے نہیں ٹوکا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے جو سترہ موجود تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ جو گدھی پر سوار تھے وہ رسول اکرم ﷺ اور اُس سترہ کے درمیان سے گزرے اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ (امام) اور صف کے بیچ میں سے گزرے، بلکہ صف اول کے کچھ حصے کے آگے سے گزرے وہ حصہ دائیں طرف کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہو سکتا ہے اور بائیں طرف کا بھی رسول اکرم ﷺ کا نہ ٹوکنا اس بات کے دلیل ہے کہ امام مقتدیوں کا سترہ ہوتا ہے اس لیے جب تک مقتدی اور امام کے درمیان میں سے نہ گزرا جائے اس وقت تک کوئی حرج نہیں۔

سترہ توڑنے والے کو روکنا

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی شخص اپنے سامنے سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو اور پھر کوئی شخص سامنے سے گزرے

(سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا چاہے) تو اسے ہاتھ سے روکے پس اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے یعنی ہاتھ بڑھا کر اسے سختی سے پیچھے دھکیلے) (فانما هو شیطان) کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (بخاری، مسلم)

☆= اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں نمازی اپنے سامنے سے گزرنے والے کو ہاتھ بڑھا کر روک سکتا ہے اور یہ عمل نماز کے منافی نہیں ہے۔

☆= البتہ ہاتھ بڑھا کر روکنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گزرنے والا اس کے ہاتھوں کی رسائی میں ہو ایسا نہیں ہے کہ وہ دور سے گزر رہا ہو اور بھاگ کر اسے روکا جائے۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

حضرت ابو جهیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے آگے سے گزرنے کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کو چالیس (دن، مہینے یا سال) بھی انتظار کرنا پڑے تو وہ کرے گا لیکن نمازی کے آگے سے نہیں نکلے گا۔ (بخاری، مسلم)

نوٹ:- مسجد حرام یعنی بیت اللہ شریف میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی رخصت ہے۔

حضرت طلق بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے باب بنی سہم کے قریب نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور لوگ آپ کے سامنے سے گزر رہے تھے آپ کے اور ان کے درمیان کوئی سترہ بھی نہ تھا (ابو داؤد، مسند احمد)

البتہ علامہ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فی زمانہ مسجدِ حرام میں بالخصوص رمضان المبارک کے اندر عمرہ کرنے والوں کا اور حج کے موقع پر دنیا کے کونے کونے سے آنے والے مسلمانوں کا اِس قدر ہجوم ہوتا ہے اگر کوئی شخص نمازی کے آگے گزرنے سے بچنا چاہے تو بھی نہیں بچ سکتا۔

مثلاً سو افراد طواف سے فارغ ہو کر نوافل پڑھ رہے ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ طواف کر رہے ہوتے ہیں جس بنا پر حرم شریف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا ایک مجبوری بن چکا ہے۔

سترہ کی تاکید کا راز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:

ان المؤمنَ اذا کان فی الصّلوٰۃ فانّما یُنا جی ربَّہ'

بے شک مؤمن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے محوِ گفتگو ہوتا ہے۔ (بخاری)

مسلم شریف میں رسول اکرم ﷺ نے احسان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

ان تعبد اللّٰہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك (مسلم)

کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے، پس
اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ ضرور یقین کر لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے مؤمن بندے کو یہ تصور دیا گیا ہے کہ نماز کی حالت میں گویا عابد اور معبود نہ صرف آمنے سامنے ہوتے ہیں بلکہ مصروفِ گفتگو بھی، اس لئے آقا اور اس کے عاجز بندے کے درمیان میں سے گزر جانا بے ادبی ہے۔ شاید نمازی کے آگے سے نکلنے پر سخت وعید فرمانا اسی راز اور حکمت کو واضح کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

کیا نمازی کے آگے بیٹھا ہوا شخص نکل سکتا ہے

مساجد میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ پہلی صف والے پچھلی صف والوں کے آگے سے نکل جاتے ہیں جب کہ پچھلی صف والے سلام کے بعد کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعتیں پوری کر رہے ہوتے ہیں اور آگے نکلنے والے اِسے آگے سے گزرنا نہیں کہتے اور اس میں کوئی جرم بھی نہیں سمجھتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ بعض علماء کو بھی سنا ہے کہ وہ اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اور عام طور پر اس کے لئے دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے چارپائی پر لیٹی ہوتی اور آپ نماز پڑھ رہے ہوتے اور مجھے کسی کام سے اٹھنا پڑتا تو میں آپ کا سامنا کرنے کے بجائے پائنتی کی طرف سے کھسک جاتی۔ (بخاری)

لیکن حق اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حدیث نمازی کے آگے سے نکلنے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ چارپائی کا بازو جو رسول اللہ ﷺ کی جانب تھا وہی سترہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سترہ کے اندر نہیں تھیں بلکہ سترہ سے باہر تھیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ احتیاط بھی ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے نکلنے کی بجائے پائنتی سے نکلتی تھیں کیونکہ اگر سامنے سے نکلتیں تو چارپائی کے بازو کی لکڑی جو سترہ کا کام دے رہی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سے اندر ہو جاتیں اور یہی سترہ توڑنے کے مترادف تھا۔

پائنتی، سرہانے یا چارپائی کی دوسری جانب والے بازو کی طرف سے نکلنے کا اُنھیں مکمل حق حاصل تھا کیونکہ وہ سترہ سے باہر تھیں لہٰذا اس عمل سے ہرگز دلیل نہیں لی جا سکتی۔

جیسا کہ اسی باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آگے بٹھا کر اُسے سترہ سمجھ کر نماز ادا کر لیتے تو گویا آگے بیٹھنے والا شخص بھی سترہ کا کام دیتا ہے بشرطیکہ اس کے اور نمازی کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہ ہو اور اگر اس کے اور نمازی کے درمیان کوئی چیز موجود ہے تو بیٹھا ہوا شخص سترہ سے باہر ہے اس شکل میں وہ آگے سے نکل سکتا ہے ورنہ نہیں۔

سترہ نہ ہو تو گزرنے والا کتنے فاصلے سے گزرے؟

اگر کوئی شخص سترہ کے بغیر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے والا کتنی دور سے گزر سکتا ہے جبکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔

اس بارے میں حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے صحت کے ساتھ ہم تک کوئی صریح حکم نہیں پہنچا البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد میں بسند ضعیف مروی ہے کہ اتنا دور سے گزرا جا سکتا ہے جتنی دور تک اگر چھوٹا کنکر پھینکا جائے تو وہ جس قدر فاصلہ پہلی مرتبہ گرنے پر طے کرتا ہے وہی اسکی حد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ضعیف روایت کے علاوہ دوسرا کوئی صحیح اور صریح حکم ثابت نہیں ہے البتہ سترہ کے باب میں مذکورہ روایات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان سے کچھ اشارے ایسے ضرور ملتے ہیں جس سے اس بات کی وضاحت ہو سکتی ہے کہ کتنے فاصلے سے گزرنے کا جواز ہے۔

مثلاً آپ ﷺ کا فرمان ہے سترہ اپنے قریب تر رکھا جائے۔

(۲) دوسری روایت میں وارد ہے کہ آپ ﷺ اور دیوار کے مابین تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

(۳) کہ آپ کے سترہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک بکری اس میں سے نکل سکتی تھی۔

(۴) نمازی کے آگے سے نکلنے والے کو ہاتھ سے روکنے کا حکم دینا اور نہ رکنے پر اسے دھکا دینا ظاھر ہے کہ ایسا ایک صف کے فاصلے تک تو کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ اسکے بس میں نہیں رہے گا

مندرجہ بالا باتوں سے یہ استدلال واستنباط کیا جا سکتا ہے کہ سترہ کی حد ہی سجدہ گاہ تک ہے اگر نمازی اپنے آگے سترہ نہیں رکھتا تو اس کا قصوروار نمازی ہے نہ کے گزرنے والا لہٰذا نمازی اور سجدہ گاہ کے بیچ میں اگر گزرنے والا گزرے تو وہ گناہ گار ہے اور اسے اس گناہِ عظیم سے روکا جائے اور اگر اس حد سے باہر گزرتا ہے تو۔۔ سترہ کی حدود سے باہر ہے پھر بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حتی المقدور سجدہ گاہ سے باہر بھی گزرنے سے اجتناب کیا جانا چاہیے اور نمازی کے سلام کا انتظار کرنا چاہیے یا کم از کم اپنے اور نماز پڑھنے والے کے درمیان کسی چیز کو بطور سترہ کے رکھ کر وہاں سے نکلا جائے بشرطیکہ رکھے گئے سترہ کو اسکے سلام پھرنے تک ہٹایا نہ جائے ورنہ سترہ توڑنے کے مترادف ہوگا (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۱۱}

تعدادِ رکعات

(فرائض و سنن کا تفصیلی بیان)

فرمانِ رسول ﷺ

رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا

فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں

(مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشہ تعدادِ رکعات

شمار	اسماءِ صلوۃ	سنت، مستحب	فرض	سنت	وتر
۱	فجر	۲	۲	–	–
۲	ظہر	۲ / ۴	۴	۲/۴	–
۳	عصر	۲ / ۴	۴	–	–
۴	مغرب	۲	۳	۲	–
۵	عشاء	–	۴	۲ / ۴	۱ تا ۱۱
۶	جمعہ	۲	۲	۲ / ۴	–
۷	عیدین	–	۲	–	–
۸	تراویح / تہجد	۸ + ۳	–	–	–
۹	اشراق	۲ / ۸	–	–	–
۱۰	نمازِ استخارہ	۲	–	–	–
۱۱	تحیۃ الوضو	۲	–	–	–

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدادِ رکعات کا تفصیلی بیان

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

تمہارے لیے رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ اُسوۂ حسنہ رسول اکرم ﷺ نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں چھوڑا ہے ہربات اور ہر عمل کی قبولیت کے لیے شارع علیہ السلام کی پیروی کو لازمی شرط قرار دے دیا گیا ہے، اسلام چونکہ عقل کے تابع نہیں ہے کہ انسانی عقل جس کام کو اچھا گردانے اسے زیادہ مقدار میں کرے اور جس کو برا جانے اسے نہ کرے۔ بلکہ اچھائی اور برائی کے معیار بھی وہی تسلیم ہیں جو اللہ نے شارع علیہ اسلام کے ذریعہ اپنے بندوں پر واضح فرمادیے ہیں یعنی نماز پڑھنا ایک اچھا فعل ہے لیکن کسی نمازی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اسے اچھا جان کر اس کی مقررہ اور متعین کردہ تعداد میں اضافہ کردے ہر نماز کی رکعات کی تعداد بھی مقرر فرمادی گئی تاکہ کوئی شخص ان حدود اور قیود سے تجاوز نہ کرسکے۔

اب ہم بالترتیب نماز فجر سے تعداد رکعات کا تفصیلی ذکر کریں گے اور اُن سے متعلق جملہ امور کا بھی اِنشاء اللہ تذکرہ ہوگا تاکہ قارئین کرام امورِ دینیہ سے متعلق کما حقہٗ آگاہی حاصل کرسکیں

صلوٰۃ الفجر :-

کل چار رکعات پر مشتمل ہے جس میں پہلے دو سنتیں اور پھر دو فرض ہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

لم یکن النبی ﷺ علی شیٔ من النوافل اشد تعاھدا منه علی رکعتی الفجر (بخاری، مسلم)

(فرماتی ہیں) کہ رسول اکرم ﷺ نوافل میں سے سب سے زیادہ خیال فجر کی سنتوں کا کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :

رکعتا الفجر خیر من الدنیا و ما فیہا (مسلم ص۲۵۱ ج۱)

فجر کی دو رکعتیں (سنن) دنیا و مافیھا سے بہتر ہیں

فجر کی دو سنتیں فرضوں سے پہلے پڑھنی چاہیئں البتہ اگر جماعت ہو رہی ہو تو پہلے سنتیں پڑھنے کی بجائے جماعت میں شریک ہو کر فرض پڑھنے چاہیئں کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

اذا قیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ

جب جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت فرضوں کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔

اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنتیں پڑھ رہے ہوں اور جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شامل ہونا چاہیے ورنہ سنتیں ادا نہیں ہونگی اور چھوٹی ہوئی سنتوں کو فرضوں کے بعد ادا کرنا چاہیے، اگر وقت ہو اور بیٹھ سکتا ہو تو بے شک سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔

جیسا کہ دار قطنی اور مؤطا امام مالک وغیرہ میں وارد ہے کہ صبح کی سنتیں چھوٹ جائیں تو پھر سورج نکلنے کے بعد ادا کی جائیں لیکن اگر کوئی شخص فرضوں کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے رخصت ہے۔

اس لئے کہ اس کی ممانعت جس حدیث کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس حدیث میں یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

اس میں قطعاً یہ صراحت نہیں ہے کہ فجر کے فرضوں کے بعد کوئی نماز نہیں ہے کیونکہ فجر کی نماز دو رکعت کا نام نہیں بلکہ چار رکعتوں کا نام ہے، جب تک وہ چار رکعت پوری نہیں کرے گا تب تک اس کی فجر کی نماز پوری نہیں ہو گی، اگر اس نے صرف دو سنتیں پڑھیں ہیں تب بھی نماز باقی ہے اور اگر صرف دو فرض پڑھے ہیں تب بھی نماز باقی ہے جب وہ دونوں چیزیں ادا کرے گا تب اس کی نماز مکمل ہو گی اب طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں ہو گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبی ﷺ اذا صلی ركعتی الفجر

اضطجع علی شقه الايمن (بخاری)

حضور نبی کریم ﷺ فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ کر دائیں کروٹ لیٹ جاتے۔ اور اس سے متصل روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر میں جاگ رہی ہوتی تو (لیٹے لیٹے) مجھ سے باتیں کرتے رہتے ورنہ نماز کے بلاوے (اقامت الصلوٰۃ) تک (خاموشی سے) لیٹے رہتے۔ یہ آپ ﷺ کا عمل تھا۔ یہی عمل ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ میں حکماً بھی ثابت ہے۔

چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اذا صلی احدكم ركعتی الفجر فليضطجع علی يمينه

جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھے اسے چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔

اگرچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ مسجد میں نہ لیٹے گھر میں لیٹے یا تہجد پڑھے تب لیٹے لیکن یہ شرائط اور پابندیاں دین میں عُسر پیدا کرتی ہیں جب کہ یرید اللہ بکم الیسر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کا مندرجہ بالا حکم اپنے عموم سے بالکل واضح ہے اور ہر قسم کی قیود سے بالاتر ہے۔ اور لیٹنا کوئی فرض بھی نہیں ہے، شارع ... سے اس کا ترک بھی ثابت ہے (ماجاء فی کتب الحدیث)

فجر کی اذان کے بعد فرائض سے قبل کتنی رکعات پڑھیں؟

بعض لوگ فجر کی اذان ہو جانے کے بعد فجر کی دو سنتیں، تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو بھی پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

اذا طلع الفجر لا يصلی الا ركعتين خفيفتين (مسلم)

جب فجر ہو جاتی (پو پھٹ جاتی) تو آپ ﷺ فجر کی دو ہلکی رکعتوں کے سوا کچھ نہ پڑھتے۔ (مسلم)

مندرجہ بالا روایت سے واضح ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کی علاوہ اذان کے بعد رسولِ اکرم ﷺ سے مزید کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ثابت نہیں ہے اگرچہ کچھ پڑھنے پر نکیر بھی ثابت نہیں ہے پھر بھی ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سنت پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

مذکورہ تمام احادیث وروایت سے جہاں بہت سے مسائل کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ فجر کی سنتیں صرف دو رکعت ہیں اور وہ بھی فرضوں سے پہلے ہیں۔

فجر کے فرائض کی تعداد

پانچوں نمازوں کے فرائض کی کل تعداد سترہ (۱۷) رکعتیں ہیں۔

یعنی دو فجر میں، چار ظہر میں، چار عصر میں، تین مغرب میں اور چار عشاء میں۔

اس تعداد پر پوری امت مسلمہ کا ہمیشہ سے اتفاق رہا ہے اور تواتر عملی سے ثابت ہے۔

نبی کریم ﷺ سے ضمنی طور پر ایسے افعال واعمال ثابت ہیں جن سے ہمیں فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كان يقرأ في الركعتين او احداهما مابين الستين الى المائة (بخاری)

نبی کریم ﷺ فجر کی دونوں رکعتوں میں یا دونوں میں سے کسی ایک میں جو قرأت فرماتے وہ ساٹھ سے لے کر سو آیات تک ہوتی تھی۔

اس حدیث میں جہاں مقدارِ قرأت بتائی گئی ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا کہ ان رکعتوں کی تعداد دو ہوتی تھی۔

صلوٰۃ الظہر:-

ظہر کی نماز میں فرضوں سے پہلے دو یا چار رکعت مسنون ہیں اور فرضوں کے بعد ۲/۴ رکعت مسنون ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

ان النبی ﷺ كان لا يدع اربعا قبل الظهر وركعتين قبل الغداة (بخاری)

بے شک نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔

بظاہر اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظہر سے پہلے چار سنتیں مؤکدہ ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو تاکید ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت جس میں ظہر سے پہلے دو رکعتوں کا ذکر ہے ان کے علم میں نہیں آئی۔
چنانچہ دونوں روایتیں بخاری شریف میں موجود ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی روایتیں ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مؤکدہ سنتوں کی کل تعداد دس بیان فرمائی ہے جن میں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ہیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں اس طرح کل دس رکعات ہوئیں۔ (بخاری)
البتہ مسلم شریف میں بارہ رکعتوں کا ذکر ہے یہ دو رکعتوں کا فرق ظہر کی پہلی رکعتوں کا فرق ہے ظہر سے پہلے اگر چار سنتیں پڑھی جائیں تو یہ تعداد بارہ ہو جاتی ہے اور اگر دو پڑھی جائیں تو یہ تعداد دس ہو جاتی ہے دونوں احادیث صحیح ہیں لہٰذا دونوں پر عمل کیا جانا چاہیے، کبھی دو پڑھ لی جائیں اور کبھی چار۔

(۲) ظہر کے فرضوں کے بعد دو رکعتیں رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں ایک تو وہ روایت ہے جو ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے درج کر چکے ہیں اور دوسری روایت حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان یصلی فی بیتی الظهر اربعاثم یخرج فیصلی بالناس
ثم ید خل فیصلی رکعتین (مسلم)

فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا فرماتے پھر جماعت کے لئے (مسجد میں) تشریف لے جاتے پھر گھر تشریف لے جاتے پھر گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے۔
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کا ذکر بھی ملتا ہے حدیث کے الفاظ ہیں کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کردے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شوکانیؒ نے اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں ظہر کے بعد چار رکعتوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

ظہر کے فرائض کی تعداد

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعتین الاولیین من الظهر والعصر بفاتحة الکتاب وسورة ویسمعنا الایة احیانا ویقرأ فی الرکعتین الاخریین بفاتحة الکتاب ۔(مسلم)

فرماتے ہیں بے شک نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھا کرتے تھے اور ہم بھی کبھی کبھی کوئی آیت سن لیا کرتے تھے (یعنی آپ ﷺ سورت پڑھ رہے ہیں) اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اس حدیث سے کئی ایک باتیں سامنے آتی ہیں۔

(۱) فرض نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملانا اور آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کچھ نہ ملانا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) سری نمازوں میں امام کا کبھی کوئی ایک آدھی آیت قدرے بلند آواز سے پڑھ لینا بھی ثابت ہوتا ہے۔

(۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کے فرائض کی کل چار رکعات ہیں۔

صلوۃ العصر:-

عصر کی نماز میں فرائض سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے چار رکعت اور دو رکعت کا ثبوت ملتا ہے اگرچہ اس طرح کی روایات کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن مسند احمد، ابو داؤد اور ترمذی میں حسن درجے کی سند سے یہ حدیث موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ اس بندے پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل دو رکعتیں پڑھنے کا بھی ملتا ہے۔(ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ رسول اکرم ﷺ سے ان رکعات پر دوام ثابت نہیں ہے۔ بہر حال ان روایتوں سے قبل از عصر دو یا چار رکعت کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

عصر کے فرائض کی تعداد

مذکورہ روایت جو ہم نے ظہر کے فرائض کی تعداد کے ضمن میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے اس میں ظہر کے ساتھ عصر کا بھی ذکر ہے جس سے واضح ہوا کہ ظہر کی طرح عصر کے فرائض کی بھی چار رکعات ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

اس طرح عصر کی چار غیر مؤکدہ سنتیں اور چار فرض ہوئے جن کی مجموعی تعداد آٹھ رکعات ہوئی۔

صلوٰۃ المغرب

مغرب کے فرضوں سے پہلے اگرچہ پاک و ہند کی کثیر تعداد کسی نماز سے واقف نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے دو رکعت نماز ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

كنا نصلى على عهد رسول الله ﷺ ركعتين

بعد غروب الشمس قبل صلوٰة المغرب (مسلم)

ہم رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں غروبِ آفتاب کے بعد

اور نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

بين كل اذانين صلوٰة"............ لمن شاء (بخاری)

ہر اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت نماز ہے پھر فرمایا جس کا جی چاہے

(۳) حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت بھی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ج ١ ص ١٥٧

صلوا قبل صلوٰة المغرب قال فى الثالثة لمن شاء (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو، تیسری مرتبہ فرمایا جس کا جی چاہے۔(مؤکدہ سنت نہیں ہے)

اگرچہ بخاری شریف میں مطلق نماز کا ذکر ہے لیکن ابوداؤد میں مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی صراحت ہے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے جب مغرب کی اذان کی آواز آتی تو لوگ ستونوں کی طرف جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے بعد میں آنے والے کو یہ گمان ہوتا کہ شاید جماعت ہو چکی ہے اور لوگ (بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں)(مسلم)

یعنی اصحابِ رسول اس قدر کثرت کے ساتھ ان نوافل کا اہتمام فرماتے۔

(۵) حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! "تعجب ہے ابو تمیم مغرب سے پہلے بھی دو رکعتیں پڑھتے ہیں"۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (تعجب کی کیا بات ہے) ہم خود رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں پڑھتے رہے ہیں میں نے پوچھا اب کیوں نہیں پڑھتے کہا مصروفیت کے سبب (بخاری)

ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ مغرب سے قبل غروب آفتاب کے بعد دو رکعت نماز ہے اور ائمہ مساجد کو چاہیے کہ اگر وہ خود نہ بھی پڑھنا چاہیں تب بھی مقتدیوں کو دو رکعتیں پڑھنے کا موقع ضرور دینا چاہیئے اذان ہوتے ہی فوراً مصلے پر کھڑے نہیں ہو جانا چاہیئے۔

مغرب کے فرائض کی تعداد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر و حضر میں مغرب کی نماز پڑھی۔

والمغرب فی الحضر والسفر سواء ثلاث رکعات لا ینقص فی حضر ولا سفر

آپ نے ہر حال میں تین رکعتیں پڑھیں نہ اسے سفر میں کم کیا اور نہ حضر میں۔(ترمذی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مغرب کے فرضوں کی تعداد تین رکعت ہے اور یہ بھی کہ ان تین رکعتوں کو سفر و حضر دونوں حالتوں میں تین رکھا گیا اور اسے کم نہ کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کے بعد

مغرب کے فرضوں کے بعد رسولِ اکرم ﷺ سے دو رکعت نماز ثابت ہے۔

چنانچہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

كان رسول الله ﷺ يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلي ركعتين (مسلم)

رسول اکرم ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر (گھر میں) داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھتے۔

صلوٰۃ العشاء

رسولِ اکرم ﷺ سے قولاً و فعلاً عشاء سے قبل کوئی نماز ثابت نہیں ہے نہ سنت مؤکدہ اور نہ غیر مؤکدہ البتہ بخاری کی وہ روایت جسے ہم نمازِ مغرب کے تحت بیان کر چکے ہیں کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان دو رکعت نماز ہے یہ حدیث عمومی حکم کی حیثیت رکھتی ہے جس سے پانچوں نمازیں مراد لی جاسکتی ہیں جس میں عشاء بھی شامل ہے۔

عشاء کے فرائض کی تعداد

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عہدِ فاروقی میں کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے اہلِ کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کیا اہلِ کوفہ نے اپنی شکایت میں یہاں تک کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز بھی صحیح طور پر نہیں پڑھاتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کر دی کہ لوگوں کا خیال ہے کہ تم انہیں نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم میں انہیں نبی کریم ﷺ والی نماز پڑھاتا تھا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور پچھلی دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ (یہ حضرت سعدؓ کی کنیت تھی) تمہارے بارہ میں میرا بھی یہی حسن ظن تھا۔ (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیان سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عشاء کی پہلی دو رکعتیں لمبی اور آخری دو رکعتیں ہلکی ہونی چاہئیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ عشاء کی رکعتیں چار ہیں اسی حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اہلِ کوفہ کو روزِ اوّل سے سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق نماز پسند نہ تھی۔

عشاء کے بعد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلی بالناس العشاء ......فیصلی رکعتین۔(مسلم)

رسول اکرم ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

-----☆-----

(۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

فصلّی النّبی ﷺ العشاء ثم جاء الیٰ منزلہ فصلی اربع رکعات ۔(بخاری)

رسول اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر کی طرف آئے

پس چار رکعات ادا فرمائیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد رسول اکرم ﷺ نے دو سنتیں پڑھیں ہیں اور چار بھی۔
لیکن بالاتفاق مؤکدہ سنتیں صرف دو ہیں اور اس سے زائد مستحب ہیں۔

صلوٰۃ الجمعہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق صاف ستھرا لباس پہنے اور خوشبو لگا کر مسجد میں آئے اور دو ساتھیوں کے درمیان حائل نہ ہو پھر جتنا مقدر ہو نماز پڑھے پھر جب امام آجائے تو خاموشی سے بیٹھ جائے تو اگلے جمعہ تک اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص خطبہ جمعہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچتا ہے تو اس کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں ہے وہ جس قدر چاہے نوافل پڑھ سکتا ہے پھر جب امام منبر پر آموجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تو اس وقت خاموشی سے خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جائے رسول اکرم ﷺ سے خطبہ سے قبل نوافل کی متعین تعداد قطعاً ثابت نہیں ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص دورانِ خطبہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نماز ادا نہ کر لے اور اس تعداد کو وہ بڑھا نہیں سکتا دورانِ خطبہ وہ صرف انہیں دو رکعتوں پر اکتفاء کرے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اس دوران ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ گیا رسول اکرم ﷺ نے اس سے دورانِ خطبہ پوچھا!

أ صليت ركعتين کیا تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا!

قم فصل ركعتين کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔ (بخاری)

جمعہ کے فرائض کی تعداد

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

صلوة السفر ركعتان و صلوة الاضحى ركعتان

و صلوة الفطر ركعتان و صلوة الجمعة ركعتان

تمام غير قصر على لسان محمد ﷺ (ابن خزيمه) سنده صحيح

سفر کی نماز دو رکعت ہے، عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں، عید الفطر کی دو رکعتیں ہیں، نمازِ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں، یہی مکمل ہے بغیر قصر کے، یہ رسول اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک کا فیصلہ ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے فرضوں کی کل دو رکعتیں ہیں:

(۲) حدیث پاک میں وارد ہے بے شک رسول اللہ ﷺ:

كان يقرأفي صلاة الجمعة ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾

و ﴿هل أتاك حديث الغاشية﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کی نماز میں "سبح اسم ربك الاعلی" اور "ھل أتاك حدیث الغاشیة" کی قرأت فرمایا کرتے تھے دو سورتوں کی قرأت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ دو ہی رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ (ابو داؤد، نسائی)

جمعہ کے بعد

رسولِ اکرم ﷺ سے جمعہ کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے اور چار کا بھی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا صلیتم بعد الجمعة فصلو اار بعاً

کہ جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعتیں پڑھو۔ (مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہ پڑھتے تھے جب تک کہ گھر تشریف نہ لاتے (اور جب گھر تشریف لاتے) پس دو رکعتیں پڑھا کرتے۔ (بخاری، مسلم)

بعض علما نے جن میں امام ابن تیمیہؒ بھی شامل ہیں ان دونوں روایات میں اسطرح تطبیق دی ہے کہ اگر مسجد میں پڑھی جائیں تو چار رکعتیں پڑھی جائیں اور اگر گھر میں پڑھیں تو دو پڑھیں۔

لیکن درست یہی ہے کہ اختیار ہے کبھی دو پڑھ لیں اور کبھی چار، کیونکہ شارع علیہ السلام سے اس تفریق کی صراحت نہیں ہے (واللہ اعلم)

دیہات میں جمعہ

فقہاءِ احناف کے نزدیک دیہاتوں میں جمعہ اور عیدین جائز نہیں ہے ان کا اہتمام صرف بڑے شہروں میں جائز ہے جب کہ یہ پابندی خود ساختہ ہے رسولِ اکرم ﷺ نے جمعہ کے لئے قطعاً یہ شرط عائد نہیں فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

یاایھاالذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰه ۔ (جمعہ)

اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دی جائے تو تم فوراً اللہ کے ذکر (نمازِ جمعہ کے لئے) دوڑو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں جمعہ کے لیے اللہ نے صرف ایمان کی شرط رکھی ہے یعنی ہر اس شخص کو دعوت دی گئی ہے جس میں ایمان موجود ہے۔

چاہے وہ شہر کا رہنے والا ہو یا دیہات کا، کسی گاؤں کا رہنے والا ہو یا کسی بستی کا۔

اس آیت کا مخاطب بلا تخصیص صرف مؤمن ہے اگر دیہات والوں کو بھی مؤمن کہا جاسکتا ہے تو جمعہ ان پر بھی لازم ہے۔

اس کے علاوہ حدیث شریف میں بھی دیہات میں جمعہ کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مسجدِ نبوی ﷺ کے بعد سب سے پہلا جمعہ عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا جو مسجد بحرین کی ایک بستی جواثٰی میں ہے لہٰذا جمعہ کی فضیلت سے مالا مال ہونے کا ہر مسلمان کو حق حاصل ہے چاہے وہ شہر کا رہنے والا ہو یا گاؤں کا۔

اللہ کے دیے ہوئے اس حق سے بستی والوں کو محروم رکھنا ہرگز قرینِ انصاف نہیں ہے۔

نمازِ اشراق / چاشت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے محبوب جناب محمد الرسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی نصیحت فرمائی:

(۱) ہر مہینے تین روزے رکھنے کی (۱۳، ۱۴، ۱۵)۔

(۲) چاشت کی دو رکعتوں کی۔

(۳) اس بات کی کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔ (بخاری، مسلم)

(ب) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کے اوپر ہر صبح صدقہ واجب ہوتا ہے اور اشراق کی دو رکعتیں اسے کفایت کرتی ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد)

اس نماز کے احادیث میں تین نام مذکور ہیں۔

(۱) صلوٰۃ الضحیٰ۔ (چاشت کی نماز)

(۲) نمازِ اشراق۔

(۳) نمازِ اوابین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشراق وچاشت کی رکعات

صلوٰۃ الضحیٰ کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ثابت ہیں۔ (مسلم)

(۲) اگر دو سے زیادہ پڑھنا چاہے تو دو دو رکعت پر سلام پھیرا جائے۔ (ابو داؤد)

تہجد، تراویح اور وتر

جیسا کہ ہم اوقاتِ نماز کے تحت اس امر کی وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ تینوں نام ایک ہی نماز کے ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ رمضان یا غیر رمضان میں، نصف شب، نصف شب کے بعد، یا نصف شب سے قبل سو کر اٹھنے کے بعد ادا کی جانے والی نماز قیام اللیل (تہجد) کہلاتی ہے۔

اگر رمضان میں اسے بعد نماز عشاء ادا کرتے ہیں تو یہ قیامِ رمضان (تراویح) کہلاتی ہے۔

اگرچہ رسول اکرم ﷺ قیام اللیل کے ساتھ شب بیداری فرماتے پھر بھی اللہ کی طرف سے یہ نہ آپ ﷺ پر فرض تھی اور نہ آپ ﷺ کی امت پر فرض ہے۔ (احسن البیان، ص ۸۹ ے، سعودی)

چنانچہ ارشادِ باری ہے: فتہجد به نافلۃلك تہجد پڑھا کیجئے یہ آپ کیلئے نفل ہے (تفہیم القرآن، ص د ٦٣)

اس کے باوجود آپ ﷺ کا تہجد پڑھنے کا معمول برقرار رہا۔

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی رسول اکرم ﷺ سے رات کی نماز رہ جاتی تو آپ ﷺ اسے دن میں ادا کرتے۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جب کبھی رسول اکرم ﷺ سے رات کی نماز رہ جاتی تو آپ ﷺ دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے۔ (مسلم)

رسول اکرم ﷺ کا روزانہ کا معمول گیارہ رکعتیں پڑھنے کا تھا جب کبھی چھوٹ جاتیں تو آپ دن میں ایک رکعت کا اضافہ کر کے پڑھا کرتے تھے۔

وتروں کی قضاء کا بھی یہی طریقہ ہے کیونکہ وتر طاق عدد میں ہوتے ہیں جب رات کو چھوٹ جائیں دن میں انہیں قضاء کرے اور ایک رکعت بڑھا کر پڑھے اگر ایک پڑھا کرتا ہے تو دو پڑھے اگر تین پڑھا کرتا ہے تو چار پڑھے۔

دلیل مندرجہ بالا حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ آٹھ رکعت نوافل اور تین وتر یا دس رکعت نوافل اور ایک وتر کے ساتھ گیارہ رکعتیں ادا فرماتے لیکن دن میں جب قضاء فرماتے تو انہیں طاق نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے دیتے بلکہ جفت بناتے ہوئے ایک رکعت کا اضافہ فرماتے اور بارہ رکعت ادا فرماتے۔

(۲) سوال = اگر کوئی شخص رات کو وتر پڑھ کر سو جائے پھر اٹھ کر تہجد پڑھنا چاہے تو وہ کیا کرے؟
کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اجعلوا اٰخر صلوٰتکم اللیل وتراً (بخاری)

رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ (یعنی وتر سب سے آخر میں پڑھے جائیں)

اس پر بعض علماء کرام کا فتویٰ ہے کہ کوئی حرج نہیں وتروں کے بعد نوافل وغیرہ پڑھ لیے جائیں اور وتر دوبارہ نہ پڑھے جائیں کیونکہ حدیث میں وارد ہے:

لا وتران فی لیلة (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

ایک رات میں دوبار وتر نہیں ہے۔ لیکن ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ رات کو وتر پڑھ کر سوئے اور اٹھ کر رات کو پھر نماز پڑھنا چاہے تو پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کے وتروں کو جفت کر کے ختم کر دے پھر جس قدر نفل پڑھنا چاہتا ہے پڑھے اور آخر میں وتر پڑھ لے۔ (تحفۃ الاحوذی)

ہمارے نزدیک یہی مسلک راجح ہے کیونکہ اس سے دونوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے یعنی ایک رات میں دوبارہ وتر نہیں اس پر بھی عمل ہو جاتا اور جس حدیث میں ہے کہ وتروں کو رات کی آخری نماز بناؤ اس پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔

قیامِ رمضان ۱۱ رکعات ہیں

(۱) قیامِ رمضان (تراویح) کی یہ تعداد مع وتر ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی رات کی نماز کیا تھی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعة

رمضان یا غیر رمضان میں آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے۔ (بخاری باب صلوۃ اللیل)

(۲) حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ کی رات کی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق دریافت فرماتے ہیں تو آپ فرماتی ہیں:

سبع و تسع واحدٰی عشرۃ رکعۃ سوا رکعتی الفجر۔(بخاری)

سات، نو اور گیارہ رکعتیں ہوا کرتی تھیں اور فجر کی دو رکعتیں اس کے علاوہ ہوتی تھیں۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تیرہ رکعات کی روایت بھی ملتی ہے لیکن اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ اس تعداد میں فجر کی سنتیں شامل ہیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں:

کان النبی ﷺ یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منھا الوتر و رکعتا الفجر۔(مسلم)

آپ ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوئی تھی ان میں وتر اور فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

مذکورہ تینوں روایات سے رسول اکرم ﷺ کا معمول روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہوتی تھیں یا فجر کی سنتوں سمیت ۱۳ رکعتیں۔

ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہٖ

سے یہ وضاحت بھی ہوتی ہے کہ جو نماز رمضان میں تراویح یا قیام رمضان کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ وہی نماز غیر رمضان میں تہجد یا قیام اللیل کے نام سے معروف ہے لفظ ما کان یزید سے یہ بھی واضح ہوا کہ سنت کی نیت سے گیارہ سے تجاوز کرنا قطعاً قرینِ انصاف نہیں ہے۔

البتہ اس تعداد میں کمی کی جا سکتی ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲ سے بھی اس کی وضاحت ہو جاتی ہے در حقیقت یہ ساری خرابیاں نفسِ مسئلہ کو نا سمجھنے کی بناء پر ہیں کیونکہ تہجد کی نماز کے لئے تمام مساجد کا اتفاق موجود ہے کہ وہ آٹھ رکعت "مع وتر" گیارہ رکعت ہوتی تھیں جب تہجد گیارہ رکعت ہیں تو تراویح بیس کیسے مسنون ہو گئیں؟ اور اگر تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں تو پھر تعداد کا اختلاف بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اصل بات بھی یہی ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ چنانچہ مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال عامۃ العلماء ان التراویح و صلوٰۃ اللیل نوعان مختلفان

المختار عندی انھما واحد وان اختلف صفتاھما(فیض الباری ج۲ ص ۴۲۰)

عام طور پر علماء کا کہنا ہے کہ تراویح اور تہجد دو مختلف اقسام ہیں جبکہ میرے نزدیک مختار یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں اور اختلاف صرف اوصاف میں ہے۔

شاہ صاحب کے الفاظ سے بھی ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

جن تین راتوں میں رسول اللہ ﷺ سے قیام رمضان باجماعت ثابت ہے چوتھی رات جب آپ نے جماعت کو ترک کیا تو صحابہ کرام کے استفسار کرنے پر آپ نے ترک کی جو وجہ بیان فرمائی اس میں ایک ہی نماز کو تین نام دیے گئے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا تمہارا شوق کے ساتھ جمع ہونا اور مسجد میں حاضری مجھے معلوم تھی لیکن:

انی خشیت ان یکتب علیکم الوتر (بلوغ المرام)

میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تم پر وتر کی نماز فرض نہ ہو جائے۔

اس حدیث میں قیامِ رمضان کو وتر کہا گیا۔

(۲) مسلم شریف میں یہی بات درج ذیل الفاظ سے مروی ہے:

انی خشیت ان تفرض علیکم صلوٰۃ اللیل۔(مسلم)

مجھے ڈر ہے کہیں تم پر رات کی نماز فرض نہ کر دی جائے۔

اس حدیث میں قیامِ رمضان کو صلوٰۃ اللیل (تہجد) کیا گیا۔

اس بات کو فتح الباری میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل الفاظ سے نقل کیا ہے:

انی خشیت ان تفرض علیکم قیام ھذاالشھر

مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر اس مہینے کا قیام (تراویح ر قیامِ رمضان) فرض نہ کر دیا جائے۔

مندرجہ بالا روایات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ وتر، قیام اللیل اور قیامِ رمضان (تہجد اور تراویح) یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

جن تین راتوں میں آپ نے تراویح پڑھی ان تین راتوں میں آپ سے تہجد پڑھنا ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ یہ وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ ان راتوں میں آپ نے تہجد پڑھی ہی نہیں۔

جیسا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان کا پورا مہینہ نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پڑھائی بلکہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں (۲۳ تیئسویں شب) تب نماز پڑھائی اور تین پہر رات تک پڑھائی، اس کے بعد چھٹی رات (۲۴ چوبیسویں شب) کو قیام نہ کیا پھر جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں (۲۵ پچیسویں شب) کو نماز پڑھائی اور آدھی رات تک قیام فرمایا پھر چوتھی رات (۲۶ چھبیسویں شب) نماز نہیں پڑھائی پھر جب تین راتیں رہ گئیں (۲۷ ستائیسویں شب) قیام کیا اور اپنے اہل و عیال سب لوگوں کے ساتھ قیام کیا اور اتنا طویل قیام کیا کہ ہمیں یہ ڈر ہونے لگا کہ کہیں سحری فوت نہ ہو جائے (یعنی اتنا لمبا قیام کیا کہ سحری کا وقت بھی ختم ہونے والا تھا) اس کے بعد باقی راتوں کا قیام نہیں کیا۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

اس حدیث میں یہ وضاحت پائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح کی نماز کو اتنا طول دیا کہ سحری کا وقت بھی ختم ہونے والا تھا اس سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جب سحری کھانے کا وقت نہیں بچا تو تہجد پڑھنے کا وقت کہاں سے میسر آسکا ہوگا؟ یعنی یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جن راتوں میں آپ نے تراویح ادا فرمائی ان راتوں میں تہجد کا قطعاً ثبوت نہیں ملتا جس سے اصحاب الحدیث کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے کہ قیامِ رمضان (تراویح) اور قیام اللیل (تہجد) ایک ہی نماز کے دو نام ہیں اور اس نماز پر جب ایک رکعت پڑھ کر اسے طاق بنادیا جائے تو یہ ساری کی ساری نماز وتروں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

عموماً تراویح کی جماعت سے پیچھا چھڑانے والے اکثر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح کی جماعت تین دن کرائی اور تم لوگ پورا مہینہ کیوں کراتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے چوتھے دن جب جماعت کو ترک کیا تو ساتھ میں یہ وضاحت بھی فرمادی کہ

اللہ کو تمہارا مل کر نماز پڑھنا بہت پسند ہے اور مجھے ڈر ہے کہ
کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے اس لئے تم اسے الگ الگ پڑھا کرو۔

یہی حکمت تھی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس سنت کو پھر سے جاری فرمایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے رخصت ہونے کے بعد فرضیت کا خوف ختم ہو چکا تھا۔

لہٰذا فی زمانہ ماہِ رمضان میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کرانا بدعت نہیں بلکہ عین منشاءِ حدیث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے کہ عہدِ عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھی گئیں۔
حالانکہ حدیث شریف میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ مدینہ میں رات کے گشت کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جداگانہ طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:
کہ اگر میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو کیا ہی اچھا ہو گا!
چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں:

امر عمر بن الخطاب ابی ابن کعب و تمیم الداری
ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ...... الحدیث (مؤطا مالک رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں۔

بیس رکعتوں کا فسانہ

سنن الکبریٰ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان النبی ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ
سوی الوتر و زاد البیهقی فی غیر جماعۃ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ وتر کے علاوہ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور بیہقی میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ بغیر جماعت کے پڑھتے تھے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

تفرد بہ ابو شیبہ ابراهیم بن عثمان العبسی الکوفی و هو ضعیف

یعنی اس حدیث کو بیان کرنے میں ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔
مزید شہادتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قال احمد و یحی و ابوداؤد ضعیف قال یحیی ایضا لیس بثقۃ
و قال البخاری سکتوا عنہ و قال الترمذی منکر الحدیث و قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النسائی والدولابی متروك الحدیث وقال ابو حاتم ضعیف

الحدیث سکتوا عنه وتركوا حدیثه، وقال الجوزجانی ساقط

وقال صالح جزرة ضعیف لایكتب حدیثه (تہذیب التہذیب ج۱ ص۱۲۶ مطبوعہ لاہور)

☆ احمد، یحییٰ اور ابو داؤد نے کہا کہ ضعیف ہے

☆ اور یحییٰ نے یہ بھی کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ محدثین نے اس سے خاموشی اختیار کی، یعنی یہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے،

☆ ترمذی نے کہا کہ منکر الحدیث ہے،

☆ امام نسائی اور دولابی نے متروک الحدیث کہا ہے،

☆ امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے اور محدثین نے اس کا نام لینا پسند نہیں کیا اور اس کی حدیثوں کو ترک کر دیا،

☆ امام جوزجانی نے کہا کہ اعتبار کے قابل نہیں،

☆ امام صالح نے کہا کہ اتنا ضعیف ہے کہ اس کی حدیثیں لکھے جانے کے قابل نہیں ہیں

(۲) یزید بن رومان کہتے ہیں:

کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ ۲۳ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مؤطا امام مالک)

یہ روایت منقطع ہے کیونکہ یزید بن رومان جو زمانہ عمر کی خبر دینے والے ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ نصب الرایہ میں اس مسئلہ کی بابت علماء احناف کا فیصلہ موجود ہے "یزید بن رومان لم یدرك عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی جبکہ یزید بن رومان کی وفات بالاتفاق ۱۳۰ھ میں ہوئی اگر ہم یزید کی عمر ایک صدی تسلیم کر لیں تب بھی اس کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے سات سال بعد ہوتی ہے تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے پایا.... ؟ لہٰذا اصول حدیث کے اعتبار سے یہ روایت منقطع ہے اور منقطع روایت قطعاً قابلِ احتجاج نہیں ہے بالخصوص جب اس قسم کی ضعیف روایات صحیح کی مخالف ہوں تو فیصلہ صحیح حدیث پر ہو گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گیارہ رکعت کی جو روایت منقول ہے وہ اس میدان میں صحیح ترین روایت ہے اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کی طرف ۲۳ رکعتوں کو منسوب کیا گیا لیکن حقیقتاً ساری بات صیغہ راز میں رکھی گئی۔ اور اسے مجہول بیان کیا گیا۔ مثلاً :-

سوال : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ۲۳ رکعتیں کہاں پڑھی گئیں ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کس نے پڑھائیں ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کس کے حکم سے پڑھائیں گئیں ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا تھا؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں یہ بات لائی گئی ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کیا پڑھانے والے صحابی تھے ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

سوال : کیا مسجد نبوی ﷺ میں پڑھائی گئیں ؟

جواب : یہ معلوم نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بر عکس مؤطا امام مالک میں موجود گیارہ رکعت والی روایت پر غور کیجئے اور مندرجہ بالا سوالات کے جوابات اس روایت سے حاصل کیجئے انشاء اللہ ضرور تشفی ہو گی۔

سوال : گیارہ رکعتیں کس جگہ پڑھی گئیں؟

جواب : مدینۃ الرسول میں

سوال : کس نے پڑھائیں؟

جواب : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سوال : کس کے حکم سے پڑھائی گئیں؟

جواب : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے۔

سوال : کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا؟

جواب : جی ہاں حدیث میں احدی عشرۃ رکعۃً کی صراحت ہے۔

سوال : کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں یہ بات لائی گئی؟

جواب : جی ہاں وہ خود حکم کرنے والے تھے اس لیے یہ بات انکے علم میں تھی۔

سوال : کیا پڑھنے والے صحابی تھے؟

جواب : جی ہاں جلیل القدر صحابی جن کے قاری القرآن ہونے کی تصدیق زبانِ رسالت ﷺ نے فرمائی تھی۔

سوال : کیا مسجد نبوی میں پڑھائی گئیں؟

جواب : جی ہاں مسجدِ نبوی ﷺ میں پڑھائی گئیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس روایت میں ہر بات کا جواب معلوم اور معروف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا عمل کی کثرت کو نہ دیکھیں بلکہ عمل کے حُسن کو دیکھیں اور یہی تقاضائے بندگی ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری ہے :"لیبلوکم ایکم احسن عملاً" (سورۃ الملک)

تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے؟

یہاں ایکم اکثر عملا نہیں فرمایا کہ تم میں سے کون زیادہ عمل کرتا ہے یعنی کثرت کی نہیں حُسنِ عمل کی قید لگائی ہے اور یہ حُسنِ عمل کیا ہے؟...... فرمایا :

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (سورہ احزاب)

عمل کا حسن اسوۂ نبوی ﷺ کی مشابہت میں ہے۔

(اللہ ہمیں سنت نبوی ﷺ کی محبت عطا فرمائے آمین)

نوٹ:- اس مسئلہ پر تفصیلی معلومات کے لیے مولانا نذیر احمد صاحب رحمانیؒ کی کتاب

(انوارِ مصابیح بجواب رکعاتِ تراویح کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہو گا)

سعودی عرب میں بیس کیوں ؟

رمضان المبارک میں عمرہ کا رواج بھی کافی بڑھ گیا ہے اور کچھ ٹی وی اور دیگر نشریاتی اداروں کی بدولت دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے ایک جگہ کی خبریں دوسری جگہ نہ صرف سنی جا سکتی ہیں بلکہ بآسانی دیکھی بھی جا سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ جب عمرہ وغیرہ کر کے آتے ہیں یا گھروں میں ٹی وی پر دیکھتے ہیں تو پھر یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر گیارہ رکعتیں سنت ہیں تو سعودیہ میں ۲۰ کیوں پڑھائی جاتی ہیں ؟

کچھ عرصہ قبل بیت اللہ میں مذاہب اربعہ کے چار مصلے رکھے ہوئے تھے اور بیت اللہ کا ہر کونہ مسلمانوں کے اتحاد کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھائے کھڑا تھا۔

ایک طرف شافعی مصلیٰ تھا	تو دوسری طرف مالکی مصلیٰ
دائیں جانب حنفی مصلیٰ تھا	تو بائیں جانب حنبلی مصلیٰ

لیکن شاہ سعودؒ نے اللہ کی توفیق سے بیت اللہ کو فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھانے والوں سے پاک کیا اور تمام مصلے ہٹا کر صرف ایک مصلیٰ رکھا جو کسی فرقہ کی طرف منسوب نہیں بلکہ وہ صرف عالمِ اسلام کے اتحاد کی ایک زندہ مثال ہے یہاں سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق جب گیارہ رکعت تراویح ادا کی گئی تو ۲۰ پڑھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے شور مچایا کہ اگر آپ بیس نہیں پڑھتے تو ہمیں باقی ماندہ رکعات اپنے امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

سعودی حکومت نے سوچا کہ اگر ان کو اپنا امام کھڑا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو پھر ہر فرقہ یہی مطالبہ کرے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھر سے چار مصلے بچھ جائیں گے اور مقصد فوت ہو جائے گا۔

چنانچہ اس کا حل یہ سوچا گیا کہ ایک قاری ۱۰ پڑھا کر چلا جائے اور گیارہ پڑھنے والے اس قاری کے ساتھ واپس ہو جائیں اور ایک وتر پڑھ کر اپنی گیارہ رکعتیں پوری کر لیں پھر دوسرا امام (قاری) آئے اور وہ دس رکعتیں پڑھائے اور بیس پڑھنے والے دونوں اماموں کی اقتدا کریں تاکہ ان کی بیس پوری ہو جائیں ورنہ وہاں بھی گیارہ ہی رکعت پڑھائی جاتی ہیں دوسرے امام کے آنے سے تعداد نہیں بڑھتی۔

اس کو آپ اس طرح سمجھیں کہ اگر کسی مسجد میں ظہر کی جماعت ہوئی اور امام صاحب چار فرض پڑھا کر چلے گئے اتنے میں کچھ نمازی اور آ گئے اور انھوں نے پھر جماعت کرائی اور انھوں نے بھی چار فرض پڑھے اتنے میں مزید کچھ لوگ آئے اور انھوں نے بھی آپس میں جماعت کرائی تو کیا کوئی شخص ان جماعتوں کو ایک شمار کر کے یہ نتیجہ نکالنے کا مجاز ہے؟ کہ اس مسجد میں آج ظہر کے بارہ فرض پڑھے گئے ہیں۔

ہرگز نہیں اس لیے کہ امام بدل جانے سے اس کی بناء پہلی رکعتوں پر نہیں رکھی جائے گی ہاں یہ ضرور کہا جائے گا کہ ظہر کی تین جماعتیں ہوئیں لیکن فرض چار ہی پڑھے گئے وہاں بھی یہی صورت ہے کہ تراویح کی دو جماعتیں ہوئیں ہر جماعت نے گیارہ رکعت ادا کی۔

(۲) سعودی عرب میں جو کچھ ہوتا ہے وہ دین میں حجت نہیں ہے دلیل صرف اور صرف قرآن و حدیث ہیں اور مسلمانوں نے کلمہ سعودی عرب کا نہیں آمنہ کے لعل کا پڑھا ہے۔

(۳) اور اگر کوئی شخص سعودی عرب کی بات کو حجت ماننے پر بلاوجہ مصر ہے تو ان سے ہماری یہ گزارش ہے کہ سعودی عرب کی تراویح تو سال بعد نظر آتی ہے جبکہ رفع الیدین اور آمین تو روزانہ نظر آتی اور گونجتی ہے اس بارہ میں جناب کا کیا خیال ہے؟

ع :- لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتروں کا بیان

"وتر" دراصل ایک ہی کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔

ان اللہ وتر یحب الوتر اللہ ایک ہے اور ایک ہی کو پسند کرتا ہے۔

صلوٰۃ الوتر میں بھی وتر ایک ہی رکعت ہے

جب ۳ پڑھتے ہیں تب ۲ نفل ہوتے ہیں،

جب ۵ پڑھتے ہیں تب ۴ نفل ہوتے ہیں،

جب ۷ پڑھتے ہیں تب ۶ نفل ہوتے ہیں،

جب ۹ پڑھتے ہیں تب ۸ نفل ہوتے ہیں،

جب ۱۱ پڑھتے ہیں تب ۱۰ نفل ہوتے ہیں،

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:

صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذاا ردت ان تنصرف فارکع رکعۃ تو تر لك ماقد صلیت (بخاری)

رات کی نماز دو دو رکعت ہے پس جب فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو ایک رکعت پڑھ لے جس سے وہ ساری نماز وتر ہو جائے گی جو تو نے پڑھی۔

وتروں کی مختلف تعداد پر اختیار

وتروں کی کسی ایک خاص تعداد پر امت کو پابند نہیں کیا گیا بلکہ ایک سے گیارہ تک اختیار دے دیا گیا ہے ان میں سے حسب توفیق جو ادا کر سکتا ہے کرے جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں واضح کر چکے ہیں کہ

آپ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پس جب فارغ ہونے کا ارادہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو وتر بنالو اس حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مصلی کی استطاعت پر چھوڑا گیا۔

(۲) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: من احب ان یوتر بخمس فلیفعل و من احب ان یوتر بثلاثٍ فلیفعل و من احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل (ابوداؤد)

جسے پانچ وتر پسند ہوں وہ پانچ پڑھے۔ جسے تین وتر پسند ہوں وہ تین پڑھے۔ جسے ایک وتر پسند ہو وہ ایک پڑھے۔

ادائیگی وتر کا طریقہ

(۱) اگر ایک رکعت پڑھنی مقصود ہو اور قنوت بھی رکوع سے قبل پڑھنا چاہتے ہوں تو تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء، سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر قنوت شروع کر دیں رکعت اور سجدوں سے فارغ ہو کر قعدہ بیٹھیں درود اور دعاؤں سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیں۔

(۲) تین یا پانچ پڑھنے مقصود ہوں تو اس کے دو طریقے ہیں۔

(الف) دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر ایک رکعت پڑھیں یہ تین وتر ہو جائیں گے یا دو دو کر کے چار رکعت پڑھیں اور سلام پھیر دیں پھر ایک رکعت پڑھ لیں تو پانچ وتر ہو جائیں گے۔

(ب) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین رکعتیں پڑھ لیں اور درمیان میں قعدہ نہ بیٹھیں صرف آخر میں تیسری رکعت میں بیٹھیں اور سلام پھیر دیں اسی طرح پانچ وتر کے لیے درمیان میں قعدہ نہ کریں صرف پانچویں رکعت پر بیٹھیں اور دعاؤں سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیں۔

(۳) اگر آپ پانچ سے اوپر (۷، ۹، ۱۱) پڑھنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ پہلے سے قدرے مختلف ہے یعنی سات وتر پڑھنے کے لیے اگر آپ دو سلام سے پڑھنا چاہتے ہیں تو چھ رکعتیں دو دو کر کے پڑھ لیں پھر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر لیں اور اگر آپ ایک سلام سے پڑھنا چاہتے ہیں تو پانچ رکعتوں تک کسی میں نہ بیٹھیں صرف چھٹی رکعت پر بیٹھیں پھر ساتویں رکعت پر بیٹھیں ۹ پڑھنے ہوں تو آٹھویں پر بیٹھیں پھر نویں پر بیٹھیں، اگر گیارہ پڑھنے ہوں تو دسویں پر بیٹھیں پھر گیارھویں پر بیٹھیں یعنی دو قعدے کریں ایک آخری رکعت میں اور ایک آخری سے ایک رکعت پہلے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(i) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ جب تین وتر پڑھتے یو تر وبثلاث لایقعد الاّفی آخر ھنّ تو صرف آخری رکعت میں بیٹھے (بیہقی)

(ii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو تیرہ رکعت پڑھتے جن میں پانچ وتر پڑھتے :لایجلس فی شئ الافی آخر ھا (مسلم) اوران وتروں میں صرف آخر میں بیٹھتے۔

(iii) حضرت سعد بن ہشام حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ عمر رسیدہ ہوئے اور جسم مبارک قدرے بھاری ہو گیا تو :اوتر بسبع رکعات لم یجلس الا فی السادسة والسابعة ولم یسلم الا فی السابعة (ابوداؤد)
تو آپ سات رکعتیں پڑھتے جن میں چھٹی اور ساتویں پر قعدہ فرماتے اور سلام صرف ساتویں رکعت میں پھیرتے۔

(iv) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک طویل روایت ہے اس میں فرماتے ہیں : ویصلی تسع رکعات لایجلس فیھا الا فی الثامنة ثم یقوم فیصلی التاسعة......الخ (مسلم)

آپ ﷺ نو رکعتیں وتر پڑھتے صرف آٹھویں اور نویں رکعت میں بیٹھتے۔

نوٹ :۔ دعاءِ قنوت کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعاتِ عیدین

عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ دونوں عیدوں پر رسولِ اکرم ﷺ سے دو رکعت نمازِ عید کھلے میدان میں ثابت ہے اس میں نہ اذان ہوتی تھی اور نہ تکبیر نہ عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز ہوتی تھی اور نہ عید کی نماز کے بعد، عید کا خطبہ بھی آپ ﷺ عید کی نماز کے بعد دیا کرتے تھے یہ دو رکعتیں فرض کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فصلّ لربك وانحر اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

صلوٰۃ السفرِ رکعتانِ صلوٰۃ الاضحی رکعتانِ

صلوٰۃ الفطرِ رکعتانِ وصلوٰۃ الجمعۃِ رکعتانِ

تمام غیر قصرٍ علیٰ لسانِ محمد ﷺ (ابن خزیمہ)

سفر کی نماز دو رکعت ہے، عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت ہے۔

نمازِ قصر

دینِ اسلام چونکہ اللہ کا نازل کردہ دین ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کی کمزوریوں اور ضرورتوں سے پوری طرح واقف ہے چونکہ سفر میں انسان کو سفری تھکاوٹ ضرور ہوتی ہے نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی طور پر بھی انسان سفر میں تھک جاتا ہے۔

یہ ارحم الراحمین کی بے پایاں رحمت کا نتیجہ ہے کہ اس نے چار رکعت والی نماز (فرض) کو دو رکعت کر کے قصر کر دیا اس کے ساتھ سنتوں وغیرہ کی بھی چھوٹ دے دی گئی اسی کو نماز قصر کہا جاتا ہے۔

البتہ مغرب کے فرض تین ہی پڑھے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم)

صرف چار رکعت والی نماز کے دو فرض ادا کیے جائیں، البتہ فجر کی دو سنتیں اور عشاء کے وتروں کا ترک رسولِ اکرم ﷺ سے سفر میں بھی ثابت نہیں ہے انھیں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں بھی نماز قصر کرنے کا حکم ہے لیکن اسے دشمن کے خوف کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے کہ اگر سفر میں دشمن کا ڈر ہو تو نماز قصر کریں (ورنہ پوری پڑھیں)۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں اللہ کے خوف کے سوا کسی کا ڈر باقی نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا!

"اے اللہ کے رسول اب تو دشمن کا خوف جاتا رہا کیا پھر بھی ہم نماز قصر کریں"

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تم پر آسانی کر دی ہے اور اللہ کی عطا کردہ اس نعمت کو قبول کرو۔ (بخاری، مسلم)

مسافت قصر کا تعین

حق بات یہ ہے کہ شارع علیہ السلام سے بالصراحت یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ کتنی مسافت سے قصر کا آغاز ہوتا ہے جن روایات سے علماء نے استدلال کیا ہے دراصل ان روایات سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

مثلاً کم سے کم مسافت جو احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ تین فرخ یا تین میل ہے اللہ کے رسول ﷺ نے اتنی مسافت پر قصر کیا ہے لیکن اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ قصر کی مسافت ہی یہی ہے یا یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس مسافت سے کم پر قصر نہیں ہے کیونکہ اس بات کا ذکر حدیث میں اشارۃً بھی نہیں ملتا ایک فرخ ہمارے یہاں کے اعتبار سے تقریباً تین میل کے برابر اور تین فرخ نو میل کے برابر ہوئے۔

اسی طرح حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں حالتِ امن میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دور دراز کے لوگوں کے ساتھ ساتھ اہلِ مکہ بھی شامل تھے جب کہ منیٰ مکہ سے تقریباً نو میل کے فاصلے پر ہے انہی احادیث کی بنیاد پر اہل الحدیث نے قصر کے لئے کم از کم مسافت نو میل رکھی ہے علامہ شوکانی نے "نیل الاوطار" میں اپنا یہی مسلک پیش کیا ہے۔

البتہ جس منزل پر ہمیں جانا ہے وہ مقام ہمارے علاقے سے کم از کم نو میل تک ہو تو اس سفر پر نماز قصر کی جاسکتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نو میل پر پہنچ کر نماز قصر ہوگی بلکہ اس سے پہلے بھی جب سفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع ہو جائے جس کی مسافت نو میل ہے تو اس پورے سفر کے دوران نماز قصر کی جا سکتی ہے۔
مصنف ابنِ ابی شیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر ملتا ہے کہ وہ ایک میل کے سفر پر بھی قصر کو جائز سمجھتے تھے اس سے مراد یہی ہے کہ جب سفر جاری ہو جائے اور آپ گھر سے نکل پڑیں تو اب آپ مسافر ہیں منزل تک پہنچنے سے پہلے جتنی نمازیں بھی دورانِ سفر راستے میں پیش آئیں گی قصر کریں گے۔

مدت قصر کا تعین

مسافتِ سفر کی طرح مدتِ سفر میں بھی اختلاف ہے بعض مقامات پر رسول اللہ ﷺ نے دس دن کا قیام فرمایا اور مسلسل نماز قصر کرتے رہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے سفرِ حج میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دس دن قیام فرمایا اور ان دس دنوں میں آپ ﷺ نماز قصر ادا فرماتے رہے۔ (بخاری، مسلم)

بعض نے مدتِ سفر انیس دن قرار دی:

جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا اور آپ ﷺ مسلسل انیس دن تک نماز قصر پڑھتے رہے۔ (بخاری، مسلم)

بعض کے نزدیک مدتِ سفر تین دن ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے سفرِ حج میں مکہ میں تین دن قیام کر کے پھر منیٰ اور عرفات کی طرف چل پڑے لہٰذا کم سے کم مدت تین دن ہے اور آپ ﷺ نے مہاجرین سے بھی فرمایا کہ مکہ میں تین روز سے زیادہ قیام نہ کریں

اس سے بعض اہل الحدیث نے بھی تین دن تک قیام کی صورت میں قصر کرنے کا استدلال کیا ہے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھی مختلف عمل احادیث میں موجود ہیں لیکن حق یہ ہے کہ شارع علیہ السلام سے ایسا کوئی حکم ثابت نہیں ہے کہ اتنی مدت تک نماز قصر کی جائے اس لئے کہ کسی جگہ آپ نے تین دن قیام فرمایا تو بھی نماز قصر کی اور کسی جگہ آپ نے دس دن قیام فرمایا تو بھی نمازِ قصر کی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی جگہ آپ کا قیام دس سے بڑھ کر انیس تک پہنچا تو بھی آپ نے نماز قصر کی اسی طرح اگر آپ کا قیام انیس دن سے تجاوز کرتا تو بھی آپ نماز قصر فرماتے کیونکہ انیس دن قیام کرنے کے بعد آپ نے اسے مدتِ قصر کی آخری حد قرار نہیں دیا۔

یہی وجہ ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو سفر پر رہے اور قیام کی نیت نہیں کی تو وہ کئی کئی مہینوں تک نماز قصر کرتے رہے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہادی مہم پر آذربائیجان
(جو روس کا ایک علاقہ ہے) میں چھ ماہ تک قیام پذیر رہے اور چھ ماہ تک
نماز قصر پڑھتے رہے۔ (بیہقی ج ۳)

مندرجہ بالا شواہد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مسافر کسی جگہ مستقل قیام کا ارادہ نہ کرلے اس وقت تک وہ مسافر ہے اور نمازِ قصر کرنے کا اسے حق حاصل ہے جیسا کہ کراچی سے اگر کوئی شخص لاہور یا پشاور کسی کاروباری سفر پر خریدداری کے ارادہ سے یا تفریح کی نیت سے روانہ ہو اور پندرہ دن لاہور میں قیام کرے اور پندرہ دن پشاور میں تو وہاں ان دونوں شہروں میں اسے مقیم نہیں سمجھا جائے گا اور نہ ہی اہلِ پشاور اسے پشاوری تسلیم کریں گے اور نہ ہی اہلِ لاہور اسے لاہوری کہیں گے وہ ان پندرہ دنوں میں بھی مسافر ہی کہلائے گا جب تک کہ وہ مستقل طور پر وہاں رہائش اختیار نہ کرلے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نمازِ قصر اور سنتیں

سفر میں چار رکعت والی نماز کے فرائض میں تخفیف کرتے ہوئے دو کر دیئے گئے اور سنتیں بالکل معاف کر دی گئیں۔ جیسا کہ حضرت حفص بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا "اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا اور میں نے رسول اکرم ﷺ کو دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے اور یہی معاملہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رہا۔ (بخاری، مسلم) البتہ مغرب کے فرض تین ہی پڑھے جائیں (مسلم) سفر میں صبح کی سنتیں اور عشاء کی وتر پڑھ لینے بہتر ہیں۔ (بخاری، مسلم) اگر کوئی چاہے تو سفر میں باقی نمازوں کی سنتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) پہلی حدیث کے تحت سفر میں سنتوں کی رعایت سے فائدہ اٹھانا زیادہ بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۱۲}

مسنون طریقۂ نماز

فرمانِ رسول ﷺ

صلوا کما رأیتمونی أصلی

(بخاری)

تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسنون طریقۂ نماز کا مختصر خاکہ

جسم، لباس اور جگہ کی پاکیزگی کے ساتھ باوضو قبلہ رو ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کانوں یا کندھوں کے برابر اٹھائیں، ہتھیلی کا رخ قبلے کی طرف رہے، ہاتھ کی انگلیاں نہ اپنی طاقت سے کھولیں اور نہ اپنی طاقت سے بند کریں بلکہ قدرتی حالت پر انھیں رہنے دیں اور ہاتھوں کو اپنے سینے پر اس طرح باندھ لیں کہ دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر ہو اور بائیں ہاتھ کی کلائی دائیں ہاتھ کی گرفت میں ہو یہ حالتِ قیام کہلاتی ہے،

☆ قراَتِ قیام سے فارغ ہو کر "اللہ اکبر" کہہ کر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو کانوں یا کندھوں کے برابر تک اسی طرح اٹھائیں جس طرح پہلی مرتبہ اٹھائے تھے اسے رفع الیدین کہتے ہیں،

☆ رفع الیدین کے بعد ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر جمادیں اور انگلیوں کو پھیلادیں اور گھٹنوں پر گرفت مضبوط کریں، کمر سیدھی رکھیں، سر اور کمر کا لیول (BALANCE) برابر رکھیں اس کیفیت کو رکوع کہتے ہیں۔

☆ رکوع کی دعاؤں سے فارغ ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رفع الیدین کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہاتھوں کو ان کے اصل مقام کی طرف چھوڑ دیں نماز کی اس ہیّت کو قومہ کہتے ہیں۔

☆ قومہ کی دعاؤں سے فارغ ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے زمین کی طرف اس طرح جھکیں کہ زمین پر پہلے ہاتھ ٹکائیں پھر گھٹنے، سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں کہ پیشانی اور ناک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین پر ٹکے ہوں۔ ہتھیلیاں زمین پر جمی ہوں۔ انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو پیٹ رانوں سے جدا ہو، کہنیاں رانوں اور پیٹ سے جدا ہوں، دونوں پاؤں باہم ملے ہوں، پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف مڑی ہوں اور نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے معبودِ برحق کی عظمت اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف ہو اس کیفیت کا نام سجدہ ہے۔

☆ دعاؤں سے فارغ ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سر کو زمین سے اٹھائیں اور بایاں پاؤں بچھائیں اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھ جائیں اور دایاں ہاتھ دائیں ران یا گھٹنے پر رکھیں اور بایاں ہاتھ بائیں ران یا گھٹنے پر رکھیں کمر سیدھی رکھیں اور نظر سامنے رکھیں اس کیفیت کا نام جلسہ ہے۔

☆ مسنون دعاؤں سے فارغ ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کریں جس طرح پہلے کیا ہے، دعاؤں سے فارغ ہو کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے ایک دم کھڑے نہ ہوں بلکہ لمحہ بھر کے لئے اسی طرح بیٹھ جائیں جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے اسے جلسۂ استراحت کہا جاتا ہے۔

☆ اپنے ہاتھوں کو زمین کا سہارا لیتے ہوئے دوسری رکعت کے لئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اب دوسری مکمل رکعت قیام سے لیکر سجدہ تک اسی طرح ادا کریں جس طرح پہلی رکعت ادا کی ہے۔

☆ البتہ سجدوں سے فراغت کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دایاں کھڑا کر کے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی کو بند کر کے انگشتِ شہادت کو اٹھا کر اس سے اشارہ بنائیں اور اسے دائیں ران یا گھٹنے پر رکھ دیں بائیں ہاتھ کو کھول کر بائیں ران یا گھٹنے پر رکھ دیں اور "التحیات" پڑھیں اسے قعدہ اولیٰ کہتے ہیں۔

☆ اگر نماز دو سے زیادہ رکعتوں پر مشتمل ہے تو کلمہ شہادت تک تشہد بیٹھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں اور رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھوں کو سینے پر باندھ لیں آخری رکعت ادا کرنے کے بعد جب بیٹھیں تو اپنا بایاں پاؤں دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر کی طرف نکالیں اور دایاں پاؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدستور کھڑا رکھیں اور بایاں کولہا زمین پر ٹکا دیں، اسے تورک کہتے ہیں۔ ہاتھوں کی کیفیت وہی رہے جو پہلے قعدہ میں تھی، نظریں انگشت شہادت سے تجاوز نہ کریں، تشہد پڑھنے، درود ابراھیمی پڑھنے کے بعد قرآن وحدیث میں سے جو دعائیں پسند ہوں وہ پڑھیں اس کیفیت کا نام قعدہ اخیرہ ہے۔

☆ دعاؤں سے فارغ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے سر کو دائیں طرف اور پھر بائیں طرف اتنا گھمائیں کے پیچھے بیٹھنے والے کو آپ کے رخسارے نظر آنے لگیں اس کیفیت کو سلام کہتے ہیں۔

باآوازبلند ایک مرتبہ "اللہ اکبر" کہیں تین مرتبہ "استغفر اللہ" کہیں اور دیگر مسنون اذکار پڑھیں یہ مختصر مکمل طریقہء نماز ہے یہی طریقہ مرد وزن دونوں کے لئے بلا تغیر یکساں رائج ہے۔

تفصیلی طریقہ نماز

نیت: — نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے اس کا اظہار سوائے حج وعمرہ کی نیت کے اور کسی عمل میں ثابت نہیں ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

انما الاعمال بالنیات : تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر عمل سے قبل دل میں اس عمل کے کرنے کا ارادہ ہونا چاہئے۔ ہمارے ہاں نماز کی نیت کے طور پر جو مخصوص الفاظ رائج ہیں۔

"نیت کرتا ہوں نماز کی نماز پڑھتا ہوں واسطے خدا کے۔
چار رکعت نماز فرض وقت نماز ظہر پیچھے اس امام کے اللہ اکبر"

یہ بالکل بدعت ہیں اگر یہ الفاظ مسنون ہوتے تو دیگر نماز کی طرح یہ بھی عربی میں ہوتے ان کا اردو میں ہونا ہی ہندوستانی ساختہ (MADE IN INDIA) ہونے کی دلیل ہے۔

اگر زبان سے نیت کے الفاظ کی ادائیگی ضروری ہے تو پھر یہ ادائیگی صرف نماز تک محدود کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے تو ہر عمل کا دارومدار نیت پر بتایا ہے صرف نماز کا تو نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح وضو بھی ایک عمل ہے اور وضو سے پہلے بھی زبان سے نیت ہونی چاہیے۔

مثلاً نیت کرتا ہوں وضو کی، ٹوٹی ہے پیتل کی، پانی ہے کھارا، بسم اللہ۔

اس طرح ناشتہ کرنا بھی ایک عمل ہے اس لیے ناشتے سے قبل بھی زبان سے نیّت ہونی چاہیے۔

مثلاً نیّت کرتا ہوں ناشتے کی، پراٹھا ہے گندم کا، انڈا ہے دیسی، مرچ ہے ہری، شوگر کا مریض ہوں چائے پیوں گا پھیکی، بسم اللہ۔

زبان سے نیتوں کا طریقہ سراسر خلافِ منشاءِ اسلام ہے بس نماز شروع کرتے وقت دل میں یہ ارادہ ہونا چاہیے کہ وہ کس وقت کی کونسی نماز کی کتنی رکعتیں پڑھ رہا ہے **مثلاً** اگر ظہر کی نماز ہے تو آپ کے دِل میں یہ ارادہ ہو کہ میں ظہر کے چار فرض پڑھنے لگا ہوں یا دو سنتیں پڑھنے لگا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں سے خوب واقف ہے۔

تکبیرِ تحریمہ

اسے تکبیر اولیٰ بھی کہا جاتا ہے تحریمہ کے معنی حرام کر دینے والی کے ہیں اس تکبیر کو تکبیر تحریمہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ تکبیرِ تحریمہ کے ادا ہوتے ہی نمازی پر اُمورِ صلوٰۃ کے علاوہ دنیا کے تمام اُمور حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنی زبان سے کسی سلام کرنے والے کو وعلیکم السلام بھی نہیں کہہ سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کی چابی پاکیزگی ہے اور اس کی تحریم (بند ش) اللہ اکبر کہنا ہے اور اس کی تحلیل (کھولنا) سلام پھیرنا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

تکبیر اولیٰ میں صرف ایک مرتبہ رفع الیدین

تکبیر تحریمہ میں صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کی جائے کیونکہ آغازِ نماز پر شارع علیہ السلام سے ایک سے زیادہ مرتبہ رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

افتتاحِ صلوٰۃ سے متعلق جس قدر روایات موجود ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تکبیرِ اولیٰ میں صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحابِ رسول ﷺ سے اس ضمن میں جو کچھ مروی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔
چنانچہ متعدد احادیث مبارکہ وصحیحہ میں یہ بات بالصراحت منقول ہے کہ :

کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذافتتح الصلوٰۃ

رسول اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے
ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھالیا کرتے تھے۔

اور بعض روایات میں حذو شحمة اذنیه اور بعض میں فروع اذنیه کے الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے کانوں کی لو کے برابر ہاتھ اُٹھاتے تھے یعنی اس کے علاوہ حضرت علقمہ سے مروی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس بات کو مزید پختہ بنادیتی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا :

الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ

کیا میں تم رسولِ اکرم ﷺ والی نماز پڑھ کر نہ بتلاؤں ؟

صحابہ نے کہا کیوں نہیں ضرور بتلائیں :

فصلی ولم یرفع یدیه الا مرۃ واحدۃ

مع تکبیر الافتتاح (ترمذی ،ابوداؤد،نسائی)

پس انھوں نے نماز پڑھی اور نہ ہاتھ اُٹھائے مگر ایک
مرتبہ پہلی تکبیر کے ساتھ۔

مرّۃ واحدۃ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ایک ہی مرتبہ رفع الیدین ثابت ہے تکبیرِ اولیٰ میں ایک سے زیادہ مرتبہ ثابت نہیں ہے اگرچہ اس روایت پر محدثین نے کلام کیا ہے بوجہ عاصم بن کلیب کے جس کے بارے میں علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں :

کان مرجئاً : وہ مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا

لیکن ہم اس روایت کو استشہاد کے طور پر لائے ہیں اصالتاً نہیں لائے ہمارے مؤقف کا اصل بخاری اور مسلم کی روایت ہے البتہ ایسی کوئی بھی روایت جس میں عاصم بن کلیب منفرد ہو گا وہ قطعاً حجت نہیں ہو گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلے پر تفصیلی بحث اپنے محل (رفع اور ترک رفع کے ضمن) میں آئے گی ان شاء اللہ۔

رفع الیدین کی مسنون ہیئت

☆= ہاتھ اُٹھانے سے متعلق رسولِ اکرم ﷺ سے تین طرح کے عمل ثابت ہیں۔

(۱) کندھوں کے برابر تک اُٹھانا۔

(۲) کانوں کی لو کے برابر تک اُٹھانا۔

(۳) کانوں کے اوپر والے حصے تک اُٹھانا۔

رفع الیدین کا صحیح طریقہ

ا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اکان یرفع یدیه حذو منکبیه (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ کندھوں کے برابر تک ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا کبّر رفع یدیه حتی یحاذی بهما فروعَ اذنیه (مسلم)

آپ ﷺ کانوں کے اوپر والے حصے تک ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے تھے۔

۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو (شحمة اذنیه) تک اُٹھاتے تھے (ابوداؤد، نسائی)

البتہ مؤخرالذکر روایت پر بوجہ عبدالجبار کے بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔

(تقریب التهذیب ص ۱۹۶)

--=--=--☆☆--=--=--

☆= رفع الیدین کرتے وقت مٹھی بند نہیں ہونی چاہیے بلکہ انگلیوں کو کھلا رکھنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اذا کبر للصلوٰۃ نشر اصابعہ (ترمذی)

آپ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو

اپنی انگلیوں کو کھول دیتے۔

یعنی انگلیوں کو اندر کی طرف موڑ کر نہ رکھیں بلکہ سیدھا کھول دیں۔

(ب) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

لم یفرج بین اصابعہ ولم یضمّھا ۔ (ابن حبان، ابن خزیمہ)

آپ ﷺ نہ تو انگلیوں کو کھولتے اور نہ ملاتے۔

یعنی نہ اُنھیں (اپنی قوت سے) کھولیں اور نہ (اپنی قوت سے) بند کریں۔

قیام اور اس کی کیفیت

تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین سے فارغ ہو کر اب اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے پر اس طرح باندھ لیں کہ بایاں ہاتھ نیچے ہو اور دایاں ہاتھ اس کے اوپر۔

(۱) چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں) لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھے۔ (بخاری)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے نماز کی حالت میں اپنا بایاں ہاتھ دائیں کے اوپر رکھا، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ نے (میری اصلاح فرماتے ہوئے) دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر کر دیا۔

(۳) حضرت ھلب الطائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھے ہوئے تھے اور حضرت یحیٰی نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھ کر اس کیفیت کی وضاحت کی۔ (مسند احمد)

(۴) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی معیّت میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر رکھا۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ احادیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نماز کی حالت میں ہاتھ باندھنے کا محل سینہ ہے نہ کہ پیٹ عقلاً بھی سینے ہی کو ترجیح ہے کیونکہ اللہ کی یادوں کا مرکز پیٹ نہیں دل ہوتا ہے اور دل کا محل سینہ ہے اور دل تھام کر اللہ کو یاد کرنا پیٹ تھام کر یاد کرنے سے زیادہ قرینِ انصاف ہے۔

چونکہ انسان دینا میں ان گنت کام اپنے پیٹ کے لئے کرتا ہے اور ہر جگہ ہر کام میں اس کا پیٹ ہی مقدم رہتا ہے اب اللہ کی دربار میں آیا ہے تو اب تو پیٹ کو چھوڑ کر دل پہ ہاتھ رکھ لے اور اللہ سے اِطمینانِ قلب اور مغفرت کا طالب ہو کر نماز کو ادا کرے تو "انشاء اللہ" اللہ رب العالمین اپنا فضل فرماتے ہوئے اسکی دلی مراد کو پورا کرے گا اور اس کا پیٹ بھی بھر دے گا کیونکہ وہی سب کا پیٹ بھرنے والا ہے۔

(۲) بعض لوگ عوام الناس کو دھوکا دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں لفظ صدرہ آیا ہے اور صدر کے معنی کسی جگہ کے صدر مقام یا (Center) وسط کے بھی آتے ہیں اس لئے انسان کے جسم کا وسط سینہ نہیں بلکہ ناف ہے حالانکہ یہ ایسی دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے جس سے منشاءِ شریعت کی روح پلٹ جاتی ہے، اگر ہم صدر کے معنی ناف ہی لیں تو قرآن مجید کی اس آیت کا یہ لوگ کیا ترجمہ کریں گے جس میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

الم نشرح لك صدرك : جس کے اصل معنی یہ ہیں

(اے نبی ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟۔

(آپ کے سینہ مبارک کو علم وحکمت سے بھر کر وسعتِ قلبی جیسی نعمت سے نوازا)۔

اور اگر صدر سے ناف یا پیٹ مراد لیں تو اس کے معنی یہ ہونگے (نعوذ باللہ) اے نبی ﷺ ہم نے آپ کا پیٹ بڑا نہیں کر دیا اور پیٹ کا بڑا ہونا خوبی نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ میں اپنے حبیب کا کوئی عیب نہیں بلکہ عظمت بیان کر رہا ہے۔

(۳) بعض لوگ ہاتھوں کو قیام کی حالت میں باندھے بغیر کھلا چھوڑ دیتے ہیں اور بعض انہیں تحت السرہ (زیرِ ناف) باندھ لیتے ہیں سو یہ عمل احادیث صحیحہ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کی جو روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پیش کی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة

کہ نماز میں ایک ہتھیلی کو دوسری پر رکھ کر زیرِ ناف باندھ لینا سنت ہے۔(ابو داؤد، مسند احمد)

(۱) یہ روایت زیاد بن زید الکوفی کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۲) یہ روایت ابو داؤد کے ابن عربی والے نسخہ کے علاوہ دوسرے نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

(۳) اس کی سند میں حبان بن الکوفی الواسطی بھی ہے جس کے بارے میں امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو اس کا ضعف بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

چنانچہ فقہ کی کتابوں میں یہ بات مذکور ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل مضبوط ہے اور تحت السرہ ہاتھ باندھنے کی روایت ضعیف ہے۔ (ھدایہ ج ۱ ص ۳۵)

علاوہ ازیں فقہ حنفی کی ایک اور معتبر کتاب شرح وقایہ میں بھی صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے کہ

"تحت السرہ ہاتھ باندھنا کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے بس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے جب کہ وہ بھی ضعیف ہے"۔

(۴) رسول اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے قبل کچھ دیر سکوت فرماتے۔

قربان جایئے صحابہ کرام پر جنہوں نے ہمارے لئے بڑی آسانیاں پیدا کیں۔

دین کے اس قدر متلاشی اور حریص، صحابہ سے بڑھ کر نہیں دیکھے گئے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سکوت میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کے لب مبارک کو جنبش میں دیکھا تو یوں گویا ہوئے :

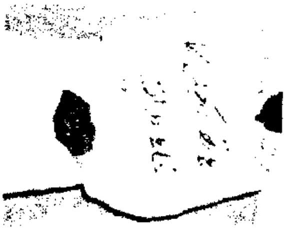

أرايت سكوتك بين التكبير والقرأة ماتقول؟

اے (رحمتِ عالم ﷺ) آپ تکبیر (تحریمہ) اور قرأۃ کے مابین کچھ دیر سکوت فرماتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا ! اقول :

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری، مسلم)

اے اللہ ، میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری کردے جس طرح تونے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کی ہے۔اے اللہ مجھے خطاؤں سے پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔اے اللہ میری خطاؤں کو (اپنی رحمت) کے پانی اور برف اور اولوں سے دھوڈال۔

دوسری دُعا

رسول اکرم ﷺ سے مندرجہ بالا دعا کے علاوہ درج ذیل دعا بھی ثابت ہے جو عموماً عوام الناس میں "ثنا" کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ پڑھتے :

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

(ابوداؤد،نسائی، ترمذی)

اے اللہ توپاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور تیرا نام برکت والا ہے،
تو بلند تر شان کا مالک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اس کے بعد تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھیں اگر فرض پڑھ رہے ہیں تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورہ بھی ملائیں۔اسے قرأت کہتے ہیں اور اگر سنن یا نوافل پڑھ رہے ہیں تو تمام رکعت میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ شامل کریں۔اگر امام قرأت بالجہر کر رہا ہو جیسے فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں ہوتی ہے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے قیام کی حالت میں سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد خاموش ہو کر امام کی قرأت کو توجہ سے سنے اور اگر امام سری نماز پڑھ رہا ہو جیسے ظہر اور عصر تو امام کے پیچھے مقتدی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی ملا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ممانعت کے الفاظ صرف جہری قرات کے ساتھ ثابت ہیں۔

بسم اللّٰہ سرّی اور جہری کا مسئلہ

ثناوغیرہ سے فارغ ہو کر سورہ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے تعوّذ(اعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم) بھی پڑھ لیناچاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے :

اذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم (سورۃالنحل:۹۸)

جب قرآن مجید پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرلیا کرو۔

حدیث پاک میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تعوذ کے بعد تسمیہ (بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم) پڑھنا چاہئے لیکن متقدمین میں اس ضمن میں تین طرح کی بحثیں موجود ہیں بعض سرے سے ''بسم اللہ'' پڑھنے کے قائل ہی نہیں (نہ سری اور نہ جہری) ان کے نزدیک ''بسم اللہ'' فاتحہ کا جز نہیں ہے انی لئے فاتحہ کے ساتھ اس کی قرأت لازم نہیں۔

لیکن یہ نظریہ دلائل کے اعتبار سے قطعی کمزور ہے۔ چونکہ رسول اکرم ﷺ سے اس کی قرأت ثابت ہے اب اختلاف دو طرح کارہ جاتا ہے کہ آیا بسم اللہ کو ''بالجہر'' پڑھا جائے یا ''بالسر'' پڑھا جائے اس عنوان پر دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔

(۱) بسم اللہ بالجہر پڑھنے کے لئے حضرت نعیم بن مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت واضح دلیل ہے

فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

فقرابسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ثم قراء بام القران

انہوں نے پہلے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی پھر ''سورۃ فاتحہ پڑھی''

یہاں تک کے جب غیر المغضوب علیھم ولاالضالین پر پہنچے

تو آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی...... جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

(نسائی،دارقطنی،ابن حبان،ابن خزیمہ،اوربیہقی وغیرہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو مخالفینِ جہر نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے لیکن اپنے نظریہ کے خلاف ہونے کے سبب طرح طرح کی تأویلیں کی ہیں جو بالکل لایعنی ہیں۔

اعتراض نمبر ۱ :-

یہ حدیث تو صحیح ہے لیکن اس میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی "بسم اللہ" کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ قرأت "بسم اللہ" کو با آوازِ بلند پڑھا اور فراغت کے بعد اپنے اس عمل کو رسول اللہ ﷺ کے عمل سے مشابہ قرار دیا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کس چیز کا نام ہے اگر دن چڑھے انسان کہے کہ مجھے سورج نظر نہیں آرہا تو یہ سورج کا قصور نہیں بلکہ اس کی آنکھ کا نقص ہے۔

اعتراض نمبر ۲:-

اس میں یہ احتمال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض تعلیم دینے کے لئے "بسم اللہ" کو بلند آواز سے پڑھا ہو۔

جواب :-

واضح اور صریح حکم کو محض خیالی مفروضوں اور احتمالات سے رد کرنا قرینِ انصاف نہیں ہے۔

(۲) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت کس طرح ہوتی تھی تو انہوں نے فرمایا! رسولِ اکرم ﷺ کھینچ کھینچ کر قرأت کیا کرتے تھے پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جس میں "بسم اللہ" کو کھنچا پھر "رحمٰن" کو کھنچا پھر "الرحیم" کو کھنچا۔ (بخاری)

اس حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے یہی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ "بسم اللہ" کو بلند آواز سے پڑھتے اور اسی طرح کھینچ کھینچ کر پڑھتے جس طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھ کر بتلایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر ۳:-

اس حدیث پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ قرأت نماز کے اندر تھی۔

جواب:-

لفظِ قرأت کا عموم نماز اور غیر نماز دونوں کو شامل ہے یعنی آپ ﷺ کی قرأت نماز میں ہوتی یا علاوہ نماز کے دونوں صورتوں میں رسولِ اکرم ﷺ "بسم اللہ" کو اسی طرح کھینچ کر پڑھتے۔

مندرجہ بالا روایات کے علاوہ مزید شواہد بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نماز میں "بسم اللہ" کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ (دارقطنی مع مغنی ص ۳۰۴)

(۴) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نماز کا آغاز "بسم اللہ" سے کرتے۔ (دارقطنی ص ۳۰۵)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ "بسم اللہ" کو بالجہر پڑھا کرتے تھے۔ (دارقطنی ۳۱۰)

(۷) حضرت حکم بن عمیر بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے نماز میں "بسم اللہ" کو بلند آواز سے پڑھا۔
تہجد میں، فجر کی نماز میں اور جمعہ کی نماز میں۔ (دارقطنی ۳۱۰)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں بے شک رسولِ اکرم ﷺ بسم اللہ کو بالجہر پڑھا کرتے تھے۔ (دارقطنی ص ۳۱۱)

ان مرفوع روایات کے علاوہ صحابہ کرام کے آثار بھی موجود ہیں جسے دارقطنی اور دیگر کتبِ احادیث میں دیکھا جا سکتا ہے جنہیں ہم طوالت کے خوف سے تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔

اگر کوئی شخص ان روایات پر ضعف کا فتویٰ لگائے تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ یہ روایات بطور شاہد کے پیش کی گئی ہیں نہ کہ اصالۃً اصل روایات جو ہم نے اثبات بالجہر میں پیش کی ہیں وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ روایات ہیں جنہیں ہم اس باب میں نمبر ایک اور دو کے تحت درج کر چکے ہیں۔

بسم اللہ سرّی پڑھنے کے دلائل

جن روایات کو " بسم اللہ" بالجہر کے خلاف اور " بسم اللہ" بالسر کے اثبات میں پیش کیا جاتا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں بے شک نبی کریم ﷺ، ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نماز کو "الحمد لله رب العالمين" سے شروع فرماتے۔ (بخاری ج۱، ص ۱۰۳)

یہ حدیث بسم اللہ بالجہر کی نفی ثابت نہیں کرتی چونکہ اس میں سرے سے بسم اللہ کا ذکر ہی نہیں ہے اور اگر عدم ذکر سے بسم اللہ بالجہر کی نفی ہوگی تو ثبوت بسم اللہ بالسر کا بھی باقی نہیں رہے گا،

دوسرا جواب: اس حدیث میں الحمد للہ رب العالمین کو سورۃ فاتحہ کے نام کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی قرأت میں سب سے پہلے سورۃ فاتحہ کی قرأت ہی ہوا کرتی تھی بسم اللہ چونکہ مستقل سورہ کا درجہ نہیں رکھتی اس لیے آغازِ قرأت کی نسبت بسم اللہ کی بجائے سورۃ فاتحہ کی طرف کی، جیسا کہ کوئی کہے کہ فلاں شخص نے کھانے کا آغاز روٹی کی بجائے خربوزے سے کیا ہے جبکہ اس نے کھانے کا آغاز بسم اللہ سے ہی کیوں نہ کیا ہو تب بھی یہی کہا جائے گا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ، عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے نماز پڑھی پس ان میں سے میں نے کسی ایک کو بھی بسم اللہ کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا، ایک اور روایت میں ہے کہ یہ لوگ الحمد للہ رب العالمین سے قرأت کرتے بسم اللہ کو نہ قرأت کے شروع یعنی فاتحہ سے پہلے پڑھتے اور نہ آخر قرأت میں (دوسری سورت سے پہلے) ذکر کرتے (مسلم)

اس روایت سے بسم اللہ سرّی پر دلیل پکڑی گئی ہے حالانکہ اگر اس روایت کو بنیاد بنایا جائے تو یہ روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ماقبل روایت کی طرح بسم اللہ بالجہر کی نفی نہیں کرتی بلکہ سرے سے بسم اللہ کی نفی کرتی ہے لہٰذا یہ روایت بھی بسم اللہ سری کی دلیل میں پیش کرنا مناسب نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ اور امام اوزاعی نے انھیں روایات سے استدلال کرتے ہوئے بسم اللہ کی مطلق نفی کی ہے چونکہ ان روایات سے یہ بالکل پتہ نہیں چلتا کہ آپ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ کو آہستہ سے پڑھ لیا کرتے تھے۔

اگرچہ سند کے اعتبار سے مسلم شریف کی یہ روایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور زیادہ اصح ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد تک فعل کا تواتر بھی ثابت ہوتا ہے پھر بھی بسم اللہ مخفی پڑھنے کی صراحت اشارۃً بھی موجود نہیں ہے بہر حال ہر دو دلائل کی موجودگی میں ہمارے نزدیک دونوں عمل سنتِ مطہرہ سے ثابت ہیں اس لیے دونوں پر عمل کیا جانا چاہیے البتہ زیادہ راجح مذہب بسم اللہ بالجہر کا ہے کیونکہ اس میں صراحتاً بسم اللہ کو باآواز بلند پڑھنے کا ذکر ہے (واللہ اعلم بالصواب)

قرأت خلف الامام اور فاتحہ خلف الامام

عموماً دو طرح کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں انفرادی اور اجتماعی ، انفرادی نمازیں وہ کہلاتی ہیں جو ہم بغیر جماعت کے تنہا پڑھتے ہیں اور اجتماعی نمازیں وہ کہلاتی ہیں جنھیں ہم باجماعت کسی امام کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں شریعت نے ان دونوں طرح کی نمازوں کے بارہ میں واضح احکامات صادر فرمائے ہیں۔

مثلاً تنہا نماز کیسے پڑھنی ہے اور باجماعت کیسے پڑھنی ہے، امام کے لیے کیا ضروری ہے اور مقتدی کے لیے کیا ضروری ہے، ہر چیز بیان کردی گئی اور دین کو امت کی آسانی کے لیے سہل ترین بنادیا گیا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض فقہی مسالک نے اپنی اندھی تقلید کے جمود کو برقرار رکھنے اور اسے اسلام کا جزو قرار دینے کے لیے عوام الناس کو طرح طرح کی مشکلات میں ڈال دیا ہے۔

نماز جیسے اہم فریضہ کو بھی سنتِ نبوی ﷺ کی اس شاہراہ سے ہٹا کر جو اپنے راہی کو سیدھا جنت کے دروازے پر لے جانے والی ہے فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔

جس کے بعد اختلافات کی دلدل کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں عوام اور علماء برابر کے شریک ہیں، علماء کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ خالصتاً کتاب و سنت سے مسائل کا حل تلاش کرتے اور اسی حل کو عوام الناس کے سامنے پیش کرتے اور عوام الناس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ علماء سے صرف کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسنت ہی کا مطالبہ کرتے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ وضو کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

انھوں نے جواب دیا کہ "پہلے اپنا سوال درست کریں پھر جواب دونگا" سائل نے کہا بظاہر سوال میں مجھے تو کوئی غلطی نظر نہیں آرہی اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آرہی ہے تو آپ پہلے سوال درست کردیں پھر جواب دے دیں، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سوال کو ٹھیک کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ نہ پوچھو کہ وضوء کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ بلکہ یہ پوچھو کہ رسول اکرم ﷺ وضوء کیسے کیا کرتے تھے"؟

یہ ہے وہ صحیح اندازِ فکر جس سے تمام تعصبات واختلافات کا خاتمہ ممکن ہے اس تمہیدی گفتگو کے بعد اصل بحث کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

قرأت خلف الامام اور فاتحہ خلف الامام میں فرق

احادیث میں یہ دونوں اصطلاحیں کثرت سے موجود ہیں اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا ہے تو بھی فاتحہ اس پر لازم ہے اور دیگر قرأت بھی اسے کرنی چاہیے اور اگر باجماعت نماز ادا کرتا ہے اور نماز میں امام بالجہر قرأت کرتا ہے تو پھر امام فاتحہ اور دیگر قرأت دونوں پڑھے گا جبکہ مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو جائے گا اور امام کی قرأت کو توجہ سے سنے گا **"قرأت خلف الامام"** کے معنی یہ ہیں کہ مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ پڑھنا۔

اور **"فاتحہ خلف الامام"** کے معنی یہ ہیں کہ مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا جن احادیث میں قرأت خلف الامام کی ممانعت آئی ہے اس قرأت سے مراد فاتحہ کے علاوہ قرأت ہے اور جن احادیث میں قرأت خلف الامام کی فرضیت کا ذکر ہے تو وہ صرف فاتحہ خلف الامام ہے۔

گویا جہری نمازوں میں مطلق قرأت کی جو ممانعت ہے وہ سورہ فاتحہ کے علاوہ ہے اور جو قرأت فرض ہے وہ سورہ فاتحہ کی قرأت ہے یہی دونوں میں بنیادی فرق ہے۔

اس تفریق کی شرعی دلیل یہ ہے کہ ترمذی شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھائی اور بالجہر قرأت فرمائی، صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انی أراکم تقرؤن وراء امامکم

شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟

صحابہ کرام نے کہا، ہاں یارسول اللہ ﷺ ہم پڑھتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لاتفعلوا الا بام القرآن فانه لاصلوٰة لمن لم یقرأبها (ترمذی ج۱،ص۴۱)

امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو، سوائے سورہ فاتحہ کے اس لئے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اسے نہیں پڑھتا۔

اس حدیث سے امر اور نہی دونوں واضح ہیں، ایک قرأت سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور دوسری قرأت کو آپ ﷺ نے فرض قرار دیا۔

جس سے منع فرمایا ہے وہ فاتحہ کے علاوہ قرأت ہے

اور جس قرأت کو فرض قرار دیا ہے وہ قرأت سورہ فاتحہ کی قرأت ہے۔

اور اس فرضیت کی علت یہ بتلائی کہ اگر کوئی شخص **"سورہ فاتحہ"** کو ترک کر دے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی۔

گویا جس عبادت کا نام نماز ہے وہ "سورہ فاتحہ" کے بغیر بے کار ہے۔

جہاں تک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا تعلق ہے تو اِس پر سب متفق ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن اس حکم کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ حکم منفرد یا امام کے لئے ہے اور مقتدی اس حکم سے **مستثنیٰ** ہیں حالانکہ اس استثناء کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔

اور اختلاف کا یہی ایک پہلو باقی رہ جاتا ہے کہ امام کی اقتداء کرنے والا شخص "سورہ فاتحہ" پڑھے یا نہ پڑھے، اس لئے ہم یہاں اپنی بحث کو صرف اِسی ایک پہلو سے وابستہ رکھیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نماز میں سورہ فاتحہ فرض ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاصلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب (بخاری، مسلم)

اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔

یہ حدیث اپنے حکم میں بالکل عام ہے، اس میں کسی کی تخصیص ثابت ہے نہ کسی کا استثناء ثابت ہے۔

اس حکم میں ہر نمازی شامل ہے چاہے وہ منفرد ہو،

امام ہو، مقتدی ہو، مسافر ہو، حاضر ہو،

مرد ہو، عورت ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو،

تندرست ہو، بیمار ہو، لنگڑا ہو، لولہا ہو،

اندھا ہو، اپاہج ہو، حنفی ہو، شافعی ہو،

مالکی ہو، حنبلی ہو، جعفری ہو، چشتی ہو،

فریدی ہو، سہروردی ہو، بریلوی ہو، نقش بندی ہو

سلسلہ بندی ہو یا دیوبندی ہو، سلفی ہو یا محمدی ہو

غرض ہر نمازی پر ہر حال میں اس کی قرأت فرض ہے۔

جس طرح ہر نمازی پر فرض ہے اسی طرح ہر نماز میں فرض ہے چاہے وہ

فرض ہوں یا نفل، سنت ہوں یا وتر،

عید ہو یا جمعہ، جنازہ ہو یا اشراق،

تحیۃ المسجد ہو، یا تحیۃ الوضو،

صلوٰۃِ کسوف ہو یا صلوٰۃِ خسوف،

نمازِ تہجد ہو یا نمازِ تراویح،

غرض قرأتِ فاتحہ کی فرضیت سے نہ کوئی نمازی مستثنیٰ ہے اور نہ ہی کوئی نماز۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے پس اس کی نماز حاملہ اونٹنی کے اس بچے کی مانند ہے جو وقت سے پہلے (کچا) گر گیا ہو، (فھی خداج ثلاثا غیر تمامٍ) یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائے اور فرمایا: وہ نامکمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا!

انا نکون وراء الامام : کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں۔

پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

اقرأبها في نفسك : اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر

بے شک میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ رب العالمین نے نماز کو بندے اور اپنے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے .... الخ

اور وہ تقسیم سورہ فاتحہ کی تقسیم ہے (مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

اس حدیث سے دو باتیں خاص طور پر معلوم ہوئیں۔

(۱) سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کی حیثیت کچے بچے کی سی ہے جس کے اعضاء بھی مکمل نہیں ہو پاتے کہ وہ گر جاتا ہے، اور اگر اعضاء مکمل ہو چکے ہوں لیکن اس میں ابھی روح نہ ڈالی گئی ہو تو اس لوتھڑے کا کیا فائدہ؟

(۲) نماز تو نام ہی سورہ فاتحہ کا ہے اور جس چیز کو نماز کہا گیا ہے، اگر نماز میں سے وہی نکال دی جائے تو باقی کیا بچے گا؟

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،

فرماتی ہیں جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:

كل صلاة لا يقرأ فيها بامّ القران فهي خداج (ابن ماجہ، طحاوی)

ایسی ہر نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ خداج یعنی ناقص و نامکمل ہے۔

(۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

كنا خلف رسول الله ﷺ فثقلت عليه القراءة فلما فرغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال لعلكم تقرؤن خلف امامكم قلنا نعم هذاً

يا رسول اللهﷺ قال لاتفعلوا الا بفاحتة الكتاب

فانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها۔(ابوداؤد،ترمذی ج۱ ص ۴۱)

ہم رسول اللہﷺ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کر رہے تھے پس آپﷺ نے قرأت کی تو آپﷺ پر قرأت کرنا بوجھل ہو گیا پس جب آپﷺ فارغ ہوئے تو آپﷺ نے فرمایا! شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو۔ ہم نے کہا، "ہاں" ہم جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپﷺ نے فرمایا! تم ایسا نہ کیا کرو۔ سوائے سورۃ فاتحہ کے اس لئے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی جو اسے نہیں پڑھتا۔

اس روایت پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سخت ترین جرح موجود ہے حالانکہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں

امام شعبہؒ فرماتے ہیں! هوا مير المؤمنين فى الحديث :

کہ وہ حدیث میں امام ہیں

صرف یہی نہیں بلکہ اکثر لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ

میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو،

جس کا واضح ثبوت درج ذیل واقعہ ہے جسے ہم "محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت" کے عنوان سے درج کر رہے ہیں۔

محمد بن اسحاق کی ثقاہت

ہدایہ میں یہ روایت ہے :اسفروا با لفجر فانه اعظم للاجر

صبح کو روشن کر کے (تاخیر) سے پڑھو تو اس میں اجر زیادہ ہے

اور اس روایت پر احناف کے مسلک کی بناء ہے اس لیے زیادہ اجر و ثواب کی حرص میں بے حد تاخیر سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اس حدیث کے راوی محمد بن اسحاقؒ ہیں اب چونکہ فاتحہ خلف الامام کے روایت حنفی مسلک کے خلاف تھی اس لیے اس روایت کے رد میں محمد بن اسحاق کے بارے میں جس قدر کیچڑ اچھالا جا سکتا تھا اُچھالا، حتیٰ کہ کیچڑ اچھالنے میں یہ احتیاط بھی نہیں برتی گئی کہ چھینٹے ہم پر بھی پڑ سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تاکہ اپنے مسلک کے خلاف پیش کی گئی روایت کارد ہو سکے، لیکن وہی محمد بن اسحاق اُس روایت کو بیان کرتا ہے جو حنفی مذہب کی اساس ہے تو اس وقت حنفی ناقدین کی نظر میں اس جیسا عادل، فقیہہ اور ثقہ کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔

یہ اللہ کی شان ہے کہ اس نے اپنے دین کی قیامت تک حفاظت کرنی ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی مخالفت کی اور مخالفت میں اس قدر گر گئے کہ سارے شہر کی غلاظت جمع کر کے نوح علیہ السلام کی کشتی میں ڈال جاتے تھے بالآخر اللہ نے بھی انھیں ایسی بیماری لگادی کہ جس کا علاج اسی گندگی سے ہوتا تھا جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں ڈالی گئی تھی۔

پہلے تو وہ غلاظت ڈالتے رہے جب دیکھا کہ اس میں ہماری بیماری کا علاج بھی ہے تو ساری کشتی دھو کر تمام غلاظت اپنے گھروں میں لے گئے محمد بن اسحاقؒ کا معاملہ بھی بالکل نوح علیہ السلام کی کشتی کے جیسا ہے۔

چنانچہ ابنِ ہمام حنفی، ھدایہ کی شرح فتح القدیر میں جب اس روایت پر پہنچتے ہیں جو ان کے مسلک کی اساس ہے اور اس کی سند میں محمد بن اسحاق بھی ہے تو فرماتے ہیں۔

"محمد بن اسحاق ثقہ ہیں اور امام مالکؒ نے اُن کے بارہ میں جو کچھ کہا ہے وہ ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اسے اہلِ علم نے قبول کیا ہے اور آخر میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوے سے رجوع کیا اور محمد بن اسحاق کی طرف تحائف بھیجے۔ (فتح القدیر)

اب چونکہ بیماری کا علاج اسی میں تھا کہ محمد بن اسحاق پر لگائی گئی غلاظت کو دھویا جائے تو اسی میں اپنی خیر سمجھی اور اسے دھویا۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو، مردِ مسلمان بھی کافر و زندیق (اقبال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل میں پڑھنے کا مفہوم

بعض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث جس میں دل میں پڑھنے کا ذکر ہے پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سورہ فاتحہ پر تدبر کرے اور دل میں اس کے بارے میں سوچتا ہے اور زبان سے قرأت نہ کرے، یہ مفہوم قطعی طور پر منشاءِ حدیث کے خلاف ہے۔

اس حکم میں قرأت کی نفی نہیں ہے بلکہ قرأت بالجہر کی نفی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں حکم ہے:

﴿ واذکر ربك فی نفسك ﴾

((اور اپنے رب کو دل میں یاد کر))

www.KitaboSunnat.com

تفسیر جلالین میں ہے ای سراً یعنی سری قرأت کے ساتھ اور یہی مفہوم یہاں ہے کہ خاموشی کے ساتھ آواز بلند کیے بغیر سورہ فاتحہ کی قرأت کی جائے۔

اب رہا یہ سوال کہ قرأت بھی ہو اور سکوت بھی یہ دونوں کیونکر ممکن ہیں تو اس کا جواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت ہے جو بخاری اور مسلم کے حوالے سے دعاء افتتاح کے طور پر ہم اس باب کے آغاز میں نقل کر چکے ہیں۔

جس میں یہ صراحت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ

آپ تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ دیر خاموش رہتے ہیں اس وقت کیا پڑھتے ہیں؟

جواب میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ خاموشی میں کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟

بلکہ آپ ﷺ نے سائل کے گمان کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:

”میں اس خاموشی میں اللھم باعد بینی (مکمل دعا بتلائی) کہ یہ پڑھا کرتا ہوں“۔

تو ثابت ہوا کہ قرأت فی النفس کا مطلب محض تدبر اور تخیل ہی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی وہ قرأت ہے جس کے الفاظ سری طور پر زبان سے ادا ہوتے ہیں۔

آثارِ صحابہ بھی احادیث صحیحہ کے ذخیرہ میں کثرت سے موجود ہیں جنہیں دار قطنی، جزء القراۃ بخاری، کتاب القراۃ بیہقی، مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابنِ ابی شیبہ میں بالتفصیل دیکھا جا سکتا ہے یہاں ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوالت کے خوف سے نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ امام ترمذیؒ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وهذا اصح والعمل على هذا الحديث فى القرآة خلف الامام عند اكثر اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ والتابعين وهو قول مالك بن انس وابن المبارك والشافعى واحمد واسحاق يرون القرآة خلف الامام (ترمذی ج۱ ص ۱۴) یہی سب سے زیادہ صحیح ہے اور قرأت خلف الامام کے ضمن میں اکثر اہلِ علم کا اسی حدیث پر عمل ہے جن میں صحابہء کرام اور تابعین بھی شامل ہیں امام مالکؒ، ابنِ مبارکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے اور یہ سب قرأت خلف الامام کے قائل وفاعل تھے۔

ترکِ قرأت کے دلائل کا جائزہ

مانعینِ قرأت خلف الامام اپنے مؤقف کی تائید میں جو سب سے پہلی دلیل پیش کرتے ہیں وہ سورہ اعراف کی درج ذیل آیت ہے: واذا قرئ القرأن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون (اعراف: ۲۰٤)

جب قرآنِ مجید پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ آیت پڑھ کر عوام الناس کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس آیت کے ذریعے اللہ تعالٰی نے قرأتِ قرآن کے دوران استماع اور انصات کو فرض قرار دیا ہے اور پہلے لوگ نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اس آیت کے تحت انھیں روک دیا گیا۔

جواب:- یہ آیت سورہ اعراف کی آیت ہے جو کہ مکی سورۃ ہے جبکہ بخاری اور مسلم میں حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے اور ایک آدمی اپنے دوسرے ساتھی سے جو نماز کی حالت میں اس کے برابر ہوتا ہے اس سے گفتگو کر لیا کرتا تھا یہاں تک کہ "قوموا لله قانتين" کی آیت نازل ہوئی اور ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا یہ حکم سورہ بقرہ میں ہے اور سورہ بقرہ بالاتفاق مدنی سورۃ ہے بخاری کی اس روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں بات چیت کی ممانعت مکی دور میں نہیں بلکہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئی علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی بھی اسی مؤقف کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت هذا كلام فى غاية التحقيق مفيد لان تحريم الكلام كان بالمدينة لا بمكة-

محقق بات یہی ہے کہ نماز میں کلام کی ممانعت مدینہ میں ہوئی نہ کہ مکہ میں (امام الکلام ص ۱۳۰ ادارہ احیاء السنہ)

اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھیں اور پھر اپنے ضمیر کی بیداری سے یہ فیصلہ کریں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کی قرأت کے جواب میں مقتدی کو تو مکہ میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہو جب کہ نماز میں دوران قرأت بات چیت کرنے والوں کو کئی سال بعد مدینہ میں آکر روکا گیا ہو، اس اشکال کا حل اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

کہ مکہ میں اترنے والی یہ آیتِ کریمہ نمازیوں کو قرأتِ قرآن سے نہیں روک رہی بلکہ سورۃ حٰم سجدہ میں آیت نمبر ۲۶ کے جواب میں اللہ نے مسلمانوں کو تلاوتِ قرآن کا ادب سکھلایا اور اس ادب کا فائدہ بتلایا ہے چنانچہ قرآن کے الفاظ ہیں :-

☆ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھٰذا القرآن
اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو !
اللہ نے اس کے جواب میں مسلمانوں سے کہا :

☆ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له۔
جب قرآن پڑھا جائے تو تم خوب توجہ سے سنو۔

☆ کفار نے کہا والغوفیه۔ جب قرآن پڑھا جائے تو شور مچاؤ۔

☆ اللہ نے مسلمانوں سے کہا انصتوا ۔ جب قرآن پڑھا جائے تم چپ رہو۔

☆ کفار نے کہا لعلکم تغلبون۔ شاید اس حیلے سے تم غالب آجاؤ۔

☆ اللہ نے کہا لعلکم ترحمون۔ اس ادب سے تم اللہ کے رحم و کرم کے مستحق ٹھہرو گے۔

(۲) اگر اسے نماز ہی پر محمول کیا جائے تو اس میں مطلق قرأت کی نفی ہے فاتحہ کی قرأت کی نہیں اور اختلاف مطلق قرأت میں نہیں قرأت فاتحہ میں ہے فرمان نبوی ﷺ کے مطابق سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں ہر نمازی پر فرض ہے چاہے وہ امام ہو یا مقتدی۔ لہٰذا اس آیت سے فاتحہ خلف الامام کی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔

(۳) اگر یہ آیت تلاوت قرآن پاک کی موجودگی میں دوسرے کی قرأت کو مانع ہے تو فجر کی نماز کے دوران جب امام کی قرأت بھی اپنے جوبن پر ہوتی ہے اس وقت لیٹ آنے والے کو پیچھے کھڑے ہو کر سنتیں پڑھ لینے کی رخصت کس حدیث یا کس آیت کے تحت دے دی گئی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) اگر کسی حدیث کے سبب سنتیں پڑھنے کو اس آیت کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے تو یہ حق کسی غیر حنفی کو بھی ہونا چاہیے کہ وہ کسی صحیح حدیث سے سورۃ فاتحہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دے سکے۔

(۵) کیا اس آیت کا عموم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس حکم کا اطلاق نماز کے علاوہ بھی ہو؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا کسی بھی مدرسہ میں طلبہ پر اس حکم کا اطلاق ہوتا ہے کہ اگر ایک طالب علم بلند آواز سے اپنے استاذ کو سبق یا منزل سناتا ہو تو دوسرے طالب علم بجائے اپنا سبق یاد کرنے کے اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکا قرآن سنیں۔

(۶) اگر امام نماز میں دوران قرأت غلطی کرے یا بھول جائے تو مقتدی اسے لقمہ دے یا خاموش کھڑا رہے چونکہ اگر خاموش رہتا ہے تو قرآن کی غلطی کی تصحیح نہ کر کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اگر لقمہ دیتا ہے تو قرآن نے جو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے اسکی خلاف ورزی کرتا ہے۔

(۷) اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کی غلطی پر ٹوکنا فرض ہے لہٰذا لقمہ دیا جائے، تو کیا کسی دوسرے کو یہ کہنے کا حق ہوگا؟ کہ امام کے پیچھے مقتدی پر اگر کوئی کام واجب ہو تو اُسے کر لینا چاہیے اِس سے قرآن کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

(۸) اس آیت میں اللہ نے صرف "اِنصات" (چپ رہنے) کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ "استماع" (سننے) کا حکم بھی دیا ہے، پھر جن نمازوں میں یا جن رکعتوں میں امام قرأت بالجہر نہیں کرتا ان رکعتوں میں مقتدی سماع سے محروم رہتا ہے، جب وہ سماع سے محروم ہے تو پھر انصات کیسا! کیونکہ چپ رہنے کا حکم اسلیے تھا کہ اسے سنا جائے جب سن نہیں رہا تو چپ کیوں ہے؟

(۹) فرض نمازوں کی کل سترہ رکعتیں ہیں جن میں سے صرف چھ رکعتوں کی قرأت بالجہر ہوتی ہے یعنی دو فجر کی رکعتیں، دو مغرب کی پہلی رکعتیں اور دو عشاء کی پہلی رکعتیں، باقی گیارہ رکعتوں میں امام سرّی قرأت کرتا ہے جسے مقتدی نہ سن رہا ہے اور نہ سن سکتا ہے، اگر رکاوٹ سورۃ اعراف کی یہی آیت ہے تو اسے جہری رکعتوں میں رکاوٹ ہونا چاہیے نہ کہ سرّی میں پھر کم از کم ان گیارہ رکعتوں میں آج سے سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کر دینی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) اس آیت کی مفسّر سورۃ اعراف کی دوسری آیت ہے جو اسکے مفہوم کو خوب واضح کرتی ہے۔
چنانچہ ارشاد باری ہے :

واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر
من القول بالغدو والآصال ولاتکن من الغافلین (اعراف:۲۰۵)

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر عاجزی اور خوف کے ساتھ ،
آواز بلند نہ رکھیں ، صبح شام یاد کریں اور غافلوں میں سے نہ ہوں۔

(۱۱) اگر پہلی آیت سے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا منع ہو رہا ہے تو اس دوسری آیت میں اسے عاجزی کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کیے بغیر پڑھنے کا حکم ہو رہا ہے اور تقریباً حدیث میں بھی یہی تفسیر بیان کی گئی ہے جو یہاں دوسری آیت پہلی آیت کی کر رہی ہے۔

(۱۲) قرآن مجید کو اگر ہم شارح قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سمجھیں گے تو قرآن کی صحیح مراد پالیں گے بصورت دیگر اگر کوئی شخص محض اپنی عقل یا لغت کی بنیاد پر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے گا تو وہ ڈاکٹر "غلام احمد پرویز" تو بن سکتا ہے قرآن کی مراد کو کبھی نہیں پا سکتا۔

دوسری دلیل اور اسکا جواب

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

من کان له امام فقرأة الامام له قرأة

جس شخص کے لئے امام مقرر کر دیا گیا پس
اس کے لئے امام کی قرأت اس کی اپنی قرأت ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث کے ذریعے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

جواب:-

یہ روایت غیر مرفوع، غیر متصل ہونے کے سبب ضعیف ہے اگرچہ یہ روایت متعدد سندوں سے بیان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے تاہم اس کا کوئی ایک طریق بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا اس حدیث کی سند میں جابر جعفی بھی ہیں جن کے بارے میں خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے :

لم ارى اكذب من جابر جعفى

میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں پایا۔

(۲) اس کے سند میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کے بارے میں محدثین کی آرا تسلی بخش نہیں ہے۔ چنانچہ :

تاریخ بغداد جلد ۱۳، کتاب الضعفاء للنسائی، قیام اللیل، میزان، کتاب العلم للشافعی اور دارقطنی وغیرہ میں ان بحوث کو بالتفصیل دیکھا جا سکتا ہے۔

تیسری دلیل :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبّروا واذاقرأ فانصتوا ۔(نسائی)

امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔

جواب :-

اس کی سند میں محمد بن عجلان مدلس ہے اور زیرِ بحث روایت بھی معنعن ہے جرح و تعدیل کے آئمہ کے نزدیک اس روایت میں موجود الفاظ (اذاقرأ فانصتوا) غیر محفوظ ہیں۔ (کتاب القرأت بیہقی)

اور اگر اسے صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے سورۃ فاتحہ کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس میں مطلق قرأت ہے اور قرأت سے مراد سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرأت ہے اور وہ جہری نمازوں میں بالاتفاق منع ہے۔

نوٹ :-

رسول اکرم ﷺ سے جس طرح سورہ فاتحہ کی تعیین و تخصیص کے ساتھ نماز میں اس کی فرضیت کا حکم ثابت ہے، اس طرح احادیث کے ذخیرے میں اس کی ممانعت قطعاً موجود نہیں ہے۔

لہٰذا اپنی نمازوں کو سورہ فاتحہ سے مزین کریں، اپنے جنازوں کو بھی سورہ فاتحہ سے مزین کریں، اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازوں اور جنازوں کو فاتحہ سے خالی کر کے برباد نہ کریں۔

اس مسئلہ پر اگر تفصیلی دلائل مطلوب ہوں تو اس کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ (ان شاء اللہ) بے حد مفید ثابت ہوگا۔

(۱) رئیس المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''جزء القراۃ''

(۲) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب القرأت''

(۳) علامہ شہیر محدث کبیر مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحقیق الکلام''

(۴) عصرِ حاضر کے عظیم اسکالر و محقق نمونۃ السلف حضرت العلام مولانا ارشاد الحق صاحب اثری (حفظہ اللہ) کی ''توضیح الکلام''

سورہ فاتحہ اور سکتات

دو گروہوں کا تذکرہ تو آپ سن چکے ہیں، جن میں سے ایک گروہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

جبکہ دوسرے کے نزدیک امام ہو یا مقتدی ''سورہ فاتحہ'' کی قرأت دونوں پر لازم ہے ان دونوں کے اختلاف سے تیسرا گروہ وجود میں آیا جس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ حدیث نے سورہ فاتحہ کو ہر نمازی پر فرض قرار دیا ہے جب کہ قرآنِ مجید میں ''سورۃ اعراف'' کی آیت نمبر ۲۰۴ کے تحت قرأت قرآن کے وقت خاموش رہ کر امام کی قرأت کو سننے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اگر مقتدی آیتِ قرآنی کے حکم کے مطابق خاموش رہتا ہے تو ''سورہ فاتحہ'' کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے۔

اور اگر امام کے پیچھے ''سورہ فاتحہ'' پڑھتا ہے تو حکم خداوندی کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے اس لیے قرآن اور حدیث دونوں پر عمل پیرا رہنے کے لیے ''فاتحہ'' کی قرأت کو مقتدی کیلیے امام کے سکتات میں پڑھنے کو لازم قرار دیا، تاکہ جب امام قرأت کرے تو خاموش ہو کر اسے سنا جائے اور جب امام خاموش ہو تو اس میں مقتدی قرأت کریں، جہاں تک اس کے استحباب کا تعلق ہے تو ہمیں اس سے قطعاً انکار نہیں ہے۔ لیکن مقتدی کی قرأت کو سکتات کے ساتھ مقید کر دینا دلیل کا محتاج ہے اب تلک اس نظریہ کے حاملین نے درج ذیل روایات سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے جنھیں ہم استدلال مع جواب درج کر رہے ہیں :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

انہ کان یسکت سکتتین اذا استفتح واذا فرغ من القرأۃ کلھا ۔

بے شک رسول اللہ ﷺ دو سکتے کرتے تھے ایک اس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے اور ایک اس وقت جب آپ پوری قرأت سے فارغ ہوتے۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۳، ترمذی ج ۱ ص ۳۴)

جواب:-

مندرجہ بالا حدیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرأتِ نماز میں دو سکتے فرمایا کرتے تھے لیکن اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سکتے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے ہوا کرتے تھے جب کہ ترمذی شریف میں ابواب القراءت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسولِ اکرم ﷺ کی قرأت کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں

کان رسول اللہ ﷺ یقطّع قرأتہ یقول الحمدللّٰہ رب العالمین ثم یقف ثم یقول الرحمن الرحیم ثم یقف ۔۔۔۔۔الخ ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۶)

آپ ﷺ اپنی قرأت کو ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے (آیات کے تسلسل کو قطع کر دیتے) "الحمدللہ رب العالمین" پڑھتے پھر ٹھہر جاتے پھر "الرحمٰن الرحیم" پڑھتے پھر ٹھہر جاتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا قرأت کرنے کا طریقہ ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر، نہایت اطمینان کے ساتھ ہر آیت پر توقف فرماتے گویا آپ ہر آیت پر سکتہ فرماتے جس سے سکتات کی تعداد لامحالہ دو سے تجاوز کر جاتی ہے اور جس روایت میں دو کا ذکر ہے ممکن ہے کہ یہ دو سکتات ہر آیت پر کیے جانے والے سکتے سے قدرِ طویل ہوں اس وجہ سے انہیں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سکتے مقتدیوں کی قرأت کے لئے ہوا کرتے تھے یا ان کا کوئی اور مقصد تھا ان سکتتین میں جہاں تک پہلے سکتے کا تعلق ہے تو اس کی صراحت حدیثِ صحیح، صریح اور مرفوع سے ثابت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت فرمایا کہ آپ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے مابین سکوت اختیار فرماتے ہیں اس سکوت میں آپ کیا پڑھتے ہیں ؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سکتے میں اللھم باعد بینی ...... الخ پڑھتا ہوں۔ (بخاری ج ا ص ۱۰۳)
اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ پہلے سکتے کی غایت مندرجہ بالا دعا کا پڑھنا ہے۔
جہاں تک دوسرے سکتے کا تعلق ہے اس سے متعلق ہمیں کوئی مرفوع روایت ایسی نہیں مل سکی جس سے اس سکتے کی علت کو واضح کیا جا سکے۔

(۲) دوسرا استدلال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے کیا جاتا ہے جس میں وہ صحابہ کرام کا عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ ﷺ اذا انصت

فاذا قرأ لم یقرؤا واذا انصت قرؤا

صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اس وقت قرأت کرتے تھے جب آپ ﷺ خاموش رہتے تھے اور جب آپ ﷺ پڑھتے تو صحابہ کرام خاموش ہو جاتے اور پھر جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو صحابہ پھر پڑھتے۔ (کتاب القرأت بیہقی)

جواب:-

جہاں تک استحباب کا تعلق ہے تو ہم اسے ابتداء میں ہی تسلیم کر چکے ہیں لیکن اس روایت سے سورہ فاتحہ کا سکتات میں پڑھنے کا لزوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

من کان مع الامام فلیقرأ بأم القرآن قبله اذا سکت

جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اسے چاہیے کہ سورہ فاتحہ امام سے پہلے اس وقت پڑھ لے جب وہ سکتہ کرے (کتاب القرأت بیہقی)

(اس سکتے سے مراد وہ سکتا ہے جو امام تکبیرِ تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے کرتا ہے)

جواب:-

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت کتاب القرأت بیہقی میں دو سندوں سے مروی ہے ایک میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن لہیعہ اور دوسری سند میں مثنی بن الصباح یہ دونوں راوی اپنے ضعفِ حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہیں لہٰذا اس روایت سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ضعف کو نظر انداز کر کے اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی "سورہ فاتحہ" کا پہلے سکتے میں پڑھنے کا لزوم ہر گز ثابت نہیں ہوتا، یہ دلیل صرف جواز کی حد تک ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

(۴) حضرت سعید بن جبیر تابعیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں تو انہوں نے جواب دیا ہاں! اگر چہ تم امام کی قرأت سنو، بے شک ان لوگوں نے بدعت نکال لی ہے کہ سکتہ نہیں کرتے سلف یہ کام نہیں کرتے تھے یعنی صحابہ کرام میں جب کوئی لوگوں کی امامت کرتا "اللہ اکبر" کہہ کر خاموش ہو جاتا یہاں تک کہ جب اسے یقین ہو جاتا کہ اب ہر مقتدی نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی ہو گی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا پھر مقتدی خاموش ہو جایا کرتے تھے

(جزء القرأۃ بخاری)

جواب :-

حضرت سعید بن جبیر تابعیؒ نے صحابہ کرام کے عمل کی طرف نشاندہی کی ہے لیکن اس عمل کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف نہیں کی گئی جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ صحابیِ رسول ہیں انھوں نے جب نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی روایت بیان فرمائی تو دیگر اصحاب نے پوچھا انا نکون وراء الامام کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں جب کیا کریں ؟

تو انھوں نے جواب دیا :اقرأ بھا فی نفسك کہ اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کرو (مسلم ابو داؤد، ترمذی)

اور اس کے بعد اس عمل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے۔

رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ نماز بندے اور رب کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی گئی ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ امام کے پیچھے ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے ؟ تو انھوں نے یہ قید نہیں لگائی کہ امام کے سکتوں کا انتظار کریں بلکہ فرمایا کہ اسے دل میں پڑھتے رہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دل میں پڑھنے کے مفہوم کو ہم سابقہ صفحات میں واضح کر چکے ہیں پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ سے پہلے سکتے میں خاموشی کی وجہ معلوم کی گئی تو رسول اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اس لیے چپ رہتا ہوں تاکہ تم "سورۃ فاتحہ" پڑھ لو بلکہ بخاری شریف میں اس کی صراحت موجود ہے کہ آپ نے جواب دیا کہ میں اللھم باعد بینی پڑھنے کے لیے خاموش رہتا ہوں پھر ابو داؤد کی وہ روایت جس میں فجر کی نماز پڑھانے کا ذکر ہے اس میں بھی آپ ﷺ نے صحابہ کو جب "سورۃ فاتحہ" پڑھنے کا حکم دیا اور بقیہ قرأت سے منع فرمایا تو وہاں بھی یہ قید نہیں لگائی کہ تم "سورۃ فاتحہ" کو میرے سکتات میں پڑھا کرو بلکہ آپ نے بالصراحت فرمایا:

فلا تقرؤا بشيءٍ من القرآن اذا جهرت الا بامّ القرآن

تم قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو جب میں جہری قرأت کر رہا ہوں سوائے "سورۃ فاتحہ کے"

اس حدیث میں موجود لفظ" اذا جهرت "یہ واضح کر رہا ہے کہ آپ نے جہری قرأت کے دوران مقتدی کو فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا اور اسے" واذا قرأ القرآن "والی آیت کے خلاف قرار نہیں دیا اور نہ ہی امام کے سکتات میں پڑھنے کی قید لگائی۔

آخری گزارش

جب شارع علیہ السلام نے مقتدی پر یہ پابندی عائد نہیں کی کہ وہ "سورۃ فاتحہ" کو لازماً امام کے سکتات ہی میں پڑھے تو ہم سکتات میں پڑھنے کو فرض قرار دینے والے کون ہوتے ہیں؟

سورۃ اعراف کی جس آیت کو بنیاد بنایا جاتا ہے وہ آیت "سورۃ فاتحہ" پڑھنے کی نفی نہیں کرتی اسلیے کہ قرآن کا یہ حکم عام ہے اور قرآن کے عمومی حکم کو حدیث خاص کرنے کا حق رکھتی ہے اور یہ اصول سب کے ہاں مسلّم ہے۔

اور اسکی کئی مثالیں موجود ہیں:۔

(۱) قرآن میں ہر مردار کو حرام قرار دیا گیا یعنی جس حلال جانور پر تکبیر نہ پڑھی جائے اور ذبح کیے بغیر مر جائے تو وہ حرام ہے قرآن کا یہ حکم عام ہے جس کا اطلاق ہر مردہ جانور پر ہوتا ہے لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نے مچھلی کو اس حکم سے مستثناء قرار دیا اور بظاہر ہم قرآن کے حکم کے خلاف اور حدیث کے حکم کے مطابق مچھلی کو ذبح کیے بغیر کھاتے ہیں۔

(۲) قرآن نے لفظِ دم سے ہر خون حرام کیا ہے جب کہ حدیث نے دو منجمد خون کلیجی اور تلی کو حلال قرار دیا ہے۔

(۳) قرآن کے حکم کے مطابق ٹڈی کو اگر ذبح نہ کیا جائے تو وہ حرام کہلائے گی جب کہ حدیث نے اسے بغیر ذبح کیے مچھلی کی طرح حلال قرار دیا ہے اور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(۴) قرآن نے وضو کو چہرہ سے شروع کیا جب کہ حدیث نے چہرہ کو چوتھے نمبر پر رکھتے ہوئے وضو کا آغاز ہاتھوں سے کیا اور اہل اسلام کا بھی اسی پر عمل ہے۔

(۵) اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے :

فما لھم لا یو منون و اذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون

انھیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔ (سورۃ الانشقاق آیت :۲۱)

یہاں بھی قرآن مجید کا حکم عام ہے اور اللہ نے شکوہ کے طور پر یہ بات کہی کہ انھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب ان پر قرآن پڑھا جائے تو وہ سجدہ نہیں کرتے بظاہر اس عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے مسلمانوں کو اس وقت سجدہ کرنا چاہیے۔

کیونکہ جو عموم سورۃ اعراف کی آیت میں ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے اسے سنو اور چپ رہو بعینہ یہی حکم اس آیت کریمہ میں ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے سجدہ کیا جائے، لیکن اس آیت کی تفسیر سب کے ہاں یہی مسلّم ہے کہ اس سے پورا قرآن مراد نہیں ہے، بلکہ سجدہ کی خاص آیات مراد ہیں جو پورے قرآن مجید میں چودہ اور پندرہ کی تعداد میں موجود ہیں لہٰذا ان امثلہ کی روشنی میں ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ سورۃ اعراف کی آیت کو حدیث نے سورۃ فاتحہ کے منافی قرار نہیں دیا،

بلکہ عمومی حکم کو خاص کیا ہے، اور یہی حق ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہو جانے کے بعد سکتات میں قرأت کی خود ساختہ فرضیت بھی سکتوں ہی میں ساکت ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہر نمازی پر سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض ہے چاہے امام جہری قرأت کرے یا سری، امام مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا موقع فراہم کرے یا نہ کرے، مقتدی کو ہر صورت "فاتحہ" پڑھنی چاہیے بصورت دیگر نماز کے ضائع ہو جانے کا سو فیصد یقین ہے۔

مسنون قرأت

اس عنوان کے تحت قرآن مجید کی ان سورتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو سورتیں جناب رسالت پناہ ﷺ نے مختلف تہواروں میں یا مختلف اوقات میں مختلف نمازوں میں اختیار کی ہیں۔
رسول اکرم ﷺ کی عام طور پر یہ عادت مبارکہ رہی ہے کہ آپ پہلی دو رکعتوں کو طول دیتے اور آخری دو رکعتوں کو پہلی کی نسبت مختصر فرماتے، رسول اکرم ﷺ کی قرأت نمازوں کی ترتیب کے اعتبار سے درج ذیل ہے۔

نمازِ فجر کی قرأت

فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص ثابت ہے (فرضوں میں) آپ ﷺ سے فجر کی نماز میں بڑی سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور چھوٹی سورتیں بھی۔ (مسلم)
چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فجر کے دو فرضوں میں دونوں رکعتوں میں "سورۃ الزلزال" پڑھی اور یہ صراحت ہے کہ پہلی رکعت میں بھی "سورۃ الزلزال" مکمل پڑھی پھر دوسری رکعت میں بھی اسے ہی دہرایا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک ہی سورت ایک نماز میں ایک سے زیادہ رکعات میں پڑھی جاسکتی ہے۔
(۲) صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فجر کی نماز میں "سورۃ ق" پڑھی اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذا الشمس کوّرت کو روایت کیا ہے جب کہ صحیح مسلم نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ نے سورۃ مؤمنون کی قرأت فرمائی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "سورۃ حجرات" سے لے کر "سورۃ بروج" تک قرأت کرنے کی روایت کی ہے۔(نسائی)

(۴) "سورہ یٰس" "سورہ صٰفّٰت" (صلوٰۃ النبی للالبانی)

(۵) "سورہ طور" (بخاری)

(۶) "سورہ واقعہ" (ابن خزیمہ)

(۷) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی فجر کی قرأت کا اندازہ ساٹھ سے لے کر سو آیات تک کے درمیان کیا ہے۔ (بخاری)

(۸) جمعہ کے دن فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ سے پہلی رکعت میں الٓمٓ تنزیل (سورہ سجدہ) اور دوسری رکعت میں هَل اَتَى عَلَى الاِنسَان (سورہ دھر) یا (حم سجدہ) پہلی رکعت میں اور (سورہ دھر) دوسری رکعت میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، مسلم)

(۹) دورانِ سفر فجر کی نماز میں سورۃ العلق اور سورۃ الناس کا ذکر بھی ملتا ہے۔(نسائی، ابوداود)

نوٹ:-

رسولِ اکرم ﷺ سے مکمل سورتوں کے علاوہ بعض بڑی سورتوں میں سے چند آیات کی قرأت بھی منقول ہے۔(مسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ ظہر کی قرأت

اگرچہ امام ظہر اور عصر کی نماز میں جہری قرأت نہیں کرتا پھر بھی جنابِ رسالت پناہ ﷺ کبھی کبھی اپنی قرأت کے چند الفاظ قدرے بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے جس سے صحابہ کرام کو یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ فلاں سورت کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

چنانچہ احادیث میں درج ذیل سورتوں کا ذکر موجود ہے۔

(۱) سورۃ الاعلیٰ ،سورۃ الیل ۔ .... (مسلم)

(۲) سورۃ الشمس ،سورۃ الانشقاق، سورۃ الغاشیۃ ۔ (ابنِ خزیمہ)

(۳) سورۃ البروج ،سورۃ الطارق۔................................ (ترمذی، ابوداؤد)

نمازِ عصر کی قرأت

(۱) سورۃ البروج، سورۃ الطارق۔................................ (ترمذی ، ابوداؤد)

(۲) سورۃ الیل ،سورۃ الشمس ۔ .... (ابنِ خزیمہ)

نمازِ مغرب کی قرأت

عام طور پر آپ ﷺ مغرب کی نماز میں سورہ لم یکن الذین کفروا سے آخر قرآن تک کی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (نسائی)

لیکن بڑی سورتوں کی قرأت بھی ثابت ہے۔

(۱) سورۃ الطور ۔ (بخاری،مسلم)

(۲) سورۃ المرسلات۔ (بخاری،مسلم)

(۳) سورۃ حٰمٓ ،سورۃ الدخان ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ نسائی مرسلاً)

(٤) سورۃ الاعراف (متفرق مقامات سے)۔ (مشکوٰۃ ،نسائی)

(٥) مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں

سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص ۔ (ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ عشاء کی قرأت

(۱) سورۃالتین۔ (۲)سورۃالشمس،سورۃالاعلیٰ،سورۃالضحیٰ،سورۃاللیل۔(بخاری، مسلم)

(۳) سورۃ الانشقاق۔ (بخاری) (۴) سورۃالعلق ۔ (مسلم)

(۵) سورۃالبروج سے لے کرسورۃالبیّنہ تک کی سورتیں۔(نسائی)

(٦) جمعہ کی رات عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعه اور سورۃ المنافقون ۔(ابنِ حبان)

وتروں کی قرأت

آپ ﷺ سے تین رکعت والے وتروں میں درج ذیل قرأت ثابت ہے۔

پہلی رکعت میں ﴿ سورۃالاعلی ﴾ دوسری رکعت میں ﴿ سورۃ الکافرون ﴾اور

تیسری رکعت میں﴿ سورۃ الاخلاص ﴾ (بیہقی،ابنِ حبان)

نوٹ:۔دعاءِ قنوت ص ۳۷۴ پر ملاحظہ فرمائیں

نمازِ جمعہ کی قرأت

(۱) پہلی رکعت میں سورۃالاعلیٰ

اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیه۔ (مسلم)

(۲) سورۃ الجمعة اور سورۃ المنافقون ۔ (مسلم)

(۳) سورۃ الجمعة اور سورۃ الغاشية ۔ (مسلم)

نمازِ عیدین کی قرأت

(۱) سورۃالاعلیٰ اور سورۃ الغاشية ۔ (مسلم)

(۲) سورۃ قٓ اور سورۃ القمر۔ (مسلم)

اس مسنون قرأت کو بیان کرنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ان نمازوں میں مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ کوئی دوسری سورت نہیں پڑھی جاسکتی بلکہ قرآنِ مجید کا عام حکم ہے :فاقرؤا ماتیسّر من القرآن قرآن میں سے جو میسّر آسکے پڑھیں۔خود رسولِ اکرم ﷺ کے عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا متعین قرأت واجب نہیں ہے۔

مثلاً جمعہ کی نماز میں

﴿سورہ اعلیٰ﴾ اور ﴿سورہ غاشیہ﴾ ثابت ہے

اور جمعہ ہی کی نماز میں ﴿سورہ جمعہ﴾ اور ﴿سورہ منافقون﴾ بھی ثابت ہے،

﴿سورہ جمعہ﴾ اور ﴿سورہ غاشیہ﴾ بھی ثابت ہے۔

اور یہ تینوں روایات صحیح مسلم کی روایات ہیں، جس دن جمعہ میں آپ ﷺ نے ﴿سورہ جمعہ﴾ اور ﴿سورہ منافقون﴾ کی قرأت فرمائی تو اُس جمعہ میں آپ ﷺ نے ﴿سورہ اعلیٰ﴾ اور ﴿سورہ غاشیہ﴾ کو ترک کیا اور جس دن ﴿سورہ اعلیٰ﴾ اور ﴿سورہ غاشیہ﴾ کی تلاوت فرمائی اُس دن ﴿سورہ جمعہ﴾ اور ﴿سورہ منافقون﴾ کی تلاوت نہیں فرمائی۔ سو یہی ترک، یعنی ایک عمل کی موجودگی میں دوسرے عمل کا ترک اُس کے وجوب کی نفی کرتا ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص عامل بالسنہ ہو کر نبی کریم ﷺ کی سنتِ مطہرہ کو پالینے کی حرص میں متعین قرأت کا اہتمام کرتا ہے تو اس کا یہ اہتمام ﴿ ان تطیعوہ تھتدوا ﴾ (اگر رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے) کا صحیح مصداق ٹھہرتا ہے اور اس کا یہ جذبہ قابلِ ستائش و قابلِ تقلید ہے در حقیقت عمل کا حُسن ہی یہی ہے اللہ ہمیں عامل بالسنہ بنائے۔ ﴿ آمین ﴾

قیام وقرأت کے متفرق مسائل

(۱) اگر امام قرأت میں بھول جائے تو مقتدی اسے بتلا دے۔ (ابو داؤد)

(۲) (ایسا نو مسلم) جس کو قرآن مجید کا کچھ بھی حصہ یاد نہ ہو تو وہ قرأت کی جگہ الحمد اللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ پڑھے۔ .... (ترمذی)

(۳) نوافل بیٹھ کر پڑھے جاسکتے ہیں لیکن ثواب نصف رہ جاتا ہے۔ (بخاری)

(۴) اور اگر لیٹ کر پڑھے تو بیٹھ کر پڑھنے کے ثواب سے بھی نصف ہو جاتا ہے یعنی کل ثواب کا ایک چوتھائی رہ جاتا ہے۔ .... (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) امام کو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ (بخاری، مسلم)

(۶) فجر کی نماز میں قرأت کو لمبا کریں اسی طرح ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں بھی سری قرأت کو لمبا کریں۔.. (بخاری مسلم)

(۷) امام کو چاہئے کہ قرأت کا ہر حرف صاف اور واضح ادا کرے۔ (ترمذی)

(۸) قرآنِ مجید کو ترتیل کے ساتھ اور ہر آیت پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ (مسند احمد، دار قطنی)

(۹) قرأت خوش الحانی سے کی جائے۔.............................. (بخاری، ابو داؤد، دارمی)

(۱۰) حالتِ قیام میں اپنی نظریں نیچے فرش کی طرف کریں۔ (بخاری)

(۱۱) دو نمازوں یعنی فرض اور سنت یا نفل کے درمیان کچھ وقفہ (GAPE) کریں یعنی سلام پھیرتے ہی فوراً دوسری نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں جب تک کہ کسی سے بات نہ کرلیں یا اس جگہ سے ہٹ نہ جائیں۔.. (مسلم)

(۱۲) امام جس طرح کی آیات تلاوت کرے ان آیات کے مطابق ان کا جواب دیا جانا چاہیے (ابو داؤد)

آمین بالجہر کا مسئلہ

ہمارے یہاں پاک و ہند میں یہ مسئلہ بھی کافی اختلافی چلا آرہا ہے، اکثر علماءِ کرام کو دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے خطبات کے علاوہ مناظرانہ چیلنج بھی اس مسئلے پر ہوا کرتے ہیں۔

پوسٹر بازی اور پمفلٹ وغیرہ کے ذریعہ بھی عوام الناس کو الجھایا جاتا ہے حالانکہ یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ نہ تھا جس قدر اسے بنا دیا گیا ہے، برِ صغیر میں دو طبقات نے اختلاف کیا، (علماءِ احناف اور علماءِ حدیث) احناف کے نزدیک سری جماعت ہو یا جہری لیکن "آمین" بالاخفاء کہنی چاہیے جبکہ علماء حدیث کے نزدیک سری نمازوں میں سری آمین اور جہری نمازوں میں جہری آمین (بآوازِ بلند) کہنی چاہیے۔

، مندرجہ بالا دونوں مسلکوں میں کس کا مسلک راہِ سنت پر ہے اور کس کا مسلک سنت کی پیروی سے محروم ہے؟ یہ جاننے کے لیے درج ذیل عبارت کا مطالعہ اِن شاء اللہ مفید ثابت ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین کی فضیلت

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ

اذا امّن الامام فامّنوا فانّه من وافق تأمينه تأمين الملائكة

غفرله ماتقدّم من ذنبه (بخاری،مسلم)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو جائے گی اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رب العالمین کی بے پناہ رحمت ہے کہ ایک چھوٹے سے عمل پر بھی اتنا بڑا اجر عطا کر دیتا ہے۔

(۲) آمین بذات خود ایک دعا ہے جس کے معنی ہیں "اے اللہ قبول فرما" اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ آمین دعا پر مہر کا کام کرتی ہے۔ جس طرح رجسٹرڈ ڈاک میں سر بمہر لفافے کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اسی طرح اگر دعا کرنے والا دعا کے بعد آمین بھی کہے تو گویا اس کی دعا پر مہر لگ جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بہت گڑگڑا کر اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ دعائیں کر رہا تھا رسولِ اکرم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا اگر اس شخص نے دعا کا خاتمہ اچھا کیا تو اس کی دعا قبول ہو جائے گی ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول خاتمہ اچھا ہونے کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ دعا کے اختتام پر آمین کہے۔ (ابو داؤد)

(۳) حضرت وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" پڑھتے تو آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہتے۔

(ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

(۱) سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنی چاہیے۔

(۲) امام کی آمین سن کر آمین کہی جائے چونکہ حدیث میں ہے کہ جب امام آمین کہے تو اس وقت تم بھی آمین کہو حدیث کے الفاظ یہ تقاضا کر رہے ہیں امام بھی اتنی بلند آواز سے کہے کہ مقتدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سن لیں۔

(۳) جب ہم آمین کہتے ہیں تب فرشتے بھی آمین کہتے ہیں فرشتوں کی موافقت کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اور فرشتوں کی آواز باہم ایک ہو جائے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

(۴) دعا کا خاتمہ اچھا کرنے کے لئے دعا کے اختتام پر آمین کہنی چاہیے چونکہ سورۃ فاتحہ بھی ایک دعا ہے اس لئے اس کے اختتام پر بھی آمین کو مشروع رکھا گیا۔

آمین بالجہر کے دلائل

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت جس میں یہ صراحت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ "ولا الضالین" کہتے تو آمین بھی کہتے اور اپنی آواز کو لمبا کر لیتے۔ (دار قطنی ،نسائی)

(۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو داؤد میں دوسری سند سے جو روایت مروی ہے اس میں "رفع بھاصوته" کے الفاظ ہیں یعنی آپ ﷺ آمین کہتے وقت اپنی آواز کو بلند فرمالیا کرتے تھے۔

(۳) حضرت نعیم تابعی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی پس انہوں نے ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ پڑھی پھر ﴿سورۃ فاتحه﴾ پڑھی اور جب ﴿ولا الضالین﴾ پر پہنچے تو آمین کہی پھر تمام مقتدیوں نے بھی آمین کہی...... جب سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نماز کے معاملے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں۔ (نسائی، ابنِ حبان، ابنِ خزیمہ)

حضرت امّ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی جب آپ نے "ولا الضالین" کہا تو آمین کہی میں نے آپ کی آمین کو سنا جب کہ میں عورتوں کی صف میں تھی (مرعاۃ جلد ا، ص ۶۱۳) اس حدیث سے دو باتیں خاص طور پر معلوم ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین بھی مسجدِ نبوی میں حاضر ہو کر باجماعت نماز کا اہتمام کرتی تھیں کیونکہ اس میں امّ الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ صراحت بیان کی کہ میں عورتوں کی صف میں تھی جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین کثرت سے شرکت کرتی تھیں۔

(ب) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ رسولِ اکرم ﷺ آمین بلند آواز سے کہا کرتے تھے اور اس قدر آواز کو بلند فرماتے کہ مسجد میں موجود سب سے آخری صف کے لوگ بھی رسول اللہ کی آمین کو سن لیا کرتے تھے کیونکہ امّ الحصین عورتوں کی صف میں تھیں اور عورتوں کی صف مردوں کے بعد سب سے آخر میں ہوا کرتی تھی۔

(۵) مسجدِ نبوی ﷺ میں رسولِ اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی اور لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں :

امّن ابن الزبیر ومن وراءہ حتی ان للمسجد للجۃ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے
والوں نے اتنی زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی (بخاری)

اس حدیث کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے کافی حد تک بلند آواز سے آمین کہی کیونکہ احادیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ مسجد آمین کی آواز سے گونج اٹھی اور کسی عمارت میں گونج پیدا کرنے کے لیے اچھی خاصی قوت کی ضرورت ہوتی ہے کاش کہ فی زمانہ اہل اسلام کی مساجد نعتوں، قصیدوں، مرثیوں، منقبتوں اور قوالیوں سے گونجنے کے بجائے سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں آمین سے گونجیں......! (اللھم وفقنا لما تحب وترضی)

(۶) حضرت عطا بن رباح تابعیؒ فرماتے ہیں :

ادرکت مائتین من اصحاب النبی ﷺ فی ھذاالمسجد الحرام
اذا قال الامام ولا الضالین رفعو اصواتھم بامین (بیہقی)

میں نے اس مسجد حرام (بیت اللہ) میں دو سو صحابہ کرام کو اس حال میں پایا کہ جب
امام ولاالضالین کہتا تو وہ سب اپنی آوازوں کو بلند کر کے آمین کہتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عطا تابعیؒ کی شہادت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد بھی صحابہ کرام نے آمین کی اس سنت کو اہتمام کے ساتھ زندہ رکھا اور یہ عمل بھی چند اصحاب کا نہیں بلکہ پورے دو سو صحابہ کا عمل ہے اور الحمد للہ ابھی تک حرم نبوی ﷺ اور حرم کعبہ یہ دونوں حرمین شریفین آج بھی جوں کے توں چودہ سو سال پرانا یہ منظر پیش کر رہے ہیں اللہ آپ کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے، تاکہ آپ دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں خود اس دل لبھا دینے والے اور ایمان گرما دینے والے فرطِ محبت میں تڑپا دینے والے اس منظر کا مشاہدہ کر سکیں......(آمین)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ماحسد تكم اليهود على شئ ما حسد تكم

على آمين فاكثروا من قول آمين (ابن ماجہ)

جس قدر یہودی تمھاری آمین سے چڑتے ہیں اتنا وہ

کسی اور چیز سے نہیں چڑتے پس تم آمین کو کثرت سے کہا کرو۔

رسول اکرم ﷺ کے اس حکم سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر آمین دل میں کہی جاتی تو اس سے کسی کے چڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا آمین سن کر یہودیوں کا چڑنا ہی آمین بالجہر کی واضح دلیل ہے۔

(۸) فرمان نبوی ﷺ ہے:

اذا قال احدكم آمين وقالت الملائكة فى السماء آمين (الحديث) (بخاری، مسلم ج ۱ ص ۱۷۶)

جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں.....

اِس حدیث پاک سے اُس حدیث کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے جو ہم نے آمین کی فضیلت کے ضمن میں شروع میں حضرت وائلؓ کے حوالے سے نقل کی ہے یہی وہ فرشتوں کی آواز ہے جو آسمان میں گونجتی ہے اور یہی وہ مؤمنین کی آواز ہے جو زمین میں گونجتی ہے پس جب دونوں باہم مطابقت اور موافقت میں ہوتی ہیں تو نمازی کو یہ صلہ دیکر جاتی ہیں کہ اس کے گزشتہ تمام گناہ اللہ کے فضل سے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین کہنے کا محل

اس سلسلے میں شارع علیہ السلام سے دو طرح کے محل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) فرمان نبوی ﷺ ہے:

اذا امن الامام فامنو اکہ جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کی آمین کو سن کر پھر اپنی آمین کہے اس سے آمین کہنے کا محل بھی معلوم ہوا اور امام کا آمین بالجہر کہنا بھی معلوم ہوا اور اگر امام دل میں آمین کہے تو مقتدی اسے کیونکر سن سکیں گے......؟

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین

کہ جب امام "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔ (نسائی)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام کی آمین سے پہلے بھی مقتدی آمین کہہ سکتے ہیں کہ جوں ہی امام سورۃ فاتحہ مکمل کرے تو اس کے بعد مقتدی آمین کہیں اور امام بھی مقتدیوں کے ساتھ مل کر آمین کہہ سکتا ہے۔

آمین بالاخفاء کے دلائل کا جائزہ

حق اور انصاف یہ ہے کہ آمین بالاخفاء یعنی آمین کو دل میں مخفی کہنے کی کوئی صحیح اور صریح حدیث موجود نہیں ہے بس جس قدر دلائل ہیں وہ محض تاؤیلات پر مبنی **ہیں**۔

مثلاً قرآن مجید میں دعا سے متعلق ایسی تمام آیات جس میں دعا کو آہستہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ دل میں کہنے کا بیان ہے ان تمام آیات کو دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ اس طرح کی تمام تاؤیلات باطل ہیں کیونکہ صرف آمین ہی نہیں بلکہ پوری سورۃ فاتحہ دعا ہے اور جہری نمازوں میں جب امام اس دعا کو بآواز بلند پڑھ سکتا ہے تو پھر صرف آمین کا لفظ بآواز بلند کیوں نہیں کہہ سکتا؟

(۲) حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل روایت کو بھی آمین مخفی کہنے کی دلیل بنایا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے، حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی:

فسمعته حين قال غير المغضوب عليهم ولاالضالين

قال امين واخفى بها صوته .... (دار قطنی)

پس میں نے سنا کہ جب آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہا تو اپنی آواز کو مخفی کرتے ہوئے آمین کہی۔

حدیث کے آخری حصے سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس میں "اخفا بھا صوتہ" کے الفاظ آمین مخفی کہنے کی دلیل ہیں حالانکہ اسی حدیث کے آغاز میں حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ صراحت موجود ہے " فسمعتہ" ﴿ میں نے اُسے سنا ﴾ اگر یہ آمین دل میں تھی تو حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کیسے؟ اور اگر حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن لیا تو پھر یہ مخفی کیسے؟

اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کے راوی حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ایک میں آواز بلند کرنے کی صراحت ہے اور ایک میں آواز مخفی کرنے کی صراحت ہے، اور دونوں روایتوں میں سننے کی صراحت موجود ہے تو پھر اس سماعت کے ہوتے ہوئے اِخفا محال ہے، جب اِخفا محال ہے تو لامحالہ اِخفا کے معنی پست کرنے کے ہیں نہ کہ چھپانے کے۔ آواز بلند ہو تب بھی سنی جاسکتی ہے مگر دور تک اور اگر آواز پست ہو تب بھی سنی جاسکتی ہے مگر قریب سے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

قرآنی آیات کا جواب دینا

اس مسئلہ پر تین طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں اُن میں سے ایک نظریہ تو یہ ہے کہ۔

(۱) دورانِ قرأت قرآنی آیات کا جواب دینا قطعی جائز نہیں ہے، امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ قرآنی آیات کا جواب دینا مستحب عمل ہے اس میں امام اور مقتدی کی بھی قید نہیں رکھی گئی بلکہ سب کے لیے یکساں قرار دیا گیا حتیٰ کہ قرآنی آیات کا جواب دینے میں فرائض اور نوافل کے فرق کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہی مسلک ہے۔

(۳) تیسرا نظریہ یہ ہے کہ قرآنی آیات کا جواب دینا مستحسن عمل ہے لیکن صرف اسی شخص کیلئے جو تلاوت کر رہا ہو سننے والے پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ہمارے نزدیک راجح مذہب وہ ہے جسے ہم نے مندرجہ بالا سطور میں دوسرے نمبر پر درج کیا ہے اس ترجیح کی وجہ مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

(۱) حدیث پاک میں وارد ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں :
جنابِ رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا :

اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم و لاالضالین فقولوا امین

کہ جب امام ولاالضالین کہے تو تم آمین کہو۔ (نسائی)

اس حدیث سے یہ بات روزِروشن کی طرح عیاں ہے کہ آمین کہنا سورہ فاتحہ کا جواب ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ پڑھنے والا یعنی امام صرف اسے ہی جواب کا پابند نہیں کیا گیا بلکہ مقتدی جو سورہ فاتحہ کو بالاخفاء پڑھنے پر مکلّف ہے انہیں بھی سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آمین تو صرف سورہ فاتحہ کا جواب ہے اس سے دیگر قرآنی آیات کے جواب دینے پر کیوں کر استدلال کیا جا سکتا ہے ؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصود قرآنی آیات کا جواب دینا ہے، اِس اِمتیاز کے بغیر کہ یہ آیت سورہ فاتحہ کی آیت ہے یا دوسری کسی صورت کی اس لئے کہ سورہ فاتحہ بھی قرآن کی دیگر سورتوں کی طرح قرآن ہی کی ایک سورہ مبارکہ ہے۔

ہر مسئلہ میں الگ سے حکم ملنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ نہ ممکن بھی ہے۔

مثلاً : فی زمانہ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ہوائی جہاز میں یا ریل گاڑی (TRAIN) میں یا بس وغیرہ میں دورانِ سفر نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں اور وہ قید یہ لگائے کہ اس مسئلہ کا حل مجھے بالصراحت کتاب و سنت سے چاہئے تو ہم کتاب و سنت میں صریحاً یہ حکم دکھانے سے قاصر ہیں کیونکہ نزول قرآن کے وقت اور تدوینِ حدیث کے وقت ہوائی جہازوں، ریل گاڑیوں، موٹر کاروں ،بسوں اور ٹرکوں کا وجود نہ تھا اور اگر نفسِ مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے عموم سے استدلال کیا جائے تو کتاب و سنت میں اس کا حل موجود ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم حدیث میں ہوائی جہاز یا ریل گاڑی تلاش نہیں کریں گے بلکہ یہ دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کوئی سواری تھی ؟

تو حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہاں اس وقت سواری کے طور پر اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھے وغیرہ کا استعمال عام تھا، پھر ہم یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان سواریوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کوئی نماز پڑھی ؟ تو حدیث ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ آپ ﷺ سے اونٹنی پر اور خچر پر نماز پڑھنا ثابت ہے اب ہم لفظ سواری کے عموم سے یہ استدلال کریں گے کہ اس وقت جو سواریاں تھیں ان پر اللہ کے رسول ﷺ سے نماز کا پڑھنا ثابت ہے لہٰذا اس وقت جو سواریاں ہیں ان پر بھی ثابت ہوا یہ تصریح کیے بغیر کہ وہ خچر تھا اور یہ ہوائی جہاز ہے، بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو خچر اور اونٹنی پر نماز پڑھنا اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر آسان ریل گاڑی یا ہوائی جہاز میں پڑھنا ہے۔

بعینہٖ ہم زیر بحث مسئلہ کو سمجھ سکتے ہیں کہ سورہ فاتحہ بھی سات قرآنی آیات پر مشتمل ہے اور لفظ آمین ان آیات کا جواب ہے۔ جب سات آیاتِ قرآنی کا جواب دیا جاسکتا ہے تو باقی ماندہ آیات کا جواب کیوں نہیں دیا جاسکتا.......... ؟

(۲) خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمہ نے ایک خوبصورت جواب دیا ہے کہ

"نماز میں قرآن مجید کی تلاوت امام کرتا ہے اور اگر سجدے والی آیت آتی ہے تو اسے بھی امام ہی پڑھتا ہے اور اس کے بعد جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ سجدہ دراصل تلاوت کی گئی آیت کا عملی جواب ہے جسے امام اور مقتدی دونوں بجالاتے ہیں" جب قرآنِ مجید کی کوئی آیت سجدے کے فعل کا تقاضہ کرے تو اسے پڑھنے والا اور سننے والے دونوں بجالائیں اور جب کوئی آیت قولی جواب کا تقاضا کرے تو وہ کیوں ناجائز ہو ؟

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز میں قرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اذا مرّ بآیة فیها تسبیح سبح و اذا مرّ بسئوال سأل و اذا مرّ بتعوّذ تعوّذ (مسلم، ابوداؤد)

جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسبیح (سبحان اللہ) کہتے، جہاں کہیں مانگنے کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ اللہ سے سوال کرتے
جہاں پناہ کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ اللہ سے پناہ مانگتے۔

زیرِ بحث مسئلہ کی وضاحت میں یہ حدیث ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس میں کسی خاص آیت کی نشاندھی نہیں کی گئی بلکہ الحمد سے لے کر والناس تک اس پورے قرآن پاک میں جس طرح کی آیات موجود ہیں ان آیات کے معنوی تقاضوں کے مطابق ان کا جواب دیا جانا چاہیے۔

چونکہ رسولِ اکرم ﷺ کی سنت سے یہی ثابت ہو رہا ہے اس لیے امت کو اپنے رسول کی اتباع میں زندگی بسر کرنی چاہیے اور نماز سے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کا خصوصی فرمان صلوا کمارأیتمونی أصلی :

"نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے" کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے :

اس حکم کے عموم سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے اور اہلِ حدیث علماء نے بھی اس حکم کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

چنانچہ جب کوئی شخص عورت اور مرد کی نماز میں فرق پر مصر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے اس اصرار کو توڑنے کے لئے نبی کریم ﷺ کا یہی حکم پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلاامتیاز نماز میں اپنی پیروی کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم مرد و عورت دونوں کے لئے لازم ہے ہمارے اس خیال کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

(۴) حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

قال کان رجل یصلي فوق بیته و کان اذا قرأ
ألیس ذالك بقادرٍ علیٰ ان یحیي الموتیٰ
قال سبحانك فبلیٰ فسألوه عن ذالك فقال
سمعته من رسول اللّٰه ﷺ۔

(ابوداؤد ص ۱۲۸ :میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی) ۔(عون المعبود ص ۳۳۰)

ایک شخص اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھا کرتا تھا جب وہ
ألیس ذالك بقادرٍ علیٰ ان یحیي الموتیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(کیا اللہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟) تلاوت کرتے

پھر جواب میں کہتے سبحانك فبلی (اے اللہ تو پاک ہے پس کیوں نہیں تو قادر ہے)۔

پس جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے عمل کو جان کر صحابیِ رسول اس سنت پر عمل پیرا ہے۔

البتہ اس عمل پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مقتدی جب بلند آواز سے آیات کا جواب دیتے ہیں تو قرأت میں خلل واقع ہوتا ہے سو اس سلسلے میں ہماری گزارش یہ ہے کہ مقتدی قرآنی آیات کے جواب دینے کو ضرور اپنائیں لیکن جہری جواب دینے کو معمول نہ بنائیں۔

البتہ کبھی کبھی کوئی جملہ ظاہر ہو جائے تو اس میں قباحت نہیں ہے جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی سری نمازوں کی قرأت کے بارے میں بھی یہ صراحت ملتی ہے کہ آپ ظہر عصر میں کبھی کبھار کوئی آیت یا کوئی لفظ قدرے بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے جس سے سننے والوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کون سی سورت پڑھ رہے ہیں جس کی تفصیل ہم گزشتہ صفحات میں مسنون قرأت کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں ان پیش کردہ دلائل کی بنیاد پر اس مسلک کی نفی ہو جاتی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے قرآنی آیات کا جواب دینا جائز نہیں ہے کیونکہ گزشتہ صفحات میں یہ وضاحت ہو چکی ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں درج فرمایا ہے کہ جس طرح کی آیت کے پاس سے گزرتے آپ ﷺ اس کا جواب دیتے۔

رہا تیسرا نظریہ کہ صرف پڑھنے والا جواب دے اور سننے والا ہرگز جواب نہ دے تو یہ نظریہ محتاجِ دلیل ہے کیونکہ جن روایات سے استدلال کیا گیا ہے وہ روایات عدم صحت کی وجہ سے احتجاج کے قابل نہیں۔

پہلی روایت:۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ اذا قرأ سبح اسم ربك الاعلی

قال سبحان ربی الاعلی (مسند احمد، ابوداؤد، حاکم)

جب رسول اکرم ﷺ سبح اسم ربك الاعلیٰ (اپنے بلند مرتبہ رب کی تسبیح بیان کیجئے) پڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جواب میں سبحان ربی الاعلیٰ (میرا رب پاک اور عالی مرتبت ہے) کہتے۔

اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ پڑھتے تھے اس لئے جواب بھی آپ ﷺ ہی دیتے تھے۔

جواب :-

اگرچہ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی اس کے موافق کہا ہے۔ تاہم امام ابو داؤد فرماتے ہیں وکیع کی اس روایت میں مخالفت کی گئی ہے، ابو وکیع اور شعبہ اسے ابو اسحاق سے موقوف بیان کرتے ہیں اور تین رواۃ نے ابو اسحاق سے موقوف بیان کیا ہے مرفوع کہنے میں وکیع متفرد ہے۔

دوسری روایت :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

قال رسول اللہ ﷺ من قرأ منکم والتین والزیتون فانتھی الی الیس اللّٰہ باحکم الحاکمین فلیقل بلٰی وانا علی ذالك من الشاھدین ....الیٰ آخرہ (ابوداؤد ص ۱۲۹)

تم میں سے جو شخص سورۃ التین پڑھے اور آخر میں الیس اللہ باحکم الحاکمین (کیا اللہ تعالیٰ حاکموں کا حاکم نہیں ہے) پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے۔

﴿بلٰی وانا علیٰ ذلك من الشاھدین﴾ کیوں نہیں میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں۔

یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں اسماعیل بن امیہ ایک اعرابی سے بیان کرتے ہیں اور یہ اعرابی مجہول الحال ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صرف اسی طریق پر مبنی ہے اور اس میں اعرابی مجہول ہے، اعرابی کے مجہول الحال ہونے کے سبب یہ روایت ضعیف ہے۔

جبکہ ترمذی شریف میں اس کے برعکس حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے : رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے سورۃ الرحمٰن پڑھی اور صحابہ خاموشی سے سنتے رہے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ سورہ جنوں پر پڑھی اور وہ اس کا اچھا جواب دیتے تھے ہر بار فبأی الاء ربکما تکذبان کے جواب میں لابشیٔ من نعمك ربنا نکذب فلك الحمد کہتے تھے۔ (ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں سامعین کے جواب دینے کی صراحت موجود ہے بلکہ جنوں کے جواب کو اچھا کہہ کر صحابہ کرام کو آپ ﷺ نے جواب دینے کی ترغیب دی۔

علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (تحقیق المشکوٰۃ ج ا ص ۲۷۳)

بہر کیف دلائل کے اعتبار سے قرآنی آیات کا جواب دینا ثابت ہوتا ہے۔ قاری اور سامع دونوں کے لئے یکساں حکم ہے (اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے)۔

رفع الیدین

دیگر مسائل کی طرح اس مسئلے پر بھی اختلاف کیا گیا ہے اور یہ اختلاف محدثین اور بعض فقہا کے مابین ہے اس اختلاف کا سبب کچھ بھی ہو لیکن رفع الیدین ایک کھلی حقیقت ہے رسولِ اکرم ﷺ سے اس کی ممانعت ،اس کا ترک یا اس کا نسخ کسی صحیح حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ جنابِ رسالت پناہ ﷺ کی پوری زندگی میں سے کسی ایک دن کی ایک نماز کی کوئی ایک رکعت بھی بالصراحت رفع الیدین کے بغیر ثابت نہیں ہے پھر نہ جانے کیوں لوگ اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں؟

جبکہ نمازِ پنجگانہ میں رفع الیدین کے چار محل سنتِ متواترہ سے ثابت ہیں:

(۱) نماز شروع کرتے وقت۔

(۲) رکوع کو جاتے وقت۔

(۳) رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔

(۴) تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث:- ۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

انّ رسول اللّٰه ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیهِ اذا افتتح الصلوٰة واذا کبّر للرکوع واذا رفع رأسهٗ من الرکوع رفعهما کذالك ایضاً وقال سمع اللّٰه لمن حمدهٗ ربّنا ولك الحمد وکان لا یفعل ذالك فی السجود (بخاری)

بیشک رسولِ اکرم ﷺ اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے، جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھایا کرتے تھے اور سمع اللّٰه لمن حمدهٗ ربّنا ولك الحمد کہتے اور سجدے میں ایسا نہیں کہتے تھے۔

حدیث:- ۲

عن عبداللّٰه ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال رأیت رسول اللّٰه ﷺ اذا قام فی الصلوٰة رفع یدیه حتّی تکون حذو منکبیهِ وکان یفعل ذالك حین یکبّر للرکوع ویفعل ذالك اذا رفع رأسهٗ من الرکوع ویقول سمع اللّٰه لمن حمدهٗ ولا یفعل ذالك فی السجود (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور ایسا اس وقت بھی کرتے جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور اس وقت بھی جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللّٰه لمن حمدهٗ کہتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

حدیث: نمبر ۳

عن ابی قلابة رحمه الله انه رأی مالك ابن الحویرث اذاصلی کبّرورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع رأسه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الرکوع رفع یدیه و حدّث ان رسول اللهﷺ صنع هکذا۔

(بخاری)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ انھوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تب بھی ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ہاتھ اٹھاتے اور انھوں نے (مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

حدیث نمبر: ۴

عن نافع ان ابن عمر کان اذا دخل فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیه واذا رکع رفع یدیه واذا قام من الرکعتین رفع یدیه ورفع ذالك ابن عمر الی النبی ﷺ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے بے شک ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تب رفع الیدین کرتے اور اسے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔

پہلی تین حدیثوں سے رفع الیدین کرنے کے تین محل ثابت ہوئے اور ممانعت کا بھی ایک محل (دو سجدوں کے درمیان) ثابت ہوا اور چوتھی حدیث سے مذکورہ تینوں مقامات کے ساتھ ساتھ چوتھا محل (تیسری رکعت) پر کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا بھی ثابت ہوا۔

حدیث نمبر: ۵

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جناب رسالت مآب ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے رفع الیدین کرتے تھے۔ (ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

حدیث نمبر: ۶

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دیگر اصحاب سے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاؤں ؟

اس کے بعد انھوں نے نماز پڑھی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کیا پھر جب رکوع کیا اور پھر تکبیر کہی پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رفع الیدین کیا پھر فرمایا اسی طرح کیا کرو

(بیہقی ، دار قطنی)

حدیث نمبر : ۷

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نماز شروع کرتے وقت ، رکوع کو جاتے وقت ، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور اس وقت جب دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت) کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے یہ سن کر وہاں موجود تمام صحابہ کرام نے کہا تم سچ بیان کرتے ہو رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے (ترمذی ، ابو داؤد)

یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ تصدیق رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہو رہی ہے بتائیے کہ آخر رفع الیدین کب منسوخ ہوئی .... ؟

حدیث نمبر : ۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز کی ابتداء میں اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع کے بعد سر اٹھا کر رفع الیدین کیا کرتے تھے (ابو داؤد ، جز قرأت بخاری)

حدیث نمبر : ۹

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرتے وقت ، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ کا یہی عمل تھا۔ (ابن ماجہ)

حدیث نمبر : ۱۰

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز شروع کرتے وقت رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے (مسلم)

اس موضوع پر احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے شمار آثار پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم مذکورہ دس احادیث صحیحہ پر اکتفا کرتے ہیں اس ضمن میں اہل الحدیث کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤقف حق بجانب ہے کہ رسول اکرم ﷺ آخر دور تک رفع یدین کرتے رہے اس کی دلیل حضرت وائل بن حجر کا روایت کرنا ہی اس مؤقف کو واضح کرتا ہے چونکہ صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں ایمان لانے والے صحابی ہیں اس کی شہادتیں موجود ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی حنفی کی تحقیق کے مطابق آپ ۹ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا۔

(تاریخ ابن کثیر مترجم ج ۵ : ۷۵، عمدۃ القاری ج ۵ : ۲۷۴)

بعض مؤرخین نے ۱۰ھ میں ایمان لانا بھی بیان کیا ہے۔ (تاریخ ابن خلدون مترجم ۱۹۵)

لیکن ہمارے نزدیک پہلا قول راجح ہے وجہ ترجیح یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بیان سے ان کا مدینہ طیبہ میں دو مرتبہ تشریف لانا اور زیارتِ نبوی سے مشرف ہونا ثابت ہے اور یقیناً پہلی مرتبہ ۹ھ میں تشریف لائے اور یہی صورت مذکورہ بالا دو مختلف اقوال میں تطبیق کی بن جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :-

ثم جئت بعد ذالك في زمان فيه برد شديد (ابو داؤد)

پھر میں اس کے بعد دوبارہ آیا جب کہ موسم سخت سردی کا تھا۔

سخت سردی کے موسم سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یقیناً جنوری، فروری کا موسم ہوگا جب کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق مئی ۶۳۲ء میں ہوئی۔ (سیرت النبی ج ۲ ص ۲۱۰ شبلی)

اور یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے۔ (الرحیق المختوم)

علامہ شبلیؒ کے بیان کے مطابق۔

آپ ﷺ کی وفات قمری سال کے اعتبار سے ربیع الاول میں
اور شمسی سال کے اعتبار سے مئی کے مہینے میں ہوئی......!

اور مئی یقیناً گرمی کا موسم ہے اس سے پیشتر پانچ چھ مہینے سردی کے موسم میں آتے ہیں، قرآن مجید کی وہ مشہور آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) جس میں اللہ رب العالمین نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہو چکی تھی۔

اس آیت کے نزول کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ احکامِ اسلام میں سے اس آیت کے بعد کچھ بھی نازل نہیں کیا گیا۔ قرآن ضرور اترتا رہا لیکن تکمیل کے بعد نئے احکامات نازل نہیں کیے گئے لہٰذا ترک رفع یا نسخ رفع کا امکان ہی ختم ہو جاتا ہے اور مسند احمد کی روایت میں حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تشریف آوری کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس لیے حاضر ہوا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ سکوں

کیف یصلی کہ آپ ﷺ کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں؟

چنانچہ نماز کا طریقہ سیکھنے کے لیے حضر موت سے سفر کر کے آنے والا یہ شہزادہ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ اس طریقہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی، اپنے ہاتھ سے کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹا اور دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر باندھ لیا پھر جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے پھر انھیں اٹھایا، تکبیر کہی اور رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور ہاتھ اٹھائے اور جب سجدہ کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر پھیلا کر رکھا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

پہلی ملاقات گرمیوں میں ہوئی تو بھی رفع الیدین کو دیکھا اور بیان کیا لیکن اس وقت آپ کے جسم کے اوپر مزید کوئی چادر نہیں تھی دوبارہ جب سردیوں میں تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ کو اس طرح رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا اور بیان کیا اب چونکہ سردیاں تھیں آپ ﷺ نے اپنے اوپر چادر اوڑھ رکھی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی حکمت اور فہم و فراست کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ امت پر احسان کرتے ہوئے ابہام و اشکالات اور شکوک و شبہات کی دلدل سے باہر نکالا، سردیوں میں شال اوڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر چھپا کر نہیں اٹھایا بلکہ سخت سردی کے باوجود اپنے دست مبارک کو چادر سے باہر نکال کر واضح طور پر ان ہاتھوں کو صحابہ کرام پر ظاہر کرتے ہوئے کندھوں یا کانوں کے برابر تک اٹھایا پھر واپس اندر لے گئے تا کہ امت اس شبہہ کا شکار نہ ہو جائے کہ رسول اکرم ﷺ گرمیوں کے چھ مہینے رفع الیدین کرتے تھے اور سردیوں کے چھ مہینے بوجہ سردی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترک کر دیا کرتے تھے آپ نے ہاتھوں کو باہر نکال کر امت پر یہ بات واضح کر دی کہ موسم چاہے سردی کا ہو یا گرمی کا رفع الیدین ہر موسم اور ہر نماز میں میرا پسندیدہ عمل ہے۔

غور طلب بات

اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب آخری دور میں ایمان لانے والا صحابی رفع الیدین کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ وفات سے پانچ چھ ماہ قبل اسے ادا فرما رہے ہیں تو پھر علماء سے پوچھیے......! ...... آخر اسے منسوخ کب کیا گیا......؟ اور ممانعت کے الفاظ جس میں یہ صراحت ہو کہ آج کے بعد تم رکوع تو کرنا لیکن رفع الیدین نہ کرنا آخر کس حدیث سے ثابت ہے......؟

اور اُس حدیث کو منظر عام پر لا کر حقیقت حال سے لوگوں کو آگاہ کیوں نہیں کر دیا جاتا ؟

اللہ گواہ ہے اس ناچیز کو کوشش کے باوجود ایسی ایک بھی روایت نہیں مل سکی جس سے رفع الیدین کی ممانعت یا اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہو۔

---☆☆☆---

ترک رفع کے دلائل کا جائزہ

ترک رفع کے قائلین تکبیر اولیٰ کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کے قائل نہیں ہیں سوا پنے تئیں ان کا یہ عمل بھی کچھ دلائل رکھتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ان دلائل میں وزن نہ ہو !
لیکن تصویر کا ایک رخ دکھانا قرین انصاف نہیں ہے، اس لیے وہ دلائل پیش کرنا بھی ضروری ہیں اور قارئین کی صحیح رہنمائی کے لیے ان دلائل کا جائزہ بھی بر موقع لیتے جائیں گے تاکہ ہر پڑھنے والا اور حق کا متلاشی، تلاش حق کی سعی جمیلہ کے بعد اپنی منزل کا صحیح تعین کر سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل :۱

حضرت علقمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ :

قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے ہم سے کہا کہ کیا میں تم کو رسول اکرم ﷺ والی نماز پڑھ کرنہ بتلاؤں پس انھوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر ایک مرتبہ تکبیر اولی کے ساتھ۔

جائزہ :-

اوّلاً اس روایت سے ''قبل الرکوع'' اور ''بعد الرکوع'' ''ترک رفع'' پر استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اس طرف کہیں اشارہ تک موجود نہیں ہے کہ رکوع کو جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین نہ کی جائے بلکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تکبیر اولی میں صرف ایک ہی مرتبہ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

(۲) تکبیر اولی کے بعد آگے مزید نماز کا ذکر ہی موجود نہیں ہے رفع الیدین تو سنت ہے لیکن رکوع سجدہ تو فرض ہیں اس میں فرائض ہی موجود نہیں ہیں تو سنت کا مطالبہ بے بنیاد ہے جب رکوع ہی نہیں کیا گیا تو رکوع کو جاتے ہوئے کی جانے والی رفع الیدین کیونکر کی جاتی۔

(۳) اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے لیکن عبداللہ بن مبارک کا یہ قول بھی نقل کر دیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ''لم یثبت حدیث ابن مسعود'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث سرے سے ثابت ہی نہیں ہے۔ (ترمذی ج ۱ : ۳۵ میر محمد کراچی)

(۴) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی ھذا المعنی (ابوداود : ص ۱۱۰)

یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے اور یہ ان معنوں میں صحیح نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اس کی سند میں موجود عاصم بن کلیب مرجی تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شریک بن عبداللہ النخعی اور علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ

"کان مرجئاً" کہ وہ مرجی فرقے سے تعلق رکھتا تھا

(تہذیب ج ۵ : ۳۵۶، میزان ج ۲ : ۴۹، تقریب : ۱۶۰)

(۶) جرح و تعدیل کے آئمہ نے بالصراحت کہا ہے کہ عاصم بن کلیب جب کسی روایت کو تنہا بیان کرے تو اس کی بیان کردہ روایت حجت نہیں ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

لا یحتج بما انفرد به (میزان الاعتدال ج ۲ : ۴۹، تہذیب ج ۵ : ۳۵۶)

مندرجہ بالا شواہد سے اس روایت کا ضعیف ہونا ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اس قدر کمزور اور ضعیف روایات کو صحیح کے مقابلے میں پیش کرنا روایت کے ضعف سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

(۷) ترک رفع میں عاصم بن کلیب منفرد ہے آئمہ جرح کی اس نقد کے بعد کہ عاصم بن کلیب کی تنہا بیان کردہ روایت قابل حجت نہیں ہے کے باوجود اسے حجت مان لیا گیا جبکہ عاصم بن کلیب اثبات رفع میں بھی روایت کرتا ہے اور اُن روایات میں منفرد بھی نہیں ہے لیکن اسے حجت نہ مانا گیا۔ چنانچہ اثبات رفع میں عاصم بن کلیب کی بیان کردہ روایات

ابو داؤد ص ۱۰۵ دار قطنی مع مغنی ج ۱، ص ۲۹۰، ۲۹۲ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

(۸) اس کی سند میں موجود عبدالرحمٰن بن اسود کا علقمہ سے سماع ثابت نہیں ہے (المنذری)

(۹) جہاں تک امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کو حسن کہنے کا تعلق ہے سو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحسین کو داد تحسین دیتے ہوئے علامہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں :

وکم حسن الترمذی فی کتابه من احادیث موضوعة واسانید واهية

(نصب الرایہ ج ۲ : ۱۲۸) (تنبیہات عیدین کی تحسین کے جواب میں)

یعنی کتنی احادیث ایسی ہیں جنھیں امام ترمذی نے حسن کہا ہے جبکہ وہ موضوع (من گھڑت) ہیں اور باعتبار سند واھی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحسین ہی حرف آخر ہے تو انھوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضعیف روایت کو صرف حسن کہا ہے اور اسے فوراً تسلیم کر لیا گیا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جو رفع الیدین کرنے کے حق میں ہے جسے ہم (صفحہ : ۳۵۷ پر حدیث ۵) کے تحت درج کر چکے ہیں اسے نہ صرف حسن کہا بلکہ فرمایا! "ھذا حدیث حسن صحیح" یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔ آخر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحسین اور تصحیح یہاں لائق تحسین کیوں نہیں سمجھی گئی............؟

(۱۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین کے بارہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کے بارہ میں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت وائل رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید سعدی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ
حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بھی احادیث مروی ہیں۔

اب پوچھا جائے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی آخر یہ شہادتیں کیوں قابل قبول نہیں ہیں؟
اس کا جواب شاید اس کے سوا کچھ بھی نہ ہو

اپنا کام ہے صرف محبت، باقی اس کا کام ہے
جب چاہے وہ روٹھے ہم سے، جب چاہے من جائے

دلیل نمبر ۲ :-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :-

لا ترفع الا یدی الا فی سبعة مواطن فی افتتاح الصلوٰة واستقبال القبلة وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبجمع وفی المقامین وعندالجمرتین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہاتھ اٹھائے جائیں مگر سات موقعوں پر

(۱) شروع نماز میں۔ (۲) استقبال قبلہ کے وقت۔

(۳) صفا پر۔ (۴) مروہ پر۔

(۵) عرفات میں (۶) مزدلفہ میں۔

(۷) جمرات میں۔ (طبرانی، ابن ابی شیبہ)

جائزہ:۔

مندرجہ بالا حدیث بیان کرنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس میں لا نفی جنس کا ہے جس سے تمام مقامات پر رفع الیدین کی نفی ہو جاتی ہے سوائے ان سات مقامات کے جو لفظِ الّا کے بعد مذکور ہیں مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں حصر ہے اور اس حصر کے ذریعہ مذکورہ سات مقامات کے سوا تمام مقامات کی نفی کردی گئی ہے۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا عبارت پر غور فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ اس روایت میں کہیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ لا نفی جنس کی تلوار صرف اس رفع الیدین پر چلے گی جو اہل حدیث حضرات کرتے ہیں اور وہ رفع الیدین اس حصر سے محفوظ رہے گی جس پر احناف عمل پیرا ہیں اگرچہ وہ ان سات مقامات کے علاوہ بھی کیوں نہ ہو..........!

احساس بھی نہ تھا کہ ہے پتھر تیرا بدن

ہاں ڈوبنا پڑا ہے اُبھرنے کی آس پر

مثلاً وتروں کی قنوت میں احناف رفع الیدین کرتے ہیں اور عیدین کی دونوں رکعتوں میں چھ مرتبہ رفع الیدین کرتے ہیں یہ سات عدد رفع الیدین اُن سات مقامات کے علاوہ ہے جو اوپر درج ہو چکے ہیں۔

اس کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ جو دلیل پیش کی جائے وہی دلیل اہل حدیث کی طرف سے بھی سمجھ لی جائے یہ اعتراض پاکر بعض احناف اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ قنوت اور عیدین کی رفع الیدین تو دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ تو کیا یہ حق دوسروں کو بھی دیا جا سکتا ہے؟

کیوں کہ رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت پر کھڑے ہونے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد رفع الیدین کرنا بھی تو دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

؎ اجنبی سے نظر آئے تیرے چہرے کے نقوش
جب تیرے حسن پر میں نے نظرِ ثانی کی

(۲) اس کی سند میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ہیں جن کے بارہ میں علامہ ذیلعی حنفی فرماتے ہیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے۔
ابن فراش نے کہا کان یضع الحدیث کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا (میزان الاعتدال)

(۳) اس حدیث کے دوسرے راوی محمد بن عمر کو جرح و تعدیل کے امام یحیی بن سعید القطان نے ضعیف کہا ہے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سئی الحفظ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب)

(۴) اس حدیث کے تیسرے راوی ابن ابی لیلی ہیں (انکا حافظہ درست نہ تھا) (نصب الرایہ)

(۵) حکم نے مقسم سے روایت کیا اور مقسم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزر فع الیدین میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد شعبہ کا یہ قول نقل کیا ہے امام شعبہ کہتے ہیں کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں ہے واضح ہوا کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں حکم کا مقسم سے سماع ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ روایت منقطع ٹھہری۔

(۶) امام ابن ہمام حنفی ھدایہ کی شرح فتح القدیر میں فرماتے ہیں اس حدیث کا صحیح ہونا محال ہے کیونکہ ان سات مقامات کے علاوہ رفع الیدین تواتر سے ثابت ہے (فتح القدیر)

دلیل نمبر ۳ :-

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الیٰ قریب من اذنیہ ثم لا یعود

بے شک نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر نہ اٹھاتے۔ (ابو داؤد: ۱۰۹ میر محمد کراچی، دار قطنی، طحاوی)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت بھی اسی مفہوم کو ادا کرتی ہے جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں ہے لم یر فعھا حتیٰ انصرف یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے (ابو داؤد : ۱۰۹، ۱۱۰)

جائزہ:-

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث کی مثل سفیان نے بھی یزید سے روایت کی ہے لیکن اس میں ثم لا یعود کے الفاظ نہیں ہیں مزید فرماتے ہیں یہ حدیث ھشیم، خالد اور ابن ادریس نے بھی یزید سے روایت کی ہے انہوں نے بھی ثم لا یعود کے الفاظ روایت نہیں کیے قال سفیان قال لنا بالکوفۃ بعد ثم لا یعود (ابو داؤد ص ۱۰۹)

سفیان کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں یہ الفاظ کوفہ میں کہے گئے یعنی جب تک یزید بن ابی زیاد مکہ میں رہے وہ ثم لا یعود کے الفاظ بیان نہیں کیے جب کوفہ چلے گئے تو وہاں یہ الفاظ انہیں یاد کرائے گئے۔

چنانچہ امام دار قطنی فرماتے ہیں انما لقّن یزید فی آخر عمرہ ثم لم یعد عمر کے آخری ایام میں انہیں یہ الفاظ تلقین کر دیے گئے تھے جس سے انہیں اختلاط ہو گیا علی بن عاصم کہتے ہیں فلما قدمت الکوفۃ جب میں کوفہ گیا تو مجھے بتایا گیا کہ یزید بن ابی زیاد بقیدِ حیات ہیں، میں اسکے پاس گیا اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی (جس میں ثم لا یعود کے الفاظ نہیں تھے)

پس میں نے اسے کہا کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بتایا ہے کہ ثم لم یعد کے الفاظ تو نے کہے ہیں: قال لا احفظ اُس نے جواب دیا! مجھے یاد نہیں میں نے پھر یہ بات دہرائی تو اس نے پھر بھی یہی کہا مجھے یاد نہیں۔(دارقطنی مع مغنی ج۱ ص ۲۹٤ دارالنشر لاهور)

مندرجہ بالا عبارت سے یزید بن ابی لیلیٰ کے حفظ کی کمزوری بھی واضح ہوئی اور علی بن عاصم کی شہادت سے یہ بھی واضح ہوا کہ میں نے خود یہ الفاظ کہہ کر تصدیق چاہی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

(۲) یزید بن ابی زیاد سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے خصوصاً جس روایت سے وہ بار بار انکار کرتا ہے وہ روایت اس کی جھولی میں کیسے ڈال دی جائے گی؟

اس کی سند میں موجود ھشیم کا سماع بھی یزید سے ثابت نہیں ہوتا۔(میزان الذھبی)

رہی براء بن عازب سے مروی دوسری روایت جسے ہم نے دلیل نمبر ۲ کے تحت اوپر درج کیا ہے تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں امام ابو داؤد روایت کر کے خود فرماتے ہیں :

هذا الحديث ليس بصحيح

کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔(ابو داؤد ص ۱۱۰)

دلیل نمبر ۴ :-

عن جابر قال خرج علينا رسول الله ﷺ ونحن يعني رافعوا ايدينا في الصلوة فقال مابالهم رافعين ايديهم في الصلوة كأنها اذناب خيلٍ شمسٍ اسكنوا في الصلوة (مسلم ج۱ ص۱۸۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم اپنے ہاتھ نماز میں اٹھا رہے تھے پس آپ ﷺ نے فرمایا انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ سر کش گھوڑوں کی دُموں کی طرح اپنے ہاتھ ہلا رہے ہیں، نماز میں سکون سے رہو اسے نسائی، مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ (نسائی ومسلم وابوداؤد)

جائزہ:-

اس روایت میں دور دور تک یہ اشارہ نہیں ملتا کہ اس سے جو رفع الیدین منع ہے وہ کونسی ہے ؟

کیا وہ رفع الیدین منع ہے جو اہل حدیث حضرات کرتے ہیں یا وہ رفع الیدین منع ہے جو احناف کرتے ہیں ؟ یا دونوں کی رفع الیدین منع ہے۔

اس روایت سے آپ یہ کیسے فیصلہ کریں گے کہ اہلِ حدیث اسکی زد میں آتے ہیں لیکن احناف کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

مثلاً تکبیرِ اولیٰ میں وتروں میں قنوت کے وقت اور عیدین میں تکبیراتِ زوائد میں چھ مرتبہ احناف رفع الیدین کرتے ہیں کیا اس حدیث میں احناف کے معمول کی نفی نہیں ہوتی ؟

اس اعتراض کے جواب میں اکثر احناف سادگی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بھائی تکبیرِ اولیٰ، قنوت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدین والی رفع الیدین تو دیگر احادیث سے ثابت ہے اس لئے وہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے تو کیا یہی جواب اہلِ حدیث حضرات نہیں دے سکتے ؟ کہ جو رفع الیدین اہلحدیث کرتے ہیں وہ بھی دیگر احادیث سے ثابت ہے پھر وہ کیوں مستثنیٰ نہیں ہو سکتی.........؟ اب رہا یہ سوال کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر اس سے کونسی رفع الیدین مراد ہے جسے سرکش گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دے کر منع کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت مجمل (مختصر) ہونے کے سبب اپنے مفہوم میں غیر واضح ہے۔

حقیقت حال جاننے کے لئے ہمیں اس اجمال سے نکل کر تفصیل کی طرف جانا پڑے گا جس سے یہ حکم بالکل کھل کر سامنے آجاتا ہے، بعض روایتیں مختصر ہوتی ہیں اور بعض مفصل ہوتی ہیں۔

احادیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں لیکن ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں چند ایک مثالیں پیش کریں گے تاکہ تشفی ہو۔

مختصر اور مفصل روایات کی چند مثالیں

(۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت جسے ہم گزشتہ صفحے پر دلیل نمبر چار کے تحت درج کر چکے ہیں جس میں سرکش گھوڑوں کی طرح دُمیں ہلانے سے منع کیا گیا ہے یہ روایت مختصر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۱ سطر نمبر ۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تفصیلی روایت :۔

(۱) یہی روایت تفصیل کے ساتھ مسلم شریف میں موجود ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ کونسی رفع یدین کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو اپنے ہاتھوں سے دونوں جانب (دائیں اور بائیں) اشارہ کرتے پس رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ! ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اشارہ کرتے ہو گویا کہ وہ (تمہارے ہاتھ) سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں تم میں سے ہر ایک کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے پھر اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں سلام کرے۔ (حوالہ مندرجہ بالا سطر نمبر ۱۱)

اس حدیث سے متصل اگلی حدیث بھی مفصل ہے جسے (سطر نمبر ۱۳) پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تفصیلی روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جس رفع یدین سے منع کیا گیا ہے وہ رکوع یا بعد الرکوع والی رفع یدین نہیں ہے بلکہ سلام والی رفع یدین ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم شریف میں یہ روایت قعدہ ہی کے باب میں موجود ہے۔

(ب) یہی روایت نسائی شریف ج ۱ ص ۱۷۶ پر (قدیمی کتب خانہ کراچی) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں طرح مروی ہے یعنی مختصر بھی اور مفصل بھی جس سے واضح ہوتا ہے کہ جس رفع یدین سے منع کیا گیا ہے وہ سلام والی رفع یدین ہے۔

مزید دیکھئے (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۳ میر محمد کراچی)

(۲) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کی روایت تین طرح مروی ہے ایک روایت میں صرف تکبیرِ تحریمہ کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں تکبیرِ تحریمہ کی رفع یدین کا بالکل ذکر نہیں بلکہ رکوع اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور تیسری روایت میں تینوں رفع یدین کا ذکر بالصراحت موجود ہے۔ یہ تینوں روایتیں بالترتیب ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) رأیت النبی ﷺ حین یکبر للصلوٰۃ یرفع یدیه حیال اذنیه

میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۳ میر محمد کراچی)

اس حدیث میں صرف تکبیرِ اولیٰ کی رفع یدین کا ذکر ہے (یہ مختصر روایت ہے)

اس کی سند یہ ہے محمد بن عمرو بن یونس السوسی الکوفی عبداللّٰہ بن نمیر ،سعید بن ابی عروبه عن قتاده ،نصر بن عاصم عن مالك بن الحویرث۔ (شرح معانی الآثار الطحاوی ج ۱ ص ۹۶ میر محمد کراچی)

(ب) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

رأیت رسول اللّٰہ ﷺ اذا رکع واذا رفع رأسه من رکوعه یرفع یدیه حتٰی یحاذی بهما فوق اذنیه ۔

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۰۹ میر محمد کتب خانه کراچی)

میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ رکوع فرماتے اور جب رکوع سے اپنا سر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے یہاں تک کہ کانوں کے اوپر تک لے جاتے۔
جز ''الف'' میں درج کردہ حدیث بھی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن اس میں صرف پہلی رفع یدین کا ذکر ہے بعد والی کا نہیں اور جز ''ب'' میں تحریر کردہ حدیث بھی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں پہلی رفع یدین کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے رکوع اور بعد الرکوع کا ذکر ہے۔ جبکہ سند بھی دونوں حدیثوں کی بالکل یکساں ہے۔

(ج) ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب نماز پڑھنے کیلئے تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے، یہ بیان کرتے کہ رسول اکرم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے

(مسلم ج ا ص ۱۶۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں تینوں رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۳) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اختصار سے مروی ہے اور دوسری روایت بالتفصیل مروی ہے :

پہلی روایت میں فرماتے :

كان رسول الله ﷺ اذا فتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى بهما منكبيه قال فقال جميعاً صدقت هكذا كان يصلي ۔ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۹۶)

رسولِ اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے (دس صحابہ کرام نے) اس کی تصدیق کی۔

(ب) مذکورہ حدیث کی سند کے ساتھ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ دس صحابہ کرام کے مجمع میں رسولِ اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بتلاتے ہوئے چار مقامات پر رفع یدین کرنے کا ذکر فرماتے ہیں :

(۱) نماز شروع کرتے وقت۔

(۲) رکوع کو جاتے وقت۔

(۳) رکوع سے اٹھتے وقت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) دو رکعتوں کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو کر۔ (شرح معانی الاثار ج ا ص ۱۰۹ امیر محمد کراچی)

جبکہ دونوں حدیثوں کی سندیں بالکل ایک ہیں لیکن ایک روایت مختصر ہے اور دوسری مفصل ہے۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک ہی سند سے دو حدیثیں مروی ہیں

جبکہ ایک مختصر ہے اور دوسری مفصل۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ (شرح معانی الاثار ج ا ص ۹۵)

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب قرأت مکمل فرماتے اور رکوع کو جانے کا ارادہ کرتے تب بھی اس طرح کرتے اور جب رکوع سے فارغ ہو کر اٹھتے اور جب دو رکعتوں کے بعد قعدہ بیٹھ کر کھڑے ہوتے (تیسری رکعت کیلئے) تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ (شرح معانی الاثار ج ۱ ص ۱۰۹)

پہلی روایت مختصر ہے اور دوسری مفصل جبکہ سند دونوں کی ایک ہے۔

یہی روایت دوسری سند کے ساتھ بالتفصیل (دار قطنی مع مغنی ج ا ص ۲۸۷ دار النشر لاہور) میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

مندرجہ بالا چار مثالوں سے قارئین پر یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ صرف مختصر روایت "جس سے نفسِ مسئلہ واضح نہ ہو" سے استدلال قطعی درست نہیں ہوتا۔

جبکہ اس کے برعکس مفصل روایت میں نہ صرف نفسِ مسئلہ کی وضاحت موجود ہوتی ہے بلکہ وہ مختصر روایت کی شارح اور قاضی بھی ہوتی ہے لہٰذا ہر مسلمان پر سنتِ نبوی ﷺ کو اپنانا لازم ہے چاہے وہ سنت ہمارے مزاج و طبع کے خلاف ہو یا برادری اور مسلک کے خلاف ہو، ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ سب کا خلاف کرے لیکن سنتِ نبوی ﷺ کو پیٹھ نہ دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال مالکؒ

السنة كسفينة نوح من ركب

فقد نجا ومن لم يركب فقد غرق

امام مالکؒ فرماتے ہیں سنت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے

کہ جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا۔

منافقین کی بغلوں کے بُت کا فسانہ

پاک وہند میں یہ بات رفع الیدین کے آغاز کی حکمت کے طور پر عوام الناس میں مشہور ہے کہ رفع الیدین اسلام کے ابتدائی دور میں کی گئی تھی، جس کا سبب منافقین کا اپنی بغلوں میں بت چھپانا تھا۔

یہ بات اگر صرف جُہلا تک محدود رہتی تو قطعاً قابلِ تعجب نہ تھی لیکن ظلم تو یہ ہے کہ علماء بھی اس کی یہی توجیہ پیش کرتے ہیں کہ

شروعِ اسلام میں رسولِ اکرم ﷺ کے پیچھے جب منافقین نماز میں کھڑے ہوتے تو بغلوں میں بت چھپا کر رکھتے تھے تاکہ سجدے کے وقت انھیں آگے رکھ کر سجدہ کیا جا سکے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے رفع الیدین کا سلسلہ شروع کیا تاکہ بغل میں چھپے بت گر جائیں۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ موضوعاتِ کبیر (من گھڑت روایات) میں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی فقہ کی کتابوں میں کسی فقیہ نے رفع یدین کی یہ علت بیان کی ہے۔ بفرضِ محال چند لمحوں کے لئے اگر اسے حقیقت تسلیم کر لیا جائے تو مندرجہ ذیل کئی اشکالات سامنے آتے ہیں۔

(۱) اگر رفع الیدین بت گرانے کیلئے تھی تو وہ پہلی رفع الیدین ہوتی تاکہ نماز میں کھڑے ہوتے ہی بت گر جائیں۔

(۲) رکوع کو جاتے اور رکوع کے بعد کھڑے ہوتے وقت کی جانے والی رفع الیدین بت گرنے کے بعد ہوئی۔

(۳) اگر رفع الیدین واقعی بت گرانے کیلئے تھی تو پہلی مرتبہ بت گرنے کے بعد دوبارہ اور پھر سہ بارہ رفع الیدین کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) جو رفع الیدین بُت گرانے کے لیے تھی (پہلی) وہ تو اب تک باقی رہے اور اس کے ثبوت کے لئے دلائل جمع کیے جائیں لیکن جو رفع الیدین بت گرنے کے بعد تھی اسے ترک کر دیا جائے اور اس کی شدومد سے مخالفت بھی کی جائے یہ فلسفہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

(۵) رفع الیدین کے معنی ہاتھ اٹھانے کے ہیں بغل اٹھانے کے نہیں ہیں، پھر مطلق ہاتھ اٹھانے سے بغل کے بت کیونکر گریں گے؟

(۶) اگر رفع الیدین بت گرانے کیلئے تھی تو ظاہر ہے کہ جن کی بغلوں میں بت ہوتے ہونگے وہ رفع الیدین ہرگز نہ کرتے ہونگے تاکہ راز افشاں نہ ہو۔ رفع الیدین صرف وہی کرتے ہونگے جن کی بغلیں بتوں سی پاک ہوتی ہونگی اور یہ سلسلہ اسی طرح تاحال جاری ہے۔

(۷) وتروں کی قنوت میں رفع یدین کی بھی کیا یہی حکمت ہے؟ اور عیدین میں چھ چھ مرتبہ رفع الیدین سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بت ایلفی (Elfy) سے چپکے ہوتے ہونگے جو ایک مرتبہ کی رفع الیدین سے نہیں گرپاتے ہونگے۔

کچھ تو خدا کا خوف کیجئے اور نبی کریم ﷺ کی ثابت شدہ سنتوں کا احترام کیجئے ورنہ سنتوں کا اس قدر تمسخر ایمان کو برباد بھی کر سکتا ہے۔

رفع الیدین کی حکمت

اس سنت کی حکمت کو اگر انسانی عقل سے پرکھا جائے تو دو حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) دو فوجیں جب آپس میں لڑتی ہیں تو فاتح فوج شکست خوردہ فوج کو ہینڈز اَپ (Hands Up) کرا دیتی ہے شکست خوردہ فوج کا ہتھیار ڈال کر (Hands Up) کرنے کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے تمہاری برتری اور قوت کو تسلیم کر لیا ہے۔

بندہ جب اللہ کی دربار میں پہنچتا ہے باوضو ہو کر قبلہ رخ کھڑا ہو جاتا ہے اور زبان سے اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی بڑائی کا اعلان کرتا ہے، اس اعلان کے ساتھ ہی (Hands Up) ہو جاتا ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اے اللہ میں ہارا تو جیتا، میں کمزور تو طاقتور، میں اپنے علاقے کا چودھری تھا، رئیس تھا، وڈیرا تھا، نواب تھا، یا کوئی اور لیکن تیری دربار میں پہنچ کر اپنی شکست کا اعتراف کر لیا کہ تیرے آگے میرا کوئی زور نہیں چلتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین کے ذریعہ ایک مؤمن بندہ اپنی کمزوریوں کا اور اللہ کی بڑائی کا اعتراف کرتا ہے۔

(۲) دوسری حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے چونکہ انسان طبعًا لالچی واقع ہوا ہے اس لئے وہ کوئی بھی کام حرص وطمع کے بغیر نہیں کرتا گویا وہ مسجد میں پہنچ کر نماز شروع کرتے وقت اللہ رب العالمین کو رفع الیدین کر کے اپنے خالی ہاتھ دکھاتے ہوئے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اے اللہ میں خالی ہاتھ اور تہی دامن تیری دربار میں حاضر ہوا ہوں، اس تصور کے ساتھ کہ تو میرا غنی اور میں تیرا فقیر ہوں خالی ہاتھ آیا ضرور ہوں لیکن دامن بھر کے جانا چاہتا ہوں پھر رکوع کو جاتے ہوئے دوبارہ اور سجدے سے قبل سہ بارہ رفع یدین کر کے اپنے خالق ومالک کے سامنے اپنی بے بسی رکھ کر یہ درخواست کرتا ہے کہ اے ساری کائنات کو نوازنے والے سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ تیری دربار میں پہنچا ہوں لیکن تو مجھے اپنی دربار سے خالی نہ لوٹانا۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ :-

رفع الیدین کے موضوع پر اگر مفصل مطالعہ درکار ہو تو محدّث العصر حافظ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد گوندلوی ؒ کی قابل فخر تحریر "التحقیق الراسخ" کا مطالعہ (ان شاء اللہ) بے حد مفید ثابت ہوگا۔

تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین

دیگر نمازوں کی طرح تکبیرِ اولیٰ، قبل الرکوع اور بعد الرکوع کا تو ایک ہی حکم ہے البتہ تکبیراتِ زوائد میں بعض علماء کرام نے اختلاف کیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے کراچی میں یہ اختلاف کافی شدت اختیار کر گیا ہے بعض ایسے علماءِ کرام جو اس سے قبل عمر بھر تکبیراتِ زوائد میں رفع الیدین کرنے کے نہ صرف قائل و فاعل رہے بلکہ اس عمل کی تائید میں دلائل بھی پیش کرتے رہے۔

لیکن گزشتہ تین سالوں سے یہ بات شہر کراچی میں بالخصوص دیکھنے میں آئی ہے کہ اہلِ حدیث حضرات کے عیدین کے اجتماعات میں ہر سال کسی نہ کسی اجتماع میں امام صاحب یہ اعلان فرما دیتے ہیں کہ "بھائیو! اب تک جو رفع الیدین ہم تکبیرات زوائد میں کرتے رہے وہ صحیح نہ تھا بلکہ صحیح یہ ہے کہ صرف تکبیرات کہی جائیں اور ہاتھ نہ اٹھائیں جائیں"

اس قسم کے اعلانات کے بعد بندہ نے کچھ ایسے لوگ بھی دیکھے جو علماءِ حق کا تمسخر اڑاتے ہوئے مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلوں میں گل افشانی کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے "ارے میاں ان مولویوں کا کیا بھروسہ پچاس سال سے جس عمل کو کر رہے تھے آج اس کے ضعیف ہونے کا انہیں پتہ چلا اور جس عمل کو تحقیق کے بعد آج صحیح کہہ رہے ہیں نہ جانے کب تحقیق مزید میں یہ بھی ضعیف ہو جائے"..........؟

اگر چہ شرعی نقطہ نظر سے غلطی کا علم ہو جانے کے بعد اس غلطی کا اعتراف کرنا اور آئندہ کے لئے اس سے اجتناب کرنا انتہائی قابلِ قدر اور قابلِ ستائش عمل ہے لیکن جس قدر قابلِ ستائش ہے اسی قدر قابلِ احتیاط بھی ہر قسم کے اعلان سے قبل مسئلے کی چھان بین اور تحقیق از حد ضروری ہے اور یہ علماءِ حق کی ذمہ داری ہے قارئین کے استفادے کیلئے ہم اپنے فاضل دوست اور محقق جناب مولانا زبیر علی زئی صاحب کی تحقیق کو اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں اُمید ہے کہ اِنْ شَاءَ اللہ تشفی ہو گی، ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں رفع الیدین سے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تین طرح کی روایات مروی ہیں:

(۱) وہ حدیث جس میں تین مقامات پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے شروع نماز میں رکوع کو جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت (یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے)۔

(۲) وہ حدیث جس میں چار مقامات پر رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے، شروع نماز میں، رکوع کو جاتے وقت، اور رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اس وقت یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۳) وہ حدیث جس میں پانچ مقامات پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے:

شروع نماز میں، رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت، دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہوتے وقت اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں۔

﴿ یرفعهما فی کل تکبیرة یکبرها قبل الرکوع ﴾

(سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۶۳ حدیث نمبر ۷۲۲)

حدیث نمبر ۳ سے عیدین کی رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے اگر چہ حدیث کے متن میں لفظ عید موجود نہیں ہے تاہم یرفعهما فی کل تکبیرة یکبرها قبل الرکوع کہ آپ ﷺ رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔

اس سے عیدین کی تصریح خود بخود ہو جاتی ہے کیونکہ عیدین کے علاوہ ایسی کونسی نماز ہو سکتی ہے جس میں رکوع سے پہلے تکبیرات ہوتی ہوں۔ سند کے اعتبار سے بھی یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

مزید المنتقی ص ۱۷۸ وغیرہ میں اس کی دوسری اسانید بھی موجود ہیں، محدثین میں سے امام بیہقیؒ اور امام ابن المنذرؒ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تکبیرات عیدین کا جواز ثابت کیا ہے۔

(بیہقی ج ۳ ص ۲۹۲، ۲۹۳) اور کسی قابل ذکر محدث سے ان کی مخالفت منقول نہیں ہے۔

اصول فقہ میں یہ اصول بھی موجود ہے کہ (العبرۃ لعموم اللفظ، لا لخصوص السبب) لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، اُسے کسی مخصوص سبب سے مقید کرنا صحیح نہیں ہے امام ابن الترکمانیؒ نے بھی امام بیہقیؒ کے اس مؤقف کی تائید کی ہے۔ (الجوہر النقی ج ۳ ص ۲۹۳)

مخالفین کا یہ دعویٰ کہ یہ حدیث بقیہ کے علاوہ کسی سند سے مروی نہیں ہے، یہ دعویٰ باطل ہے مسند احمد میں ابن اخی الزھری کے واسطے سے بھی یہ حدیث موجود ہے بقیہ کے بارہ میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ وہ صدوق اور حسن الحدیث ہے بشرطیکہ سماع کی صراحت کرے، محدثین کے اس فہم کی تائید درج ذیل آثار سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح تابعیؒ سے پوچھا کہ کیا عید الفطر میں ہر تکبیر کے ساتھ امام کو رفع الیدین کرنی چاہیے؟ تو انھوں نے جواب دیا جی ہاں! (امام کے ساتھ) اور لوگوں کو بھی کرنی چاہیے۔

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۲۹۷ حدیث نمبر ۵۶۹۹ سندہ صحیح بیہقی ص ۲۹۳)

(۲) امام اوزاعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے (احکام العیدین امام فریابیؒ ص ۱۸۲ حدیث نمبر ۱۳۶)

(۳) امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے (حوالہ مندرجہ بالا صفحہ ۱۳)

(۴) امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مسلک ہے (اثرم ج ا ص ۴۳)

(مسند احمد، ابو داؤد ص ۶۰، ۵۹)

(۵) محمد بن حسن الشیبانی بھی اسی موقف کے قائل ہیں (الاصل ج ا ص ۳۷۴، ۳۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الاوسط ابن منذر: ج ۴ص ۲۸۲)

مندرجہ بالا شواہد اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیثِ مرفوع و صحیح سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیدین کی تکبیراتِ زوائد میں رفع الیدین کرنا مسنون عمل ہے (واللہ اعلم بالصواب)

رکوع اور اس کی کیفیت

قرأت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کے ساتھ رفع الیدین کرتے ہوئے آگے کی طرف اس طرح جھکیں کہ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر جمادیں کمر بالکل سیدھی رکھیں سر بھی کمر کے برابر رکھیں اس ہیئت کا نام رکوع ہے۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع کرتے اپنا سر مبارک نہ اونچا کرتے اور نہ ہی نیچے کرتے بلکہ درمیان میں رکھتے۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا!
کسی شخص کو اس کی نماز کوئی فائدہ نہیں دیتی جب تک وہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہ رکھے۔ (ترمذی)

(۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رکوع کیا بازؤں کو کشادہ رکھا ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں پر رکھیں اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھا ہے۔ (ابو داؤد، نسائی)۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا!
رکوع اس وقت تک کیا جائے کہ اس میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ (بخاری)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا!
"رکوع اور سجدے مکمل کیا کرو، قسم ہے اللہ کی میں تمہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود ٹھیک سے ادا نہ کرنے والے کو (جلد بازی سے کام لینے والے کو) آپ ﷺ نے تین مرتبہ واپس بھیجا کہ جاؤ دوبارہ نماز پڑھو اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔ (بخاری، مسلم)

(۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع، سجدہ ٹھیک سے نہیں کر رہا تھا۔ اس سے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تو ایسے ہی مر گیا تو اُس فطرتِ دین پر نہیں مرے گا، جس فطرت پر اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو پیدا فرمایا ہے۔ (بخاری)

(۸) دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم کتنے عرصہ سے یہی نماز پڑھ رہے ہو اس نے کہا چالیس سال سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے چالیس سال سے گویا نماز پڑھی ہی نہیں ہے۔ (مسند احمد)

تسبیحاتِ رکوع

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ۔ (بخاری ،مسلم)

اے اللہ تو پاک ہے ہمارا رب ہے اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔

☆= رکوع میں کچھ دیر تک سبحان ربی العظیم پڑھتا رہے۔

(مسلم باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل ۱/۳۱۲)

☆= سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ (مسلم)

وہ ہر عیب سے پاک ہے وہ فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب ہے۔

نوٹ:-

رکوع اور سجدے میں حدیث کی کوئی بھی دعا آپ پڑھ سکتے ہیں لیکن رکوع اور سجدے میں قرآن نہ پڑھیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے ان حالتوں میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم عن ابن عباس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومہ :-

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ (مسلم)

رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کریں اور اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

(ترمذی، ابو داؤد)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :-

جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو پس جس کا قول ملائکہ کے قول سے موافق ہو گا اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم)

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ سرّی یا جہری ؟

بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ پورے اہتمام کے ساتھ باجماعت یہ دعا بالجہر پڑھی جاتی ہے اور مساجد تقریباً اُسی شدومد کے ساتھ گونج اُٹھتی ہیں جس شدومد کے ساتھ جہری نمازوں میں مقتدیوں کی آمین سے اہلِ حدیث کی مساجد گونجتی ہیں اگرچہ اہلِ حدیث مساجد میں ربنا ولك الحمد بالجہر کہنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے تاہم ہمارے نزدیک چونکہ کثرت و تعداد معیار نہیں ہے اور نہ ہی راہِ حق کے راہی کو یہ کثرت کبھی منزل تک پہنچا سکتی ہے۔

صاحبِ ایمان کے لئے لازم ہے کہ وہ تلاشِ حق میں قرآن و حدیث کو بنیاد بنائے۔

کتاب و سنت کو بنیاد بنانے کے بعد پھر بھی اگر کسی سے تعبیر میں کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو تب بھی وہ اپنے اخلاص کی بنیاد پر اللہ سے اجر ضرور پاتا ہے۔

اس طرح کے کئی اختلافات اہلِ حدیث علماء میں موجود ہیں جن کے بارے میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ وہ یقیناً تعبیر کی غلطی ہے اساسی غلطی نہیں ہے زیر بحث مسئلہ میں فریقین کے دلائل پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا قال الامام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمع اللّٰہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لك الحمد فانہ

من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب امام سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمدہ کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق بیٹھے گا اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اس حدیث میں موجود لفظ (کہو) کو دلیل بنا کر کہا جاتا ہے کہ چونکہ قولوا بلا قید مذکور ہے اس لئے قاعدہ کی روسے جہر پر محمول ہوگا۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲٦٧)

(۲) عن ابی موسیٰ.......... فاذا کبرفکبروا واذا قال

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین (مسلم)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا! جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** کہے تو تم آمین کہو۔

اسی طرح کی متعدد احادیث وارد ہیں جن میں لفظ "قولوا" سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ باب القول کا یہ خاصہ ہے کہ جب مطلقاً بلا قید (سری و جہری) قول سے خطاب وارد ہو تو وہ محمول علی الجہر ہوگا۔

جواب :-

مندرجہ بالا روایات میں ربنا ولك الحمد بالجہر کہنے کی صراحت قطعاً موجود نہیں ہے مطلق لفظ قولوا سے ہر مقام پر بالجہر مراد لینا محال ہے اور اس کی کئی ایک مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل سبیل اللّٰہ اموات (بقرہ آیت ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے انہیں مردہ نہ کہو کیا مندرجہ بالا فارمولے کے تحت ہمیں یہ اجازت دی جائے گی کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مرنے والوں کے مردہ ہونے کا اعلان نہ کرو۔ ویسے دل میں کہتے رہو چونکہ یہاں بھی قولوا وارد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں السلام علی اللہ السلام علی فلان
(اللہ پر سلام ہو اور فلاں پر سلام ہو) کہا کرتے تھے ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا:
(تم اللہ پر سلامتی بھیجتے ہو) حالانکہ وہ تو خود سلام ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

فلیقل التحیات للّٰہ الی قولہ الصالحین.........الخ

تمہیں چاہئے کہ تم التحیات کو الصالحین تک پڑھو۔ (بخاری کتاب الدعوات)
یہاں بھی فلیقل ہے جو (قول) سے ماخوذ ہے کیا اس کے یہ معنی ہونگے کہ التحیات کو با آواز بلند پڑھا جائے؟......فافھم

اس بارے میں ایک مؤقف یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ربنا ولک الحمد کو صرف امام بالجہر کہے جبکہ مقتدی سری طور پر کہے دلیل میں بخاری شریف کی درج ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے۔

☆ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین یرفع صلبہ من الرکعۃ

ثم یقول وھو قائم ربنا ولک الحمد.........الحدیث (بخاری، مسلم)

جب آپ ﷺ رکوع سے اٹھنے لگتے اور کمر کو سیدھا کرتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر آپ ﷺ ربناولک الحمد کہتے۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر آپ ﷺ ربنا ولک الحمد کو بالجہر نہ پڑھتے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم کیسے ہوتا؟
لہٰذا ثابت ہوا کہ امام کو یہ الفاظ بالجہر کہنے چاہئیں۔

جواب:-

تعلیماً کوئی جملہ بالجہر پڑھ دینا اور اس عمل کا معمول بہ ہونا اور عادتاً کر گزرنا ہم معنی نہیں ہے، اگر بالجہر پڑھنے کا ثبوت اسی طرح کے طریقہ استدلال میں ہے تو پھر نمازِ پنجگانہ میں سے کوئی نماز سری نہیں کہلائے گی بلکہ تمام نمازیں جہری کہلائیں گی کیونکہ کتبِ احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کی پانچوں نمازوں کی قرآت بیان فرمائی ہے کہ آپ نے ظہر میں فلاں سورت کی تلاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی اور عصر میں فلاں سورت پڑھی۔

جبکہ یہ سری نمازیں ہیں جن کی تفصیل آپ اسی کتاب کے باب نمبر ۱۳ میں "مسنون قرأت" کے عنوان سے دیکھ سکتے ہیں۔

درج ذیل حدیث سے بھی نہ صرف اس مؤقف کا رد ہوتا ہے بلکہ مسئلے کی اصل نوعیت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

چنانچہ حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قال كنا يوماً نصلي وراء النبي ﷺ فلما رفع رأسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قال رجل ورائه ربنا ولك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه فلما انصرف قال مَنِ المتكلّم قال انا قال رأيتُ بضعة وثلاثين ملكًا يبتدرونها اليهم يكتبها اوّل

(بخاری ج ا ص ۱۱۰)

فرماتے ہیں ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس جب آپ ﷺ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے ربنا ولك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه...... کہا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کلام کرنے والا کون تھا؟ اُس شخص نے کہا میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا جو اس عمل کو لکھنے میں پہل کر رہے تھے۔

عربی عبارت میں موجود خط کشیدہ الفاظ پر غور کیا جائے تو تمام اشکالات دور ہو جاتے ہیں۔

(۱) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے کہ " كُنَّا يوماً " یہ واضح ہو رہا ہے کہ ان کلمات کو بالجہر پڑھنا نہ تو رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا اور نہ ہی مقتدیوں کا بلکہ ایک دن ایسا ہوا۔

(۲) "قال رجل ورائه" جس کے، معنی ہیں ایک شخص نے آپ کے پیچھے یہ الفاظ کہے یہ بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ باقی تمام صحابہؓ خاموش تھے اور وہ ان کلمات کو بالجہر ادا نہیں کر رہے تھے

(۳) نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کا یہ دریافت فرمانا کہ کہنے والا کون ہے؟ بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے پہلی مرتبہ کسی ایک صحابی نے یہ کلمات با آواز بلند کہہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) ولا تقولوا لِمن القٰی الیکم السّلام لستَ مؤمناً (النساء آیت ۹۴)

جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔

اس آیت میں بھی لفظ "قولوا" موجود ہے کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں؟ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہری طور پر تو اسے بے ایمان نہ کہو صرف دل میں کہتے رہو۔

(۳) فآمنوا باللّٰہ ورسلہ ولاتقولوا ثلاثۃ" (النساء آیت ۱۷۱)

اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاؤ اور (اللہ کو) تین نہ کہو۔

اس آیت میں بھی وہی لفظ "قولوا" ہے جو جہر پر محمول ہے کیا اس آیت کے یہ معنی لئے جاسکتے ہیں کہ جہری طور پر اللہ کے تین ہونے کا اعلان نہ کرے البتہ سرّی طور پر بیشک کہتا رہے......؟

(۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا قال الامام اللّٰہ اکبر فقولوا اللّٰہ اکبر واذا قال

سمع اللّٰہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد

(مستدرک حاکم ج ا ص ۲۱۵)

جب امام **اللہ اکبر** کہے تم بھی **اللہ اکبر** کہو اور جب وہ **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو تم **ربنا ولک الحمد** کہو۔

اس حدیث پاک میں دیکھیں کہ جیسے ربنا سے پہلے لفظ "قولوا" ہے بعینہٖ اللہ اکبر سے پہلے بھی ہے، تو پھر اس سے یہ بھی ثابت ہونا چاہئے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے تکبیرات بھی بلند آواز سے کہنی چاہییں۔

جبکہ یہ نہ کسی کا فتویٰ ہے اور نہ اس پر کسی کا عمل آخر کیوں......؟

(۵) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سید الاستغفار کے بارہ میں بتایا کہ ان تقول اللھم انت ربّی لاالٰہ الاّانتَ خلقْتنِی............ الخ

یعنی تو یہ کہہ......... یہاں بھی اَنْ تَقُوْلَ ہے جس کا مادہ "قول" ہے، کیا یہ ضروری ہے کہ وہ بالجہر کہے......؟ اگر بالسر کہے تو کیا اسے مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہونگے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول نہ تھا۔

(۴) جواب میں اس شخص کا "انا" (میں ہوں) کہنا اصل حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ بھری مسجد میں یہ کلمہ کہنے والے کو اپنے ساتھ ایک آدمی بھی ایسا نہیں مل سکا کہ جس کی بنیاد پر وہ "انا" کی بجائے "نَحْنُ" کہہ سکتا۔

(۵) طبرانی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ پوچھا کہ یہ جملہ کہنے والا کون تھا؟ لیکن وہ شخص گھبرا یا رہا اور خوف کے مارے جواب نہ دے سکا بالآخر تیسری مرتبہ پوچھنے پر اس نے ہمت کر کے کہا کہ میں نے کہے تھے۔

اس حدیث سے ہمارے مؤقف کو مزید تقویت ملتی ہے کہ نہ صرف یہ کہ امام ان کلمات کو بلند آواز سے نہ کہتا تھا بلکہ مقتدی بھی سرے سے نہ واقف تھے اس صحابی کی گھبراہٹ کی اصل وجہ بھی یہی تھی چونکہ یہ کام نیا تھا اور پہلی دفعہ اس سے سرزد ہوا۔

(۶) رسول اکرم ﷺ نے ان کلمات کے اجر کا ذکر ضرور فرمایا ہے لیکن بالجہر پڑھنے کی ترغیب قطعاً نہیں دی۔ (واللہ اعلم)

(۷) کہنے والے کی تعریف کر دی لیکن باقی اصحاب کو بالجہر پڑھنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔

(۸) اس دن کے بعد بھی مسجدِ نبوی ﷺ میں یا مدینے کے دیہاتوں میں موجود دیگر مساجد ان کلمات کی آواز سے نہ گونجے جس طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی آمین سے مسجدِ نبوی ﷺ کی عمارت گونج اٹھی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث کا ماحاصل

(۱) اِس ساری بحث کا لبِ لباب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی امام کے پیچھے ان کلمات کو بالجہر کہتا ہے تو اسے روکا نہ جائے کیونکہ جس شخص نے رسول اکرم ﷺ کے پیچھے یہ کلمات کہے تھے آپ ﷺ نے اس کے کلمات کی تعریف تو کی لیکن منع نہیں فرمایا۔

(۲) اور جو لوگ امام کے پیچھے ان کلمات کو سری طور پر ادا کرتے ہیں انہیں بالجہر پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کی آواز سننے کے بعد دوسرے اصحاب کو اس کا مکلّف نہیں بنایا لہٰذا اگر کوئی بالجہر کہتا ہے تو اسے روکا نہ جائے اور جو سری کہتا ہے اسے بالجہر کہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

قومہ میں ہاتھوں کی کیفیت

اہلِ سنت کے ہاں تواتر سے یہی طریقہ رائج ہے کہ رکوع کے بعد قومہ کی حالت میں کھڑے ہو کر ہاتھوں کو ان کی اصلی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے بعد میں کچھ علماءِ کرام نے وضع الیدین کا طریقہ اختیار کیا فریقین کی طرف سے متعدد رسائل اس موضوع پر قلم بند کئے گئے ان رسائل کا یہ فائدہ تو ضرور ہوا کہ دینی مسائل پر تحقیق کا بازار گرم رہا لیکن عوام الناس میں ایک دوسرے کے بارے میں تعصب اور نفرت پھیلنے لگی اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ ان رسائل کی زبان علمی نوعیت کی تھی جس سے عوام الناس کما حقہ مستفید نہ ہو سکے جسے علماء لکھتے رہے اور علماء ہی پڑھتے رہے، ایک گروہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کر ہاتھ چھوڑنے کے دلائل دیتا رہا اور فریقِ ثانی رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے عمل پر مصر رہا اور ابھی تک کچھ ایسی ہی کیفیت برقرار ہے جسے درج ذیل مصرعہ کا مصداق ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

ع :- مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

ایک دوسرے کے خلاف رسائل بازی کا یہ نقصان ہوا کہ مسئلے کو سمجھنے کی بجائے ایک تیسرا گروہ وجود میں آیا جس نے فریقین کی بحثوں سے تنگ آ کر اپنے لئے اجتہاد کا ایک نیا دروازہ کھولا، اس کے نزدیک قومے میں نہ تو ہاتھوں کا ارسال (چھوڑنا) ہے اور نہ ہی وضع (باندھنا) ہے ان دونوں طریقوں کو خلاف سنت قرار دے کر تیسری راہ یہ اختیار کی گئی کہ قومہ کی حالت میں رفع الیدین کرنے کا حکم ہے اور اس کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ میں جانے تک نیا کوئی حکم نہیں دیا گیا لہٰذا جب تک نمازی قومہ کی حالت میں رہے گا وہ نہ تو ہاتھوں کو چھوڑے گا اور نہ باندھے گا بلکہ رفع الیدین کی حالت میں برقرار رکھے گا۔

مندرجہ ذیل عبارت میں قارئین کے استفادہ کیلئے مذکورہ تینوں نظریات میں کونسا مسلک راجح ہے اور کیوں؟ درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ اشکالات کا ازالہ ہو اور محبت و یگانگت کی فضاء پیدا ہو۔

ہاتھ باندھنے کے دلائل کا جائزہ

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا کان قائماً فی الصلوٰۃ قبض بیمینہٖ علی شمالہٖ۔

(نسائی باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ جزء اول)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے۔

جائزہ:۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا باب باندھنا بھی قابلِ توجہ ہے، اگر الفاظ کے مرادی معنوں اور اصطلاحات کو نظر انداز کر دیا جائے اور صرف لفظوں کے معنیٰ اور مطالب کو لغت کی بنیاد پر حل کیا جائے تو اس باب کا مفہوم یہ ہوگا کہ پوری نماز میں ﴿تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام تک﴾ دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رہے۔ کیونکہ حدیث میں فی الصلوٰۃ کے الفاظ اور الصلوٰۃ کا اطلاق پوری نماز پر ہوتا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ رکوع، سجدہ اور قعدہ میں ہاتھوں کی ہیت کو شارع علیہ السلام نے دیگر احادیث میں واضح فرما دیا ہے اور اسی طرح قیام میں ہاتھوں کی ہیت کو بھی واضح فرما دیا گیا ہے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ نقطۂ اختلاف (قیام بعد الرکوع) پھر بھی محتاجِ وضاحت ہے۔

(۲) اس حدیث میں اگرچہ لفظ "الصلوٰۃ" وارد ہے لیکن اس سے مراد قیامِ اول ہے جس طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے فاتحہ کی قرأت کے بارے میں مروی ہے:

"لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب"

اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں بھی لفظ" الصلوۃ "استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق پوری نماز پر ہوتا ہے اور پوری نماز کی کم از کم مقدار ایک رکعت بھی لیں، تب بھی کم از کم نماز کے سات اجزاء ضرور ہوتے ہیں:

(۱) قیام۔ (۲) رکوع۔ (۳) قومہ۔ (۴) سجدہ۔

(۵) جلسہ۔ (۶) دوسرا سجدہ۔ (۷) جلسۂ استراحت۔

اب لفظ" الصلوٰۃ "کے اگر مرادی معنی نہ لئے جائیں جو صرف قبل الرکوع قیام کے لئے خاص ہیں تو معنی یہ بنے گا کہ پوری نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نماز کی دیگر حالتوں میں احادیث میں مختلف دعائیں وارد ہیں لہٰذا سورۃ فاتحہ کا اطلاق ان دعاؤں کی تعلیم سے خود بخود ساقط ہو جاتا ہے تو اس کے دو جواب ہیں:

(۱) دیگر دعاؤں کی فرضیت ثابت نہیں ہے جبکہ سورۃ فاتحہ فرض ہے، جس طرح قیامِ اول میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بھی قرأت مسنون ہے لیکن فرض صرف فاتحہ ہے اسی طرح ہر حالت میں دوسری دعائیں بے شک مسنون ہیں لیکن سورۃ فاتحہ فرض ہونے کے سبب ان دعاؤں سے پہلے یا پیچھے ضرور پڑھی جانی چاہئے۔

(۲) بفرضِ محال اگر ان سات حالتوں میں دیگر دعاؤں کے وارد ہونے سے سورۃ فاتحہ کی فرضیت کو ان حالتوں میں سے ساقط کر دیا جائے تاہم جلسۂ استراحت میں فرضیت بر قرار رہے گی کیونکہ شارع علیہ السلام سے اس محل کی کوئی دوسری دعا ثابت نہیں ہے، اس چیز کا حل سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ "الصلوۃ "کے لغوی معنی کو چھوڑ کر اس کی مراد (قیام اول) پر اکتفاء کر لیا جائے اور یہی جواب حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے۔

(۳) نسائی شریف میں مروی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت مختصر ہے جب کہ مسلم شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی روایت مفصل ہے چنانچہ بیان کرتے ہیں:

انه رای النبی ﷺ رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة وصف همام حیال اذنیه ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسری فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرکع فلما قال سمع اللّٰه لمن حمده رفع يديه فلما سجد

سجد بين كفيه ۔ (مسلم باب وضع يده اليمنى على اليسرىٰ بعد تكبيرة الاحرام تحت صدره فوق سرته ووضعهما فى السجود على الارض حذو منكبيه ج ۱ ص ۱۷۳)

انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے ہاتھ اس وقت اٹھاتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور ھمام نے کانوں کے برابر تک بیان کیا ہے پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹا اور دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھ دیا پھر جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے پھر رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا پس جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع الیدین کیا پس جب سجدہ کیا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

اس پوری حدیث میں حضرت وائل ؓ نے ارکانِ نماز کی وضاحت فرمائی اور قیامِ اولیٰ میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا ذکر کیا، پھر رکوع کے وقت ہاتھوں کا کپڑے سے باہر نکالنے کا ذکر کیا، یہ ذکر بھی ارکانِ نماز میں سے نہیں تھا لیکن سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد رفع الیدین کا ذکر کیا اس کے بعد سجدہ میں چلے جانے اور سجدہ میں سر اور ہاتھوں کی کیفیت کا ذکر کیا اور اس میں قومہ کے محل پر ارسال اور رفع دونوں کو چھوڑ دیا...... کیوں...... ؟

یہی وہ مرکز اختلاف ہے جہاں سے تیسرا گروہ وجود میں آیا کہ قومہ میں رفع الیدین کے بعد نہ ارسال وارد ہے اور نہ وضع لہٰذا سجدہ میں جانے تک یہ ہاتھ یوں ہی اٹھے رہیں گے یہ ساری لفظوں کی جنگ ہے اِس جنگ میں مراد اور اصطلات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا جو اصل اختلاف کا حل ہے۔

بس ایک فریق الفاظ پھینکتا اور دوسرا الفاظ پکڑتا نظر آتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں رفع الیدین کو تین مقامات پر ہر محل میں الگ الگ بیان کیا ہے۔

جبکہ اسے یکبارگی بھی کہا جا سکتا تھا لیکن جیسا دیکھا گیا ویسا بیان کیا گیا چونکہ یہ عمل ایسے ہی وارد ہوا تھا لہٰذا اسے اسی طرح بیان کیا گیا ہے، اب جس طرح قیام اول میں ہاتھوں کا باندھنا وارد ہے اسی طرح قیام ثانی (قومہ) میں بھی وارد ہونا چاہئے تھا۔

لیکن ایسا نہ ہو سکا کیونکہ حضرت وائل ؓ نے رکوع کے بعد ہاتھوں کا باندھنا اللہ کے رسول ﷺ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھا تھا اس لئے اسے بیان بھی نہ کیا۔

اب اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جس طرح باندھنا نہ دیکھا تھا اور اسے بیان نہ کیا اسی طرح چھوڑنا بھی نہیں دیکھا ہوگا اس لئے اسے بھی بیان نہ کیا۔

تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے صرف اعمال کا ذکر کیا ہے جیسے رفع اور وضع یہ دونوں عمل تھے ہاں جہاں رفع تھا وہاں وہاں بیان کیا اور وضع بھی عمل ہے جہاں وضع تھا اسے اسی محل پر بیان کیا اور قومہ میں رفع کے بعد ہاتھوں کا ذکر اس لئے ساقط کر دیا گیا کہ ارسال عمل نہیں تھا اور دلیل ہمیشہ عمل کے لئے پیش کی جاتی ہے ارسال کے لئے تو یہی کافی ہے کہ وضع کا ثبوت نہیں ہے۔

باندھنے کا ثبوت نہیں تو چھوڑنے کا بھی نہیں

معترض کا یہ اعتراض بے معنی ہے کیونکہ کہ ہاتھ باندھنے کے ثبوت کا نہ ہونا ہاتھوں کے ارسال کو ثابت کرتا ہے لیکن ارسال کے ثبوت کا نہ ہونا وضع کو ثابت نہیں کرتا۔

جیسے یہ کہا جائے کہ اکرم درخت سے اترا، اس سے اکرم کا درخت پر چڑھنا خود بخود ثابت ہوتا ہے اگرچہ اس جملے میں چڑھنے کا ذکر نہیں ہے صرف اترنے سے چڑھنا ثابت ہوا کیونکہ چڑھا تھا جبھی تو اترا اگر چڑھتا نہیں تو اترتا کیسے......؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ اکرم درخت پر چڑھا اس سے اترنا ثابت نہیں ہوتا۔

اس بات کو دوسری مثال سے یوں سمجھا جائے کہ مان لیا رکوع کے بعد نہ وضع کا ثبوت ہے اور نہ ارسال کا اسی طرح اگر قیام اول میں بھی جہاں ہم متفقہ طور پر ہاتھوں کو باندھتے ہیں اور اس محل پر اس کی صراحت بھی ہے اس قیام اول میں بھی قیام ثانی کی طرح کوئی ذکر نہ ہوتا نہ وضع کا اور نہ ارسال کا تب ہم کیا کرتے......؟

ظاہر ہے کہ ہاتھوں کو ان کے اصلی محل پر رکھتے تو معلوم یہ ہوا کہ جب وضع اور ارسال دونوں کا ثبوت موجود نہ ہو تو پھر ہاتھوں کو ان کے قدرتی محل (ارسال) پر رکھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضع نہ ارسال صرف رفع

یہ نظریہ بیت عنکبوت سے زیادہ مظبوط نہیں ہے کیونکہ رفع کے بعد بخاری شریف میں یہ صراحت موجود ہے............" حتیٰ یعود کل فقار مکانه "...... کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر لوٹ آتی۔
لہٰذا سجدہ تک ہاتھوں کو اٹھائے رکھنے کا نظریہ قطعی طور پر حدیثِ صریح سے باطل ہے ہڈی کو اس کے اصل محل تک پہنچانے کے لئے اسے ڈھیل دے کر چھوڑنا ہوگا پھر وہ جہاں رکے گی وہی اس کا اصل محل ہوگا۔

صحیح مسلم میں موجود باب سے استدلال

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جسے ہم مسلم ج ا ص ۱۷۳- کے حوالے سے درج کر چکے ہیں اس حدیث پر باندھا گیا باب بھی ہمارے مؤقف کی خوب تائید کرتا ہے۔

باب وضع یدہ الیمنٰی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام............الخ

(تکبیرِ تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنے کا باب)

گویا مسلم شریف کے اس باب میں ہاتھ باندھنے کی نسبت کو تکبیرِ تحریمہ کی طرف کر کے بعد الرکوع کی نفی کر دی یعنی دائیں ہاتھ کا بائیں پر رکھنا تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہوتا تھا، رکوع کے بعد نہیں

اذا کان قائما میں اذا کا عموم

حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کے الفاظ سے یہ صراحت ملتی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں جب بھی کھڑے ہوتے تھے تو ہاتھ باندھتے تھے لہٰذا رکوع کے بعد بھی چونکہ کھڑے ہوتے ہیں اس لئے ہاتھ باندھے جائیں اس میں وجہ استدلال "اذا" کا عموم ہے کہ جہاں قیام آئے گا وہاں وضع الیدین بھی آئے گا۔

جائزہ :-

پہلی بات تو یہ ہے کہ قیام ہر جگہ لغوی معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بعض جگہ قیام سے مطلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ نماز سے باہر ہی کیوں نہ ہو۔

جیسے : ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون پھر جب اس میں (سور میں) دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا۔ وہ ناگہانی کھڑے ہو کر دیکھتے ہونگے۔

(۲) کہیں "قیام" مالی قوت کے بارہ میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے : اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً (نساء)

تمہارے اموال جنہیں اللہ نے تمہارے لئے قیام کا ذریعہ بنایا

(۳) کہیں "قیام" امن اور گزران کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے : جعل اللہ الکعبة البیت الحرام قیاما للناس۔ (مائدہ ۹۷)

اللہ نے کعبہ کو مقدس گھر بنایا لوگوں کے قیام (اجتماعی معاشرت) کا ذریعہ بنایا۔

(۴) کہیں "قیام" صرف نمازِ تراویح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے : باب قیام رمضان

(۵) کہیں "قیام" صرف نمازِ تہجد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے : باب قیام اللیل

(۶) کہیں "قیام" کا اطلاق پوری نماز پر ہوتا ہے (تکبیر سے لے کر سلام تک)

جیسے : من قام لیلة القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہٖ

جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا یعنی نماز پڑھی ایمان اور احتساب کی حالت میں اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اور اس میں قیامِ اول اور قیامِ ثانی (قومہ) دونوں شامل ہیں۔

(۷) کہیں "قیام" صرف پہلے "قیام" (قبل الرکوع) کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے :

وکان قیامہ ورکوعہ ....قریباً من السواء

آپ کا قیام اور رکوع قریباً (طوالت) میں برابر ہوتے تھے۔

باب تطویل القیام فی الرکعة الاولیٰ (نسائی)

باب تقصیر القیام فی الرکعة الثانیہ ۔(نسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تخصیص صرف اور صرف مرادی معنوں کو تسلیم کرنے کے سبب سے ہے ورنہ تو ہر جگہ قیام کا ایک ہی مفہوم ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اصطلاحِ قیام

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کان رکوع النبی ﷺ و سجودہ و بین السجدتین و اذا رفع من الرکوع ما خلا القیام و القعود قریباً من السواء

(بخاری ج۱ ص۱۰۹)

آپ ﷺ کا رکوع، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ (جلسہ) اور جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے یہ تمام حالتیں تقریباً برابر ہوتی تھیں سوائے قیام اور قعدہ کے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے تمام حالتوں کو بغیر کسی اصطلاحی نام کے بیان کیا اور ہر نام کے ساتھ وضاحت فرمائی لیکن جو اصطلاحیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں معروف تھیں انہیں کسی وضاحت کے بغیر صرف ایک لفظ سے ظاہر کیا جیسے رکوع، سجود، قیام اور قعود، اس نام کے ساتھ اولیٰ یا ثانیہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی لفظِ قیام اصطلاحی طور پر قیامِ اولیٰ کیلئے مستعمل تھا۔

اذا کا عموم اور دھوکاءِ لزوم

یہ کہنا کہ اذا کے عموم سے نماز کا ہر قیام اور وضع الیدین لازم و ملزوم ہیں محض دھوکا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اذا کان قائماً فی الصلوٰۃ والی روایت حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور راوی اپنی روایت کردہ حدیث کا جو مفہوم متعین کرے گا وہی صحیح ترین مفہوم ہو گا۔

نسائی میں موجود حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت مجمل ہونے کی وجہ سے یہ تعین کرنے سے قاصر ہے کہ یہ وضع کس قیام میں ہے؟

جبکہ مسلم شریف میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت مفصل ہے جس میں اُس قیام کا تعین موجود ہے جس میں وضع ہے اس کے بعد اگر کوئی قیام بچے گا تو وہ لامحالہ وضع سے خالی ہو گا حضرت وائل رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے صرف قبل الرکوع قیام میں ہاتھ باندھے دیکھا اور اسے اسی قیام کے ساتھ بیان کیا بعد الرکوع قیام میں نہ ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا اور نہ بیان کیا۔

پھر اگر وضع اور قیام کو لازم و ملزوم سمجھ لیا جائے، تو ہمارا سوال یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہے اپنی بیماری یا کسی اور عذر کی بنا پر تو کیا وہ ہاتھ باندھے یا چھوڑے؟

چونکہ نسائی شریف والی حدیث میں یہ وارد ہے کہ آپ ﷺ نماز میں جب کھڑے ہوتے تھے تو ہاتھ باندھتے تھے، یہ شخص تو کھڑا ہی نہیں ہوا پھر ہاتھ کیوں باندھے گا......؟ اگر آپ الفاظ پکڑیں گے تو دوسرے کو بھی الفاظ پکڑنے کا حق ملنا چاہیے، حدیث پاک سے قیامت تک اس کا جواب نہیں لا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک نماز کی چار حالتوں کے علاوہ پانچویں کوئی حالت ہی نہیں اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھ ران یا گھٹنے پر رکھنے کی صراحت موجود ہے اور وہ بھی اذا کے عموم کے ساتھ ہے اس نصِ صریح کے ہوتے ہوئے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے ہاتھوں کو اُس کے گھٹنے اور اُس کی رانوں سے اُٹھا کر اس کے سینے تک کس دلیل کے تحت لایا جائے گا......؟

اِس ضمن میں جو بھی دلیل پیش کی جائے گی وہی "اِذَا" کے عموم کے سینے میں خنجر کا کام کرے گی۔

(۱) چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ

كان اذا جلس فى الصلوٰة وضع يديه علٰى ركبتيه (نسائی)

جب بھی نماز میں بیٹھتے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

رأيتُ رسولَ اللّٰه ﷺ اذا قام فى الصلوٰةِ رفع يديهِ حتّٰى تكونا حذو منكبيه

کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب بھی نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اُٹھاتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲)

﴿نماز میں جب بھی کھڑے ہوتے تھے﴾ یہاں بھی اذا کا عموم موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ہر رکعت پر کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرتے تھے اب جو بھی جواب آئے گا وہ اذا کے عموم کی بحث کا جنازہ نکال کر ہی آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کی چار حالتوں کا مفروضہ

ایک بات اپنے تئیں فرض کر لی گئی کہ نماز کی صرف چار حالتیں ہوتی ہیں اور پھر اس مفروضے پر اپنے عمل کی بنا رکھ دی گئی حالانکہ کسی حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود نہیں ہے کہ نماز کی صرف چار حالتیں ہیں اور پانچویں کوئی حالت نہیں ہے۔

وہ چار حالتیں جو بیان کی جاتی ہیں حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) قیام

(۲) رکوع

(۳) سجدہ

(۴) قعدہ

ان چار حالتوں کا مفروضہ اس لیے قائم کیا گیا تاکہ یہ باور کرایا جا سکے کہ قیام میں ہاتھ سینے پر رہیں گے رکوع میں گھٹنے پر رہیں گے سجدہ میں زمین پر رہیں گے اور قعدہ میں گھٹنے یا ران پر رہیں گے اور ان چاروں حالتوں میں ہاتھوں کی کیفیت الگ الگ احادیث میں موجود ہے لہٰذا اِن چار حالتوں میں ارسال کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے پھر یہ کہاں سے آ گیا؟

اِن چار حالتوں میں کم از کم ایک اہلِ حدیث، متبع سنت شخص ہرگز نماز ادا نہیں کر سکتا۔

ظلم تو یہ ہے کہ احناف کے مقابلے میں رفع الیدین نماز کی زینت قرار پائے۔

لیکن جب معاملہ رفع الیدین کرنے والوں سے متعلق ہو تو وہی رفع الیدین نماز کی زینت بننا تو دور کی بات ہے نماز کی حالتوں سے بھی خارج کر دی جائے......؟

بتائیے مذکورہ چار حالتوں میں ہاتھوں کا جو محل بیان کیا گیا ہے کیا رفع الیدین ان میں سے کسی محل پر آتی ہے......؟......ہرگز نہیں۔

رفع یدین کرتے وقت نہ ہاتھ سینے پر ہوتے ہیں، نہ گھٹنے پر، نہ زمین پر اور نہ ران پر بلکہ فضاء میں معلق ہوتے ہیں کیا یہ پانچویں حالت نہیں ہے......؟

حتی کہ رفع الیدین نہ کرنے والے بھی چار حالتوں میں نماز پڑھنے سے قاصر ہیں اور رفع الیدین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاملین و قائلین کا بھی بندہ نے چشم دید مشاہدہ کیا ہے کہ وہ بھی ان چار حالتوں میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مثلاً جب قومہ سے سجدہ کی جانب بڑھنے لگتے ہیں تو اس وقت ان کے ہاتھ نہ سینے پر ہوتے ہیں نہ گھٹنے پر نہ زمین پر اور نہ ران پر بلکہ معلق ہو کر نیچے کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت جریر بیان کرتے ہیں کہ :

كان على اذا قام الى الصلوة ضرب بيده اليمنى
على رسغه الايسر فلا يزال كذالك حتى يركع

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص ۳۴۳)

جب آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھتے یہ حالت ہمیشہ بر قرار رہتی یہاں تک کہ رکوع کرتے۔

اس حدیث میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضع الیدین والے عمل کو رکوع تک بتایا گیا ہے۔

مذکورہ حدیث سے ہمارے ایک فاضل اور قابلِ فخر دوست محترم جناب مولانا حافظ محمد ایوب صابر صاحب نے نہایت لطیف استدلال کیا ہے۔

جسے ہم قارئین کے اِستفادہ کیلئے یہاں درج کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :

اس حدیث میں وضع کی حد رکوع بتلائی گئی ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ باندھنے کا عمل رکوع تک جاری رہتا تھا اگر کوئی معترض یہ کہے کہ قیام میں ہاتھ باندھنا ہے جب قیام ختم ہوا تو ہاتھ باندھنا بھی ختم ہوا اور جب قیام دوبارہ لوٹ آئے گا تو ہاتھ باندھنا بھی لوٹ آئے گا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں موجود لفظ "حتی یرکع" ہاتھ باندھنے کی غایت کو واضح کرتا ہے یعنی جب تک رکوع نہ کرتے ہاتھ باندھے رہتے رکوع کے بعد والا قیام (قومہ) اس کی ہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ قومہ کے بعد سجدہ تو ہے دوبارہ رکوع نہیں ہے قیام کے لوٹنے سے ہاتھ باندھنا بھی صرف اسی قیام کیلئے لوٹے گا جس قیام کے بعد رکوع ہوگا تاکہ وضع الیدین کو رکوع تک مکمل کیا جاسکے۔

(بصد شکریہ)

===☆☆☆===

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں "سدل" کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے

(نھی عن السدل فی الصلوٰۃ) نماز میں سدل کرنے (لٹکانے) سے منع فرمایا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

مذکورہ حدیث سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سدل کرنے سے منع فرمایا ہے اور سدل کے معنی مطلق لٹکانے (ارسال) کے ہیں لہٰذا حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ کونسا سدل ممنوع ہے اور کونسا جائز لہٰذا چاہے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھی جائے یا جسمانی اعضاء یعنی ہاتھ لٹکا کر نماز پڑھی جائے دونوں صورتیں ممانعت میں شامل ہونگی۔

حالانکہ جلیل القدر محدث علامہ خطابی معالم السنن ج ا ص ۳۲۶ میں فرماتے ہیں :

السدل ارسال الثوب حتی یصیب الارض

کپڑے کو (اوپر سے نیچے) کی طرف لٹکانا حتی کہ وہ زمین تک پہنچ جائے سدل کہلاتا ہے۔

جیسے کوئی شخص اپنے گلے میں چادر ڈال لے اور ان کے دونوں سرے کندھوں کے اوپر سے نیچے کی طرف لٹکا دے یہ سدل کہلائے گا۔

اسی طرح سر پر رومال رکھ کر دونوں سرے سر پر بل دئے بغیر
نیچے کی طرف لٹکا دینا سدل میں شامل ہے (مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۱۶)

کپڑے کی جگہ جسمانی اعضاء مراد لینا نہ صرف شرعی روح کے منافی ہے بلکہ عقلِ سلیم کے بھی خلاف ہے اگر اسے لمحے بھر کیلئے درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر تمام مسلمانوں سے قیام کی فرضیت ہی ساکت کرنی پڑے گی ورنہ سدل لازم آئے گا جس کی حدیث میں ممانعت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومہ سے سجدے میں جانے کا طریقہ

قومہ سے سجدے میں جانے کیلئے اہلِ اسلام کے نزدیک دو طریقے مروج ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے اور زمین پر پہلے گھٹنے ٹکائے پھر ہاتھ ٹکائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ رکھے جائیں پھر گھٹنے ان دونوں میں وجہ اختلاف احادیث کا مختلف ہونا ہے اور احادیث کے اختلاف کا سبب صحت اور ضعف ہے اور بعض سے احادیث کے صحیح مفہوم تک پہنچنے میں بھی سہو ہوا ہے اور یہ بھی ایک اختلاف کا سبب ہے۔

چنانچہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا سجد وضع رکتبیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ قبل رکتبیہ

میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ (ابو داؤد، نسائی)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا سجد احدکم فلا یبرك کما یبرك البعیر والیضع یدیہ قبل رکبتیہ (ابو داؤد، نسائی)

جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ ایسے نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔

مذکورہ دونوں حدیثیں باہم متضاد ہیں پہلی حدیث میں گھٹنوں کو پہلے رکھنے کا ذکر ہے اور ہاتھ بعد میں جبکہ دوسری حدیث میں ہاتھوں کو پہلے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھٹنوں کو بعد میں۔

البتہ دوسری حدیث میں ایک تمثیل کے ذریعہ سمجھایا گیا کہ اونٹ جس طرح بیٹھتا ہے تمہارا بیٹھنا اس طرح نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں گھٹنے پہلے رکھنے کا ذکر ہے یہ حدیث ضعیف ہے۔
اس حدیث کو امام ابوداؤد اور نسائی کے علاوہ بھی دیگر کئی محدثین نے بیان کیا ہے لیکن تمام اسناد میں شریك عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں۔

☆ = امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عاصم بن کلیب سے شریک کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور شریک منفرد ہونے کی وجہ سے غیر قوی ہے۔

☆ = امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ھمام نے عاصم سے روایت کی ہے لیکن مرسل ہے جس میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ کا واسطہ نہیں ہے (تلخیص الحبیر لابن حجر ج ۱ ص ۲۵۴)

☆ = علامہ البانیؒ فرماتے ہیں عاصم بن کلیب سے اس حدیث کے متن کو ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے طریقہ نماز کو ”شریک“ کی بنسبت زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن کسی ایک نے بھی سجدے میں جانے اور اٹھنے کا طریقہ بیان نہیں کیا۔
(ارواالغلیل للالبانی)

محدثین کے مندرجہ بالا اقوال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں شریک کا عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کا نقل کرنا شریک کا وہم ہے اور علامہ خطابی کا ”معالم السنن ج ۱ ص ۳۰۸“ میں یہ کہنا کہ ”حدیث وائل اثبت“ یعنی حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ ثابت ہے درست نہیں ہے۔

جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہاتھ پہلے رکھنے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھنے کا حکم ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم، ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو جیّد کہا ہے علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تحفۃ الاحوذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح یا حسن لذاتہٖ ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۲۹)

البتہ علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن محفوظ نہیں ہے اس کی شروع کی عبارت اس کی آخری عبارت کے خلاف ہے (نیل الاوطار) یعنی شروع کی عبارت تو یہ ہے کہ اونٹ کی طرح نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھو اور آخری عبارت میں ہے کہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھو۔

ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں جملے باہم متضاد ہیں کیونکہ اونٹ بیٹھتے وقت پہلے آگے کی ٹانگیں زمین پر ٹکاتا ہے پھر پیچھے کی ٹانگیں رکھتا ہے، ہم اگر آگے کے ہاتھ پہلے رکھیں گے تو یہ اونٹ سے مشابہت ہو جائے گی جبکہ حدیث میں اونٹ سے مشابہت کرنے سے روکا گیا ہے۔ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعتراض سے ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہے، لہٰذا اب اس امر کی وضاحت ہونی چاہئے کہ اونٹ کے بازو کونسے ہیں اور ٹانگیں کونسی اس تعیین کے بعد نفس مسئلہ تک رسائی آسان ہو سکتی ہے۔

اونٹ کے اگلے بازو ہیں یا ٹانگیں؟

عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ جانوروں کے آگے والی ٹانگیں نہیں بلکہ بازو ہوتے ہیں اور ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہی مغالطہ لگا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

حدیث میں موجود لفظ "رکبۃ" جس کا اردو ترجمہ گھٹنہ ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اونٹ کے آگے والی ٹانگیں ہیں نہ کہ بازو۔ کیونکہ گھٹنہ ہمیشہ ٹانگ میں ہوتا ہے اور بازو میں کہنی ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

چنانچہ وضو کا حکم صادر فرماتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق

اپنا چہرہ دھولو اور اپنے ہاتھ کہنی تک دھولو۔

مندرجہ بالا آیت میں خط کشیدہ لفظ المرافق (مرفقۃ کی جمع ہے) جس کے معنی کہنی کے ہوتے ہیں قرآن کی اس آیت سے واضح ہوا کہ جس عضو میں کہنی ہوتی ہے اسے "ید" (ہاتھ یا بازو) کہتے ہیں اور جس عضو میں "رکبہ" یعنی گھٹنہ ہوتا ہے اسے رجل (ٹانگ) کہتے ہیں حدیث جبریل علیہ السلام میں بھی

﴿فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ﴾ جبریل نے رسول اکرم ﷺ کے گھٹنے سے اپنے گھٹنے ملا دیے۔

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ گھٹنہ ٹانگ ہی میں ہوتا ہے اس مؤقف کی مزید وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ "ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ اکرم ﷺ سے شکایت فرمائی کہ ہم لوگ مسجد کے باہر اپنے اونٹ وغیرہ اللہ کے توکل پر کھلے چھوڑ دیتے ہیں لیکن جب مسجد سے فارغ ہو کر جاتے ہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری سواریاں ہمیں اپنی جگہ پر نہیں ملتیں بلکہ ہمیں تلاش کرنا پڑتا ہے اس طرح اللہ پر توکل کرنے کا ہمیں تو کوئی فائدہ نہ ہوا"۔

آپ ﷺ نے جواب دیا" پہلے اونٹ کے گھٹنے باندھو پھر خدا پر توکل کرو"اس حدیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اونٹ بٹھا دیا کرتے تھے اور پھر آگے ٹانگ کے گھٹنے کو گلے کی رسی سے لپیٹ کر باندھ دیا کرتے تھے۔

اس حدیث پاک سے مزید وضاحت ہوئی کہ اونٹ کے گھٹنے آگے ہیں اور آگے والی ٹانگیں ہیں اور بازو پیچھے ہوئے۔

جسمانی ساخت سے (Physically) استدلال

جسمانی ساخت پر غور فرمائیں تو اس سے بھی یہ بات نکھر جاتی ہے کہ اُونٹ کا گھٹنہ آگے ہے اور کُہنی پیچھے چونکہ جس عضو میں گھٹنہ ہوتا ہے وہ پیچھے کی طرف مڑتا ہے اور جس عضو میں کہنی ہوتی ہے وہ آگے کی طرف مڑتا ہے، یعنی کہنی والا عضو پیچھے کی طرف نہیں مڑ سکتا اور گھٹنے والا عضو آگے کی طرف نہیں مڑ سکتا جیسا کہ سامنے دی گئی شکل سے واضح ہے

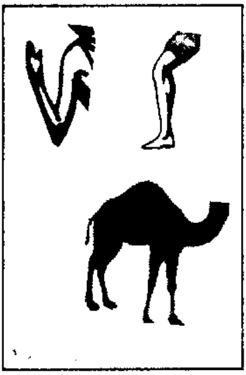

اونٹ کی اگلی ٹانگیں پیچھے کی طرف مڑتی ہیں لہذا گھٹنے آگے ہوئے اور پچھلی ٹانگیں آگے کی طرف مڑتی ہیں۔ لہذا بازو پیچھے ہوئے۔

(۲) گھٹنہ گول کسی ڈھکنے کی مانند ہوتا ہے جیسے آپ نے تصویر میں ملاحظہ فرمایا ہے

جبکہ کہنی نوکدار باہر کی طرف ابھری ہوئی ہوتی ہے جیسے آپ نے تصویر میں ملاحظہ فرمایا۔

اونٹ کی کہنیاں پچھلی ٹانگوں میں واضح نظر آئیں گی اور گھٹنے اگلی ٹانگوں میں نمایاں ہوتے ہیں۔

اب آپ نے کہنی اور گھٹنے کے فرق کو یقینا سمجھ لیا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ کس طرح بیٹھتا ہے؟

(۱) سب سے پہلے وہ اپنے گھٹنوں کو زمین پر ٹکاتا ہے۔

(۲) گھٹنے ٹکانے کے بعد پچھلی ٹانگوں کو کچھ دیر تک کھڑا رکھتا ہے۔

(۳) بیٹھتے وقت اپنا سارا بوجھ گھٹنوں پر ڈال دیتا ہے ان توضیحات کے بعد حدیث کی مراد تک پہنچنا بالکل سہل ہو جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ

"اُونٹ کی طرح نہ بیٹھو"

ایک واضح حکم ہے، کہ اُونٹ پہلے گھٹنے رکھتا ہے تم پہلے ہاتھ رکھ کر اس کی مخالفت کرو اور یہی راجح مذہب ہے اور اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

(۱) حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث جس میں گھٹنے پہلے رکھنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے جبکہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت سنداً جید ہونے کے اعتبار سے راجح ہے۔

(۲) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(۳) گھٹنے پہلے رکھنے والی روایت فعلی ہے جبکہ ہاتھ پہلے رکھنے والی حدیث قولی ہے اور تعارض کی صورت میں قول کو ترجیح ہوا کرتی ہے لہٰذا قومہ سے سجدہ کی طرف جاتے ہوئے اللہ اکبر کہیں اور سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ٹکائیں پھر گھٹنے رکھیں۔

سجدہ کا بیان

نہایت دل کی گہرائیوں کے ساتھ اللہ احکم الحاکمین کی جناب میں اپنے نفس کی تحقیر کی کیفیت اور اللہ کی عظمت کا اعتراف لئے، اپنی جبینِ نیاز کو زمین پر رکھ کر خاک آلود کرنے کا نام سجدہ ہے یہ وہ سجدہ ہے جو ہرجائی کو یکجائی بناتا ہے مخلوق اور خالق کے درمیان رابطے کا ایک قریب ترین اور اہم ترین ذریعہ ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء۔(مسلم) ج۱ ص۱۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ نزدیک سجدے کی حالت میں ہوتا ہے پس تم (سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! جب اولادِ آدم میں سے کوئی مؤمن بندہ سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے (پڑھنے اور سننے والا) اس پر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر یہ کہتا ہے کہ "ہائے میری بربادی آدم کے بیٹے نے سجدے کا حکم پاکر سجدہ کیا پس اس کے لئے جنت ہے میں نے سجدے کا حکم پاکر حکم عدولی کی اور میرے لئے آگ ہے"۔ (مسلم)

(۳) حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے جنت میں رفاقت کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے فرمایا سجدوں کی کثرت سے ایسا ممکن ہو سکے گا۔ (مسلم)

(۴) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ سے جنت میں لے جانے والے عمل سے متعلق دریافت فرمایا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ! اللہ کیلئے اپنے اوپر کثرت سے سجدے کرنے کو لازم پکڑو۔ پس تیرے ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند فرمائے گا اور تیرے گناہ معاف کرے گا۔ (مسلم)

(۵) روزِ محشر نبی کریم ﷺ اللہ کی جناب میں ایک طویل سجدہ بجا لائیں گے جب تک اللہ کو منظور ہوگا آپ ﷺ سجدے میں رہیں گے بالآخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

ارفع رأسك يامحمد وقل تسمع واشفع تشفع و سل تعط

(بخاری، مسلم، عن انسؓ)

اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیے، شنوائی ہوگی۔ سفارش کیجئے، قبول ہوگی۔ سوال کیجئے، عطا ہوگی۔ گویا اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے اور اللہ کی رحمت کو جوش میں لانے کیلئے رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ کی جناب میں سجدے کو سہارا بنایا اور سربسجود رہے۔

بالآخر اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی اور وہ مہربان ہو کر کہے گا! "اے حبیب مانگئے آج آپ کو ضرور نوازا جائے گا" اس لئے کہ آج آپ سے بہتر مانگنے والا کوئی نہیں اور مجھ سے بہتر دینے والا کوئی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کی ہیئت

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں یعنی پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کے پنجے، دونوں گھٹنے۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ سجدہ کی صورت میں مذکورہ سات اعضاء زمین پر ٹکے رہنے چاہئیں۔

(۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا:

اذَا اسَجَدْتَّ فضَعْ كَفَّيْكَ وارْفَعْ مرفقَيكَ

جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹکاؤ اور کہنیاں (زمین سے) اٹھا کر رکھو۔ (مسلم)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"اعتدلوا فی السجود ولا یَبسُط احدکم ذراعیه انبساط الكلب"

سجدے میں اعتدال کرو

(سجدے کے اعضاء کو ان کے محل پر اطمینان کے ساتھ رکھو) اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

مراد یہ ہے کہ جس طرح کتا بیٹھتے وقت اپنے پنجے سے لے کر کہنی تک پورا بازو زمین پر بچھالیتا ہے تم اس طرح نہ بچھاؤ بلکہ اس کی مخالفت کرو ہتھیلیاں ٹکاؤ اور کہنیاں اٹھا کر رکھو جیسا کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ والی روایت میں گزر چکا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۱۳۰ کتاب الاذان : مسلم ج ۱ ص ۱۹۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں کہنیاں اپنے پہلوؤں سے اس قدر دور رکھتے یہاں تک کہ پیچھے والے کو آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔ (مسلم، ابوداؤد)

(۵) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو (اپنے پہلوؤں سے) اتنا کھلا رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ آپ ﷺ کے بازوؤں کے درمیان میں سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ (مسلم)

(۶) حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی انگلیاں ملا لیا کرتے تھے۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

(۷) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھتے اور اپنی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھتے۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

(۸) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنی باری والے دن میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پا کر جب اندھیرے میں ٹٹولا تو میں نے آپ ﷺ کو سجدہ کی حالت میں اس طرح پایا کہ آپ ﷺ کی دونوں ایڑیاں باہم ملی ہوئی تھیں۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں اپنے پاؤں کی ایڑیاں باہم ملا لینی چاہئیں۔

(۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اندھیرے میں آپ ﷺ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں پر پڑا آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ (مسلم)

(۱۰) محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ رسول اکرم ﷺ کے اصحاب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے بہتر جانتا ہوں۔

جب سجدہ کیا تو نہ بازوؤں کو زمین پر بچھایا اور نہ ہی دونوں کو ملایا اور دونوں پاؤں زمین پر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ٹکائے کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف تھا۔ (بخاری)

(۱۱) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں ناک کو زمین پر نہیں ٹکاتا تھا۔ اسے دیکھ کر کہا

"لاصلاۃ لمن لایصیب انفه من الارض"

اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اپنی ناک زمین پر نہ ٹکائے۔ (دارقطنی) صحیح ۳۴۸/۱

(۱۲) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفرّج بین فخذیه غیر حامل بطنه علی شئ من فخذیه ۔(ابوداؤد)

آپ ﷺ کی رانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور پیٹ کا بوجھ رانوں کے کسی حصے پر نہیں ڈالا ہوا تھا مراد یہ ہے کہ جس طرح سجدہ میں پاؤں باہم ملے ہوئے تھے اس طرح رانیں یا گھٹنے ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ رانوں کے مابین فاصلہ تھا، نہ صرف باہم فاصلہ تھا بلکہ پیٹ اور رانوں کے مابین بھی فاصلہ تھا۔

تسبیحاتِ سجود

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سجدہ میں تقریباً دس مرتبہ "سبحان ربی الاعلی" پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم عن حذیفہؓ، ابوداؤد)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ رکوع اور سجود میں یہ دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي (بخاری، مسلم)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ
مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً
عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (مسلم) صحیح ۱۹۲/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ میں تری رضا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ترے غصے سے اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تجھے وسیلہ بنا کر، میں تیری تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی شان خود بیان کی ہے۔

(۴) سُبُّوحٌ قدوسٌ ربُّ الملائکۃ والرُّوح (مسلم)

(۵) رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ (مسلم [illegible])
البتہ حدیث کی کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ رکوع سجدہ میں ممانعت صرف قرآن پڑھنے کی ہے۔

نماز میں دو سجدے مقرر ہونے کی حکمت

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے مقرر ہونے میں یہ راز ہو سکتا ہے کہ رب العالمین اپنے عابد بندے کو پہلا سجدہ کرنے پر یہ بتانا چاہتا ہو کہ ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا ہے اور دوسرے سجدے سے یہ سبق دیا جا رہا ہو کہ تو نے دوبارہ اسی مٹی میں لوٹ جانا ہے۔ (واللہ اعلم)

جلسہ بین السجدتین

کلمہ پڑھنے والوں کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی نبی کریم ﷺ کی اس سنت سے محروم ہے۔
حالانکہ نبی کریم ﷺ کے جاں نثار صحابی حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم یرفع رأسه ویثنی رجله الیسری فیقعد علیها ثم یعتدل
حتّٰی یرجع کل عظمٍ الی مرجعه ثم یسجد (ترمذی، ابو داؤد)

پھر آپ ﷺ اپنا سر مبارک اٹھاتے اور اپنے پاؤں کو موڑتے اور اس پر بیٹھ جاتے۔
پھر اعتدال فرماتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے محل کی طرف لوٹ آتی (اس اطمینان کے بعد) پھر دوسرا سجدہ فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق جلسہ کی کیفیت درج ذیل ہے:

بایاں پاؤں بچھا دیا جائے پھر اس پر بیٹھا جائے۔ البتہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وینصب رجله الیمنٰی یعنی دایاں پاؤں کھڑا رکھنے کا ذکر بھی وارد ہے، پھر دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا جائے، دائیں ہاتھ کا انگوٹھا درمیانی انگلی کیساتھ ملا دیا جائے اور باقی انگلیوں کو بند کرتے ہوئے انگشت شہادت سے اشارہ کیا جائے۔ (مسند احمد)

مزید صفحہ 231 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ اور تعدد میں انگلیوں کی شکل

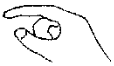

متعدد احادیث سے مأخوذ جلسہ کی کیفیت

(۱) ہاتھ ران پر بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ (مسلم)

(۲) سیدھے پاؤں کے انگلیوں کو موڑ کر قبلہ کی جانب رکھیں۔ (نسائی)

(۳) سیدھے ہاتھ کی کہنی کو (خم نہ دیا جائے بلکہ) تنا ہوا رکھا جائے۔ (ابو داؤد)

(۴) انگشتِ شہادت کو اٹھا کر رکھیں لیکن قدرے نیچے کی طرف خم دیں۔ (نسائی)

(۵) نسائی کی ایک روایت میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یُحَرِّکُھَا) آپ ﷺ انگلی کو حرکت دیا کرتے تھے۔

☆ جبکہ ابو داؤد کی روایت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (لَایُحَرِّکُھَا) آپ ﷺ حرکت نہیں دیا کرتے تھے۔

بظاہر دونوں روایتیں باہم متضاد نظر آتی ہیں لیکن ہمارے نزدیک تطبیق کی دو صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کبھی حرکت دیتے ہونگے اور کبھی نہیں دیتے ہونگے حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیکھا جب آپ نے حرکت دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت دیکھا جب آپ نے حرکت روک دی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس میں حرکت دینے کا ذکر ہے وہ دراصل سکون کی نفی ہے اور جس روایت میں حرکت نہ دینے کا ذکر ہے وہ دراصل تکرار کی نفی ہے یعنی حرکت تو تھی لیکن مسلسل نہیں تھی (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

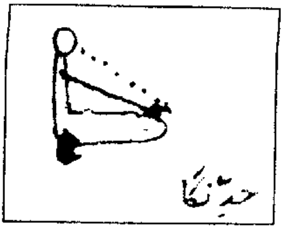

(۶) انگشت شہادت سے نظر تجاوز نہ کرے۔(ابوداؤد)

(۷) رسول اکرم ﷺ کا رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ (طوالت میں) برابر ہوا کرتے تھے۔(بخاری عن البراء)

جلسہ کی تسبیح

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ

اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے،

مجھے عافیت دے اور مجھے روزی دے۔(ابوداؤد عن ابن عباس)

بعض روایات میں وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ

(میری حالت کی اصلاح فرما اور مجھے رفعت وبلندی عطا فرما)

کے الفاظ بھی وارد ہیں۔(ترمذی، ابوداؤد)

☆= جلسہ سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کریں۔(بخاری، مسلم)

جلسہ کے مقرر ہونے کی حکمت

جلسہ دراصل دو سجدوں کے درمیان حدِ فاصل ہے، چونکہ ہر رکعت میں قیام اور رکوع ایک ہیں جبکہ سجدے دو ہیں اور ان دو سجدوں میں تمیز اس وقت پیدا کی جاسکتی ہے جب کوئی تیسرا فعل جو ان سے مختلف ہو ان کے درمیان لایا جائے، جلسہ بین السجدتین کو اگر درمیان سے نکال دیا جائے تو ہم دو سجدوں کو دو کہہ ہی نہیں سکتے۔اور شاید اس کے مشروع ہونے کی بھی یہی حکمت ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسہ استراحت

جلسہ استراحت پہلی رکعت مکمل کرنے یا تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے کچھ دیر سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جانے کو کہتے ہیں۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ جب بھی طاق رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تو اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔ (بخاری)

بہت سے نماز پڑھنے والے جہاں دوسری سنتوں سے محروم ہیں وہ اس سنت ثابتہ سے بھی محروم ہیں۔ سجدہ سے فارغ ہو کر کچھ دیر سیدھا بیٹھ کر توقف کئے بغیر فوراً کھڑے ہو جانا اور صحیح ترین روایات کے مقابلہ میں ضعیف کو اختیار کرنا تضیع اوقات اور بربادیِ عمل کے سوا کچھ نہیں۔

دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کا طریقہ

اس عمل میں تین طریقے مروج ہیں ایک طریقہ احناف کے ہاں مروج ہے اور دو طریقے اہلِ حدیث کے ہاں رائج ہیں احناف کا طریق یہ ہے کہ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت پہلے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں اور پھر گھٹنوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں جب کہ یہ طریقہ رسولِ اکرم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے چونکہ صحیح بخاری میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اعتمد علی الارض ثم قام

رسولِ اکرم ﷺ زمین کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔

یعنی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاتے اور پھر گھٹنے اٹھا کر کھڑے ہوتے۔

لہٰذا اس حدیث سے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھنے کا عمل غیر مسنون ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا طریقہ جو اہلِ حدیث کے ہاں مروج ہے اُس کی دو شکلیں ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ زمین پر ہاتھ اس طرح ٹکائے جائیں کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین سے ملی ہوئی ہونی چاہئیں اور ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب ہونی چاہیئے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر لی جائیں اور زمین پر ایسے سہارا لیا جائے جیسے عورتیں آٹا گوندتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّل الذکر عمل جس پر فی زمانہ احناف کا عمل ہے ابوداؤد میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں اپنے گھٹنوں اور رانوں پر ٹیک لگا کر اٹھنے کا بیان ہے اور دوسری روایت جس میں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھنے کی ممانعت ہے یہ دونوں روایتیں نہایت ضعیف ہیں حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی حدیث کی سند منقطع ہے جب کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں اضطراب ہے۔

چنانچہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار مختلف اساتذہ سے یہ حدیث سنی مگر کسی کے الفاظ باہم یکساں نہیں ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں بخاری شریف اور نسائی وغیرہ میں یہ حدیث صحیح اور صریح ہے :

اذا رفع رأسه عن السجدة الثانية جلس واعتمد على الارض ثم قام

جب آپ ﷺ نے دوسرے سجدے سے اپنا سر اٹھایا، بیٹھے !اور زمین پر ٹیک لگائی پھر کھڑے ہو گئے۔

اس سے اہلِ حدیث کا عمل حدیث کی موافقت و مطابقت میں نظر آتا ہے۔

بند مٹھی کا سہارا

اس ضمن میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیہقی وغیرہ میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ زمین پر ایسے رکھتے جیسے :

کیضع المعاجن آٹا گوندھنے والا رکھتا ہے۔

اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بیہقی وغیرہ میں اسی طرح بتایا گیا ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں :

ابن الصلاح نے وسیط میں اپنے کلام میں لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر صحیح اور غیر معروف ہے اور اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔

(۲) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نہ صرف ضعیف ہے بلکہ باطل اور بے اثر ہے۔

مٹھی بند کرنے والوں کو مذکورہ حدیث کے لفظ العاجن سے مغالطہ لگا ہے۔

المنجد نے اس کے معنی زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کے کئے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہو گا کہ آٹا گوندھتے وقت چونکہ انسان ہاتھوں کو آٹے پر ٹکا دیتا ہے اور اس پر قوت لگاتا ہے، تو اٹھتے وقت یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیفیت ہو کہ آدمی اپنے ہاتھ زمین پر ٹکادے اور زمین پر قوت لگا کر دباؤ ڈالے تاکہ ہاتھوں کے سہارے کھڑا ہو سکے اور اگر مطلق آٹا گوندھنا ہی مراد لیا جائے تو ضروری تو نہیں ہے کہ آٹا ہمیشہ بند مٹھی سے ہی گوندھا جائے، مختلف خاندانوں میں اور مختلف علاقوں میں اس کا طریقہ کار مختلف ہو سکتا ہے، لہٰذا یہ دلیل مبہم ہے، اس میں یہ وضاحت ابھی باقی ہے کہ آٹا گوندھنے کی کیفیت کیا تھی......؟

اورِاس کیفیت کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر آٹا کس طرح گوندھا جاتا تھا......؟...... اِس صراحت کا ملنا محال ہے۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ والی روایت جس کو علامہ البانی نے حسن کہا ہے حقیقتاً یہ روایت ہیثم کے مجہول ہونے کے سبب ضعیف ہے۔

امام ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ ''یہ روایت ثابت نہیں ہے ''اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کیونکہ عاجن لغت میں بوڑھے شخص کو کہتے ہیں لہٰذا عاجن کا معنی مٹھی بند کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس سے بھی مطلقاً ہتھیلی کو زمین پر ٹکانا مراد ہے۔

بخاری شریف میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں مطلق زمین پر سہارا لینے کا ذکر ہے جب کہ ہاتھوں کی کیفیت کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن احادیثِ صحیحہ میں ایسے عمومی شواہد موجود ہیں جن میں لفظ یدین سے ہتھیلیاں زمین پر ٹکانا مراد لیا گیا ہے اور اس سے کسی ایک میں بھی مٹھی بند کرنا مراد نہیں لیا گیا ہے۔

جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت

''ولیضع یدیه قبل رکبتیه ''گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھیں اور مطلق ہاتھوں سے محدثین نے ہتھیلیاں زمین پر رکھنا مراد لی ہیں، اسی طرح سجدہ کی کیفیت میں پیشانی، ناک، گھٹنے، قدم، اور ہاتھ زمین پر رکھنے کی صراحت ہے تو یہاں بھی یدین سے مراد کفّین یعنی دونوں ہتھیلیاں ہیں لہٰذا ان شواہد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اعتماد علی الارض سے یہی مراد ہے کہ ہاتھ کھول کر ہتھیلیاں زمین پر ٹکائی جائیں مٹھی بند کرنے کا عمل غیر صحیح اور غیر معقول ہے۔ (واللہ اعلم)

دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کریں جس طرح پہلی رکعت ادا کی ہے۔ (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ دوسری رکعت میں قیام کی حالت میں قرأت کا آغاز سورۃ فاتحہ سے ہو گا ثناء وغیرہ نہیں پڑھی جائے گی۔(مسلم)

قعدہ اُولیٰ

حضرت محمد بن عمرو بن عطا رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا، پس ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کو تم سے بہتر جانتا ہوں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ...!

فاذا جلس في الركعتين جلس على
رجله اليسرى و نصب اليمنى

پھر جب آپ ﷺ دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے
اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ،باقی کیفیت وہی ہے جو آپ
جلسہ بین السجد تین میں پڑھ چکے ہیں ،اس کے بعد درج ذیل کلمات ادا کریں:

اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (بخاری ،مسلم)

تمام قولی ،بدنی،اور مالی عبادتیں سب اللہ ہی کیلئے ہیں۔اے نبی تم پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو اور اس کی برکتیں ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر ،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جائیں اور اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرنا ہو تو پھر اس قعدہ میں اس طرح بیٹھیں جس طرح کا طریقہ قعدہ اخیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے کا مسئلہ

جدید دور کی جدید تحقیق کے مطابق بعض علماءِ کرام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ جس طرح قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اسی طرح قعدہ اُولیٰ میں بھی پڑھا جانا چاہیے۔

اِس کی دلیل مسند احمد اور بیہقی وغیرہ میں موجود اُس حدیث سے لی جاتی ہے جس میں نماز کے اندر درود پڑھنے کا حکم ہے اور اس میں یہ صراحت نہیں کہ کس قعدہ میں پڑھا جائے،

لیکن یہ عموم اس لئے دلیل نہیں بن سکتا کہ اِس عموم کو مقید کرنے کا قرینہ موجود ہے۔

چنانچہ مسند احمد کی روایت جسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اگر نماز کے درمیان میں (قعدہ اُولیٰ میں) ہوتے تو تشہد پڑھنے کے بعد کھڑے ہو جاتے۔

(ان کان فی وسط الصلوٰۃ نہض حین یفرغ من تشہدہ)

یعنی پہلا قعدہ اس وقت تک کرتے جب تک تشہد نہ پڑھ لیتے۔

جب تشہد کے بعد کھڑے ہونے کی صراحت موجود ہے تو مطلق نماز میں درود پڑھے جانے سے دونوں قعدے مراد نہیں ہو سکتے ورنہ تو پھر ہر رکن میں درود پڑھنا پڑے گا کیونکہ نماز صرف دو قعدوں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام تک مکمل نماز ہے، پھر قیام، رکوع، سجدہ، جلسہ، اور قعدہ ان تمام مقامات پر درود پڑھا جائے، لیکن یہاں نہ پڑھنے کی دلیل اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ان مقامات پر جو کچھ پڑھنا تھا اس کی صراحت احادیث میں وارد ہو چکی ہے اور اس میں درود نہیں ہے، اسی اصول کے تحت یہ کہا جا سکتا ہے کہ قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پورا کرتے ہی اُٹھ کھڑے ہونے کی صراحت بیان ہو چکی ہے لہٰذا درود کو نماز میں پڑھے جانے کے عموم سے قعدہ اولیٰ کو مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔

-=-☆-=-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قعدہ اولیٰ کے مشروع ہونے کی حکمت

جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شروع میں نماز صرف دو رکعت ہی فرض تھی باقی رکعات تو ان کے حسن وجمال کی تکمیل کیلئے ہیں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ مقرر ہونے میں یہ راز ہو سکتا ہے کہ اصل اور فرع میں تمیز باقی رہے۔ (واللہ اعلم)

تشہد سے فراغت کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور رفع الیدین کر کے ہاتھ باندھ لے۔ (بخاری و مسلم)

چوتھی رکعت بھی ما قبل رکعت کی طرح ادا کرے۔ البتہ اس کے آغاز پر رفع الیدین نہ کرے۔

قعدہ اَخیرہ میں بیٹھنے کا طریقہ اور دعائیں

آخری قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ قعدہ اولیٰ میں بیٹھنے سے قدرے مختلف ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فاذا جلس فی الرکعة الاخیرة قدم رجله الیسریٰ و نصب الاخریٰ و قعد علیٰ مقعدته

آپ ﷺ جب آخری قعدہ میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں آگے بڑھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور اپنے سرین پر بیٹھتے۔ ...... (بخاری)

یعنی بایاں پاؤں دائیں پنڈلی کے نیچے سے نکال کر اپنے سُرین زمین پر ٹکا لیے جائیں اور دایاں پاؤں قعدہ اولیٰ کی طرح کھڑا رکھا جائے، اسے تورک کہتے ہیں۔

(۲) تشہد کے کلمات ادا کرنے کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھا جائے درود کے وجوب اور عدم وجوب پر مختلف اقوال موجود ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ اسے واجب تسلیم کیا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

ان اللّٰه و ملائکته یصلون علی النبی

یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے
رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، اے ایمان والوں تم بھی آپ ﷺ پر
درود و سلام بھیجا کرو۔ .... (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵٦)

اسی طرح حدیث پاک میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:
اس آیت کے نزول کے بعد ہم نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ ہمیں سلام اور صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فاما السلام فقد عرفناه ، فكيف نصلي عليك......؟

پس سلام کو تو ہم جان چکے لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں......؟

تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: درود یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .... (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اے اللہ رحمت نازل فرما! محمد ﷺ اور ان کی آل پر، جیسا کہ تو نے ابراھیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل کی ہے، بے شک تو تعریفوں اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ برکت نازل فرما! محمد ﷺ اور اُن کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراھیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر۔ بے شک تو تعریفوں اور بزرگی والا ہے۔

درود کے بعد کی دعائیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

اے اللہ قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اے اللہ میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

دوسری دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَايَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُالرَّحِيْمُ (بخاری)

اے اللہ میں اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کر بیٹھا ہوں اور تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں پس مجھے اپنی جناب سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

التحیات میں بیٹھنے کا راز

جب کوئی بندہ کسی حاکم وقت کی جناب میں حاضری دیتا ہے تو اُسے حاضر ہوتے ہی فوراً بیٹھنے کا اذن نہیں ملتا بلکہ کچھ توقف کے بعد اور اگر حاکم وقت ناراض ہے تو توقف کے بعد بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں ملے ملتی۔ اپنے خالقِ حقیقی اور معبودِ برحق کی جناب میں بندہ جب عابد کی حیثیت سے حاضر ہوتا ہے اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہے اور دست بستہ حمد و ثناء میں مشغول ہو جاتا ہے جس سے بندے کی انکساری مزید بڑھتی ہے تو اپنے رب کی عظمت کے اعتراف میں جھک جاتا ہے۔

اس اعترافِ عظمت کے نتیجے میں اُسے سجدے جیسی معراج حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت اس بندے کی جانب خصوصی توجہ سے ظہور فرماتی ہے۔

بالآخر شرفِ باریابی کے طور پر بندے کو اللہ کی دربار میں بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے۔

شہنشاہِ کائنات بندے سے پوچھتا ہے تم میری جناب میں میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو......؟۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ جواب میں عرض کرتا ہے۔

التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات

قولی عبادتیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں

یہ سب تیرے اور صرف تیرے لئے لایا ہوں۔

التحیات میں رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی حکمت

التحیات میں "السلام علیك ایّھا النبی" کہنے اور درود پڑھنے میں یہ راز ہو سکتا ہے کہ ہم تک اسلام کا ہر حکم رسول اکرم ﷺ کی بدولت پہنچا ہے اور آج ہمارے پاس جو کچھ اسلام ہے وہ سارے کا سارا رسول اکرم ﷺ کی مرہونِ منت ہے اس لیے آپ ﷺ کا یہ حق ہے اور امت کا یہ فریضہ ہے کہ تمام مسلم امت رسول اکرم ﷺ کے اس احسان کے بدلے میں اظہارِ تشکر کے طور پر آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ

جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا

وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

دائیں اور بائیں سلام کرنا

دعاؤں سے فارغ ہو کر نماز کو اپنے سلام پر ختم کیجیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز کو تکبیر سے شروع کرتے اور سلام پر ختم کرتے۔ (بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دائیں اور بائیں سلام پھیرا کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲) سلام میں اپنا چہرہ دائیں اور بائیں اتنا گھمایا جائے کہ پیچھے بیٹھنے والوں کو سلام پھیرنے والے کے رخسارے نظر آجائیں۔ (نسائی، ابوداؤد، ترمذی عن ابن مسعودؓ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب سلام پھیرتے تو میں (پیچھے سے) آپ ﷺ کے رخساروں کی سفیدی دیکھ لیا کرتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ دائیں سلام پھیرتے تو فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بائیں سلام پھیرتے تو فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (ترمذی)

(۴) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ آپ ﷺ سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد برکاتہ کے الفاظ بھی کہا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

اگر کوئی شخص برکاتہ کے الفاظ بھی کہنا چاہے تو یہ بھی مسنون ہیں۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ایک سلام کی روایت بھی وارد ہے کہ آپ ﷺ صرف دائیں طرف سلام پھیرا کرتے تھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

لیکن ان روایات میں سے کوئی بھی صحت کے درجے کو نہیں پہنچتی لہٰذا دونوں جانب سلام پھیرنا چاہیے اور اسی پر امت کا تواتر عملی ثابت ہے۔

نماز کو سلام پر ختم کرنے کا راز

نماز کو چونکہ مؤمن کی معراج کہا گیا ہے اور اس معراج میں ہر نمازی دنیا ومافیھا سے کٹ کر اپنے معبودِ برحق سے مناجات میں مشغول ہو جاتا ہے جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو دنیا اور اہلِ دنیا میں واپس آتا ہے اسی وجہ سے حسبِ رسمِ اسلام وہ ہر کسی کو سلام کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کرنا

اِمام نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھ سکتا ہے اور اس کیلئے اسے اختیار ہے چاہے دائیں جانب پلٹے یا بائیں جانب اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وہ قدرے دائیں طرف رخ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف یا بالکل سامنے مقتدیوں کی طرف سیدھا ہو کر۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

(۱) کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا صلی صلوٰۃ اقبل علینا بوجھہ ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ ہماری طرف رخ فرمالیا کرتے تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے یعنی اس بات کو لازم نہ سمجھے کہ نماز کے بعد ہمیشہ داہنی جانب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پھرنا ہے اس لئے کہ :

لقد رأیت رسول اللہ ﷺ کثیرا ینصرف عن یسارہ ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری،مسلم)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے پلٹتے دیکھا ہے۔

امام چاہے تو فرض نماز کے بعد مسنون وظائف پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور اگر مقتدیوں سے کوئی بات کرنا ضروری سمجھے تو اس عرصے میں کر سکتا ہے اور اگر نمازیوں کو وعظ و نصیحت کرنا مقصود ہو تو وہ بھی اسی دوران کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیر کر کھڑے ہو گئے پھر مسجد میں نصب ایک لکڑی کا سہارا لیا اور آپ ﷺ کے چہرے سے غصے کے آثار نمایاں تھے...... (الحدیث: بخاری ج ا ص ٦٩)

(٢) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بے شک لوگ نماز پڑھ کر سو گئے لیکن تم نماز کا انتظار کرتے رہے اور اب تلک نماز ہی میں شمار کیے گئے۔ (بخاری ج ا ص ١١٧)

(٣) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ :

اذا صلی الصبح اقبل علیھم بوجھہ فقال ھل رای
احد منکم البارحۃ رؤیا......؟ (مسلم شریف)

فجر کی نماز پڑھا کر جب فارغ ہوتے تو صحابہ کرام کی طرف رخ فرما لیتے اور دریافت فرماتے کہ گزشتہ رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے......؟

اگر کوئی شخص خواب بیان کرتا تو آپ ﷺ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے ورنہ کبھی کبھار آپ ﷺ اپنا خواب بھی بیان فرماتے۔

(٤) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز ادا کی :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ اے اللہ تیری عنایت کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بزرگ کی بزرگی تیرے ہاں اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

○ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔
اُسی کیلئے ہے بادشاہت اور تمام تعریفیں اسی کو لائق ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
اللہ کی توفیق کے بغیر نہ کسی میں نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت ہے،
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں،

☆-=-=-=-☆-=-=-=-☆

اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث میں سے جو دعائیں پسند ہوں اس موقع پر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ (نسائی عن ابی ہریرۃ)

اس کے بعد درج ذیل تسبیح پڑھیں

سبحان اللّٰہ : ۳۳ بار، الحمدللّٰہ : ۳۳ بار اور اللّٰہ اکبر : ۳۴ بار

(بخاری، مسلم)

آیۃ الکرسی

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (نسائی)[1]

وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔
اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں سفارش کرے؟

[1] البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (تمام المنہ ص ۲۲۷)

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

○ اے اللہ تیری عنایت کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بزرگ کی بزرگی تیرے ہاں اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

○ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔
اُسی کیلئے ہے بادشاہت اور تمام تعریفیں اسی کو لائق ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
اللہ کی توفیق کے بغیر نہ کسی میں نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت ہے،
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں،

☆-=-=-=-☆-=-=-=-=-☆

اس کے علاوہ بھی قرآن و حدیث میں سے جو دعائیں پسند ہوں اس موقع پر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ (نسائی عن ابی ہریرہؓ)

اس کے بعد درج ذیل تسبیح پڑھیں

سبحان اللہ : ۳۳ بار، الحمدللہ : ۳۳ بار اور اللہ اکبر : ۳۴ بار

(بخاری، مسلم)

آیۃ الکرسی

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (نسائی)[1]

وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔
اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں سفارش کرے؟

[1] البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (تمام المنه ص ۲۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے اس کے جسے اللہ اجازت دے دے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ اور نہیں کوئی احاطہ کر سکتا اس کے علم کا کچھ بھی مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر محیط ہے اور نہیں تھکاتی اسے دونوں (آسمان وزمین) کی حفاظت۔ اور وہ بلند عظمت والا ہے۔

نماز کے بعد دعائیں پڑھنے کی حکمت

تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام تک مکمل نماز دعاؤں اور اذکار سے لبریز ہے پھر کیا وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد مسجد سے چلے جانے کی بجائے کچھ دیر توقف فرمایا اور مختلف دعائیں پڑھیں، اس میں یہ حکمت اور راز ہو سکتا ہے کہ جس طرح کسی بادشاہ کی دربار میں حاضری کے آداب ہوتے ہیں اسی طرح اس دربار سے رخصت ہونے کے بھی مخصوص آداب ہوتے ہیں یعنی اٹھ کر یونہی چپ چاپ چلے جانا دربارِ خداوندی کے آداب کے منافی تھا۔

چنانچہ نماز سے فارغ ہو کر رخصت ہوتے وقت آداب ونیاز وذکر واذکار بجالاتے ہوئے رخصت ہونے کا سلیقہ سکھایا۔ (واللہ اعلم)

تسبیحات کا ہاتھوں پر شمار کرنا

رسول اکرم ﷺ نے جو اذکار ووظائف کسی خاص تعداد میں پڑھنے سکھلائے ہیں ان کی تعداد احادیث صحیحہ میں ایک سو سے زیادہ نہیں ہے اور یہ تعداد اِس قدر مشکل نہیں ہے کہ اِس کیلئے ہزار ہزار دانوں کی مروجہ تسبیحوں کا سہارا لیا جائے بلکہ یہ تعداد مسنون طریقہ پر ہاتھوں پر شمار کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا :

يعقد التسبيح بيده : آپ ﷺ اپنے ہاتھ پر تسبیح شمار کرتے۔ (ترمذی)

(۲) یہ روایت ابوداؤد میں بھی موجود ہے لیکن اس میں دائیں ہاتھ کے لفظ کا اضافہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھتے دیکھا۔

اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ تسبیح صرف دائیں ہاتھ پر پڑھنی چاہیے جبکہ ابوداؤد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ اس روایت میں بائیں ہاتھ پر پڑھنے کی نہ تو ممانعت موجود ہے اور نہ دائیں ہاتھ کو کسی قرینے سے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔

اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس وقت آپ ﷺ دائیں ہاتھ پر پڑھ رہے تھے۔

البتہ اتنی قید ضرور لگائی جا سکتی ہے کہ تسبیحات کا آغاز دائیں ہاتھ سے کریں جس طرح آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ ہمیشہ ایسے کاموں کی ابتداء دائیں سے فرماتے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر کام کی ابتداء دائیں سے کرنا پسند فرماتے تھے۔

مثلاً: اگر جوتا پہنتے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنتے، کنگھی کرتے تو دائیں سے کرتے، وضو کرتے تو پہلے دایاں ہاتھ دھوتے لہٰذا ابو داؤد کی اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ جب دائیں ہاتھ پر شمار کرلے تو پھر سے دائیں ہاتھ پر شروع کرے اور بائیں ہاتھ کو ہرگز استعمال نہ کرے، یہ قید منشاءِ حدیث کے خلاف ہے۔

اس مفہوم کی چند روایات درج ذیل ہیں جس سے اللہ نے چاہا تو ضرور تشفی ہوگی۔

(۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت جب اپنے بستر پر لیٹتے۔ تو...... على شقه الايمن...... اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ (مشکوٰۃ حوالہ شرح السنۃ)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا لیٹنے سے پہلے وضو کرو (ثم اضطجع على شقه الا يمن......) پھر دائیں کروٹ لیٹ جاؤ۔

پہلی حدیث رسول اکرم ﷺ کے فعل کو ثابت کرتی ہے اور دوسری حدیث آپ ﷺ کے قول کو ثابت کرتی ہے یعنی دائیں کروٹ لیٹنا قولاً اور فعلاً دونوں طرح ثابت ہے لیکن اس حدیث سے کسی ایک محدث نے بھی یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہیں کی کہ پوری نیند دائیں کروٹ پر لیٹے لیٹے مکمل کی جائے اور بائیں کروٹ ہرگز نہ لیٹا جائے۔

جبکہ اصحاب کہف کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال

(غار میں) ہم دائیں اور بائیں ان کی کروٹیں بدلا کرتے تھے (سورۃ الکہف)

رسول اکرم ﷺ کے یہاں قول و فعل سے بس یہی مراد ہے کہ لیٹنے کی ابتداء دائیں سے کریں۔ یہی مراد دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھنے کی ہے (واللہ اعلم)

منکے والی تسبیح کا استعمال

جیسا کہ ہم گزشتہ عبارت میں یہ بات واضح طور پر بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بتلائی ہوئی تعداد کو ہاتھوں پر شمار کیا جاسکتا ہے پھر بھی اگر کسی کی یاداشت ضعیفی یا بیماری کی وجہ سے اس قدر کمزور (WEEK) ہو چکی ہو کہ وہ ہاتھوں پر کیے گئے شمار کو محفوظ نہ رکھ پاتا ہو تو اس کے لیے مروجہ تسبیح کے استعمال کی علماء نے اجازت دی ہے۔

اس ضمن میں عصر حاضر کے عظیم اسکالر جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ حفظہ اللہ (آف فرانس) کے مقالات پر مشتمل ایک کتاب جسے "ادارۂ تحقیقات اسلامی" (اسلام آباد) نے خطبات بہاولپور کے نام سے شائع کیا ہے اُس میں صفحہ ۲۱۴ پر بخاری کے حوالے سے ایک حدیث درج ہے کہ

"ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے جس نے اپنے سامنے کنکریوں کا ایک ڈھیر رکھ لیا تھا وہ ایک کنکری اٹھاتی اور درود پڑھ کر الگ رکھ دیتی اس کے بعد دوسری کنکری اٹھاتی اور اسی طرح کرتی۔ (خطباتِ بہاولپور: ص ۲۱۴)

گویا کنکریوں کا یہ ڈھیر اس کے لیے تسبیح کا کام دیتا تھا اگر یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے تو یقیناً اس سے تسبیح کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن کوششِ بسیار کے باوجود بندہ کو بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں مل سکی البتہ ترمذی شریف میں بسندِ ضعیف موجود ہے ملاحظہ فرمائیں: ص ۷۷۳

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے غلام کنانہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے سنا:

تقول دخل عليّ رسول الله ﷺ وبين يدى اربعة آلاف نواة أُسَبِّحُ بها قال لقد سبحتِ بهٰذه الاَ اُعلّمك باكثر مما سبحت به فقلت بلى علمني فقال قولي "سبحان الله عدد خلقه"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ فرماتی تھیں میرے پاس رسول اللہ ﷺ : تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ میں تسبیح پڑھتی تھی آپ ﷺ نے (دیکھ کر) فرمایا: تو اس کے ذریعہ پڑھتی ہے ؟ کیا میں تم کو اس سے بہتر تسبیح نہ بتلاؤں عرض کیا کیوں نہیں مجھے بتلایئے پس آپ ﷺ نے فرمایا:

کہہ! سبحان الله عدد خلقه (اللہ کے لیے تسبیح ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر)

اس کی سند میں ہاشم بن سعید الکوفی ہے، جس کے بارہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں.

"ضعیف من الثامنة "(التقریب: ۳۶۲)

اس سے متصل ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

تقریباً دن چڑھے (نصف النهار) کے وقت رسول اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں صبح سے مصلی پر عبادت میں مصروف تھی آپ ﷺ نے تعجب سے کہا تو ابھی تک اسی حالت میں بیٹھی ہے ؟ کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ بتلاؤں (جو تیرے اتنے سارے وظیفوں سے بہتر ہیں) پھر فرمایا کہ

(۱) سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ (تین مرتبہ)

(۲) سُبْحَانَ اللهِ رِضٰى نَفْسِهِ (تین مرتبہ)

(۳) سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ (تین مرتبہ)

(۴) سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ (تین مرتبہ)

(ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴: ص ۲۷۴: نشر السنہ ملتان)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے

لیکن اس روایت میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا زیادہ دیر تک مصلے پر بیٹھ کر ذکر اذکار میں مصروف ہونا تو ثابت ہوتا ہے لیکن اس سے گٹھلیوں یا کنکریوں پر پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اور جن روایات میں کنکریوں یا گٹھلیوں کا ذکر ہے وہ سنداً ضعیف ہیں، ان سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

بعض لوگ ان ضعیف روایات کو بنیاد بنا کر اڑوس پڑوس کو جمع کر لیتے ہیں، بعض پیسے والے حضرات کسی مدرسہ سے کرائے کے کچھ طلبہ کو بلا لیتے ہیں پھر ان سے کھجور کی گھسی پٹی گٹھلیوں یا ارنڈی کے بیجوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کریمہ کا ختم سوا لاکھ تعداد میں کراتے ہیں جو صریحاً بدعت ہے۔

اولاً اس لیے کہ وہ روایات ضعیف ہیں ثانیاً یہ کہ اگر ان کے ضعف سے صرف نظر کر لی جائے تو پھر بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے اکیلے بیٹھ کر پڑھنا وارد ہے اڑوس پڑوس کو جمع کر کے حلقہ بندی کے ساتھ اس کا اہتمام قطعاً ثابت نہیں ہوتا، ویسے بھی خود کام کرنے میں اور کرائے پر کام کرانے میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے جو خود کرے گا اس میں درد اور اخلاص ہوگا، اگر دوسرے سے کرائیں گے تو اس کے دل میں نہ وہ درد ہوگا اور نہ وہ اخلاص اس کا اندازہ آپ درج ذیل واقعہ سے کر سکتے ہیں۔

ایک دلچسپ اور سبق آموز حقیقت

ہمارے سابقہ گاؤں سے تقریباً ٦ میل کے فاصلے پر موضع یاکیوالی کے نام سے ایک علاقہ آباد ہے جہاں مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب (مرحوم) کی ایک درسگاہ "مدرسہ عربیہ امدادیہ" کے نام سے مشہور تھی اگرچہ والد محترم خالصتاً سلفی العقیدہ تھے تاہم ان عقائد کی حامل درس گاہ قرب وجوار میں نہ تھی "مدرسہ عربیہ امدادیہ" دیوبند نظریات کا حامل تھا یہاں سے طلبہ کو اکثر اوقات آیتِ کریمہ یا درود شریف کے ختم یا قرآن مجید کے ختم کے لیے بھیجا جاتا تھا، طلبہ بڑی بے چینی سے کسی کے مرنے کا انتظار کیا کرتے تھے جن کی دو سطحی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ ختم کے بعد جیب خرچ دیا جاتا تھا اور دوسرا یہ کہ ہمیں ایک ہی قسم کی ڈِش کھانے کا موقع میسر آتا۔

اس ڈش کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ مدرسہ میں باورچی کا انتظام نہ تھا بلکہ مختلف گھروں سے مختلف طلبہ کا کھانا آیا کرتا تھا اور مدرسہ میں ہر قسم کا سالن ایک بڑے برتن میں ڈال دیا جاتا تھا یعنی کسی گھر سے گوشت آیا اور کسی گھر سے سبزی اور کسی گھر سے دال اور کسی گھر سے ساگ الغرض "A" سے لے کر "Z" تک تمام وٹامینز بیک وقت جمع ہو جاتے اور استاذِ محترم اپنے دستِ مبارک سے ہر خورد وکلاں میں تمیز کرتے ہوئے حصّہ بقدر جثّہ کے فارمولے کے تحت طلبہ میں تقسیم فرماتے۔

بات چلی ہے تو آج یہ راز بھی افشاں کرتا چلوں کہ عام طور پر مولویوں کی گردنیں موٹی اور توندیں بڑی ہونے کا اصل راز بھی یہی ہے کیونکہ آپ کتنے ہی مالدار کیوں نہ ہوں گھر میں آپ ایک آدھی ڈش سے زیادہ نہیں پکائیں گے، جس سے آپ کو صرف "A,B" دو قسم کے وٹامن حاصل ہونگے جبکہ دوسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف "A" TO "Z" روزانہ میسر ہیں۔ (الاماشاءاللہ)

اپنی اپنی باری آنے پر طلبہ ۱۵، ۲۰ کی تعداد میں اہل میت کے ہاں جایا کرتے تھے کھجور کی گٹھلیوں کی ایک تھیلی بغل میں لیتے اور خدا خدا کر کے چل دیتے ایک مخصوص کمرے میں ہمیں بٹھا دیا جاتا سامنے سفید رنگ کی چادریں بچھادی جاتیں ہم اپنے امیر کے حکم سے تھیلی کا منہ کھول کر تمام گٹھلیاں ایک ڈھیری کی شکل میں چادر پر الٹ دیتے ابتداء میں تقریباً آدھے پونے گھنٹے کے لیے میزبان بھی شریک ہو جایا کرتے تھے چونکہ ہم تازہ دم ہوتے اس لیے شروع شروع میں کوئی پریشانی نہ ہوتی ہم نہایت ایمانداری کے ساتھ ایک گٹھلی اُٹھاتے اور مکمل درودِ ابراہیمی پڑھ کر الگ رکھ دیتے ڈیڑھ دو گھنٹے گزر جانے کے بعد جمائیاں اور انگڑائیاں آنی شروع ہو جاتیں، ادھر امیر صاحب بھی بیزار نظر آتے بالآخر میزبان سے کہتے کہ بھائی پیاس لگی ہے کچھ پانی وانی کا بندوبست کرو۔

بیچارے اُٹھ کر پانی لینے چلے جاتے اور ہماری محفل کا سماں ایسے ہو جاتا جیسے مردہ خانہ میں روح لوٹ آئی ہو یقین جانیے کہ اپنے امیر سمیت ہم گٹھلیوں کا چلّو بھرتے اور اللھم صل علی محمد کہہ کر دوسری ڈھیری میں ڈال دیتے منٹوں میں سوا لاکھ ختمِ درود ہمارے فن کی بھینٹ چڑھ جاتا کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر اور جیب خرچ لے کر جب رخصت ہوتے تو راستے میں موضوعِ گفتگو کھانے کے ذائقے اور لذتیں ہوتیں اگر میزبان مالدار ہوتے تو اچھا کھلاتے اور جیب خرچ بھی زیادہ دیتے تو

اللہ گواہ ہے کہ ہم پورا راستہ ان کیلئے یہ دعا کرتے "خدا کرے اِن کا کوئی اور مرے" اور اگر میزبان غریب ہوتا اور جیب خرچ بھی کم ملتا تو ان کیلئے پورا راستہ یہ دعا کرتے کہ خدا کرے اِن کا کبھی کوئی نہ مرے۔

آج بھی یہی ہوتا ہے، شاید اسی لیے اِسلام نے چوربازاری کے یہ دروازے ہمیشہ کیلئے بند کر دیے ہیں، تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرضوں کے بعد دعا کرنا

دعا کے بارہ میں احادیث میں بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، اسے عبادت کا مغز قرار دیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ سے نہ مانگنے والے پر اللہ ناراض ہوتا ہے مزید بتایا گیا :

اُدعونی اَستجبلکم : مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کرتا ہوں۔

اس طرح کی جتنی روایات وارد ہیں وہ زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہیں۔

اور جب تک اِس عموم کو خاص کرنے کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو تب تک کسی موقع کو دعا کی فضیلت سے محروم نہیں کیا جاسکتا، یہاں تک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

البتہ فرضوں کے بعد دعا کرنے پر اختلاف موجود ہے اور اس کی متعدد شکلیں ہیں۔

(۱) فرضوں کے بعد ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ بغیر ہاتھ اٹھائے دعائیہ کلمات محض زبان سے ادا کیے جائیں۔

(۲) فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں لیکن انفرادی طور پر۔

(۳) فرضوں کے بعد امام اور مقتدی اجتماعی دعا لازمی طور پر کریں۔

(۴) اجتماعی دعا کی جاسکتی ہے لیکن ہمیشگی اور لزوم جائز نہیں۔

(۵) اجتماعی دعا کی جاسکتی ہے لیکن سری طور پر بالجہر نہیں۔

مذکورہ پانچوں قسم کے اختلافات میں صحیح راہ یہی ہے کہ فرضوں کے بعد بالصراحت ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا ثابت نہیں ہے۔اس لئے اسے لازمی حصہ سمجھ کر مقتدیوں کو ہمیشہ کیلئے اس کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ استحباب اور جواز کی حد تک بعض احادیث سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے، اس بارے میں ایک اصولی بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سلام پھرنے کے بعد مقتدیوں پر امام کی اقتداء ختم ہو جاتی ہے اب امام اور مقتدی دونوں آزاد ہیں۔

اگر امام دعا مانگنا چاہتا ہے اور مقتدی کو جلدی ہے یا کسی اور وجہ سے اس کا دل نہیں چاہ رہا تو وہ بغیر دعا مانگے اٹھ کر جاسکتا ہے اور اگر مقتدی دعا مانگنا چاہتا ہے وہ بے شک دعا مانگ لے اور اگر امام نہیں چاہتا تو وہ اٹھ کر جاسکتا ہے، سلام پھیرنے کے بعد دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا مکلف نہیں رہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسے اگر عقلاً دیکھا جائے تو امام اور مقتدیوں کی تمنائیں اور آرزوئیں مختلف ہو سکتی ہیں۔
مثلاً اگر امام شادی شدہ ہے تو وہ شادی کی دعا نہیں کرے گا اور مقتدیوں میں جو کنوارے ہونگے انہیں تو پانچوں وقت ایک ہی دعا درکار ہوگی۔
شاید اسی لئے عوامی مزاج کو بھانپتے ہوئے اللہ نے سلام کے بعد مقتدی کو امام سے آزاد کر دیا ہے۔
اس ضمن میں رسول اکرم ﷺ سے جو کچھ مروی ہے نہایت اختصار کے ساتھ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:
رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب بہت زیادہ حیادار اور سخی ہے۔ اسے اپنے بندوں کا ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، بیہقی)

(۲) حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا!
جب تم خدا سے مانگو تو ہتھیلیوں کا رخ اس کی جانب کرو ہاتھوں کی پشتیں نہ کرو۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے لیکن آخر میں یہ الفاظ ہیں:

فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم
جب تم دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد) **بسند ضعیف**

(۳) عن عمر قال كان رسول الله ﷺ اذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتّى يمسح بهما وجهه۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ انہیں اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے۔

(۴) عن عائشه رضی اللہ عنہا انها رأت النبی ﷺ يدعوا رافعاً يديه يقول اللهم انماأنا بشر.......... (جزرفع الیدین بخاری)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ یہ دعا کر رہے تھے "اے اللہ بے شک میں بھی ایک انسان ہوں......"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ = مذکورہ چاروں روایات سے نبی کریم ﷺ سے دعا میں ہاتھوں کے اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۵) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

فرفع رسول اللہ ﷺ یدیه یدعوا ورفع الناس

ایدیهم مع رسول اللہ ﷺ یدعون ۔الحدیث (بخاری)

رسول اکرم ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے خشک سالی کا شکوہ کیا کہ چوپائے ہلاک ہو گئے اہل وعیال تباہ ہو گئے اور لوگ برباد ہو گئے آپ ﷺ نے یہ سن کر اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھا لئے اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ دعا کیلئے اپنے ہاتھوں کو اٹھا لیا۔

(۶) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خواتین بھی عید کی نماز کیلئے جائیں اور وہ عورتیں جن کو نماز نہیں پڑھنی (حائضہ) بھی جائیں۔

البتہ وہ نماز میں شریک نہ ہوں بلکہ **فیکبرن بتکبیرهم ویدعون**

بد عائهم یر جون بر کة ذالك الیوم وطهرته (بخاری ج ا ص ۱۳۲)

اُس دن کی برکت اور پاکیزگی کی امید رکھتے ہوئے مسلمانوں کی تکبیرات کے ساتھ تکبیر کہتی رہیں اور اُنکی دعاؤں کے ساتھ دعا کرتی رہیں۔

(۷) قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی دعا سے متعلق یہ ذکر ملتا ہے :

قد اجیبت دعوتكما کہ تم دونوں کی دعا قبول ہو گئی

(اس سے دونوں بھائیوں کی اجتماعی دعا کا اشارہ ملتا ہے)

☆ = حدیث ۵ اور ۶ سے اجتماعی دعا کی صراحت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

البتہ اس میں فرضوں کے بعد کی صراحت موجود نہیں ہے۔

(۸) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسے موقعوں پر دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

جوف اللیل الاخر ودبر الصلوٰة المکتوبات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کے آخری پہر کے درمیانی حصے میں اور فرض نمازوں کے آخر میں۔(ترمذی)

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اس کے بعد تین مرتبہ

سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِیمِ وَبِحمدِهٖ وَلا حَولَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰه پڑھو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں جنون، فالج، کوڑھ اور اندھے پن سے محفوظ رکھے گا۔(ابن السنی)

(۱۰) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا!

ایک مسلمان کی دعا اس کے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اسکی عدم موجودگی میں قبول کی جاتی ہے، دعا مانگنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے حق میں اس کی دعا جیسی دعا بھی کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

☆ = حدیث نمبر ۹ اور ۸ سے فرضوں کے بعد دعا کی ترغیب اور قبولیت ثابت ہوتی ہے۔

اور حدیث نمبر ۱۰ سے ایک کا دعا کرنا اور دوسرے کا اس دعا پر آمین کہنا ثابت ہوتا ہے اور حدیث نمبر ۴ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ صراحت بھی فرما رہی ہیں۔

کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے اور دعا میں یہ کہہ رہے تھے۔

اس تصریح سے رسول اکرم ﷺ سے دعائیہ کلمات بالجہر کہنا بھی ثابت ہوئے۔

--=--☆--=--

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس بحث کا ماحاصل

اس بحث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے :

(۱) دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا۔

(۲) اجتماعی دعا کرنا۔

(۳) فرض نمازوں کے بعد دعا کا قبول ہونا اور اس کی ترغیب۔

(۴) ایک کا دعا کرنا دوسرے کا اس پر آمین کہنا۔

(۵) دعائیہ کلمات کا بالجہر ادا کرنا۔

البتہ جہاں تک بندہ کے ناقص علم کا تعلق ہے بندہ کو ایسی کوئی روایت نہیں مل سکی جس میں ہاتھوں کے اٹھانے، اجتماعی دعا کرنے اور فرض نمازوں کے بعد کا ذکر ایک ساتھ ملتا ہو۔

علاوہ ازیں فرض نمازوں کے بعد ہمیشہ دعا کرنے کا اشارہ بھی نہیں ملتا بلکہ کبھی کبھی سلام کے فوراً بعد رسولِ اکرم ﷺ کا اٹھ کر چلے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ جو آپ اسی بحث میں پڑھ چکے ہیں جس سے دوام کے خلاف دلیل ملتی ہے لہٰذا مذکورہ دلائل کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ فرضوں کے بعد مقتدیوں کو امام کی دعا پر پابند کرنا اور اس دعا کو تکمیل نماز کا لازمی جز سمجھنا اور اس عمل کو لازم جان کر اس پر ہیشگی اختیار کرنا محتاج دلیل ہے۔

اور اگر کبھی کبھار کسی کی درخواست پر یا ضرورت اور حالات کے تقاضے کے مطابق کوئی شخص دعا کرا دیتا ہے اور مقتدیوں میں سے بھی جس کا دل چاہتا ہے اس دعا میں شریک ہو جاتا ہے تو یہ طریقہ اسلاف کے منہج کے خلاف نہیں ہے۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم دعا کیوں کرتے ہیں؟

اسلام کا شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو کہ جس پر معترض کا اعتراض وارد نہ ہوا ہو، ورنہ تو دعا جیسی نعمت بھی ان کی تنقید کا نشانہ بنے بغیر نہ رہ سکی جس پر متعدد اعتراضات کیے گئے ان کے جملہ اعتراضات اور حسبِ توفیق ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

اعتراض ﴿ ۱ ﴾

ہمیں دعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہم جو بھی دعا کریں گے اللہ تعالیٰ کو اس کے وقوع یا لاوقوع کا علم ہوگا اور اگر اللہ کے علم میں اس کا واقع ہونا ہے تو وہ ضرور واقع ہو کے رہے گی اور اگر اللہ کو اس کے واقع نہ ہونے کا علم ہے تو وہ ہرگز واقع نہ ہوگی پھر ہمارا مانگنا یا نہ مانگنا دونوں بے سود اور بے کار ہیں کیونکہ اگر اللہ کے علم میں اس چیز کا ملنا ہمارا مقدر بن چکا ہے تو ہم مانگیں یا نہ مانگیں وہ ہر صورت ملے گی اور اگر اس کا نہ ملنا ہمارا مقدر بن چکا ہے تو ہم لاکھ دعائیں کریں وہ کبھی نہیں ملے گی...... پھر ہم دعا کیوں کرتے ہیں؟......

اعتراض ﴿ ۲ ﴾

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! یا ابا هريرة جفّ القلم بما انت لاق۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰، بحوالہ بخاری)

اے ابو ہریرہ جو کچھ تجھے پیش آنے والا ہے قلمٌ (اسے لکھ کر) خشک ہو چکا۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہونے والا تھا اللہ نے آدمؑ کی تخلیق سے پچاس ھزار سال پہلے اسے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا، جب ہر چیز پہلے سے لکھی جا چکی ہے تو اس کا مانگنا، ملنا یا نہ ملنا بھی لکھا جا چکا ہے مثلاً: "ایک شخص لوحِ محفوظ میں بے اولاد لکھا جا چکا ہے اور یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ ہم اسے اولاد نہیں دیں گے پھر بھی اسے دعا کی ترغیب دی گئی جب اولاد اس کے مقدر میں ہی نہیں ہے تو پھر وہ دعا کیوں کرے؟......اور اگر دعا کرنے سے اسے اولاد کے ملنے کا امکان ہے تو پھر اللہ کا علم (تقدیر) نعوذ باللہ غلط ثابت ہوتا ہے اور اگر اولاد کا ملنا اس کا مقدر ہے تو وہ اسے مل کر رہے گی چاہے وہ نہ مانگے تب بھی ملے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کسی کو درازیٔ عمر کی دعا دیتے ہیں جب کہ لوحِ محفوظ میں پہلے سے لکھا جا چکا ہے کہ اس کی عمر کیا ہو گی اور یہ اللہ کے علم میں ہے پھر جب قلم خشک ہو گئے جس کے معنی یہ ہیں کہ اب مزید لکھنے یا ردوبدل کرنے کی گنجائش باقی نہیں ہے تو پھر درازیٔ عمر کی دعا کرنے سے اس کی عمر بڑھ نہیں سکتی اور اگر بڑھ گئی تو نعوذباللہ: اللہ کا علم (تقدیر) غلط ثابت ہو گا اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا علم کبھی غلط ہو پھر ہم دعا کیوں کرتے ہیں؟...... اعتراض بظاہر بہت وزنی اور مستحکم ہے لیکن دونوں اعتراضات کی بنیاد ایک ہے اور نتیجہ بھی

جواب :-

سلف صالحین میں سے بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اللہ کے علم میں اگر اس کے واقع ہونے کا علم ہے تو طالب ضرور دعا کرے گا اور اگر اللہ کو اسکے لاوقوع کا علم ہے تو وہ ہرگز دعا نہیں کرے گا، لیکن یہ جواب ناقص ہے، کیونکہ معاشرے میں ایسے بے شمار لوگ دیکھے گئے ہیں جو عمر بھر اپنے بچوں کی نیک نامی کی دعائیں کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد اپنی عمر گناہ کے راستوں پر گزار دیتی ہے لہٰذا یہ جواب نہ ہوا۔

درحقیقت یہ اعتراضات معتزلہ اور ملحدین کی طرف سے کیے گئے ہیں جواب سے پہلے ان کے پیش کردہ دلائل کی غلطی پکڑنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اس اعتراض کی روشنی میں اہل اسلام کے دو گروہ وجود میں آئے "جبریۓ اور قدریۓ" ایک کا نظریہ یہ تھا کہ جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے ہم وہ کچھ کرنے پر مکلّف ہیں، ہم اگر گناہ کرتے ہیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں اور اگر نیکی کرتے ہیں تو اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں کیونکہ پہلے سے لکھا جا چکا تھا اس لیے ہمیں ویسا کرنا تھا ورنہ نعوذباللہ اللہ کا علم غلط ہو جاتا۔

اور دوسرے نے اس اعتراض سے بچنے کے لیے سرے سے تقدیر کا انکار کر دیا کہ تقدیر وغیرہ کچھ نہیں انسان اپنی مرضی اور ارادے کا خود مالک ہے اور اس آزادی کی وجہ سے وہ اپنی تقدیر خود بناتا ہے اور یہ دونوں نظریات باطل ہیں۔

غور طلب بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے واقع ہونے کا جان لیا تو اس کا واقع ہونا واجب ہو گیا اور جس چیز کا واقع نہ ہونا جان لیا تو اس کا واقع ہونا محال ہے تو اس میں واجب کیا شے ہے......؟

واجب اس کا واقع ہونا ہے، وہ شے فی نفسہ واجب نہیں ہے، وہ جیسی ہے ویسے رہے گی

مثلاً: اللہ تعالیٰ نے یہ جان لیا کہ زید کو ایک ھزار روپیہ ملے گا تو اس کا ملنا اس کے علم میں ہے اور وہ قطعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور واجب ہے جب کہ ایک ہزار روپیہ فی نفسہ ممکن ہے واجب نہیں۔

یعنی کسی شے کے وقوع کا واجب ہونا یہ نہیں چاہتا کہ وہ شے بھی واجب ہو مثلاً انسان کے لیے جسم کا ہونا واجب ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ انسان ہو اور جسم نہ ہو جس طرح آگ کے لیے حرارت کا ہونا واجب ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ آگ ہو اور حرارت نہ ہو آگ سے حرارت کا جدا ہونا محال اور نا ممکن ہے، جس طرح انسان کے جسم سے اس کا جدا ہونا محال اور نا ممکن ہے۔

انسان مخلوق ہے اور یہ ممکن ہے، اس کا جسم مخلوق ہے اور یہ ممکن ہے، اسی طرح آگ مخلوق ہے، حرارت مخلوق ہے، یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے لیے اس قدر واجب ہیں کہ ہم آگ کو دیکھ کر حرارت کا پتہ دے سکتے ہیں اور حرارت محسوس کر کے آگ کی خبر دے سکتے ہیں۔

واجب اسے کہتے ہیں کہ کوئی چاہے یا نہ چاہے وہ ہر حال میں ہو اور محال اسے کہتے ہیں کہ کوئی چاہے یا نہ چاہے وہ نہ ہو اور ممکن یہ ہے کہ چاہے ہو، چاہے نہ ہو، یعنی نہ وقوع لازم اور نہ لا وقوع لازم بلکہ دونوں ممکن ہوں۔

لہٰذا اختلاف خدا کی مشیت پر نہیں، ورنہ جو چیز ہمارے لیے محال اور نا ممکن ہے وہ اللہ کی مشیت کے آگے محال اور نا ممکن نہیں ہے۔

مثلاً: ہم آگ سے اس کی حرارت کو جدا نہیں کر سکتے...... جب کہ اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں رکھا اور آگ سے حرارت کو جدا کر لیا...... یہ اس کی مشیت تھی جب کہ تقدیر اُس کا علم ہے اس کی مشیت نہیں۔ یہی بنیادی غلطی ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑوں کے قدم پھسل گئے۔

ہم جو کچھ کائنات میں کر رہے ہیں وہ اس لیے نہیں کر رہے کہ اللہ نے ہماری تقدیر میں اُسے لکھ دیا ہے بلکہ اللہ نے اس فعل کو ہماری تقدیر میں اس لیے لکھا کہ ہمیں ایسا کرنا تھا۔

﴿ ۲ ﴾ .... اللہ تعالیٰ اپنے علم سے مطلع ہے جبکہ بندہ اس کے علم سے مطلع نہیں ہے۔

مثلاً اللہ کے علم میں کسی چیز کا اگر واقع ہونا ہے تو اس کا علم صرف اللہ کو ہے بندہ کو نہیں اور اگر اس چیز کا واقع نہ ہونا اللہ کے علم میں ہے تو اس سے بھی بندہ آگاہ نہیں صرف اللہ عالم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بندہ جاہل، اس لیے بندہ اپنے جہل کی بنیاد پر اس چیز کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے اِمکان کا یقین رکھتا ہے اور اسی اِمکان کی بنیاد پر وہ دربارِ الٰہی میں دست بدعا ہوتا ہے کیونکہ ممکن کیلیے دعا کی جاسکتی ہے، اس کا نہ ملنا ہمارے علم میں نہیں ہوتا اور اس کے ملنے کا امکان موجود ہوتا ہے اسی امکان کی بنیاد پر ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

۳ ...... رہا یہ اعتراض کہ جب تقدیر لکھ کر قلم ہی خشک ہو چکا اور اب اس میں ردوبدل کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی تو پھر دعا مانگنا بے کار ٹھہرا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری دعائیں تقدیر کو نہیں بدلتیں، لیکن جب لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی تھی تو ہمارا دعا مانگنا بھی لکھا ہوا تھا اور وہاں یہ بھی درج تھا کہ اس کی عمر (AGE) پچاس سال ہوگی پھر یہ دعا کرے گا ہم اس کی دعا کو قبول کریں گے اور اس کی عمر میں دس سال بڑھا دیں گے اور اس طرح اس کی عمر ساٹھ سال ہو جائے گی تو بدلا کچھ بھی نہیں ہے۔

اس لیے کہ جو کچھ ہماری دعا کے نتیجے میں بدلا ہے وہ بھی پہلے سے لکھا جا چکا تھا۔

جہاں اللہ نے قضاوقدر لکھی ہے وہاں تغیر وتبدل اور گھٹانے بڑھانے کے کل اختیارات بھی لکھے ہوئے ہیں وہاں لکھا تھا کہ اسے کچھ نہ ملے گا،

مگر اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ دعا کر مجھ سے مانگ تو میں تجھے دوں گا،

اب بندے نے دعا کی اللہ نے اسے دے دیا،

گویا کچھ نہ ملنا مٹا دیا اور ملنا لکھ دیا اور یہ مٹانا اور لکھنا بھی پہلے سے ہو چکا،

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **يمحوا الله ما يشاء ويثبت** ...... کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے: **وعنده ام الكتب** ..... کتاب (لوحِ محفوظ) اس کے پاس ہے۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ صدقہ ردّ البلا ہے یعنی صدقہ کرنے سے آنے والی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صدقہ کرنے سے تقدیر بدل جاتی ہے،

صدقہ کرنے یا دعا کرنے سے درحقیقت تقدیر تبدیل نہیں ہوتی بلکہ تقدیر میں یہ تبدیلی بھی شامل تھی یعنی تقدیر لکھ کر جب قلم خشک ہوا تو وہ یہ تبدیلیاں لکھ کر خشک ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض : ۳ قرآن مجید میں آتا ہے! ادعونی استجب لکم
مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کرتا ہوں۔
اور دوسری جگہ فرمایا کہ جب بھی پکارنے والا مجھے
پکارتا ہے میں اس کی پکار کو فوراً قبول کرتا ہوں۔

لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی دس دس بیس بیس برس ایک ہی دعا کرتا رہتا ہے لیکن اس کی شنوائی نہیں ہوتی پھر اللہ کے قبول کرنے سننے اور اس کے قریب ہونے کے کیا معنی ہیں۔

جواب:-

حدیث میں آتا ہے دعا قبول ہونے کے تین طریقے ہیں :-

(۱) جو کچھ بندے نے مانگا اللہ نے وہی دے دیا

(۲) بندے نے جو مانگا تھا اللہ نے اپنی حکمت اور علم کے مطابق بندہ کے حق میں بہتر نہیں سمجھا اس کے بدلہ کوئی اور چیز دے دی۔

(۳) جو کچھ بندہ نے مانگا نہ تو اسے وہ دیا گیا اور نہ ہی اس کے بدلے میں کوئی اور چیز دی گئی بلکہ اس کی دعا کے صلہ کو آخرت کیلئے محفوظ کر لیا گیا۔

بعض روایات میں چوتھی چیز بھی وارد ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے بدلے میں اسے دیتا تو کچھ نہیں، البتہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور یہ معافی بھی عطا کرنے کے برابر ہے،

تو معلوم یہ ہوا کہ مؤمن کی دعا کسی حال میں رائگاں نہیں جاتی بلکہ وہ ہر حال میں قبول ہوتی ہے اگرچہ ہم اپنی کم علمی کی وجہ سے اپنی مطلوبہ چیز کو نہ پا کر ہم یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی، جبکہ اس کے بدلے میں اللہ نے کتنی بہتر چیز عطا کر دی ہے اس پر ہماری نظر نہیں ہوتی۔

فلسفۂ دعا

جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہے۔
اس حدیث کی روشنی میں جو بندہ اپنے رب پر جتنا اعتماد و یقین اور بھروسہ رکھ کر دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کی دعا کو قبول کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ نے اللہ سے دعا کی تو آپ کے دل میں کئی ایک باتوں کا موجود ہونا ضروری ہے،

مثلاً: جب آپ یہ کہتے ہیں "اے اللہ فلاں چیز مجھے عطا کر دے" تو اس سے

پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ اللہ کو جانتے ہیں، جبھی تو آپ نے اسے پکارا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ سننے پر قادر ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ کا یہ بھی یقین ہے کہ وہ آپ کی مشکل کو حل کرنے پر قادر ہے۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ کا یقین ہے کہ آپ کے پکارنے پر اس کی رحمت ضرور آپ کی طرف متوجہ ہوگی۔

پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ کا یہ بھی یقین ہے کہ اس کے سوا کوئی اور میری اس مشکل کو حل کرنے پر قادر نہیں ہے، گویا اللہ کی دربار میں آپ کا دستِ سوال دراز کرنا آپ کے مؤمنِ کامل اور موحد کامل ہونے کا صرف ٹائٹل (Title) ہی نہیں بلکہ دیکھنے والوں کیلئے درسِ توحید بھی ہے، یہی فلسفۂ دعا ہے۔

اگرچہ یہ واقعہ حدیث میں تو نہیں ہے لیکن سبق کے طور پر اسے بیان کئے دیتا ہوں،

کہا جاتا ہے "کہ ایک نابینا شخص طویل عرصہ تک مسجد میں آتا رہا اور روزانہ اللہ کی جناب میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتا رہا

بالآخر گھنٹے دنوں میں، دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدلتے چلے گئے وہ مسلسل یقین اور اعتماد کے ساتھ دربارِ الٰہی میں بلاناغہ حاضری دیتا رہا اور گڑگڑا کر رب العالمین سے ایک ہی دعا مانگتا رہا کہ "اے اللہ میری بینائی لوٹا دے"

لیکن اسے کچھ نہ ملا،

ایک دن دعا کرتے کرتے اس کی آنکھ لگ گئی اور خواب میں کسی کہنے والے نے کہا!

کہ تیرا آنا ہمیں اچھا نہیں لگتا ، للٰذا کل سے ہمارے دروازے پر نہ آنا!

لیکن دوسرے دن وہ پھر ہمیشہ کی طرح حاضر ہوا

اور گڑگڑا کر اللہ سے دعا مانگنے لگا، آج اس کی پھر آنکھ لگ گئی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کہا گیا کہ ہم نے تمہیں یہاں آنے سے روکا تھا تو پھر کیوں آیا ہے......؟

تو اس نے کہا کہ آج اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ تجھ سے یہ پوچھ سکوں کہ

اگر تیرے در پر نہ آؤں، تو پھر کس کے در پہ جاؤں......؟

بس یہ کہنا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ اس کی بینائی لوٹ آئی ہے۔

گویا اللہ نے اس کے اس پختہ عزم اور یقین کی بنا پر اس کی دعا کو قبول فرمالیا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب اللہ سے مانگو تو یہ نہ کہو :

اللھم اغفرلی ان شئت : کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ یہ کہو :

اللھم اغفرلی : اے اللہ مجھے بخش دے۔

یعنی دعا کرتے وقت اس کی مشیت کی قید نہ لگاؤ اس لئے کہ اسے تو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے جس طرح وہ نہ بخشنے پر قادر ہے اسی طرح وہ بخشنے پر قادر ہے۔ لہٰذا اچھا گمان کر کے اور اچھی امید رکھ کر اس سے مانگا جائے تو وہ ضرور نواز تا ہے۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

توسل فی الدعاء

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

واذا سألك عبادی عنی فانّی قریب

جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں کہ

(میں انکے قریب ہوں یا دور تو بتادینا) بے شک میں قریب ہوں۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا :

نحن اقرب الیه من حبل الورید

میں بندے کی رگِ حیات سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں۔

عموماً ضعیف العقیدہ لوگ مثالیں دیا کرتے ہیں کہ جس طرح مکان کی چھت پر چڑھنے کیلئے تمہیں سیڑھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت ہوا کرتی ہے، عدالت میں جانے کیلئے وکیل کی ضرورت پڑتی ہے تو رب سے کچھ مانگنے کیلئے بھی واسطے اور وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثال درست اور تشبیہ غلط ہے، مکان کی چھت پر چڑھنے کیلئے تمہیں سیڑھی کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ چھت ہم سے دور ہے لیکن یہاں تو رحمت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں تمہارے قریب ہوں کبھی مجھے اپنے سے دور نہ سمجھنا۔

جج کے پاس وکیل کی ضرورت اسلیئے پڑتی ہے کہ جج مغرور ہے وہ ڈائریکٹ آپ سے بات کرنا پسند نہیں کرتا جبکہ اس کی بے پایاں رحمت کا یہ عالم ہے کہ وہ خود پکار کر کہتا ہے "**هل من مستغفر**" کوئی ہے جو مجھ سے بخشش کا طلب گار بنے تاکہ میں اسے بخش دوں......، پھر ایسی مہربان اور اقرب ذات کے لیے غیر اللہ کے واسطے اور وسیلے تلاش کرنا اسکی بے پناہ رحمت کا انکار ہے۔

بعض لوگ دعا کرتے وقت اللہ کی ذات کو اس کی مخلوق کے واسطے دیتے ہیں، تجھے رسول کا واسطہ، تجھے حسن و حسین کا واسطہ، تجھے فاطمہ و علی کا واسطہ یا یوں کہتے ہیں "نبی کے صدقے میری یہ دعا قبول کرنا" یہ تمام کلمات عقیدہ توحید کے صریحاً خلاف اور شرک پر مبنی ہیں۔

واسطہ اور وسیلہ تو اسے دیا جاتا ہے جو ان شخصیات کی بات ماننے پر مجبور ہو اور ان کی بات ٹالنے پر قادر نہ ہو جبکہ رب العالمین تو قادر مطلق ہے وہ چاہے تو انبیاء کی بات رد کردے اور چاہے تو ابلیس کی درخواست قبول کرلے وہ مرضی کا مالک ہے وہ سب سے باز پرس کر سکتا ہے لیکن اُس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں لہٰذا وہ نہ تو انبیاء کا محتاج ہے نہ کسی دوسرے بزرگ کا۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں بہت سی دعاؤں کا تذکرہ موجود ہے جو "اللّٰھم" سے شروع ہوتی ہیں یا پھر "ربنا" اور "ربِّ" سے شروع ہوتی ہیں۔ قرآنِ مجید کا یہ اُسلوب بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ جب بھی مانگو ڈائریکٹ (Direct) اللہ سے مانگو۔ البتہ اللہ کی ذات کو اللہ کے صفاتی ناموں کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔

مثلاً: آپ یوں دعا کریں کہ "یا اللہ تجھے تیرے رحمٰن و رحیم ہونے کا واسطہ مجھے معاف فرمادے" تو یہ کہنا درست ہے۔

اسی طرح زندہ شخص سے آپ دعا کرا سکتے ہیں کہ آپ نیک آدمی ہیں میرے لئے دعا فرمادیجئے یہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست ہے کیوں کہ اس سے عقیدہ توحید میں خلل واقع نہیں ہوتا جب آپ کسی زندہ شخص سے دعا کی درخواست کرتے ہیں وہ آپ کے سامنے بارگاہِ ایزدی میں دستِ دعا دراز کر دیتا ہے جسے آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ میں تو اس کے پاس آیا تھا لیکن اس نے بھی اُسی ذات کے آگے ہاتھ اٹھا لئے ہیں تو معلوم یہ ہوا کہ یہاں سبھی فقیر ہیں غنی تو صرف وہی ہے۔

ہر چیز مسببِ سبب سے مانگو
منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو
کیوں ہاتھ پھیلاتے ہو غیروں کے آگے
اگر رب کے بندے ہو تو رب سے مانگو

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت اس وقت کیا جاتا ہے جب قرآنِ مجید کی ایسی آیت پڑھی یا سنی جائے جو سجدہ والی ہو۔
قرآن مجید میں ایسی آیات پندرہ ہیں۔ (ابو داؤد)
جن میں سے ایک آیت فقہا کے نزدیک اختلافی ہے۔
اگر نماز کی حالت میں امام ایسی آیات کی تلاوت کرے تو امام اور مقتدی دونوں یہ سجدہ ادا کریں۔
امام اس آیت کو پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور صرف ایک سجدہ کر کے دوبارہ قیام میں کھڑا ہو جائے اور قرآت کو وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی، یعنی سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔
حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی انہوں نے نماز میں " اذا السماءُ انشقّت "پڑھ کر سجدہ کیا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا :

سجدت فيها خلف ابى القاسم ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلا ازال اسجد فیها حتی القاه۔ (بخاری،مسلم)

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اسی سورت میں سجدہ کیا لہٰذا اب میں عمر بھر اس میں سجدہ کرتا رہوں گا۔

سجدۂ تلاوت کی دعا

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ

بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے بنایا

اور اس کے کان بنائے اس کی آنکھیں بنائیں اور بابرکت

ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔ (مستدرک حاکم)

(۲) سجدۂ تلاوت کر لیا جائے تو اجر و ثواب ہے اور اگر کبھی ترک کر دیا جائے تو گناہ لازم نہیں آتا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا ادا کرنا اور اس کا ترک دونوں ثابت ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ''سورۃ النجم'' میں سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور آدمیوں نے بھی سجدہ کیا۔ (بخاری)

(۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی اور سجدہ نہ کیا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سجدۂ تلاوت فرض یا واجب ہوتا تو آپ ﷺ خود بھی سجدہ فرماتے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی سجدہ کرنے کا حکم دیتے خود بھی نہ کرنا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نہ کرنے پر بھی خاموشی اختیار کرنا سجدۂ تلاوت کے ترک کے جواز کی دلیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدۂ تلاوت کے محل

قرآنِ مجید میں مذکورہ پندرہ مقامات درج ذیل ہیں :

(۱)	پارہ نمبر ۹	سورہ اعراف	آیت نمبر ۲۰۶	وله يسجدون۔
(۲)	پارہ نمبر ۱۳	سورہ رعد	آیت نمبر ۱۵	والآصال۔
(۳)	پارہ نمبر ۱۴	سورہ نحل	آیت نمبر ۵۰	مايؤمرون۔
(۴)	پارہ نمبر ۱۵	سورہ بنی اسرائیل	آیت نمبر ۱۰۹	خشوعاً۔
(۵)	پارہ نمبر ۱۶	سورہ مریم	آیت نمبر ۵۸	وبكيّا۔
(۶)	پارہ نمبر ۱۷	سورہ حج	آیت نمبر ۱۸	مايشاء۔
(۷)	پارہ نمبر ۱۷	سورہ حج	آیت نمبر ۷۷	تفلحون۔
(۸)	پارہ نمبر ۱۹	سورہ فرقان	آیت نمبر ۶۰	نفوراً۔
(۹)	پارہ نمبر ۲۰	سورہ نمل	آیت نمبر ۲۶	العظيم۔
(۱۰)	پارہ نمبر ۲۱	سورہ سجدہ	آیت نمبر ۱۵	لايستكبرون۔
(۱۱)	پارہ نمبر ۲۳	سورہ ص	آیت نمبر ۲۴	واناب۔
(۱۲)	پارہ نمبر ۲۴	سورہ حٰم سجدہ	آیت نمبر ۳۸	لايسئمون۔
(۱۳)	پارہ نمبر ۲۷	سورہ نجم	آیت نمبر ۶۲	واعبدوا۔
(۱۴)	پارہ نمبر ۳۰	سورہ انشقاق	آیت نمبر ۲۱	لايسجدون۔
(۱۵)	پارہ نمبر ۳۰	سورہ علق	آیت نمبر ۱۹	واسجد واقترب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ سہو

نماز میں بھول چوک ہو جانے اور رکعات کی کمی پیشی کی صورت میں سجدۂ سہو کو مشروع رکھا گیا ہے۔
بہت سی مساجد میں ایسے ائمہ کو بھی دیکھا گیا ہے جو اس قسم کے مسائل سے قطعی آگاہ نہیں ہوتے بلکہ جہاں سجدۂ سہو کرنے کا محل ہوتا ہے وہاں چھوڑ دیتے ہیں اور جہاں نہیں ہوتا وہاں کر لیتے ہیں۔
درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ان دو سجدوں کو نماز میں واقع ہونے والے کسی نقص، کمی، زیادتی، اضافہ اور کسی قسم کے شک کی تلافی کیلئے رکھا ہے۔

مثال کے طور پر کسی شخص نے ظہر کے چار فرضوں کی بجائے دو یا تین رکعتوں پر سلام پھیر دیا یا عصر کے چار فرضوں کی بجائے پانچ پڑھ لئے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم ہے۔
چنانچہ حدیثِ پاک میں وارد ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز بڑھا دی گئی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا!

ایسی بات نہیں ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں،

یہ سن کر آپ ﷺ نے دو سجدے کئے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں ایسے بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ پس جب میں بھولا کروں تو مجھے یاد دلایا کرو۔ (بخاری، مسلم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں زیادتی ہو جائے تو وہ بھی سہو کے دو سجدوں سے زائل ہو جاتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں سہو کیوں واقع ہوتا ہے ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

ان احدکم اذا قام یصلّی جاء ہ الشیطنُ فلبس علیه

حتّی لایدری کم صلّی فاذاوجد ذالك احدُکم

فلیسجد سجدتین وھو جالس (بخاری،مسلم)

کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے

تو شیطان اس کے پاس آکر اسے شبہ میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ

اس کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں پس جب

تم میں سے کسی کو ایسی حالت پیش آئے تو بیٹھ کر (سجدہ سہو کے)

دو سجدے کرے۔.................................... (بخاری، مسلم)

سجدۂ سہو سلام سے پہلے یا بعد

سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے اور سلام کے بعد بھی دونوں صورتیں مسنون ہیں۔

بعض نے نماز میں کمی واقع ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کو سلام سے پہلے مسنون جانا اور زیادتی ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد دو سجدوں کے کرنے کو مسنون جانا،

لیکن اس مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسی قسم کی نص موجود نہیں ہے اور یہ پابندی ایک تکلف سے زیادہ کچھ نہیں اور جن روایات میں زیادتی واقع ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدہ کرنے کا ذکر ہے تو یہ محض اتفاق ہے ورنہ شارع علیہ السلام سے اس قسم کی کوئی تصریح ثابت نہیں ہے۔

اس ضمن میں چند احادیثِ مبارکہ درج ذیل ہیں :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) حضرت عطاء بن یسارؒ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پیدا ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو شک کو دور کرے اور خاص تعداد کا یقین کرے پھر اس یقین کی بنیاد پر نماز مکمل کرے اور سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہونگی تو یہ دو سجدے ان کو چھ بنا دیں گے اور پوری چار پڑھی ہونگی تو یہ سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہونگے۔

فائدہ:-

شک ہمیشہ دو چیزوں کے مابین واقع ہوتا ہے۔

اگر دو رکعت والی نماز ہے تو اسے دو اور ایک کے درمیان شک ہو گا یا دو اور تین کے درمیان شک ہو گا۔

اسی طرح اگر چار رکعت والی نماز ہے تو اسے تین اور چار کے درمیان شک ہو گا یا چار اور پانچ کے درمیان شک ہو گا اور اگر تین رکعت والی نماز ہے تو اسے دو اور تین رکعت کے درمیان شک ہو گا۔

کسی خاص تعداد پر یقین کر لیا جائے، یقین کر لینے کا طریقہ یہ ہے کہ کم تعداد پر فیصلہ کرے کیونکہ جب تین اور چار کے درمیان شک ہو گا تو تین یقینی ہو گا اور چار مشکوک،

دو اور تین کے درمیان شک کی صورت میں دو یقینی ہو گا اور تیسرا مشکوک۔ ایک اور دو کے درمیان شک کی صورت میں ایک یقینی ہو گا اور دوسرا مشکوک، لہٰذا کم تعداد پر فیصلہ کر کے ایک رکعت اور پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں۔

اس حدیث سے دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ نے سلام سے پہلے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور دوسری رکعت پر تشہد بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ آپ ﷺ تکمیل نماز تک پہنچ گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سلام کا انتظار کرنے لگے آپ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور دو سجدے سلام سے پہلے کئے اور پھر سلام پھیرا

(بخاری، مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:-

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قعدہ اولیٰ فرض یا واجب نہیں ہے ورنہ اس کے ترک سے وہ رکعت لوٹائی جاتی جب کہ آپ ﷺ نے سجدہ سہو تو کیے لیکن نہ رکعت لوٹائی اور نہ ہی قعدہ کو دہرایا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر نماز کا ایسا عمل رہ جائے جو رکن کا درجہ نہ رکھتا ہو۔ تو اس کے ترک پر صرف دو سجدے کافی ہیں اس عمل کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
تیسری بات سلام سے پہلے سجدہ کرنا ثابت ہوئی۔

(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب امام دو رکعتوں کے بعد (بھول کر) کھڑا ہو جائے لیکن ابھی سیدھا کھڑا نہ ہو اور اسے قعدہ یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو نہ بیٹھے...... اور دو سجدے سہو کے کرے۔ (ابو داؤد)

(۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور اپنے گھر تشریف لے گئے،
پس ایک شخص جس کا نام "خرباق" تھا اور اس کے ہاتھ طویل تھے اس نے کہا:
"اے اللہ کے رسول ﷺ واقعہ یہ ہے (اس نے یہ بات کہہ دی) آپ ﷺ غصہ کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچ کر اس واقعہ کی تصدیق چاہی سب نے اس کی تصدیق کی تب آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔ (مسلم)

فائدہ:-

اس حدیث میں سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا بھی ثابت ہوا۔

(ii) سلام پھرنے کے بعد اگر امام اور مقتدی گفتگو بھی کرلیں تب بھی پہلی نماز پر بنا باقی رہے گی اور اس گفتگو کے بعد صرف چھوٹی ہوئی رکعتیں ادا کرکے سجدہ سہو کریں مکمل نماز دہرانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

(iii) سجدہ سہو سلام کے بعد کیا گیا ہے، جبکہ ایک رکعت کم پڑھی گئی تھی جس سے ان لوگوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کی نفی ہوتی ہے جو کمی کی صورت میں سجدہ سہو کو سلام سے پہلے ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

سجدۂ سہو کن کن حالتوں میں کیا جاتا ہے

(۱) نماز کے کسی رکن کے کم ہو جانے کی صورت میں یا بڑھ جانے کی صورت میں۔

(۲) قعدہ اولیٰ چھوٹ جانے کی صورت میں۔

(۳) تعداد رکعات میں شک پیدا ہو جانے کی صورت میں۔

ان تینوں صورتوں میں رسول اکرم ﷺ سے صریح نص کے ساتھ سجدۂ سہو ثابت ہے۔

اس کے علاوہ تمام اقسام اجتہادی ہیں۔

نماز میں پڑھی جانے والی دعاؤں پر یا قرأت کی کسی غلطی پر سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

جماعت کی صورت میں مقتدی سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے، البتہ امام کی کسی غلطی پر مقتدیوں کو بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

جب کوئی رکن چھوٹ جائے

ارکانِ **نماز** کے ترک سے وہ رکعت شمار نہیں ہوگی جس رکعت میں رکن چھوٹ گیا ہو۔

مثلاً قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ آخری یہ نماز کے اہم ارکان ہیں اگر رکعت میں رکوع بھول جائے تو وہ رکعت شمار نہ ہوگی اسی طرح دونوں سجدہ یا کوئی ایک سجدہ بھول جائے تب بھی رکعت شمار نہ ہوگی اسی طرح قیام اور آخری قعدہ بھول جائے تب بھی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی ایسی صورت میں محض سجدۂ سہو پر اکتفاء کر لینا اور رکعت نہ دہرانا محتاجِ دلیل ہے۔

مثال:۔

اگر کوئی شخص نماز کی کسی رکعت میں قیام سے سیدھا سجدہ میں چلا جاتا ہے اور رکوع کرنا بھول جاتا ہے اور اسے نماز کے آخر میں یاد آتا ہے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے، اگر تو اس سے متصل بعد والی رکعت میں یاد آتا ہے تو جس رکعت کا رکوع چھوٹا ہے اسے شمار ہی نہ کرے اور بعد والی رکعت کو پہلی کی جگہ شمار کرے اور اسی طرح تمام رکعات پوری کرے اور آخر میں سلام سے پہلے یا بعد سہو کے دو سجدے کرے اور اس کے بعد سلام پھیر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اگر کسی کا قیام چھوٹ جاتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک سجدہ یا دونوں سجدے چھوٹ جاتے ہیں تب بھی یہ حکم ہے کہ وہ رکعت دہرائے۔

(۳) اگر سلام کے بعد علم ہوا کہ اس کا سجدہ چھوٹا ہے تو سلام کے بعد کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرے پھر سلام کے وقت دو سجدے کرے۔

بعض حضرات نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کسی کا سجدہ چھوٹ جائے تو وہ نماز کے آخر میں تین سجدے کر لے ایک سجدہ وہ جو چھوٹ چکا تھا اور دو سجدے سہو کے،

لیکن اس کیلئے شارع علیہ السلام سے کوئی دلیل وارد نہیں ہے۔ جبکہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول بھی موجود ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نماز کے آخر میں اس رکعت کو دوبارہ ادا کرے پھر دو سجدے کرے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دونوں قول **بخاری ج ۱ ص ۹۵** پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں (اذا لم یتم سجوده) (جب نہ پورے ہوں کسی کے سجدے) یہ باب باندھ کر درج ذیل حدیث لائے ہیں:

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

انّه رأى رجلاً لايتمّ ركوعهٗ ولا سجودهٗ فلمّا

قضٰى صلٰوته قال له حذيفه ما صلّيت واحسبه

قال لو متّ متّ علىٰ غير سنّةِ محمدٍ ﷺ

بے شک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجود ٹھیک سے ادا نہیں کر رہا تھا پس جب اس کی نماز ختم ہوئی تو اس سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ اگر تو (اسی نماز پر) مرا تو طریقہ محمدی ﷺ سے ہٹ کر مرے گا۔.................................(بخاری ج ۱ ص ۱۱۲)

اس حدیثِ پاک سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ جس شخص نے رکوع تو کیا لیکن ٹھیک سے نہیں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ تو کیا لیکن ٹھیک سے نہیں کیا۔ اسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نماز کے اہم رکن ہیں اسی طرح بخاری شریف کی وہ روایت بھی مدِ نظر رہنی چاہیے جس میں صحابیِ رسول ﷺ تین مرتبہ نماز پڑھتا ہے اور تینوں دفعہ رسول اکرم ﷺ اسے ایک ہی جملہ فرماتے ہیں کہ جا تو دوبارہ نماز پڑھ، اس لئے کہ تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔

حالانکہ اس صحابیؓ نے رکوع اور سجدے کو چھوڑا نہیں تھا بلکہ رکوع اور سجدے کا حق ادا نہیں کیا تھا اور آپ ﷺ نے اسے صرف رکوع اور سجدے دہرانے کا حکم نہیں دیا بلکہ پوری نماز دہرانے کا حکم دیا تھا چونکہ رکوع اور سجدے ہر رکعت کے اہم رکن تھے اس لئے اسے ہر رکعت دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو جس باب کے تحت لائے ہیں وہ باب بھی بالخصوص قابلِ توجہ ہے۔

"باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالا عادة"

نبی کریم ﷺ کا نماز لوٹانے کا حکم دینا اس شخص کو جس نے اپنے رکوع کو پورا نہ کیا)..........(بخاری ج ا ص ۱۰۹)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اِس باب اور اِس کے تحت لائی گئی حدیث کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی نمازی سے نماز کے اندر ارکانِ نماز چھوٹ جائیں، چاہے وہ عمداً ہوں، سہواً ہوں یا تساہلاً تو اسے نماز کے آخر میں صرف وہی رکن لوٹانا کافی نہیں ہوگا۔

بلکہ سہواً چھوٹ جانے کی صورت میں پوری رکعت لوٹانی ہوگی اور اگر عمداً یا تساہلاً کوئی رکن چھوٹا ہے تو پوری نماز لوٹانی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

سجدہ شکر

جب کسی مؤمن بندہ کو اللہ کی طرف سے کوئی نعمت حاصل ہوتی ہے یا کوئی مسرت و خوشی میسّر آتی ہے تو وہ اپنے مالک کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ میں گر جاتا ہے اسی سجدہ کا نام سجدۂ شکر ہے یہ ایک مشروع عمل ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے بارہ میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی مسرت و شادمانی حاصل ہوتی آپ ﷺ فوراً سجدۂ شکر بجالاتے۔..............(ترمذی، ابو داؤد)

(۲) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ نے ایک کوتاہ قد شخص کو دیکھا
تو آپ ﷺ اللہ کا شکر ادا کرنے کیلئے سربسجود ہوئے۔
(یہ سجدہ گویا شکرانے کے طور پر تھا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں اس عیب سے پاک رکھا) (مشکوٰۃ)

چند ضمنی اعتراضات کے ضمنی جوابات

اعتراض نمبر ۱:-

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز میں کچھ اضافہ ہو یا کمی
سہو کے دو سجدے انہیں کفایت کرتے ہیں۔ (مسلم) لہٰذا صرف سجدوں پر اکتفا کیا جائے۔

جواب:-

اس حدیث کا عموم اگرچہ اسی مفہوم کا متقاضی ہے جسے اعتراض میں ظاہر کیا گیا ہے، لیکن یہ مفہوم اس وقت کارگر ہو سکتا تھا جب اس کے عموم کو کوئی شرعی قرینہ خاص کرنے والا نہ ہوتا۔ چنانچہ احادیث میں یہ صراحت بیان ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ نے کمی ہو جانے کی صورت میں پہلے وہ رکعتیں ادا کیں پھر سہو کے دو سجدے کیے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ارکان میں کمی کو مطلق سہو کے دو سجدے کفایت نہیں کرتے۔

البتہ اضافہ کیلئے مطلق سہو کے دو سجدے کافی ہیں جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حدیث وارد ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں تو معلوم ہونے پر آپ ﷺ نے دو سجدے ادا کیے۔

اعتراض نمبر ۲:-

حدیث میں یہ تو صراحت ملتی ہے کہ رکعت چھوٹ جانے پر آپ ﷺ نے رکعت دہرائی لیکن یہ کہیں صراحت نہیں ملتی کہ آپ ﷺ نے رکوع یا سجدہ چھوٹ جانے پر بھی رکعت دہرائی ہو

جواب:-

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں یہ بات صراحتاً بیان ہو چکی ہے کہ رکوع، سجدہ، قیام اور قعدہ آخری یہ تمام ارکانِ نماز میں سے ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع اور سجدہ مکمل نہ ہونے پر نماز کے اعادہ کا باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھا ہے۔

(۲) جب رکعت کو آپ ﷺ نے رکن تسلیم کر لیا تو مسئلہ آسان ہو گیا اس لئے کہ رکعت خود کوئی چیز نہیں ہے۔ رکعت = قیام + رکوع + قومہ + دو سجدے + آخری قعدہ۔

کم سے کم نماز ایک رکعت ہے جس طرح اہلِ حدیث حضرات ایک رکعت وتر بھی پڑھا کرتے ہیں اور اس رکعت میں مذکورہ ارکان شامل ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی چیز چھوٹے گی تو رکعت مکمل نہیں ہو گی جب رکعت مکمل نہ ہوئی تو نماز بھی مکمل نہ ہوئی۔

نماز کی عدم تکمیل جس وجہ سے ہے جب تک وہ وجہ دور نہ کی جائے گی، نماز نہیں ہو گی۔

لہذا رکوع، سجدہ، قیام، آخری قعدہ ان میں سے کوئی بھی چیز چھوٹ جائے اور وہ اپنے محل میں یاد آجائے تو اسے ادا کر لینا کافی ہے۔

اور اگر اپنے محل کے بعد اور کسی رکعت میں یاد آئے یا سلام پھرنے کے بعد یاد آئے تو وہ رکعت شمار نہیں ہو گی، پہلے وہ رکعت ادا کی جائے گی پھر سہو کے دو سجدے ادا کئے جائیں گے تب نماز مکمل ہو گی۔

اعتراض نمبر ۳:-

آخری قعدہ کو نماز کا رکن مانا گیا ہے تو قعدہ اولیٰ کو رکن تسلیم کیوں نہیں کیا جا سکتا...... ؟۔

جواب :-

(۱) اس کی دو وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ قعدہ اولیٰ کے چھوٹ جانے پر آپ ﷺ نے اُسے دوبارہ ادا نہیں فرمایا بلکہ صرف سہو کے دو سجدوں پر اکتفا کیا، اگر یہ رکن ہوتا تو آپ اسے ضرور ادا فرماتے۔

(۲) نماز کی کم سے کم مقدار ایک رکعت ہے اور اس میں صرف قعدہ آخری کو مشروع رکھا گیا ہے جبکہ قعدہ اولیٰ کو ساقط کر دیا گیا ہے۔ اس سقوط سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اگر قعدہ اولیٰ رکن ہوتا تو یہ نماز کی کم سے کم مقدار میں ضرور شامل ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کا طریقہ ء نماز

عام طور پر دین سے ناواقفیت کی وجہ سے خواتین کے طریقہ ء نماز کو مردوں سے مختلف(Different) سمجھا جاتا ہے جب کہ شارع علیہ السلام سے اس قسم کا کوئی بھی حکم یا عمل صحت کے ساتھ قطعاً ثابت نہیں ہے۔ ارکانِ اسلام میں سے ہر عبادت کا طریقہ مرد و عورت کیلئے یکساں طور پر نافذ کیا گیا ہے۔ تمام عبادات میں کسی طریقہ ء عبادت کے مابین مرد اور عورت کے لیے کسی قسم کا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔

مثلاً حج کا طریقہ لیجئے :

طواف کہاں سے کہاں تک کرنا ہے............... ؟

صفا، مروہ کی سعی کہاں سے کہاں تک کرنی ہے...... ؟

منٰی میں کتنے دن قیام کرنا ہے.................... ؟

عرفات میں کب جانا ہے اور کب تک رکنا ہے...... ؟

وہاں سے مزدلفہ کب لوٹنا ہے..................... ؟

علٰی هذا القیاس عورت کیلئے بھی وہی حکم ہے جو مرد کیلئے ہے۔ البتہ لباس میں ضرور فرق رکھا گیا ہے، لیکن طریقہ ءِ ادائیگی میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔

(۲) روزہ کو لیجئے :

سحری کب کرنی ہے اور افطاری کب کرنی ہے...... ؟

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا ؟

مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔

(۳) زکوٰۃ کو لیجئے :

زکوٰۃ کیا ہے، اس کا نصاب کیا ہے ؟

کس مال پر فرض ہے اور کتنی مقدار میں دینی ہے ؟

اس کے طریقہ ءِ ادائیگی میں مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔

(۴) نماز کو لیجئے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کے طریقہء ادائیگی میں اور طریقہ ءِ وضو میں، نواقضِ وضو میں، تعدادِ رکعات میں، تعیین قبلہ میں، تعیین اوقات میں اور ہیئت نماز میں شریعت نے مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا۔

اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ صرف عورتوں کے نبی تھے اور نہ صرف مردوں کے، بلکہ آپ ﷺ جس طرح مردوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے اسی طرح عورتوں کی طرف بھی آپ ﷺ ہی مبعوث تھے۔

آپ ﷺ کا یہ حکم:

صلّوا کما رأیتمونی اصلّی

کہ تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح
تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حکم کی مخاطب پوری امتِ مسلمہ ہے جس میں خواتین اور مرد دونوں شامل ہیں۔

اس کی تائید اس حکم کے سیاق و سباق سے ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جیسی عمر کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہے ایک دن آپ ﷺ نے شفقت، محبت اور نرمی کے طور پر ہم سے ہمارے اہلِ خانہ کے بارے میں پوچھا ہم نے آپ ﷺ کو آگاہ کیا پس آپ ﷺ نے فرمایا:

ارْجِعوا الی اھلیکم فأقیموا فیھم وعلّموھم ومرُوھم

اپنے اہلِ خانہ کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں میں رہتے ہوئے انہیں تعلیم دو اور اچھی باتوں کا حکم کرو ....

اور کچھ ایسی باتوں کا بھی آپ ﷺ نے ذکر کیا جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا یا کچھ یاد رکھ سکا ہوں اور پھر فرمایا کہ تم نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جب وقت ہو جائے تم میں سے ایک اذان کہہ دے اور تم میں کوئی بڑا امام بن جائے۔

(بخاری کتاب الاذان ج ۱ ص ۸۸)

اِس حدیث پر غور فرمائیں کہ اُن بیس نوجوانوں کو جب آپ ﷺ نے اپنے خاندان والوں کی طرف لوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کا حکم دیا تو انہیں یہ ہدایت فرمائی کہ ان میں رہتے ہوئے انہیں اچھی تعلیم اور اچھے اخلاق سکھلاتے رہو، لیکن جب نماز سکھلانے کی بات آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح تم مجھے نماز پڑھتا دیکھ کر جارہے ہو اسی طرح پڑھتے رہنا یہ حکم بغیر کسی ابہام کے صریح اور تسلی بخش حکم ہے اس لئے کہ اہلِ خاندان میں صرف مرد ہی تو نہیں ہوتے بلکہ عورتیں بھی اہلِ خاندان کا ایک اہم حصہ ہوتی ہیں اور اگر خواتین کا طریقہ ءِ نماز مختلف ہوتا تو آپ ﷺ اُن بیس نوجوانوں کو یہ طریقہ اس امتیاز کے ساتھ بتاتے کہ جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے یہ مردوں کا طریقہ ءِ نماز ہے اور عورتوں کا طریقہ ءِ نماز اس سے مختلف ہے۔

آپ ﷺ کا امتیازی حکم صادر نہ فرمانا اور تمام اہلِ خاندان کیلئے عمومی طور پر ایک ہی حکم صادر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت اگر وہ اپنی نماز اور دیگر عبادات کا اللہ سے صلہ چاہتے ہیں تو اُن دونوں پر رسول اکرم ﷺ کے طریقہ ءِ بندگی کو اپنانا لازم ہوگا۔

بصورت دیگر عمل، محنت اور وقت کا ضیاع ہے۔

البتہ بعض مسائل جو خواتین و حضرات میں امتیازی تھے، شارع علیہ السلام نے ان مسائل میں اپنی زبانِ مبارک سے اُس امتیاز کو واضح فرمادیا ہے۔

وہ امور جن میں عورت مردوں سے مختلف ہے

(۱) نماز میں عورت کے ٹخنے ننگے نہ ہوں۔ (ابو داؤد ج ا ص ۹۴ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

(۲) نماز میں عورت کا سر کھلا نہ ہو۔ (ابو داؤد ج ا ص ۹۴)

(۳) مرد کا سر اگر ننگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (بخاری ج ا ص ۵۳ عن جابر رضی اللہ عنہ)

(۴) عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ (محلی ابنِ حزم ج ۳ ص ۱۳۵، ۱۳۶ عن علی رضی اللہ عنہ)

(۵) مرد عورت کی امامت کرا سکتا ہے۔ (محلی ابن حزم ج ۳ ص ۱۳۵، ۱۳۶ عن علی رضی اللہ عنہ)

(۶) امام کے بھولنے پر عورت تالی بجائے اور مرد سبحان اللہ کہے۔ (مسلم ج ا ص ۱۸۰ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۷) اگر عورت عورتوں کی امامت کرائے تو وہ صف کے وسط میں کھڑی ہوگی آگے نہیں۔

(بیہقی ج ۳ ص ۱۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) مشترکہ جماعت میں مردوں کی صفیں آگے ہوں گی اور خواتین کی سب سے پیچھے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۸۲)

(۹) عورت نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ مردوں کی جماعت میں تکبیر کہہ سکتی ہے۔ (محلی ابن حزم ج ۳ ص ۱۶۹)
البتہ عورتوں تک محدود ہو کر ایسا کر سکتی ہے۔

(۱۰) سجدہ سے اٹھتے وقت مرد پہلے اٹھیں اور خواتین بعد میں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲)

(۱۱) مسجد سے باہر جاتے وقت خواتین پہلے جائیں اور مرد بعد میں۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۹)

(۱۲) ایام ماہانہ میں نمازیں عورت پر معاف ہیں وہ قضا نہ کریں۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۶)

(۱۳) مرد صف میں اکیلا کھڑا نہیں ہو سکتا۔ (بلوغ المرام)

(۱۴) عورت اگر تنہا ہے تو وہ اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱)

(۱۵) اگر دو آدمی آپس میں جماعت کرائیں تو مقتدی دائیں جانب کھڑا ہو گا (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱)

(۱۶) اگر مرد و عورت جماعت کرائیں تو عورت ساتھ نہیں بلکہ پیچھے کھڑی ہو گی۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱)

(۱۷) مرد پر فرض نمازوں کیلئے اگر کوئی عذر مانع نہ ہو تو مسجد میں آنا فرض ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۸۹ مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

(۱۸) عورت پر مسجد میں آنا فرض نہیں ہے بلکہ گھر زیادہ بہتر ہے (ابوداؤد ج ۱ ص ۸۴)

(۱۹) مرد مسجد میں آتے وقت خوشبو استعمال کر سکتے ہیں جب کہ خواتین ہرگز نہیں کر سکتیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۸۳ عن زینب)

(۲۰) مردوں پر جمعہ فرض ہے، جبکہ خواتین کو رخصت ہے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳)

جہاں جہاں تفریق تھی شریعت نے واضح فرما دی اور اگر نماز کے طریقہ ادائیگی میں فرق ہوتا تو شریعت اسے بھی ضرور واضح فرماتی تمام امتیازی مقامات کو واضح فرمانا اور نماز ادا کرنے کے طریقہ میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تفریق نہ کرنا بلکہ اسے ایک ہی حکم سے یوں واضح فرمانا کہ تم نماز اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے، یہ حکم "مردوزن کی نماز" میں تفریق کو ختم کرتا ہے، لہٰذا عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں جو طریقہ رسول اکرم ﷺ کا رہا ہے، جسے ہم اس کتاب میں اچھی طرح واضح کر چکے ہیں۔

بعض روایات میں عورتوں کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنے کا جو ذکر آیا ہے وہ روایات سند کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہیں۔

نوٹ:-

اس مسئلہ پر اگر تفصیلی معلومات درکار ہوں تو بندہ کی کتاب "مردوزن کی نماز" کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

نماز میں جائز اُمور کا بیان

(۱) نماز میں اگر خشوع و خضوع کی بناء پر آنکھیں بند کرلی جائیں تو جائز ہے۔

(۲) امام کی کسی غلطی پر مقتدی اُسے لقمہ دے سکتا ہے۔............ (ابوداؤد)

(۳) فرش کے گرم ہونے یا دیگر عذر کی بناء پر کپڑے یا پگڑی کے کسی حصہ پر سجدہ کیا جاسکتا ہے۔............ (مسند احمد)

(۴) نماز میں خشیتِ الٰہی کے سبب رونا جائز ہے۔............ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

خرّوا سُجّدًا و بُکیًا: وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔............ (القرآن)

(۵) نماز کی حالت میں کسی موذی جانور (سانپ بچھو وغیرہ) کو مارا جاسکتا ہے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(۶) نفلی نماز میں کسی کو اطلاع کے طور پر کھنکھارنا جائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک خاص گھڑی میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا میں اجازت طلب کرتا آپ ﷺ اگر نماز میں ہوتے تو کھنکھار دیتے اور میں اندر داخل ہو جاتا اور اگر آپ ﷺ فارغ ہوتے تو وہ (اپنی زبان سے) اجازت دیتے۔ (نسائی)

(۷) نماز میں ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے۔............ (ترمذی، ابوداؤد، مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) مقتدی خواتین امام کی کسی غلطی پر اسے مطلع کرنے کے لئے تالی بجا سکتی ہیں۔ (ابو داؤد، نسائی)

(۹) نماز میں کسی ضرورت کے تحت انسانی بچے کو اٹھایا جا سکتا ہے رکوع اور سجدہ کے وقت بچے کو بٹھا لینا اور قیام کی حالت میں اسے اٹھا لینا دونوں جائز ہیں۔ .... (مسلم، نسائی)

(۱۰) ضرورت کے تحت بقدرِ ضرورت نماز میں آگے پیچھے دائیں اور بائیں چلا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے نماز پڑھ رہے تھے میں دروازے پر آئی تو آپ ﷺ نے نماز کی حالت میں دروازے تک چل کر دروازہ کھولا اور اپنی جگہ واپس نماز میں مصروف ہو گئے۔ .... (ابو داؤد، نسائی)

نوٹ:-

دروازہ اگر دائیں، بائیں یا سامنے کی طرف ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے اگر پیچھے کی طرف ہو تو قبلے کو پیٹھ کر کے نہیں کھولا جا سکتا۔ .... (دارقطنی)

(۱۱) دل میں اگر طرح طرح کے وسوسے اور خیالات آنے لگیں تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

چونکہ خیالات اور وسوسوں کے آنے میں انسان بے بس ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگتا ہے اور جب اذان ہو جاتی ہے تو پھر پلٹ کر واپس آتا ہے اور انسان کے دل میں طرح طرح کے خیالات لاتا ہے اور اسی بنیاد پر انسان نماز میں بھول بھی جاتا ہے۔ .... (بخاری، مسلم)

(۱۲) ضرورت کے تحت حالتِ نماز میں سجدہ کی جگہ پر پھونک ماری جا سکتی ہے (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

بلا ضرورت پھونک مارنا درست نہیں ہے کیونکہ سجدہ کی وجہ سے خاک آلود پیشانیاں اللہ کو بہت بھاتی ہیں۔ .... (مسند احمد)

(۱۳) حالتِ نماز میں سامنے یا دائیں بائیں نظر اٹھ جائے اور چہرہ نہ گھومے تو کوئی حرج نہیں ہے

صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک سجدہ نہ کرتے تھے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کی حالت میں نہ دیکھ لیتے۔

ظاہر ہے وہ نظریں آگے کی طرف اٹھاتے ہونگے جبھی رسول اللہ ﷺ نظر آتے تھے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کے وقت آپ ﷺ کا اپنی کھڑکی تک تشریف لانا پردہ اُٹھا کر دیکھنا اور صحابہ کرام کا اس طرف گردن گھمائے بغیر التفات کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے۔

البتہ بلا ضرورت اور عادتاً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔.................... (بخاری)

(۱۴) ننگے سر یا کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے اسی طرح پاک اور صاف جوتے پہن کر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

نوٹ:۔ ان دونوں باتوں کی تفصیل اسی کتاب کے باب نمبر ۳ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نماز میں ناجائز اُمور کا بیان

(۱) آسمان کی طرف دیکھنا حالتِ نماز میں جائز نہیں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ اپنی نگاہیں نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں انہیں باز آجانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں۔ (مسلم، نسائی)

(۲) پیشاب اور پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

(۳) نماز میں سر پر ڈالے ہوئے کپڑے یا کندھے پر ڈالے ہوئے کپڑے کو لپیٹے بغیر اوپر سے نیچے کی جانب اُسکے دونوں سروں کو لٹکا دینا سدل کہلاتا ہے اور یہ منع ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

(۴) پورے منہ پر کپڑا لپیٹ کر ڈاٹا باندھ لینا جائز نہیں ہے۔.................... (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۵) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا جائز نہیں ہے اور اس کا اطلاق اس وقت سے ہو جاتا ہے جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ مسجد سے خارج نہیں ہو جاتا۔.................... (مسند احمد)

(۶) خواتین یا پٹے رکھنے والے مردوں کا پیچھے سے جوڑا بنا لینا جائز نہیں ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

(۸) اپنے لباس، بدن یا بالوں سے کھیلتے رہنا جائز نہیں ہے۔.................... (بخاری، مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) نینداور غنودگی کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔.................... (بخاری، مسلم)

(۱۰) نماز میں اپنے سامنے یادائیں جانب تھوکنا منع ہے، اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو اپنے کپڑے کے پلو میں یافرش کے کچے ہونے کی صورت میں اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۱۱) اپنی طرف متوجہ کرنے والی اور نماز کی یکسوئی کو توڑ دینے والی کوئی چیز سامنے رکھ کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔.................................... (بخاری)

نماز کو باطل کرنے والے اُمور

(۱) دکھاوے اور ریاکاری کے طور پر نماز کا پڑھنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

کیونکہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے :

فاسجدوا لله واعبدوا

پس اللہ کیلئے سجدہ کرو اور اسی کیلئے

عبادت کرو۔.................(القرآن)

(۲) ایسا عمل جس کے کرنے سے دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔ (نووی)

(۳) سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف نماز ادا کرنا کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے اس امر سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ امتِ مسلمہ پر نماز کی ادائیگی اسی طرح فرض ہے جس طرح جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ نے ادا کی۔................ (بخاری)

(۴) نماز کے کسی اہم رکن (قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ آخری اور فاتحہ وغیرہ) کا چھوٹ جانا۔ (بخاری)

(۵) جس شخص نے ان ارکین کو ٹھیک سے ادا نہیں کیا تھا اسے رسول اکرم ﷺ نے تین بار نماز لوٹانے کا حکم دیا اور ان الفاظ سے حکم دیا کہ "دوبارہ نماز پڑھ تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی" اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ارکان کا اہتمام کے ساتھ ادا کرنا اور عین سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنا لازم ہے۔.................................. (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) نماز میں عمداً بول پڑنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔..................(بخاری، مسلم، ترمذی)

(٦) کھانا پینا اور ہنسنا بھی نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

نمازِ جنازہ اور اس کے مسائل

رسول اکرم ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو چھ حقوق بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک "جنازہ" ہے۔

ہر مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب وہ مرے تو دوسرے مسلمان اسلامی طریقے سے اس کے کفن دفن کا انتظام کر کے اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں۔

(۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مرنے والا زندوں کی کسی چیز کا اس قدر محتاج نہیں ہوتا جتنا وہ ان کی دعاؤں کا محتاج ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے میں مرنے والے کیلئے نہایت اخلاص کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔

(۳) رسول اکرم ﷺ جنازے میں پڑھی جانے والی دعاؤں کو اس قدر اہتمام اور اخلاص کے ساتھ پڑھتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رقت طاری ہو جاتی اور اُن دعاؤں کے سامنے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتیں حقیر اور بے قیمت ہو جایا کرتی تھیں۔

چنانچہ حدیثِ پاک میں وارد ہے، رسول اکرم ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھائی، اس میں اس قدر اخلاص کے ساتھ دعائیں کیں کہ پیچھے کھڑے ہوئے صحابی عوف بن مالکؓ یہ تمنا کرنے لگے "کاش اس میت کی جگہ میری میت ہوتی اور رسول اکرم ﷺ یہ دعائیں میرے لئے کرتے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامِ میت

(۱) قریب المرگ شخص کو لاالہ الا اللہ کی تلقین کریں .... (مسلم)

(۲) مریض یا میت کے پاس جا کر اچھی بات کی جائے کیونکہ فرشتے اس پر امین کہتے ہیں (مسلم)

(۳) جان نکلنے کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دیں اور چادر سے میت کو ڈھانپ دیں۔ (بخاری)

(۴) میت اگر مقروض ہے تو جس قدر جلد ممکن ہو اس کا قرض ادا کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

(۵) بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر میت کو غسل دیں اور تین یا پانچ مرتبہ پانی بہایا جائے
دائیں اعضاء پہلے دھوئے جائیں، نہلانے کی ابتداء وضو سے کریں
آخری مرتبہ پانی میں کافور بھی ڈالیں .... (بخاری۔ مسلم)

(۶) خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ (دار قطنی، نسائی، بیہقی، ابن ماجہ)

(۷) غسل دینے والا اگر میت میں کوئی عیب دیکھے تو اسے بیان نہ کرے۔ (بیہقی)

(۸) مرد کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیں۔ (ابو داؤد، بخاری)

(۹) عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیں، ان میں سے ایک کپڑے کو
دوپٹے کی طرح اڑھا دیں (بخاری، مسلم)

(۱۰) نمازِ جنازہ کے سری اور جہری دونوں طریقے مسنون ہیں (مشکوٰۃ)

(۱۱) نمازِ جنازہ مسجد کے اندر اور باہر دونوں جگہ مسنون ہے (بخاری، مسلم)

(۱۲) جنازے میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں ورنہ نمازِ جنازہ ادا نہ ہو گی (بخاری)

(۱۳) جنازے میں درودِ ابراہیمی اور مسنون دعائیں پڑھیں۔ ہر دعا اخلاص کے ساتھ پڑھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ تدفین ﴾

(۱) قبر اچھی، فراخ اور گہری بنائی جائے۔ .... (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

(۲) قبر ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہ بنائی جائے۔ .... (ابن حبان)

(۳) قبر کے اندر سے کھدائی کے وقت جو مٹی نکلی ہے
اس سے زیادہ مٹی اوپر نہ ڈالی جائے، قبر کو پکا نہ کیا جائے۔
اور نہ اس پر عمارت بنائی جائے اور نہ ہی اس پر کچھ لکھا جائے۔...... (مسلم، ترمذی، نسائی)

(۴) سورج کے طلوع کے وقت، غروب کے وقت
اور زوال کے وقت نہ تو جنازہ پڑھیں اور نہ ہی دفن کریں۔ .... (مسلم)

(۵) قبروں پر مسجدیں بنانا اور چراغ جلانا حرام ہے۔
اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے افعال پر لعنت فرمائی ہے۔ .... (ترمذی)

(۶) ضرورتاً ایک قبر میں ایک سے زیادہ میتیں بھی دفن کی جا سکتی ہیں۔ .... (بخاری)

(۷) دفن کے بعد کچھ دیر وہاں رکیں اور ہاتھ اٹھا کر میّت کی ثابت قدمی کی دعا کریں۔ (ابوداؤد)

﴿ نمازِ جنازہ کا طریقہ ﴾

لباس اور وضو وغیرہ کی وہی شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کیلئے ہیں میت کو سامنے اس طرح رکھا جائے کہ میّت امام اور قبلے کے درمیان ہو اور اس کا سرہانہ دائیں طرف ہو۔ (مسند احمد)

(۲) اگر میت مسلمان مرد کی ہو تو امام اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر میت کسی مسلمان عورت کی ہو تو امام اس کے وسط کے مقابل کھڑا ہو۔ (بخاری، مسلم)

(۳) امام کے پیچھے دیگر مقتدی صف بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ (بخاری، مسلم)

نوٹ:- عموماً جنازہ گاہوں اور مساجد میں جنازہ کی صف بندی کے وقت امام صاحب یہ اعلان کرتے ہیں کہ صفیں طاق عدد میں بنائی جائیں، حتیٰ کہ کم افراد ہونے کے سبب اگر دو صفیں پوری ہو رہی ہوں تو دوسری صف کو آدھا کر کے تیسری صف بنادی جاتی ہے تاکہ تین صفیں ہو کر طاق ہو سکیں جب کہ شارع علیہ السلام سے اس کے برعکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ہمیں حکم دیا کہ اُٹھو اور اپنے بھائی (نجاشی) کی نمازِ جنازہ پڑھو فقُمنافصفّناصفّين پس ہم کھڑے ہوئے اور دو صفیں بنائیں۔

(مسلم کتاب الجنائزباب التکبیرعلی المیت اربعا و الصفین ج١ ص٣٠٩)۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر طاق صفیں بنانا لازمی امر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو دو صفیں بنانے کی ہر گز اجازت نہ دیتے۔ ترمذی اور ابو داود میں موجود طاق صفوں والی روایت (عن مالک بن ہبیرہؓ) محمد بن اسحاقؒ کی عنعنہ کے سبب اور طبرانی کبیر والی روایت ابن لہیعہ کے سبب ضعیف ہے۔

(۴) امام اللہ اکبر کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر کوئی سورت بھی ملائے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

☆ سورۃ فاتحہ کی مزید بحث دیکھنی مقصود ہو تو اسی کتاب کے متعلقہ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) پھر اللہ اکبر کہیں اور درودِ ابراہیمی پڑھیں۔ (نسائی)

(۶) پھر تیسری تکبیر کہی جائے اور میت کی مغفرت کیلئے مسنون دعائیں پڑھی جائیں۔

جنازہ کی چند مسنون دعائیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَاوَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا
وَصَغِیْرِ نَا وَکَبِیْرِ نَا وَذَکَرِ نَا وَاُنْثَا نَا
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ
اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

(نسائی، ابن ابی شیبه)

اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں اور مردوں کو ہمارے موجودوں اور غائبوں کو ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو ہمارے مردوں اور عورتوں کو۔ اے اللہ تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو فوت کرے اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور میں نے آپ ﷺ کی دعا میں سے یاد کر لیا اور یہ تمنا کرنے لگا، کاش اس میت کی جگہ میری میت ہوتی (اور رسولِ اکرم ﷺ یہ دعائیں میرے لئے پڑھتے)۔

دعا کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ (مسلم)

اے اللہ اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اور اسے آرام پہنچا، اور اس سے درگزر فرما، اور اس کی عزت والی مہمانی فرما، اس کی قبر کشادہ فرما دے، اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اور اس کو گناہوں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، اسے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا اسے عطا کر دے، اور اسے جنت میں داخل فرما اور عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ فرما۔ (مسلم)

☆ نابالغ بچے کی میت کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَذُخْرًا وَاَجْرًا (بخاری)

اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے پیشوا، پیش رو، ذخیرہ اور اجر کا باعث بنا۔

مذکورہ دعاؤں کے علاوہ مزید دعائیں بھی کتب احادیث میں مرقوم ہیں جنہیں ہم طوالت کے خوف سے درج کرنے سے قاصر ہیں۔

☆ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں۔ چار سے زیادہ تکبیریں بھی مسنون ہیں۔

☆ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کر سکتے ہیں عبداللہ بن عمر کا اثر (جزء رفع الیدین بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اہلِ میّت ﴾

(۱) اہل میّت کے ہاں تعزیّت کے لیے جایا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
جو مؤمن کسی دوسرے مؤمن بھائی کو مصیبت کے وقت تسلی دلائے،
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عزّت کا لباس پہنائے گا۔ (ابن ماجہ)

(۲) اہل میّت کے ہاں تین دن تک کھانا پکا کر بھیجا جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۳) رنج اور صدمے کے وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا جائے۔ (بقرہ)
آپ ﷺ نے فرمایا جو اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر چیز عطا کرے گا۔ (مسلم)

(۴) کسی شخص کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جائے، البتہ بیوہ عورت اپنے خاوند کی وفات پر ۴ ماہ دس دن کا سوگ کرے۔ (بخاری، مسلم)

خلافِ شرع رسومات

۱- تدفین کے بعد اہل میّت کے ہاں جمع ہو کر دعوتیں اُڑانا،
۲- قبر پر اذان دینا،
۳- ہر چالیس قدم پر دعا کرنا،
۴- میّت کے ساتھ ضامن کے طور پر قرآنِ مجید دفن کرنا،
۵- تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلانا،
۶- سال بعد برسی منانا، حفاظ کے ذریعہ قرآن کے ختم کرانا،
۷- نوحہ کرنا، بین کرنا، گریباں پھاڑنا، سر میں مٹی ڈالنا،
۸- بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ کرنا،
۹- گھر میں تین دن تک چارپائی اور ہانڈی الٹی رکھنا،
۱۰- دورانِ سوگ چولہا جلانے کو حرام سمجھنا،
۱۱- تعزیت کے لیے آنے والے ہر شخص کے کہنے پر رَسمی اور رِواجی دعا کرنا،
۱۲- جنازے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- کفن پر کلمہ ٔ طیبہ یا دیگر کلمات کا لکھنا،

۱۴- جنازے کے ساتھ ساتھ با آواز بلند کلمے کا ورد کرنا یا نعتیں پڑھنا،

۱۵- قبر کو چونا گچ بنانا، قبر پر شیرینی بانٹنا، بکرا کاٹنا، دیئے جلانا، اگربتیاں لگانا،

۱۶- مجاور بٹھانا، عدت پوری ہونے پر بیوہ کی دعوتیں کرنا، بیوہ کو شہر میں گھمانا،

۱۷- زندگی بھر بیوہ کو بیوہ رہنے پر مجبور کرنا،

۱۸- جائیدادیں بچانے کے لیے بیوہ کا نکاح قرآن سے کر دینا،

۱۹- ہر جمعرات کو مرنے والے کی روح کی واپسی کا انتظار کرنا،

۲۰- اُس کے لیے شیرینی پکا کر رکھنا،

۲۱- چہلیاں پڑھنا، آیتِ کریمہ کے ختم کرانا،

۲۲- خواتین و حضرات میں پارے تقسیم کر کے ختم پڑھوانا،

۲۳- میّت کے سرہانے درودِ تاج، درودِ لکھی، درودِ ہزارہ اور دعاء گنج العرش اور نور نامہ پڑھنا،

۲۴- مُلّا نے کھلانا،

۲۵- ماتم کرنا،

۲۶- دفن کے بعد شجرہ نسب پڑھ کر سنانا

یہ سب افعال بدعت اور خلافِ شرع ہیں ان سے اجتناب ہر مسلمان پر لازم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلِ اسماء الحسنٰی

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا

اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام

قرآنِ مجید میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فادعوہُ بھا

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں پس ان اچھے ناموں سے اس کو پکارا کرو۔ (سورۃ اعراف)

اطمینانِ قلب کا مستند اور محفوظ ترین ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے،

اللہ کی صفات کے تقاضوں پر ایمان اور شعور کے ساتھ غور کریں اور ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالیں۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے :

یاایھا الذین آمنوا اذکرو اللہ ذکرًا کثیرًا وسبحوہ بکرتًا واصیلا (سورۃ احزاب:۴۲)

اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کیا کرو۔

رسول اکرم ﷺ نے ان ناموں کے فضائل بیان کرتے ہوئے انہیں یاد کرنے اور مستقل پڑھتے رہنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے!

اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں جو شخص انہیں یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام اسمِ اعظم ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اسمِ اعظم کا حوالہ دے کر اللہ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی مُراد کو پورا کر دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

اَللّٰہُ اسم ذات	اَلرَّحْمٰنُ بڑا مہربان	اَلرَّحِیْمُ نہایت رحم والا	اَلْمَلِکُ حقیقی بادشاہ
اَلْقُدُّوْسُ پاک ذات	اَلسَّلَامُ سلامتی کا مالک	اَلْمُؤْمِنُ امن وایمان کا مالک	اَلْمُھَیْمِنُ نگہبان
اَلْعَزِیْزُ سب پر غالب	اَلْجَبَّارُ زبردست	اَلْمُتَکَبِّرُ بڑائی والا	اَلْخَالِقُ پیدا کرنے والا
اَلْبَارِئُ جان ڈالنے والا	اَلْمُصَوِّرُ صورت بنانے والا	اَلْغَفَّارُ بخشنے والا	اَلْقَھَّارُ زبردست
اَلْوَھَّابُ عطا کرنے والا	اَلرَّزَّاقُ روزی دینے والا	اَلْفَتَّاحُ مشکل کشا	اَلْعَلِیْمُ جاننے والا
اَلْقَابِضُ روک دینے والا	اَلْبَاسِطُ کشادہ کرنے والا	اَلْخَافِضُ پست کردینے والا	اَلرَّافِعُ بلند کردینے والا
اَلْمُعِزُّ عزت دینے والا	اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا	اَلسَّمِیْعُ سننے والا	اَلْبَصِیْرُ دیکھنے والا
اَلْحَکَمُ حاکم	اَلْعَدْلُ انصاف کرنے والا	اَللَّطِیْفُ باریک بین	اَلْخَبِیْرُ باخبر (خبردار)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَلْحَلِیْمُ بڑا بردبار	اَلْعَظِیْمُ بزرگی والا	اَلْغَفُوْرُ بہت بخشنے والا	اَلشَّکُوْرُ قدردان
اَلْعَلِیُّ بلندیوں والا	اَلْکَبِیْرُ بہت بڑا	اَلْحَفِیْظُ سب کا محافظ	اَلْمُقِیْتُ قوت دینے والا
اَلْحَسِیْبُ کفایت کرنے والا	اَلْجَلِیْلُ بلند مرتبہ والا	اَلْکَرِیْمُ بہت کرم کرنے والا	اَلرَّقِیْبُ بڑا نگہبان
اَلْمُجِیْبُ قبول کرنے والا	اَلْوَاسِعُ وسعت والا	اَلْحَکِیْمُ بڑی حکمتوں والا	اَلْوَدُوْدُ بہت محبت کرنے والا
اَلْمَجِیْدُ بڑی بزرگی والا	اَلْبَاعِثُ مردوں کو اٹھانے والا	اَلشَّهِیْدُ گواہ	اَلْحَقُّ سچا
اَلْوَکِیْلُ بڑا کارساز	اَلْقَوِیُّ بڑی قوت والا	اَلْمَتِیْنُ مضبوط	اَلْوَلِیُّ بڑا حمایتی دوست
اَلْحَمِیْدُ تعریف کے لائق	اَلْمُحْصِی گھیرنے والا	اَلْمُبْدِئُ پہلی بار پیدا کرنے والا	اَلْمُعِیْدُ دوبارہ پیدا کرنے والا
اَلْمُحْیِی زندگی دینے والا	اَلْمُمِیْتُ موت دینے والا	اَلْحَیُّ ہمیشہ زندہ رہنے والا	اَلْقَیُّوْمُ ہمیشہ قائم رہنے والا

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْوَاجِدُ ہر چیز کو پانے والا	اَلْمَاجِدُ بزرگی اور بڑائی والا	اَلْوَاحِدُ اکیلا و یکتا	اَلْاَحَدُ اکیلا
اَلصَّمَدُ بے نیاز	اَلْقَادِرُ قدرت والا	اَلْمُقْتَدِرُ پوری قدرت والا	اَلْمُقَدِّمُ پہلے اور آگے کرنے والا
اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے کرنے والا	اَلْاَوَّلُ سب سے پہلے	اَلْاٰخِرُ سب کے بعد	اَلظَّاهِرُ ظاہر و آشکارا
اَلْبَاطِنُ پوشیدہ و پنہاں	اَلْوَالِیُ کارساز	اَلْمُتَعَالُ سب سے بلند و برتر	اَلْبَرُّ نیک سلوک کرنے والا
اَلتَّوَّابُ توبہ قبول کرنے والا	اَلْمُنْتَقِمُ بدلہ لینے والا	اَلْعَفُوُّ معاف کرنے والا	اَلرَّؤُفُ بہت بڑا مشفق
مَالِكُ الْمُلْكِ ملکوں کا مالک	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بزرگی اور سخاوت والا	اَلْمُقْسِطُ انصاف کرنے والا	اَلْجَامِعُ سب کو جمع کرنے والا
اَلْغَنِیُّ بے پرواہ	اَلْمُغْنِیُ غنی کر دینے والا	اَلْمَانِعُ روک دینے والا	اَلضَّارُّ ضرر کا مالک
اَلنَّافِعُ نفع پہنچانے والا	اَلنُّوْرُ روشنی والا	اَلْهَادِیْ ہدایت دینے والا	اَلْبَدِيْعُ نئے سرے سے بنانے والا
اَلْبَاقِیْ ہمیشہ رہنے والا	اَلْوَارِثُ ہر چیز کا مالک	اَلرَّشِيْدُ رشد و ہدایت والا	اَلصَّبُوْرُ بڑے صبر و تحمل والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعاءِ قنوت

وتر کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد یا رکوع سے پہلے دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہے (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ
وَتَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ
وَقِنِىْ شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ
اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ
تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ۝ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے جن کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے ان لوگوں میں عافیت دے جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے دوست بنا ان لوگوں میں جن کو تو نے دوست بنایا ہے اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت ڈال۔ اور مجھے اس چیز کے شر سے بچا جو تو نے مقدر کی ہے بے شک تو حکم کرنے والا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ بے شک وہ ذلیل نہیں ہو سکتا جسے تو دوست بنائے اور نہیں عزت پا سکتا جسے تو دشمن بنائے اے ہمارے پروردگار تو برکت والا اور بلندی والا ہے ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں نبی اکرم ﷺ کی ذات پر

۱۔ (تحت الخط الفاظ صرف ابو داؤد میں ہیں ص ۲۰۲)

۲۔ سنن بیہقی میں نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ کے الفاظ بھی وارد ہیں

۳۔ علامہ شوکانیؒ نے تحفۃ الذاکرین میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِىِّ کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

نوٹ دُعاءِ قنوت وتروں کا لازمی جز نہیں ہے، سہواً یا عمداً چھوٹ جانے کی صورت میں کسی قسم کا کفارہ یا سجدہ سہو لازم نہیں آتا (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُنُوتِ نازلہ

﴿پڑھنے کا طریقہ اور دعا﴾

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ الْجِدَّ ، اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ، اَللّٰھُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِیْنَ ، وَاَلْقِ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ ، وَخَالِفْ بَیْنَ كَلِمَتِھِمْ ، وَاَنْزِلْ عَلَیْھِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ ، اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ اَھْلِ الْكِتَابِ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَیُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَاَوْزِعْھُمْ اَنْ یَّشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ، وَاَنْ یُّوْفُوْا بِعَھْدِكَ الَّذِیْ عَاھَدْتَّھُمْ عَلَیْهِ وَتَوَفَّھُمْ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِكَ ، وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَعَدُوِّھِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ ! وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری بہترین ثناء بیان کرتے ہیں ہم تیری نہ شکری نہیں کرتے ہیں بلکہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم تیری نافرمانی کرنے والوں کو الگ کر کے انھیں چھوڑ دیتے ہیں اے اللہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم کوشش کرتے ہیں اور تیری اطاعت میں ہم جلدی کرتے ہیں ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے سخت ترین عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا سخت ترین عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے اے اللہ کفار اور مشرکین کو مبتلائے عذاب کر دے ان کے دلوں میں رعب ڈال دے، ان کی بات میں اختلاف پیدا کر دے، ان پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما، اے اللہ اہل کتاب کافروں کو عذاب میں مبتلا کر دے جو تیرے راستے سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے، اے اللہ ان کے تعلقات کی اصلاح فرما، ان کے دلوں میں محبت ڈال دے، اور ان کے دلوں میں ایمان اور حکمت بھر دے، اور انھیں توفیق دے کہ تیری عطا کردہ نعمت پر شکر ادا کرے، اور تیرے لیے گئے وعدہ کو نبھا سکے، اور انھیں اپنے رسولوں کی ملت پر موت دے اپنے اور ان کے دشمن کے مقابلے میں ان کی مدد فرما، اے معبود برحق ہمیں بھی انھیں میں سے بنا دے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

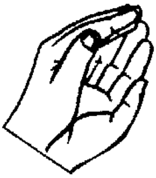

یا رحمٰن یا رحیم

بارگاہِ ایزدی میں التجا

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

اے اللہ! ہم پر حق کی حقانیت واضح فرما! اور ہمیں اس کی اتباع نصیب فرما!

اور ہم پر باطل کا بطلان واضح فرما! اور ہمیں اس سے اجتناب نصیب فرما!

اے اللہ! ہمیں اپنے رسول ؐ کا اسوہ نصیب فرما! اے اللہ! ہماری خطاؤں سے درگزر فرما!

اے اللہ! ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرما! اے اللہ! ہماری مشکلات آسان فرما!

اے اللہ! اپنے حبیب کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر نصیب فرما!

اے اللہ! قیامت کے دن اپنے نبی کی شفاعت سے بہرہ مند فرما!

اے اللہ! ہمیں اور ہماری اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچالے!

اے اللہ! ہم سب کو اپنے سچے دین اسلام کے رنگ میں رنگ دے!

اے اللہ! ہماری ظاہری و باطنی تمام تقصیرات کو معاف فرما!

اے اللہ! ہمیں حرام سے بچا اور حلال میں برکت عطا فرما! ہمارے بچوں کو ہماری آخرت کا ذخیرہ بنا!

اے اللہ! ہمارے بڑے بزرگ جو فوت ہو چکے ہیں ان کی خطاؤں سے درگزر فرما!

اے اللہ! ان کی قبریں منور فرما! ان کی قبروں کو وسعت عطا فرما!

انہیں عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے بچا! انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما!

صراطِ حق کا راہی یارب ہمیں بنادے!

کرلے قبول یارب یہ التجا ہماری! (آمین الٰہ الحق آمین)

طالبِ دعا:

﴿ ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

جس نے کیا پیدا تجھے عقل و ہنر بخشا تجھے
حق چاہئے اس کا تجھے کرنا ادا اے بے نماز

کرتا نہیں سجدہ اگر روزہ نہ رب کی نوچ کر
اس کی زمیں کو چھوڑ کر تو گھر بنا اے بے نماز

کیا حال ہے ابلیس کا وہ کس قدر مقبول تھا
سجدہ سے جب منکر ہوا راندا گیا اے بے نماز

ختنہ کرانے سے تیرے داڑھی بڑھانے سے تیرے
کیونکر مسلمانی ملے، سر کو جھکا اے بے نماز

ساتوں فلک اور یہ زمیں لوح و قلم عرشِ بریں
سجدے میں ہے سب کی جبیں پیشِ خدا اے بے نماز

حورو ملک، شمس و قمر، خشکی، تری کے جانور
کرتے ہیں سب شام و سحر سجدہ ادا اے بے نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المصادر والمراجع

	الکتب	المصنفین / المطابع
1	القرآن الکریم	
2	احسن البیان	(مجمع الملک فهد)
3	احسن التفاسیر	احمد حسن دهلویؒ (لاهور)
4	تفهیم القرآن	(مودودیؒ) ترجمان القرآن لاهور
5	الصحیح للبخاری	نور محمد کراچی
6	الصحیح للمسلم	نور محمد کراچی
7	جامع الترمذی	میر محمد کراچی
8	سنن ابو داؤد	میر محمد کراچی
9	سنن نسائی	قدیمی کراچی
10	سنن ابن ماجه	احیاء السنه (سرگودھا)
11	مسند احمد	دار الفکر (بیروت)
12	طحاوی	میر محمد کراچی
13	انمحلی	علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلیسی (دار الفکر بیروت)
14	نیل الاوطار	علامه شوکانیؒ (مصر)
15	سنن بیهقی	حافظ ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیهقی (دار الفکر بیروت)
16	تحفة الاحوذی	علامه مبارک پوریؒ (ملتان)
17	دار قطنی مع مغنی	(لاهور)
18	مصنف عبدالرزاق	ابو بکر عبدالرزاق (بیروت)
19	المنتقی	عبدالله بن علی بن الجارود سانگله هل
20	عون المعبود	علامه عظیم آبادیؒ
21	مشکوٰة المصابیح	(ایچ ایم سعید کراچی)
22	مرعاة المفاتیح	(علامه عبید الله مبارك پوریؒ)
23	تحقیق المشکوٰة	للالبانیؒ
24	مستدرك للحاکم	محمد بن عبدالله الحاکم دار الکتب بیروت
25	مصنف ابن ابی شیبه	حافظ عبدالله بن محمد بن ابی شیبه (دار الفکر بیروت)
26	الطبرانی	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی (ریاض)
27	مؤطا للامام مالكؒ	میر محمد کراچی
28	ارواء الغلیل	(علامه البانیؒ)
29	تمام المنة	(علامه البانیؒ)
30	بلوغ المرام	ابن حجرؒ (طارق اکیڈمی لائل پور)
31	ابن حبان	علاء الدین بن سلیمان (سانگله هل)
32	تقریب التهذیب	ابن حجرؒ (شیش محل لاهور)
33	تهذیب التهذیب	ابن حجرؒ (نشر السنه لاهور)
34	میزان الاعتدال	امام ابو عبدالله محمد بن عبدالله الذهبی (سانگله هل)
35	فتح الباری	علامه حافظ ابن حجرؒ
36	عمدة القاری	علامه عینیؒ
37	فیض الباری	انور شاه کاشمیریؒ
38	فتاوٰی شامی	علامه شامی
39	فتح القدیر	(ابن همام) کوئٹه
40	نصب الرایه	امام ذیلعیؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر	الکتب	المصنفین / المطابع
41	الاصل	(محمد بن الحسن الشیبانی)
42	معالم السنن	(علامہ خطابی)
43	تلخیص الحبیر	(علامہ حافظ ابن حجرؒ)
44	ہدایہ	برہان الدین ابوالحسن (ملتان)
45	شرح السنّۃ	للامام البغویؒ (المکتبۃ المکرمۃ)
46	امام الکلام	عبدالحیؒ (گوجرانوالہ)
47	قیام اللیل	محمد بن نصر المروزی (لاہور)
48	کتاب القرأۃ للبیہقی	(گوجرانوالہ)
49	جزء القرأۃ للبخاری	(شیش محل لاہور)
50	تحقیق الکلام	مبارک پوریؒ سانگلہ ہل
51	توضیح الکلام	علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد
52	صلوٰۃ النبیؐ	علامہ البانیؒ
53	جز رفع الیدین للامام البخاریؒ	
54	تاریخ ابن کثیر	مترجم
55	تاریخ ابن خلدون	مترجم عبدالرحمن بن خلدون (کراچی)
56	سیرت النبیؐ	علامہ شبلی اردو بازار لاہور
57	الرحیق المختوم	علامہ صفی الرحمن مبارک پوری حفظہ اللہ (لاہور)
58	تاریخ الاسلام والمسلمین	مسعود احمد بی ایس سی کراچی
59	احکام العیدین	حافظ ابو بکر جعفر محمد بن حسن الفریابی (بیروت)
60	منہاج المسلم	مترجم (دارالسلام لاہور)
61	منہاج المسلمین	مسعود احمد کراچی
62	فقہ السنہ	عاصم الحداد (لاہور)
63	معجم المفہرس	لالفاظ الحدیث (لندن)
64	معجم المفہرس	لالفاظ القرآن محمد فواد عبدالباقی
65	مضامین قرآن	زاہد ملک اسلام آباد
66	اسلامی دستور حیات	غلام احمد حریری
67	جاء الحق	مفتی احمد یار نعیمی گجرات
68	دین الحق	مولانا داؤد ارشد لاہور
69	اسلامی تعلیم	عبدالسلام بستویؒ لاہور
70	انوار مصابیح	نذیر احمد صاحب رحمانی سبحانی اکیڈمی لاہور
71	صلوٰۃ الرسول	(محقق) مولانا عبدالرؤف
72	خطباتِ بہاولپور	ڈاکٹر حمید اللہ (والنبی) ادارہ تحقیقات اسلام آباد
73	چند جماعتی رسائل اور دیگر کتب ہائے مختلفہ	
74	ذاتی ڈائری	سے اقتباسات

☆☆☆

11927

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی اہم یادداشت

شمار	یادداشت	صفحہ
1		
2		
3		
4		
5		
6		
7		
8		
9		
10		
11		
12		
13		
14		
15		
16		
17		
18		
19		
20		
21		
22		
23		
24		
25		
26		
27		
28		
29		
30		
31		
32		
33		
34		
35		
36		
37		
38		
39		
40		

نوٹ: کتاب کے مطالعہ کے دوران اگر ضرورت کی کوئی بات نظر سے گزرے تو دوبارہ تلاش سے بچنے کیلئے اس کا صفحہ نمبر یہاں درج فرما سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف کی دیگر کتب

طبع شدہ

مہد سے لحد تک

مردوزن کی نماز

صلوۃ النبی ﷺ کے حسین مناظر

زیرِ طبع

پہلا زینہ

پرویزیت اور اسلام

مرزائیت اور اسلام

منبر کی پکار

بدنام مجاہد

www.KitaboSunnat.com

جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب کا اسلوبِ بیان سادہ،

سلیس، رواں، واضح اور جاذبِ نظر ہے، مختلف مسائل

کا جس عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے اس نے اس کتاب کی نوعیت اور

حیثیت کو ایک قاموسی شکل عطا کر دی ہے۔ اس کوشش کو ہم بڑے اعتماد

کے ساتھ نماز کا مسنون انسائیکلوپیڈیا قرار دے سکتے ہیں مسائلِ نماز کے ضمن میں

فاضل مصنف نے مختلف مواقع پر اس انتشار اور اضطراب کو بھی رفع کرنے کی کوشش

کی ہے جو نماز کے کسی ایک موضوع پر پائے جانے والے دلائل کے اختلاف سے پیدا

ہوتا ہے۔ اس موقع پر اس کتاب کے فاضل مصنف نے تمام روایات اور اسناد کا

علوم الحدیث کے حوالے سے جرح و تعدیل کا ایک مصدقہ معیار پیشِ نظر رکھتے ہوئے

ترجیحی معیارِ عمل کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

مصنف کی اس کوشش کے دوران اصلاحِ عقائد کے بھی بہت سے مسائل حل ہوتے

چلے جاتے ہیں اس کتاب کا سب سے نمایاں پہلو جو پڑھنے والے کو حد درجہ متاثر

کرتا ہے وہ یہ کہ اس سے مسلکی تعصبات کو کم کرنے اور اُمت کو ایک متفقہ

دستورِ صلوٰۃ پر لانے کے نبوی منہج کو پیش کرنے کی

مستحسن کوشش کی ہے۔

پروفیسر عبد الجبار شاکر